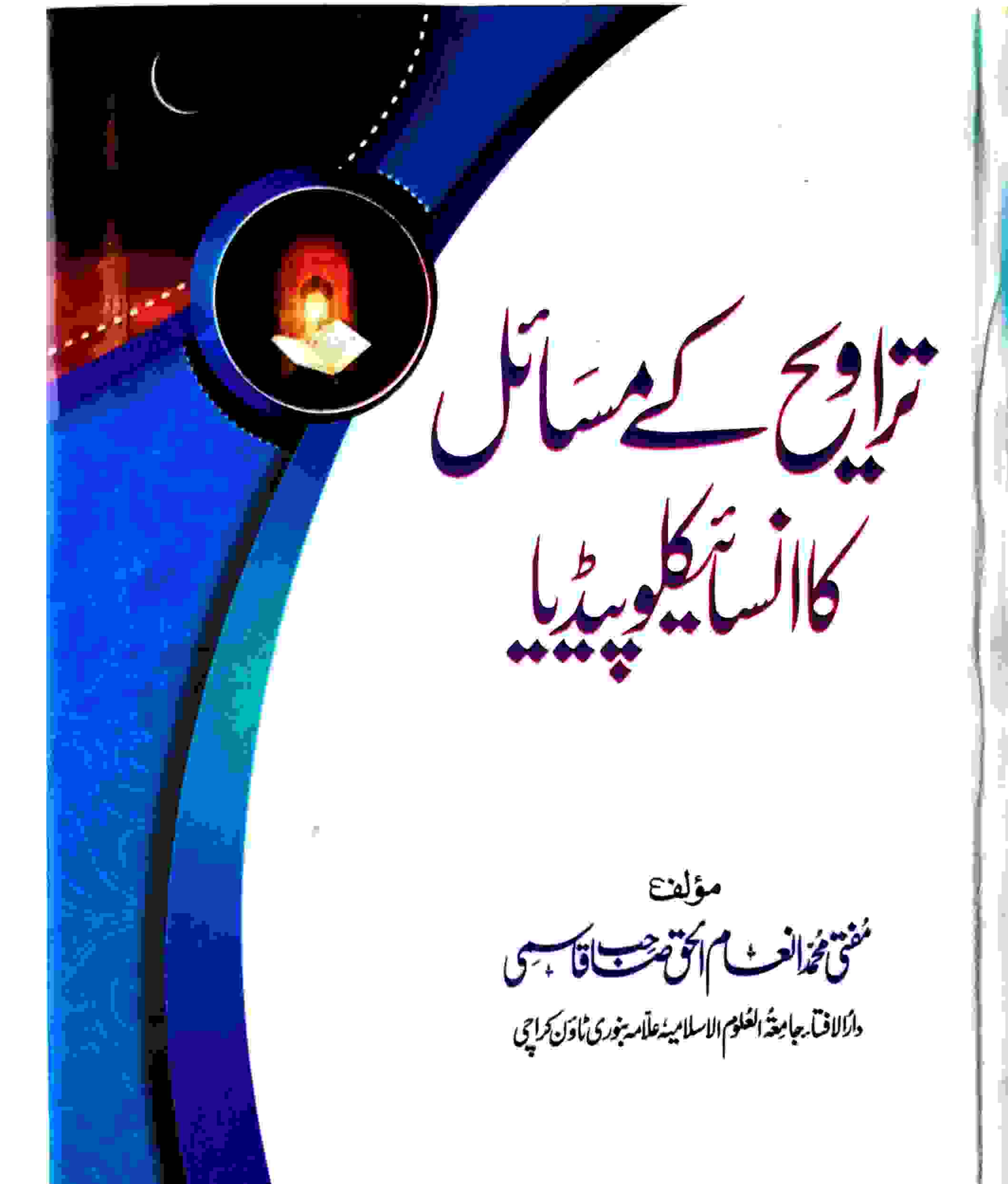


تراویح کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

رمضان المبارک تمام مہینوں میں سب سے زیادہ برکت والا مہینہ ہے، اتنی رحمتیں اور برکتیں کسی اور مہینے میں نازل نہیں ہوتیں، اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اس مہینہ میں جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور سرکش شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے، رزق میں فراوانی کر دی جاتی ہے، صحت وتندرستی کو نئی زندگی ملتی ہے، جسم کو نقصان دینے والی چیزیں نکال دی جاتی ہیں، نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے، تلاوت کی آوازیں ہر طرف سے آتی ہیں، مسجدیں بھی آباد، گھروں میں بھی عبادتوں کی بہار ہوتی ہے، ہر آدمی کچھ نہ کچھ ثواب کمانے کی فکر کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے دن میں روزہ کی عبادت اور رات میں تراویح کا اضافہ قدر دانوں کے لیے ایک الگ نعمت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز مسجدِ نبوی میں تین دن جماعت کے ساتھ ادا کی، پھر اس کے بعد صحابۂ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کو سمجھتے ہوئے بیس رکعات تراویح کی نماز رمضان المبارک کی ہر رات میں پابندی سے ادا کرتے رہے اور اب تک امّت ادا کرتی آ رہی ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، جب تک مسلمان زندہ رہیں گے تراویح کا سلسلہ جاری رہے گا۔

عجیب بات ہے کہ رمضان المبارک میں ایک طرف اجر بھی زیادہ، رحمتیں اور برکتیں بھی زیادہ تو دوسرے مہینوں کی بنسبت رات دن کی عبادت میں اضافہ، دن میں روزہ، رات میں دوسری نمازوں کے علاوہ تراویح کا اضافہ تاکہ لوگوں کا دامن نیکیوں سے خوب بھر جائے اور آخرت میں کام آئے۔

آج جو لوگ بیس رکعات تراویح پڑھ رہے ہیں کل قیامت کے دن اُن کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہیں ہوگی، کیونکہ یہ جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے

راشدین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کرنے والی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین!!!

چونکہ یہ خاص عبادت پورے سال میں صرف ایک مہینہ کے لیے لازم ہوتی ہے، اس لیے اس کے مسائل سے بھی عام طور پر لوگ ناواقف ہوتے ہیں، اور جو واقف ہوتے ہیں اُن کے ذہن میں بھی کبھی مسئلہ ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا، اس لیے بندہ نے تراویح کے ممکنہ مسائل کو ایک جگہ پر حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کر دیا ہے، تاکہ نکالنے، سمجھنے اور عمل کرنے میں آسانی ہو۔

آخر میں مفتی محمد ولی اللہ حسین، محمد یوسف انور اور مرزوق انعام اور اس کتاب کی تخریج سے لے کر طباعت تک کے تمام مراحل میں تعاون کرنے والے دیگر تمام حضرات کا بھی شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو دنیا و آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبول فرما کر دنیا میں صدقہ جاریہ اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے، آمین!!!

محمد انعام الحق قاسمی

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علّامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

۱۰/۵/۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

تراویح کا معنیٰ

تراویح، "ترویحة" کی جمع ہے، اور ترویحہ ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں، جیسے "تسلیمة" ایک دفعہ سلام پھیرنے کو کہتے ہیں۔[۱]

اور شریعت کی اصطلاح میں تراویح کی نماز وہ نماز ہے جو سنت مؤکدہ ہے اور رمضان المبارک کی راتوں میں عشاء کی نماز بعد سے صبح صادق کے درمیان جماعت کے ساتھ یا اکیلے پڑھی جاتی ہے، اور عام رواج عشاء کی نماز کے بعد متصل پڑھنے کا ہے۔[۲]

"تراویح" نام رکھنے کی وجہ

اور تراویح کی نماز کو تراویح کے لفظ کے ساتھ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پہلی مرتبہ اس نماز کو ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے تو وہ ہر دو سلام (چار رکعتوں) کے بعد ترویحہ یعنی آرام اور وقفہ کرتے تھے۔[۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چار رکعت

---

(۱) التراویح جمع ترویحة وهی المرة الواحدة من الراحة کتسلیمة من السلام. (فتح الباری: ۴/۲۵۰، کتاب صلوٰة التراویح، ط: دار المعارفة بیروت ۱۳۷۹ھج)

(۲) التراویح هی قیام رمضان، ثم التراویح جمع ترویحة...... سمیت الصلاة جماعة فی لیالی رمضان تراویح لأنهم أول ما اجتمعوا علیها کانوا یستریحون بین کل تسلیمتین. (اوجز المسالک: ۲/۵۱۴، کتاب الصلاة فی رمضان، باب ما جاء فی قیام رمضان، ط: مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی، اعظم گڑھ ھند)

(۳) سمیت الصلوة فی الجماعة فی لیالی رمضان التراویح لأنهم اول مااجتمعوا علیها کانوا یستریحون بین کل تسلیمتین. (فتح الباری، ۴/۲۵۰، کتاب صلوٰة التراویح، ط: دار المعارفة بیروت ۱۳۷۹ ھج)

پڑھتے، پھر کچھ دیر آرام کرتے، پھر بہت دیر تک ایسے نماز پڑھتے، یہاں تک کہ مجھے ان پر رحم آتا تو میں عرض کرتی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف فرمادیں ہیں (تو اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رمضان میں ہمیں دو ترویحوں کے درمیان اتنی دیر راحت کا موقع دیتے تھے کہ جتنی دیر میں آدمی مسجد نبوی سے سلع نامی پہاڑ تک جاسکے۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کے الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے زمانے میں بھی استعمال ہوتے رہے ہیں۔

تراویح کی نماز کی ابتدا

تراویح کی نماز سب سے پہلے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمائی، اس کے بعد دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں صحابۂ کرام وغیرہ کو ایک جماعت پر جمع فرمایا۔ (۳)

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى أربع ركعات فى الليل ثم يتروح، فأطال حتى رحمته فقلت: بأبى أنت وأمي يا رسول الله! قد غفر الله لک ماتقدم من ذنبک وما تأخر، قال: أفلا أكون عبداً شكوراً. (السنن الكبرى للبيهقى: ۴۹۷/۲، كتاب الصلاة، باب ماروى فى عدد ركعات القيام فى شهر رمضان، [رقم الحديث: ۴۸۰۷]، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة فى الهند ببلد حيدر آباد ۱۳۴۴ هج)

(۲) "كان عمر بن الخطاب رضى الله عنه يروحنا فى رمضان يعنى بين الترويحتين قدر ما يذهب الرجل من المسجد الى سلع". (السنن الكبرى للبيهقى: ۴۹۷/۲، كتاب الصلوة، باب ماروى فى عدد ركعات القيام فى شهر رمضان، رقم الحديث: ۴۸۰۶، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة فى الهند ببلد حيدر آباد ۱۳۴۴ هج)

— وكذا فى كنز العمال: ۴۰۹/۸، كتاب الصلوة، صلاة التراويح. (رقم الحديث: ۲۳۴۷۲، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، ۱۳۹۹ھ - ۱۹۷۹م)

(۳) مسالة: قال: وقيام شهر رمضان عشرون ركعة يعنى صلاة التراويح، وهى سنة مؤكدة، وأول من سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال ابوهريرة رضى الله عنه كان رسول الله عليه وسلم يرغب =

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت اس لیے کی جاتی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع فرمایا۔(۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۹ھ میں ہوا،(۲) پانچ سال تک وہ خود بھی بیس رکعات پڑھاتے رہے، اور دوسرے حضرات بھی بیس رکعت پڑھتے رہے، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی نے اس دوران کسی بھی روایت کو بیس رکعت والی روایت کے خلاف پیش نہیں کیا۔

تراویح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں صرف تین رات تراویح کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا فرمایا،(۳) پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اندیشہ سے

= فی قیام رمضان من غیر أن یأمرهم فیه بعزیمة فیقول:"من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه" و "قالت عائشة رضی الله عنها:صلی النبی صلی الله علیه وسلم فی المسجد ذات لیلة فصلی بصلاته ناس ثم صلی من القابلة وکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلة الثالثة أو الرابعة فلم یخرج الیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما أصبح قال:قد رأیت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا أنی خشیت أن تفرض علیکم".......... وعن أبی هریرة رضی الله عنه قال:"خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا الناس فی رمضان یصلون فی ناحیة المسجد فقال:ما هؤلاء؟ قیل هؤلاء ناس لیس معهم قرآن وأبی بن کعب یصلی بهم و هم یصلون بصلاته فقال النبی صلی الله علیه وسلم:أصابوا ونعم ما صنعوا" رواه أبو داؤد وقال رواه مسلم بن خالد وهو ضعیف ونسبت التراویح الی عمر ابن الخطاب رضی الله عنه لأنه جمع الناس علی أبی بن کعب فکان یصلیها بهم.(المغنی فی فقه الامام أحمد بن حنبل الشیبانی: ۱/۸۳۳،کتاب الصلاة، مسألة وفصول حکم صلاة التراویح، ط: دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵هج الطبعة الأولیٰ)

(۱) انظر الحاشیة السابقة رقم: ۳ (مسألة:قال:وقیام شهر رمضان عشرون).

(۲) وقال أبو عمر:مات سنة تسع عشرة.(اسد الغابه: ۱/۵۰،ترجمه (أبی بن کعب) ط: المکتبة الاسلامیة بطهران ۱۳۷۷هج)

(۳) عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم أن رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی فی المسجد ذات لیلة فصلی بصلاته ناس ثم صلی اللیلة القابلة (...... والظاهر أنها لیلة خمس وعشرین) فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلة الثالثة أو الرابعة (...... ولمسلم بروایة یونس عن الزهری: فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اللیلة الثانیة فصلوا معه، =

اس کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا ترک کر دیا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ ہو جائے، اور صحابۂ کرام کو اپنے اپنے گھروں میں انفرادی طور پر نماز پڑھنے کی تاکید فرما دی، (۱) اور خود بھی وفات تک اس کو گھر میں ہی پڑھتے رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تین دن کی نماز کو متعدد صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (۲)

= فاصبح الناس يذكرون ذلك، فكثر اهل المسجد من الليلة الثالثة،فصلو ابصلاته فلما كانت الليلة الرابعة عجز المسجد عن اهله......) فلم يخرج اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم.....الخ (اوجز المسالك مع مؤطا مالك:۲/ ۵۰۰، ۵۰۱، كتاب الصلاة في رمضان،باب الترغيب في صلاة في رمضان، ط: مركز الشيخ ابي الحسن الندوى هند)

(۱) عن زيد بن ثابت رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم اتخذ حجرة في المسجد من حصير، فصلى فيها ليالي:حتى اجتمع عليه ناس،ثم فقلوا صوته ليلة،وظنوا أنه قد نام،فجعل بعضهم يتنحنح ليخرج اليهم، فقال: "مازال بكم الذى رأيت من صنيعتكم،حتى خشيت أن يكتب عليكم، ولو كتب عليكم ماقمتم به، فصلوا أيها الناس! في بيوتكم فان أفضل صلاة المرء في بيته الا الصلاة المكتوبة، متفق عليه. (مشكوة المصابيح: ص: ۱۱۴، كتاب الصلاة،باب قيام شهر رمضان، الفصل الأول، ط: قديمى)

ـــ اعلاء السنن:۷/ ۵۷،۵۸،كتاب الصلاة،باب التراويح،ط:ادارةالقرآن.

(۲) واكثر اهل العلم على ماروى عن عمر وعلى وغيرهما من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة،وهو قول الثورى وابن المبارك والشافعي،وقال الشافعي،وهكذا ادركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة،..... وفى الباب عن عائشة والنعمان بن بشير وابن عباس. (سنن الترمذى:۳/ ۱۶۹،ابواب الصوم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم،باب ماجاء فى قيام شهر رمضان،رقم الحديث: ۸۰۶،ط:داراحياء التراث العربى:بيروت)

ـــ ثم مأخوذ الأئمة الأربعة من عشرين ركعة هو عمل الفاروق الأعظم.....وأما فعل الفاروق فقد تلقاه الأمة بالقبول واستقر أمر التراويح فى السنة الثانية فى عهد عمر.....أقول:ان السنة الخلفاء الراشدين أيضا تكون سنة الشريعة لما فى الأصول أن السنة سنة الخلفاء وسننه،وقد صحّ فى الحديث:"عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين" فيكون فعل الفاروق الأعظم أيضا سنة، ثم قيل ان شروع التراويح أول الليلة من سنة عمر،وأقول:انه من سنة النبى صلى الله عليه وسلم كمايدل حديث الباب وحديث عائشة وجابر وزيد،ثم هل يجب بلوغ عشرين ركعة الى صاحب الشريعة أم يكفى فعل عمر،ولا يطلب رفعه الى صاحب الشريعة؟ ففى التاتارخانية:سأل أبو يوسف أباحنيفة:أن اعلان عمر بعشرين ركعة هل كان له عهد منه؟قال أبو حنيفة :ماكان عمر مبتدعا،أى لعله يكون له عهد، =

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (۱)

یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ صحیح اور قوی ہے کیونکہ تمام صحابۂ کرام نے اس حدیث کے مطابق تراویح کی نماز پڑھی ہے، بلکہ اس حدیث کی صحت پر صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے دور میں اجماع ہو چکا ہے۔ (۲)

= فدل على أن عشرين ركعة لابد من أن يكون لها اصل منه وان لم يبلغنا بالاسناد القوى. (العرف الشذى للامام الكشميري، شرح سنن الترمذى: ۱/۱۶۶، أبواب الصوم، باب ماجاء فى قيام شهر رمضان، ط: قديمى)

(۱) عن ابن عباس رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى فى رمضان عشرين ركعة والوتر. (مصنف ابن ابى شيبة: ۵/۲۲۵، كتاب الصلاة، كم يصلى فى رمضان من ركعة، رقم الحديث: ۷۷۷۴، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراتشى، الطبعة الثانية ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م)

ـ المعجم الكبير للطبرانى: ۱۱/۳۹۳، أحاديث عبد الله بن عباس، رقم الحديث: ۱۲۱۰۲، ط: مكتبة العلوم والحكم، الموصل، الطبعة الثانية ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۳م.

ـــ المطالب العالية للحافظ ابن حجر العسقلانى: ۳/۲۱، كتاب الصلوٰة، كتاب النوافل، باب قيام رمضان، رقم الحديث: ۶۱۳، ط: مؤسسة قرطبه، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷م.

(۲) وأما عدد ماصلى فيه فقال الزرقانى فى حديث ضعيف عن ابن عباس رضى الله عنه أنه صلى عشرين ركعة والوتر، أخرجه ابن أبى شيبة والطبرانى...... قلت وماقيل، ان حديث جابر أصح من حديث ابن عباس فيه تأمل...... وأنت خبير بأن رواية ابن عباس رضى الله عنهما اذهى مؤيد بأثار الصحابة، أولى من رواية جابر وان فيها بعض الضعف، فان جمهور الصحابة متفقة على صلاة التراويح بعشرين ركعة...... (أوجز المسالك الى موطا مالك: ۲/۵۰۲، ۵۰۳، كتاب الصلاة فى رمضان، باب الترغيب فى الصلاة فى رمضان، ط: مركز الشيخ ابى الحسن الندوى الهند)

ـــ وأيضا فيه: فقد واظبت الصحابة على فعلها، كذلك من عهد عمر بن الخطاب، ولم يخالف أحد منهم ذلك فصار اجماعا، ولاتجتمع الصحابة على أمر الا اذا كان معلوما لديهم فعله صلى الله عليه وسلم، فمستند الاجماع فعله صلى الله عليه وسلم فلم يكن احداث عمر الا استقرار الامر على العشرين، وجمعهم على امام، ونسخ التشتت. (أوجز المسالك الى موطا مالك: ۲/۵۲۴، كتاب الصلاة فى رمضان، باب ماجاء فى قيام رمضان، ط: مركز الشيخ ابى الحسن الندوى الهند)

ـــ ويمكن ان يدفع النقد الأول بأنه وان كان ضعيفا ولكن يؤيد روايته تعامل الأمة من عهد الفاروق ومن بعده ويدفع الثانى بالحمل على اختلاف الاحوال كما اشار اليه الحافظ فى سياق آخر وقد يعمل بالضعيف لتقويته بالتعامل وغيره واما عمل الفاروق فقد تلقاه الأمة بالقبول واستقر أمر التراويح فى السنة الثانية من خلافته. (معارف السنن: ۵/۵۵۰، ابواب الصوم، باب قيام شهر رمضان، بيان امر الفاروق بعشرين ركعة وتلقيه الأمة بالقبول، ط: دار التصنيف جامعة العلوم الاسلامية)

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ قاضی امام ابو یوسفؒ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے تراویح کی نماز کے بارے میں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کے بارے میں پوچھا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی طرف سے نہیں گھڑ لیا، اور وہ اس میں بدعت سیئہ کے مرتکب نہیں ہوئے، اور انہوں نے اس کا حکم کسی ایسی دلیل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی وجہ سے دیا ہوگا جو ان کے پاس تھا۔

فتاوی شامی وغیرہ میں ہے کہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے تراویح کی بیس رکعت کے بارے میں سوال کیا تھا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ بدعتی نہیں تھے۔(۱)

تراویح کی نماز خلفائے راشدین کے دور میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

(۱) وذكر في الاختيار أن أبايوسف سأل أباحنيفة عنها وما فعله عمر رضي الله عنه، فقال: التراويح سنة مؤكدة ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يأمر به الاعن اصل لديه وعهد من رسول الله. (فتاوى شامي: ۲/۴۳، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنفل، مبحث صلوٰة التراويح، ط: سعيد) ـــــ البحر الرائق: ۲/۷۱، كتاب الصلاة، باب الوتر والنفل، ط: سعيد.

ـــــ ثم مأخوذ الأئمة الأربعة من عشرين ركعة هو عمل الفاروق الأعظم..... وأما فعل الفاروق فقد تلقاه الأمة بالقبول واستقر أمر التراويح في السنة الثانية في عهد عمر...... أقول: ان السنة الخلفاء الراشدين أيضا تكون سنة الشريعة لما في الأصول أن السنة سنة الخلفاء وسنته، وقد صحّ في الحديث: "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين" فيكون فعل الفاروق الأعظم أيضا سنة، ثم قيل ان شروع التراويح أول الليلة من سنة عمر، وأقول: انه من سنة النبي صلى الله عليه وسلم كمايدل حديث الباب وحديث عائشة وجابر وزيد، ثم هل يجب بلوغ عشرين ركعة الى صاحب الشريعة أم يكفي فعل عمر، ولا يطلب رفعه الى صاحب الشريعة؟ ففي التاتارخانية: سأل أبو يوسف أباحنيفة: أن اعلان عمر بعشرين ركعة هل كان له عهد منه؟ قال أبو حنيفة: ماكان عمر مبتدعا، أي لعله يكون له عهد، فدل على أن عشرين ركعة لابد من أن يكون لها اصل منه، وان لم يبلغنا بالاسناد القوى. (العرف الشذى للامام الكشميري، شرح سنن الترمذي: ۱/۱۶۶، أبواب الصوم، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ط: قديمي)

خلافت کا پورا زمانہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں یہی صورت حال رہی کہ سب لوگ انفرادی طور پر جماعت کے بغیر یا پھر چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں تقسیم ہو کر تراویح کی نماز ادا کرتے تھے۔

چونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر فائز ہوتے ہی مختلف قسم کے فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑا، زکوۃ دینے سے انکار کرنے والوں کا فتنہ، بعض قبائل کے مرتد ہونے کا فتنہ، اور جھوٹی نبوت کے دعویٰ کرنے والوں کا فتنہ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کے طرح طرح کے فتنے آپ کی خلافت کے دور میں رونما ہوئے پھر آپ کی خلافت کا زمانہ بہت ہی مختصر زمانہ تھا، اس طرح آپ کا پورا وقت ان فتنوں کی سرکوبی کی نظر ہو گیا، اور کسی اور طرف متوجہ ہونے کا آپ کو موقع نہیں مل سکا، لہٰذا تراویح کا معاملہ بھی اسی طرح رہا یعنی انفرادی طور پر یا چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں ادا کرتے رہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس وقت حالات پرسکون ہو چکے تھے اور فتنے بھی ختم ہو چکے تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس پرسکون ماحول میں دین کی اشاعت کا کام آسانی سے کرنے کا موقع مل گیا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے جہاں دین کے اور بہت سے کام شروع کروائے اسی طرح آپ تراویح کے مسئلہ کی طرف بھی متوجہ ہوئے، اور اپنی خلافت کے زمانہ کے دوسرے سال رمضان المبارک ۱۴ھ میں ایک امام کی اقتداء میں سب لوگوں کو تراویح کی نماز کی جماعت پر اکٹھا کیا، اور مشہور صحابی حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اس جماعت کے امام مقرر ہوئے، اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر فرض ہو جانے کے خوف سے ترک کر دیا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد ہونے کی حیثیت سے پھر سے جاری فرمایا اور ابتک جاری ہے۔ (۱)

(۱) عن نوفل بن اياس الهزلي قال: كنّا نقوم في عهد عمر بن الخطاب رضي الله عنه فِرَقاً في المسجد في رمضان هاهنا وهاهنا، فكان الناس يميلون الى أحسنهم صوتاً، =

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تراویح

مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے آج تک بیس رکعت تراویح کی جماعت ہورہی ہے، کبھی بھی آٹھ رکعت تراویح نہیں ہوئی۔

مسجد نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت تراویح پڑھائی، پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے آج تک بیس رکعت تراویح کی جماعت

= فقال عمر رضی الله عنه: ألا أراهم قد اتّخذوا القرآن أغانی، أما والله لئن استطعتُ لأغيّرنّ هذا. قال: فلم يمكث الا ثلاث ليال حتى أمر أبيّ بن كعب فصلّى بهم، ثم قام فی آخر الصفوف فقال: لئن كانت هذه بدعة لنعمت البدعة هی. (الطبعات الكبرىٰ لابن سعد: ۵۹/۵، تحت ترجمة نوفل ابن اياس، مطبع دار صادر بيروت لبنان، ط: ۱۳۷۷ھج، ۱۹۵۷م)

— قال ابن جرير والواقدی: فی سنة أربع عشرة جمع عمر بن الخطاب الناس على أبی ابن كعب فی التراويح وذلك فی شهر رمضان منها، وكتب الى سائر الأمصار يأمرهم بالاجتماع فی قيام شهر رمضان. (البداية والنهاية: ۱۴۵/۷، سنة أربع عشرة من الهجرة، تحت فصل فی فی غزوة القادسيّة، ط: مكتبه رشيديه كوئٹه)

— العرف الشذی على جامع الترمذی: ۱۶۶/۱، ابواب الصوم، باب ماجاء فی قيام شهر رمضان، ط: قديمی.

— عن عبد الرحمٰن بن عبد القاریٔ؛ أنه قال: خرجتُ مع عمر بن الخطاب، ليلةً فی رمضان الى المسجد، فاذا الناس أوزاع متفرّقون، يصلی الرجل لنفسه، ويصلی الرجل فيصلی بصلاته الرهط، فقال عمر بن الخطاب: انی أرانی لو جمعت هؤلاء على قاریٔ واحدٍ كان أمثل، ثم عزم فجمعهم على أبيّ بن كعب، قال: ثم خرجتُ معه ليلة أخرى، والناس يصلّون بصلاة قارئهم، فقال عمر: نِعمتِ البدعةُ هذه، والتی تنامون عنها أفضل من التی يقومون، يريد آخر الليل وكان الناس يقومون أوّله. (المؤطّا للامام مالك رحمه الله: ۱۰۹/۱، ۱۱۰، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی قيام رمضان، رقم الحديث: ۲۷۹، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۲ھج، ۱۹۹۲م)

— صحيح البخاری: ۲/۷۰۷، ۷۰۸، كتاب صلوٰة التراويح، باب فضل من قام رمضان، رقم الحديث: ۱۹۰۶، ط: دار ابن كثير، الطبعة الرابعة ۱۴۱۰.

— وهو اول من سنّ قيام شهر رمضان وجمع الناس على ذلك وكتب به الى البلدان وذلك فی شهر رمضان سنة اربع عشرة. وجعل للناس بالمدينة قارئين قارئًا يصلی بالرجال وقارئًا بالنساء (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۲۸۱/۳، ذكر استخلاف عمر رضی الله عنه، ط: دار صادر بيروت ۱۳۷۷ھج، ۱۹۵۷م)

ہورہی ہے، البتہ امام مالک رحمہ اللہ اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے دور میں ۳۶ رکعت کی جماعت ہوتی تھی، ان میں سے بیس رکعت تراویح کی نماز ہوتی تھی، (۱) لیکن آٹھ رکعت حرمین شریفین میں آج تک کبھی بھی نہیں ہوئی۔ (۲)

مدینہ منورہ سے شیخ عطیہ محمد سالم نے "التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلاۃ والسلام" کے نام سے ۱۹۸۷ء میں کتاب شائع کی، جس میں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ کے دور بلکہ اس کے بعد بھی ہزار سال سے زیادہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہر صدی کا عمل ذکر کیا ہے، اور ہر دور میں بیس رکعت یا اس سے زیادہ کا ذکر کیا ہے، لیکن آٹھ رکعت کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا۔

جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کے استاذ شیخ محمد علی صابونی نے "الھدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح" نامی کتاب ۱۴۰۳ھ میں لکھی، جس کے صفحہ نمبر ۳۳ میں لکھا ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کی نماز کا شور مچانے والے امت میں تفریق پیدا کر رہے ہیں، اور بیس رکعت کو مشرق ومغرب میں پھیلنے والا عمل قرار دیا اور فرمایا کہ یہی وہ مسلک حق ہے، جس پر نصوص دلالت کر رہی ہیں، یہی اسلاف کا عمل ہے، اور ائمہ کرام کا اس پر اجماع ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے آج تک امت اس پر متفق رہی ہے، اور بیس رکعت سنت کے خلاف نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین" کی اتباع ہے، بلکہ اس میں تمام مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی دعوت ہے۔

(۱) واما الكلام في كميتها فنقول: انها مقدرة بعشرين ركعة عندنا وعند الشافعي، وعند مالك رحمه الله بست وثلاثين ركعة، وفي الخانية: يصلي اهل كل مسجد في مسجدهم كل ليلة سوى الوتر عشرين ركعة، خمس ترويحات بعشر تسليمات يسلم في كل ركعتين،......وان أتوا بمازاد على العشرين فرادى فلا بأس وهو مستحب. (التاتار خانية: ۶۵۴/۱، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، ط: ادارة القرآن)

(۲) اور اسی طرح البحر الرائق میں ھے "كان الناس يقومون في زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرين ركعة. وعليه عمل الناس شرقا وغربا". (البحر الرائق: ۶۶/۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے

جس سنت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے خلفائے راشدین نے مداومت نہیں کی بلکہ اس کو کبھی کبھی انجام دیا ہو اس کو سنت غیر مؤکدہ کہتے ہیں۔

اور جس کام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے خلفائے رشدین نے ہمیشہ کیا اور اس پر مواظبت اور مداومت فرمائی ہے اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں۔

چونکہ بیس رکعت تراویح حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی قائم کردہ ہیں، اور اس پر انہوں نے ہر رمضان میں پابندی کے ساتھ مواظبت بھی کی ہے، کبھی ترک نہیں کیا، اس لئے بیس رکعت تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے،[1] اور تراویح کی نماز قصداً بیس سے کم پڑھنا گناہ ہے۔[2]

---

(۱) (التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) اجماعاً (ووقتها بعد صلاة العشاء)......... (وهى عشرون ركعةً). (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴۳، ۴۴، ۴۵، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنفل، ط: سعيد)

ـــ التراويح: وهى عشرون ركعة وكيفيتها مشهورة، وهى سنة مؤكدة. (احياء علوم الدين: ۱/۱۶۷، كتاب اسرار الصلاة ومهماتها، الباب السابع فى النوافل من الصلوٰة، ط: المطبعة الأزهرية المصرية، الطبعة الثانية ۱۳۱۶ھ)

ـــ وقيام شهر رمضان عشرون ركعة يعنى صلاة التراويح وهى سنة مؤكدة. (المغنى: ۱/۸۳۳، كتاب الصلاة، مسألة وفصول: حكم التراويح، ط: دار الفكر- بيروت، الطبعة الاولى- ۱۴۰۵ھ)

(۲) ان مجموع عشرين ركعة فى التراويح سنة مؤكدة لانه مما واظب عليه الخلفاء وان لم يواظب عليه النبى صلى الله عليه وسلم وقد سبق ان سنة الخلفاء ايضا لازم الاتباع، وتاركها آثم وان كان اثمه دون اثم تارك السنة النبوية، فمن اكتفىٰ على ثمان ركعات يكون مسيئا لتركه سنة الخلفاء وان شئت ترتيبه على سبيل القياس، فقل: عشرون ركعة فى التراويح مماواظب عليه الخلفاء الراشدون، وكل ماواظب عليه الخلفاء هو سنة مؤكدة، ينتج: عشرون ركعة فى التراويح ثم تضمه مع ان كل سنة مؤكدة ياثم تاركها، فينتج: عشرون ركعة ياثم تاركها، ومقدمات هذا القياس قد اثبتناها فى الاصول السابقة. (تحفة الأخيار باحياء سنة سيد الأبرار: ص: ۱۲۶، خاتمة (التى يتعلق بالتراويح)، ط: دار القلم، دمشق. الطبعة الاولىٰ ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م)

ـــ مجموعة رسائل اللكنوى: ۴/۶۷، ۶۸، تحفة الاخيار مع نخبة الانظار، الخاتمه، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، الطبعة الاولىٰ ۱۴۱۹ھ. =

بیس رکعت تراویح آئمہ اربعہ کا دماغی اختراع نہیں

بیس رکعت تراویح کی نماز کسی حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کا دماغی اختراع نہیں بلکہ سلف سے خلف تک، ابتداء اسلام سے آج تک اس پر عمل درآمد ہوتا چلا آرہا ہے۔(۱)

حدیث کو امت قبول کرلے

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کسی حدیث کو قبول کرلے اور اس پر سب عمل کریں تو وہ متواتر کے معنی میں ہوجاتی ہے،(۲) تراویح کی بیس رکعت والی حدیث کو تمام

=ــ وبالجملة: العشرون من التراويح وثلاث الوتر هوالذى استقر عليه الأمر أخيرًا.....فمَن أحدث خلافا بعد هذا الاتفاق يكون خارقاً للاجماع، والمتمسک بهواه، وهان عليه أمر دينه وتقواهٔ، وبالله التوفيق. (معارف السنن: ۵۴۹/۵، ابواب الصوم، باب ماجاء فى قيام شهر رمضان، تحقيق "أن عشرين ركعات التراويح اتفق عليها الأئمة". ط: دار التصنيف، جامعة العلوم الاسلامية)

(۱) وفى شرح منية المصلى: وحكى غير واحد الاجماع على سنيتها، وقد سنّها رسول الله صلى الله عليه وسلم وندبنا اليها وأقامها فى بعض الليالى ثم تركها خشية أن تكتب علىٰ امته كما ثبت ذلک فى الصحيحين وغيرهما، ثم وقعت المواظبة عليها فى أثناء خلافة عمر رضى الله عنه ووافقه على ذالک عامة الصحابة رضى الله عنهم كما ورد ذلک فى السنن ثم مازال الناس من ذلک الصدر الىٰ يومنا هذا على اقامتها من غير نكير وكيف لا؟ وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم: عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عَضّوا عليها بالنواجذ، كمارواه أبوداوٗد. (البحر الرائق: ۶۶/۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ـــ وفى الخانية: سنة مؤكدة توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا..... الخ. (الفتاوى التاتارخانية: ۴۷۵/۱، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فى التراويح، ط: قديمى)

(۲) وقد استعملت الامة هذين الحديثين..... وان كان وروده من طريق الآحاد، فصار فى حيّز التواتر لانّ ماتلقاه الناس بالقبول من اخبار الآحاد فهو عندنا فى معنى المتواتر. (أحكام القرآن للجصاص: ۵۲۶/۱، سورة البقرة، باب ذكر الاختلاف فى الطلاق بالرجال، ط: قديمى، كراچى) وكذا فى "مقدمة اعلاء السنن، ص: ۶۲، تحقيق الشيخ عبد الفتاح ابو غدة، انواع الحديث، الفصل الثانى، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه، كراچى.

ـــ واحتجاج الائمة بحديث، تصحيح له منهم، بل جمهور أهل العلم من جميع الطوائف على أن خبر الواحد اذاتلقته الامة بالقبول تصديقا له أو عملاً به أنه يوجب العلم. (مقالات الكوثرى، ص: ۶۵، حديث، "مَن تشبه بقوم فهو منهم" ط: المكتبة المعروفية، كوئٹه، الطبعة الرابعة سنة ۱۴۳۲ھج سنة ۲۰۱۲م)

مسلمانوں نے قبول کیا اور اس پر عمل کرتے ہوئے بیس رکعت تراویح ادا کرتے آرہے ہیں، اس لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث اگر چہ خبر واحد ہے، لیکن صحابہ کرام سے لے کر بعد کے زمانہ تک اس پر تمام مسلمانوں کے عمل ہونے کی وجہ سے یہ خبر متواتر کے معنی میں ہے۔

تصحیح وتضعیف

کسی حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کے اصولوں کی تفصیل قرآن وحدیث میں نہیں ہے، بلکہ اس کا دارومدار مجتہدین کے اجتہاد پر ہے،(۱) اگر کسی حدیث پر تمام امت کے فقہاء عمل شروع کردیں تو وہ حدیث اجماع والی دلیل سے صحیح ہوگی، اور اگر تمام فقہاء اس کو ترک کردیں اور اس پر عمل نہ کریں تو وہ حدیث بالاجماع ضعیف ہوگی، اور اگر بعض عمل کریں اور بعض ترک کردیں تو اس کی تصحیح وتضعیف اجتہادی ہوگی، اس صورت میں ہر مقلد اپنے امام کے قول پر عمل کرنے کا پابند ہوگا، دوسرے امام کا قول اس کے لیے حجت نہیں ہوگا۔(۲)

مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا

رمضان المبارک نہایت بابرکت مہینہ ہے، اور ہر سال مسلمانوں پر خیر وبرکت اور لطف ورحمت کے ہزاروں دروازے کھول دیتا ہے، اور اللہ کے نیک بندے زیادہ سے

---

(۱) ......فیه دلالة علیٰ کون التصحیح والتضعیف أمرًا مجتهدًا فیه.(مقدمة اعلاء السنن،قواعد فی علوم الحدیث:ص: ۳۹۱،تتمه فی مسائل شتی،المقطع۔ ۲۵، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراچی)

(۲) ......قلت:وکذا فی جزم کل مجتهد بحدیث دلیل علی صحته عندهٗ،فافهم.(مقدمة اعلاء السنن، قواعد فی علوم الحدیث:ص:۵۸،الفصل الثانی فی بیان مایتعلق بالتصحیح والتحسین من قواعد مهمة وأصول.ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراچی)

—— واحتجاج الأئمة بحدیثٍ تصحیح له منهم،بل جمهور أهل العلم من جمیع الطوائف علی أن خبر الواحد اذا تلقته الأمة بالقبول،تصدیقاً له،أو عملا به أنه یوجب العلم. (مقالات الکوثری: ص: ۶۵،حدیث"من تشبه بقوم فهو منهم"ط:مکتبه معروفیه کوئٹه)

زیادہ عبادت میں مصروف رہتے ہیں، لیکن کچھ لوگ مذہبی رنگ میں ایک شر بھی ظاہر کرتے ہیں، اوران کا یہ پروپیگنڈا ہوتا ہے کہ بیس رکعت تراویح کی کوئی اصل نہیں ہے، اس طرح یہ لوگ امت کے اتحاد واتفاق اور قومی وحدت کی طرف سے آنکھیں بند کر کے فروعی اختلافات کا فتنہ کھڑا کر کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالتے ہیں، جو عقلمندوں کا کام نہیں، لہذا یہاں پر مختصر انداز میں اس پر روشنی ڈالی جارہی ہے تاکہ مسائل کے ساتھ ساتھ اصل نماز کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ علم ہو۔

تراویح نماز ہے یا نہیں؟

شیعہ کہتے ہیں تراویح کی نماز کوئی نماز نہیں اور وہ پڑھتے بھی نہیں، [۱] اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک تراویح کی نماز ایک مستقل نماز ہے، جو صرف رمضان المبارک میں پڑھی جاتی ہے جیسے جمعہ کی نماز صرف جمعہ کے دن پڑھی جاتی ہے، اس طرح تراویح کی نماز باقی گیارہ مہینے میں نہیں پڑھی جاتی۔

اور غیر مقلد لوگ نہ تو شیعوں کی طرح کھل کر انکار کرتے ہیں اور نہ سنیوں کی طرح کھل کر اقرار کرتے ہیں، وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تراویح کی نماز تہجد والی نماز ہے، گیارہ مہینے اس کا نام تہجد ہوتا ہے اور بارہویں مہینے میں اسی کا نام ”تراویح“ ہوجاتا ہے، نماز ایک ہی ہے، گیارہ مہینے نام اور ہے بارہویں مہینے نام اور؟ اور یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے ”میں

---

(۱) (قال) رحمه الله تعالى: يحتاج الى معرفة أحكام التراويح، والأمة أجمعت على شرعيتها وجوازها ولم ينكرها أحد من أهل العلم الا الروافض لابارك الله فيهم. (المبسوط للسرخسي: ۲/۱۹۵، كتاب الصلاة، (كتاب التراويح) ط: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

—— قال في البرهان: قد اجمعت الأمة على شرعية التراويح وجوازها ولم ينكرها أحد من أهل القبلة الا الروافض. (منحة الخالق على هامش البحر الرائق: ۲/۶۶، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

—— وفي جامع الجوامع: التراويح سنة مؤكدة، ومن لم يرها سنة فهو رافضي يقاتل كمن لم ير الجماعة. (الفتاوى التاتار خانية: ۱/۴۷۵، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، ط: قديمي)

گیارہ مہینے اپنی بیوی کو بیوی کہتا ہوں اور بارہویں مہینے میں ''ماں'' کہا کرتا ہوں'' اب سوال یہ ہے کہ بیوی گیارہ مہینے تک بیوی رہی بارہویں مہینے میں ماں کیسے بن گئی، اب یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز ایک ہی ہے لیکن فرق ہو گیا ہے، گیارہ مہینے نام تہجد بارہویں مہینے نام تراویح، گیارہ مہینے اس کا وقت رات کا آخری حصہ بارہویں مہینے اول حصہ میں، گیارہ مہینے وہ اکیلے پڑھی جائے گی بارہویں مہینے جماعت سے، گیارہ مہینے گھر میں، بارہویں مہینے مسجد میں، گیارہ مہینے اس میں قرآن ختم کرنا کوئی ضروری نہیں بارہویں مہینے قرآن ختم کرنا ہے، گیارہ مہینے اس نماز کو نفل کہا جائے گا بارہویں مہینے سنت مؤکدہ کہا جائے گا، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان چھ فرق کے بارے میں ایک حدیث بھی ان کے پاس نہیں۔

انگریز حکومت سے انعام میں جاگیر حاصل کرنے والے کا فتویٰ

صحابۂ کرام تابعین، تبع تابعین کے دور میں کوئی بھی شخص بیس رکعت سے کم تراویح کا قائل نہیں تھا، صحابہ اور تابعین کے بعد چاروں اماموں کا مسلک پورے عالم میں پھیل گیا، مشرق اور مغرب میں بیس رکعت تراویح کی نماز پڑھی پڑھائی جاتی رہی، ان کو کسی نے بدعت نہیں کہا یہاں تک کہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان میں انگریز کے خلاف جہاد حرام ہونے پر کتاب لکھ کر انعام میں جاگیر حاصل کرنے والے آدمی نے یہ فتویٰ دیا کہ بیس رکعت تراویح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام کا بیس رکعت پڑھنے کا عمل بھی ضعیف حدیثوں پر مبنی ہے، جس نے بیس رکعت پڑھی اس کی گیارہ رکعت مسنون اسی طرح نہیں ہوئیں جیسے مغرب کے فرض نماز چار رکعت پڑھنے والے کی تین رکعت ادا نہیں ہوتیں، کیونکہ نماز میں خاص ہیئت اور صورت کو دخل ہے۔

جس کے رد میں میاں نذیر حسین صاحب کے شاگرد مولانا غلام رسول صاحب قلعہ میہا سنگھ والوں نے فارسی میں میں رسالہ لکھا کہ غالی مفتی کہاں سے آ گیا ہے؟، جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے مشرق و مغرب میں پھیلنے والی تراویح

کو بدعت قرار دے دیا ہے، اور پھر بیس رکعت تراویح کے دلائل لکھے، مگر جس شخص کا مقصد انتشار ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لئے عام طور پر ہدایت کا دروازہ بند کر دیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بکری ریوڑ سے جدا ہوتی ہے، بھیڑیا اس کو اپنا نوالہ بناتا ہے، اسی طرح جو شخص اجماع امت سے کٹتا ہے وہ بھی شیطان کا نوالہ بنتا ہے۔

بہر حال اس وقت سے آج تک اس نظریہ نے ایک فرقہ کی شکل اختیار کر لی اور عوام کو یہ کہہ کر دھوکا دیتے ہیں کہ ہم اللہ یا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانتے ہیں، اوران کے مقابلہ میں صحابہ کی بات بھی معتبر نہیں، پوری امت یہ کہتی ہے کہ صحابۂ کرام نے نبی کا مقابلہ نہیں کیا، یہ کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے نبی کا مقابلہ کیا ہے، اور یہ ایسا جھوٹ ہے جیسا کہ منکر حدیث کہتا ہے کہ ہم اللہ کے مقابلے میں نبی کو نہیں مانتے۔

تراویح کو تہجد کہنا

تراویح کی نماز کو تہجد کہنا ایسا ہے جیسا کہ عصر کی نماز کو مغرب کی نماز کہنا، مزید وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعلان کرے کہ عصر کے تین فرض ہیں، آپ کہیں وہ کیسے؟ تو وہ یہ جواب دے کہ حدیث شریف میں ہے، اور وہ ایسی ایک حدیث بھی پڑھ کر سنا دیتا ہے جس میں تین رکعت کا ذکر آیا ہے، جب اس حدیث کو کتاب میں کھول کر دیکھا گیا تو اس میں تین رکعت ہی لکھا تھا، لیکن ساتھ میں ''مغرب'' کا لفظ لکھا ہوا تھا ''عصر'' کا لفظ نہیں تھا، جب اس سے کہا گیا کہ آپ نے تو عصر کی رکعتیں تین بتائی تھیں، اور اس حدیث میں تو مغرب لکھا ہے، عصر نہیں لکھا، تو وہ جواب دیتا ہے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ مغرب اور عصر ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، بالکل یہی کیفیت ان لوگوں کی ہے جو تراویح کی نماز آٹھ رکعت کہتے ہیں، اور دلیل دیتے ہوئے یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ ''اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان

میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے''[1]

حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ جو نماز سارا سال پڑھی جاتی ہے اس کا نام ''تہجد'' ہے، تو یہ تہجد کی حدیث ہے، تراویح کی نماز کی حدیث نہیں ہے، تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔

تہجد اور تراویح میں فرق

تہجد اور تراویح کی نماز میں مختلف اعتبار سے فرق ہے، اور وہ فرق یہ ہیں۔

(۱) تہجد کی نماز کا ذکر قرآن مجید میں ہے،[2] تراویح کی نماز کا ذکر صرف حدیث پاک میں ہے۔[3]

(۲) تہجد کی نماز پورے سال پڑھنے کی نماز ہے، تراویح کی نماز رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) تہجد کا اصل وقت آخر رات ہے، تراویح کا اصل وقت عشاء کی نماز کے بعد متصل ہے۔

(۴) تراویح کی نماز میں جماعت مسنون ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اور تہجد میں جماعت نہیں۔

---

(۱) عن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن: أنه سأل عائشة رضی اللہ عنها: کیف کانت صلاة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی رمضان؟ فقالت: ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة. (صحیح البخاری: ۲/۷۰۸، کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم الحدیث: ۱۰۹۹، الطبعة الرابعة ۱۴۱۰ھج، ۱۹۹۰م، ط: دار ابن کثیر دمشق، بیروت)

(۲) ﴿یا ایها المزمل، قم اللیل الا قلیلا، نصفه او انقص منه قلیلا، او زد علیه ورتل القرآن ترتیلا﴾ [المزمل: الآیة: ۱-۴]

(۳) ......ان اللہ تبارک وتعالیٰ فرض صیام رمضان علیکم وسننت لکم قیامه. (سنن نسائی: ۱۵۸/۴، الصیام، ذکر اختلاف یحییٰ بن ابی کثیر والنضر، [رقم الحدیث: ۲۲۱۰]، ط: مکتبه المطبوعات الاسلامیة، حلب، ۱۴۰۶ھج)

(۵) تراویح کی نماز میں پورا قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے، تہجد کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنا سنت نہیں۔

(٦) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز تین رات جماعت کے ساتھ پڑھانے کے بعد فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ یہ نماز فرض نہ ہو جائے، حالانکہ تہجد کی نماز فرض ہونے کے بعد اس کے فرضیت منسوخ ہو چکی تھی، اس لئے تہجد کی نماز فرض ہونے کا احتمال نہیں تھا۔

(۷) تمام محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں تہجد کے ابواب الگ اور تراویح کے ابواب الگ باندھے ہیں، اسی طرح تمام فقہاء کرام نے بھی تراویح اور تہجد کے ابواب الگ الگ باندھے ہیں، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ دو الگ الگ نمازیں ہیں ایک نہیں ہے۔

(۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین راتوں میں جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھائی ہے اس کے بعد تہجد کی نماز بھی ادا کی، لیکن تہجد کے بعد تراویح پڑھنا ثابت نہیں۔[1]

(۹) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ سے رمضان

---

(۱) عن أنس رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان فجئت فقمت الی جنبہ وجاء رجل آخر فقام أیضا، حتی کنّا رھطاً، فلما حسّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنّا خلفہ جعل یتجوّز فی الصلاۃ، ثم دخل رحلہ فصلّیٰ صلاۃً لا یصلیھا عندنا، قال: قلنا لہ حین أصبحنا: أفطنت لنا اللیلۃ؟ قال: فقال نعم، ذاک الذی حملنی علی الذی صنعت. (صحیح مسلم: ۳۵۲/۱، کتاب الصیام، باب: النھی عن الوصال......، ط: قدیمی)

ـــــ عن أنس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج الیھم فی رمضان فخفف بھم ثم دخل فأطال ثم خرج فخفف بھم ثم دخل فأطال فلما أصبحنا قلنا یا نبی اللہ! جلسنا اللیلۃ فخرجت الینا فخففت ثم دخلت فأطلت قال: "من أجلکم". (مسند احمد: ۵۰۰/۱۰، رقم الحدیث: ۱۲۵۰۸، ط: دار الحدیث القاھرہ، الطبعۃ الأولیٰ ۱۴۱٦ھ، ۱۹۹۵م)

ـــــ عن أبی سلمۃ بن عبد الرحمٰن: أنہ سأل عائشۃ رضی اللہ عنھا: کیف کانت صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان؟ فقالت: ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ. (صحیح البخاری: ۷۰۸/۲، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم الحدیث: ۱۹۰۹، ط: دار ابن کثیر دمشق بیروت، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰م)

المبارک میں تراویح کے بعد تہجد پڑھنا ثابت ہے۔[1]

بیس رکعت تراویح سے روکنے والا

بیس رکعت تراویح سے انکار کرنے والوں کی بات درست نہیں بلکہ سراسر باطل ہے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیت ﴿ ارأیت الذی ینهی عبداً اذا صلی ﴾[2] (اے مخاطب بھلا اس شخص کا حال تو بتلا جو ایک بندہ کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے) کا مصداق بھی ہیں، اس لیے ایسے لوگوں کو قرآن مجید کی اس آیت کو سامنے رکھ کر فکر کرنی چاہیے تا کہ آخرت میں رسوائی اور پریشانی نہ ہو، وہاں کی رسوائی کی کوئی تلافی نہیں۔[3]

---

(١) ......قال الربیع بن سلیمان من طریقتین عنه، بل أكثر: كان الشافعي يختم القرآن في شهر رمضان ستين ختمة. (سير اعلام النبلاء للذهبي: ٣٦/١٠، رقم(١) الشافعي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت لبنان، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٢ھ، ١٩٨٢م)

ـــ تاريخ بغداد: ٦٣/٢، رقم الترجمة(٤٥٤) ذكر من اسمه محمد واسم أبيه ادريس، ط: دار الكتاب العربي)

ـــ حلية الاولياء: ١٣٤/٩، رقم الترجمة(٤١٥) الامام الشافعي، ط: مكتبة الخانجي ومطبعة السعادة، مصر ١٣٥٧ھ، ١٩٣٨م)

ـــ وقال أبويوسف: كان يختم كل يوم وليلة ختمة وفي رمضان ويوم العيد اثنين وستين ختمة. (الخيرات الحسان في مناقب الامام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ص: ٨٥، الفصل الرابع في شدة اجتهاده في العبادة، ط: مطبعة المدني، الطبعة الاولىٰ ١٤١٥ھ)

ـــ مناقب الامام الأعظم أبي حنيفة للموفق: ٢٣٥/١، الباب الثالث عشر في ذكر تهجده وقراءته وتضرعه وجمعه العمل مع العلم، ط: مكتبه اسلاميه كوئٹه.

ـــ مناقب الامام الأعظم أبي حنيفة رحمه الله للكردري: ٢٤١/١، ط: مكتبه اسلاميه كوئٹه.

(٢) [العلق: ٩، ١٠ ــ پاره: ٣٠]

(٣) ﴿واتقوا يوماً لا تجزى نفس عن نفسٍ شيئاً ولا يقبل منها شفاعة ولا يؤخذ منها عدل ولا هم ينصرون﴾ [البقرة: ٤٨ ــ پاره: ١]

تراویح آٹھ رکعت کہنے والوں سے صرف ایک سوال

اگر کوئی شخص تراویح کی نماز آٹھ رکعت کہے، تو اس سے صرف یہی ایک بات پوچھیں کہ آٹھ رکعت کے ساتھ ''تراویح'' کا لفظ اللہ کے نبی سے کسی خلیفۂ راشد سے، کسی ایک صحابی سے، کسی ایک تابعی سے، کسی ایک تبع تابعی سے دکھا دیں تاکہ آٹھ رکعت کا دعویٰ ثابت ہوجائے، لیکن یاد رہے کہ پورے خیر القرون میں آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ ملتا ہی نہیں، البتہ بیس رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ ملتا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاریوں کو اکٹھا کر کے ان میں سے ایک شخص سے فرمایا: ''**يصلي بالناس خمس ترويحات عشرين ركعة**''(۱) لوگوں کو پانچ ترویحہ یعنی بیس رکعات پڑھائیں۔

یہاں بیس رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ موجود ہے۔

بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنا

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، (۲) اس لیے خلفائے راشدین کی سنت کو بدعت کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) عن أبي عبد الرحمٰن السلمي عن علي رضي الله عنه قال: دعا القراء في رمضان فأمر منهم رجلا يصلي بالناس عشرين ركعة. قال: وكان علي رضي الله عنه يوتر بهم. وروي ذلك من وجه آخر عن علي........ عن أبي سعد البقال عن أبي الحسناء أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أمر رجلا أن يصلي بالناس خمس ترويحات عشرين ركعة. وفي هذا الاسناد ضعف. والله اعلم. (السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۲/۴۹۶، ۴۹۷، كتاب الصلاة، باب ماروي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، [رقم الحديث: ۴۸۰۴، ۴۸۰۵]، ط: مجلس دائرة المعارف النظاميه، حيدر آباد هند، الطبعة الاولىٰ ۱۳۴۴ھج)

(۲) قال الشيخ: ان سنة الخلفاء الراشدين تكون من جملة سنة الشريعة المصطفوية الخ. (معارف السنن: ۵/۵۵۱، أبواب الصوم، باب قيام شهر رمضان، بيان أمر الفاروق بعشرين ركعة، ط: دار التصنيف جامعة العلوم الاسلامية)

کی سنت کو بدعت کہنا ہے، اور یہ سراسر گمراہی اور آخرت کی تباہی ہے۔ (۱)

دو سنتوں کو ضائع کرنا

ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات سنت مؤکدہ ہے، اگر کوئی شخص ظہر کی سنت چار رکعات کے بجائے دو رکعت پڑھے گا تو اس کی چار سنت ادا نہیں ہوگی، اور دل بھی مطمئن

(۱) (التراويح سنة) باجماع الصحابة ومَن بعدهم من الامة، منكرها مبتدع ضال، مردود الشهادة كما في المضمرات. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح: ۲۴۶/۱، كتاب الصلاة، فصل فى صلاة التراويح، ط: مطبعة مصطفىٰ البابى الحلبى ۱۳۵۶ھ، ۱۹۳۷ء)
ـــ فمن أحدث خلافًا بعد هذا الاتفاق يكون خارقًا للاجماع، والمتمسك بهواه وهان عليه أمر دينه وتقواه، وبالله التوفيق. (معارف السنن: ۵۴۹/۵، أبواب الصوم، باب قيام شهر رمضان، تحقيق أن عشرين ركعات التراويح اتفق عليها الأئمة، ط: دار التصنيف جامعة العلوم الاسلامية)
ـــ وكونها عشرين، سنة الخلفاء الراشدين، وقوله عليه الصلاة والسلام عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين...... الخ (مرقاة المفاتيح: ۱۹۴/۳، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، ط: امداديه ملتان)
ـــ ليأتين على أمتى ما أتى على بنى اسرائيل حذو النعل بالنعل، حتى اذا منهم من أتى أمه علانية لكان فى أمتى من يصنع ذلك؛ وان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة، وتتفرق أمتى على ثلاث وسبعين ملة، كلهم فى النار الاملة واحدة، قالوا ومن هى يا رسول الله؟ قال: ماأنا عليه وأصحابى. (كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال: ۱۱۵/۱۱، رقم الحديث: ۳۰۸۳۷، كتاب الفتن والأهواء والاختلاف من قسم الأقوال، الفصل الثانى: فى الفتن والهرج، ط: مؤسسة الرسالة)
ـــ واما عدد ركعات التراويح فقد جاء عن عمر على أنحاء، واستقر الأمر على العشرين مع ثلاث الوتر......... وبعد ماتلقته الأمة بالقبول، لابحث لنا أنه كان ذلك اجتهادًا منه أو ماذا؟ ومن ادعى العمل بالحديث فأولى له أن يصليها حتى يخشى فوت الفلاح. فان هذه صلاة النبى صلى الله عليه وسلم فى اليوم الأخر. وأما من اكتفى بالركعات الثمانية، وشذّ عن السواد الأعظم، وجعل يرميهم بالبدعة، فليرعاقبته، والله تعالى أعلم. (فيض البارى شرح البخارى: ۳۷۵/۳) كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ط: دارالكتب العلمية، بيروت. الطبعة الاولى، ۱۴۲۶ھ، ۲۰۰۵ء).

(۲) (التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) اجماعًا...... (والختم) مرة سنة، ومرتين فضيلة وثلاثًا أفضل (ولا يترك) الختم لكسل القوم. قوله: (والختم مرة سنة) أى قراءة الختم فى صلاة التراويح سنة، وصححه فى الخانية وغيرها، وعزاه فى الهداية: الى أكثر المشائخ، وفى الكافى: الى الجمهور، وفى البرهان: وهو المروى عن أبى حنيفة والمنقول فى الأثار. (الدر مع الرد: ۴۶،۴۳/۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

نہیں ہوگا، اسی طرح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے، اگر کوئی شخص تراویح کی نماز بیس رکعات کے بجائے آٹھ رکعات ادا کر کے چلا جائے گا تو اس کی دو سنتیں ضائع ہو جائیں گی: ایک تو بیس رکعت تراویح پڑھنے کی سنت ادا نہیں ہوگی، دوسرا تراویح کی نماز میں پورا قرآن بھی سننے سے رہ جائے گا،(۲) حالانکہ تراویح کی نماز میں پورا ایک قرآن پڑھنا یا سننا سنت ہے۔

غرض کہ آٹھ رکعات تراویح پڑھنے سے یہ دونوں سنتیں ضائع ہو جاتی ہیں، اور رمضان المبارک جیسے عظیم رحمت والے مہینے میں ہر رات دو دو ایسی سنتوں کو ضائع کرنا جن کو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے ادا کیا ہے، یقیناً بدقسمتی اور محرومی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے، آمین۔

تبلیغی جماعت اور آٹھ رکعات تراویح کہنے والوں کی جماعت

تبلیغی جماعت کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ جس کو چمٹ جاتے ہیں ایک دفعہ اللہ کا گھر مسجد ضرور دکھاتے ہیں، آگے اس کی مرضی۔ تو ان کا کام ہے بے نمازیوں کے پاس جانا، ان کو دعوت دینا اور مسجد میں آنے کے لئے منتیں کرنا وغیرہ، یہ حضرات کوشش کر کے آخر لوگوں کو ایک دفعہ مسجد میں لے آتے ہیں، اور اس کو کلمہ اور نماز کا بتا کر اس کو نمازی بناتے ہیں۔

اس کے برخلاف آٹھ رکعت تراویح کہنے والے کبھی بھی بے نمازی کے پاس نہیں جاتے، جب تبلیغی جماعت والے منتیں کر کے اس کو نماز پر لگا لیتے ہیں، اور وہ نمازی بن جاتا ہے، تو اس وقت آٹھ رکعت تراویح کہنے والے لوگ اس کے پاس آجاتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ تیری نماز نہیں ہوتی، ایک اِدھر سے آئے گا اور کہے گا تیری نماز نہیں ہوتی، ایک اُدھر سے آئے گا اور کہے گا تیری نماز نہیں ہوتی، تو یہ شکوک وشبہات اور وسوسہ میں مبتلاء ہو کر نماز ہی چھوڑ دیتا ہے، تو یہ لوگ وہ ہیں جو نمازیوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں، اور نمازیوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے والا کون ہوتا ہے؟ اس کا جواب تمام مسلمانوں کو معلوم ہے، تو اس جماعت کے لوگوں کی عادت ہے کہ جب تک کوئی نماز نہیں پڑھتا اس وقت تک

اس کے پاس جا کر کچھ نہیں کہتے، تو یہی حال رمضان شریف میں ہے کہ جو آدمی پانچ وقت کی نمازیں نہیں پڑھتا ہے، روزہ بھی نہیں رکھتا ہے، اور تراویح کی نماز بھی نہیں پڑھتا ہے اس کے خلاف کوئی تقریر نہیں ہوگی، اور کوئی اشتہار بھی اس کے خلاف شائع نہیں کیا جائے گا، اور کوئی انعامی چیلنج بھی نہیں ہوگا، ہاں جس بے چارے نے پانچ وقت کی جماعتوں میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ شرکت شروع کی، اور رمضان المبارک کا روزہ بھی رکھا، اور رات کو بیس رکعت تراویح کی نماز بھی ادا کی، تو اس کے خلاف تقریر کریں گے، لاکھوں کا چیلنج بھی کریں گے، یعنی جس بے چارے نے بیس رکعت تراویح پڑھ لی اس نے بہت بڑا گناہ کرلیا، ناقابل معافی جرم کرلیا، یہ ان کا مشن ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

آٹھ رکعات تراویح کہنے والے کہتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں

حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ نے ایسے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ "غیر مقلدوں سے کوئی پوچھے کہ ۲۰ رکعت کا ثبوت تمہارے اور ہمارے پاس نہ ہو تو نہ ہو، لیکن کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھی نہیں تھا، حضرت عمر کون ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ راشد ہیں، مشکوٰۃ کی روایت ان غیر مقلدوں کو یاد نہیں ہے کہ آپ کیسے تاکید فرمارہے ہیں "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین" الحدیث۔ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، پھر پورے ماہ میں جماعت کے ساتھ تراویح کا اہتمام بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کی سنت ہے، کوئی ثابت کردکھائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چار دن سے زائد جماعت کے ساتھ تراویح ادا فرمائی ہو، پھر یہ غیر مقلد کیوں تمام رمضان المبارک میں تراویح پڑھتے ہیں؟ اگر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چڑ ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی اور عداوت کا ثبوت دیتے ہوئے پورا مہینہ کی نماز تراویح

باجماعت ادا نہ کریں، صرف تین چار دن جماعت کریں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا مہینہ باجماعت نماز تراویح ثابت نہیں ہے، پورا مہینہ باجماعت تراویح کا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے اجراء فرمایا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی یہ اہتمام نہ تھا، اب ان غیر مقلدوں کے پاس کیا رہ جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے خارج کر دینے کے بعد آدھا دین ختم ہو جائے گا، غیر مقلدوں کو چاہیے کہ نیا دین مرتب کریں اور حضرت عمر وحضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی تمام سنتیں چن چن کر دین سے نکال دیں، کیونکہ غیر مقلدین کے بقول ان حضرات نے تو بدعتیں ایجاد کی تھیں، اور معاذ اللہ یہ حضرات تو متبع سنت تھے ہی نہیں، بڑے متبع سنت اس چودھویں صدی کے غیر مقلد ہیں، لہٰذا ان کو لازم ہے کہ نیا دین مدون کر لیں، اور تمام امت کو گمراہ قرار دیتے ہوئے اپنے نئے دین کا پرچار کریں، والی اللہ المشتکی واللہ المستعان، تفصیلی دلائل کے لئے خیر المصابیح رسالہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب مرحوم کا مطالعہ فرمائیں، فقط واللہ اعلم۔

(فتاویٰ مفتی محمودؒ: ۳/۴۸۲، کتاب الصلاۃ، باب التراویح والنفل، ط: جمعیۃ پبلیکشنز، اشاعت ہفتم، جولائی ۲۰۱۰ء۔ لاہور)

بیس رکعت تراویح میں میڈیکلی فائدہ

انسان جب رات کو سوتا ہے تو صبح اٹھ کر اس کا کولیسٹرول لیول سب سے کم ہوتا ہے، اس لیے ڈاکٹر لوگ صبح کے وقت شوگر چیک کرنے کو کہتے ہیں، اس میں بھی حکمتیں ہیں، صبح کے وقت شوگر کا لیول کم ہوتا ہے، لہٰذا اس وقت فجر کی نماز کی رکعتیں چار ہیں، دو سنت دو فرض، کیونکہ کولیسٹرول اور شوگر کا لیول کم تھا تو تھوڑی سی ایکسرسائز کی ضرورت تھی، اس لئے شریعت نے نمازوں کی رکعتیں چار کر دیں، اس کے بعد جب دن کی ابتدا ہوئی، ناشتہ کیا، چائے بھی پی، دوپہر کو خوب اچھی طرح پیٹ بھر کر کھانا بھی کھا لیا، تو شوگر اور کولیسٹرول لیول زیادہ ہو گیا، تو اب اسے کم کرنے کے لئے ایکسرسائز کی پہلے سے زیادہ ضرورت تھی، تو

اللہ تعالیٰ نے ظہر کی رکعتیں بارہ رکھ دیں، جب اس سے کولیسٹرول اور شوگر کا لیول نیچے آ گیا تو عصر کے وقت وہ پہلے کی طرح نیچے تھا، اس لئے مزید ایکسرسائز کی ضرورت نہیں تھی، اس لئے عصر میں چار رکعتیں فرض رکھ دی گئیں، باقی optional سنتیں دے دی گئیں کہ پڑھ لیں گے تو فائدہ اور ثواب ہے، نہیں پڑھیں گے تو کوئی بات نہیں، چنانچہ اس وقت شوگر اور کولیسٹرول لیول کم ہونے کی وجہ سے ایکسرسائز بھی کم عطا کی گئی، پھر عصر کے بعد چائے پی لی، کوئی پھل کھالیا تو شوگر اور کولیسٹرول لیول کچھ اور بڑھ گیا تو مغرب کی نماز میں چار رکعت کے بجائے سات رکعتیں کر دیں، مغرب کے بعد کھانا کھایا (رات کے کھانے کو عشائیہ اس لئے کہتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کھایا جاتا ہے) اب جب رات کو ڈٹ کر کھایا تو شوگر اور کولیسٹرول کا لیول پھر اوپر چلا گیا، اب عشاء میں سات کے بجائے سترہ کر دیں، فرض بھی، واجب بھی، سنت بھی، نفل بھی، سب ملا کر سترہ رکعتیں بنیں۔

دوپہر کا کھانا کھایا تھا تو بارہ رکعت سے کام چل گیا تھا، اب رات کا کھانا کھایا تو سترہ رکعتیں کر دیں، یہ اس لئے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد جو دوپہر کی نماز پڑھی تو دن کا حصہ اور بھی باقی تھا اور ایکسرسائز بھی کرنا تھی اور شوگر اور کولیسٹرول نیچے آنے کے چانسز تھے، مگر اب تو عشاء کے بعد جلدی سونا ہوتا ہے، عام طور پر کوئی سرگرمی بھی نہیں ہوتی، لہٰذا ظہر کی بہ نسبت بڑی ایکسرسائز مقرر کر دی گئی کہ سترہ رکعتیں پڑھے تاکہ سونے سے پہلے شوگر لیول اور کولیسٹرول لیول ڈاؤن ہو جائے، تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی رکعتیں ایسی بنائی گئیں ہیں جن سے بندوں کا میڈیکلی فائدہ بھی ہے۔

رمضان المبارک میں اللہ کے بندوں نے سارا دن روزہ رکھا، اور جب افطاری کا وقت ہوا تو دسترخوان پر کباب، شربت، پکوڑے، سموسے، جلیبی، چنے، کھجور، فروٹ اور کھانا بھی تھا، اور وافر مقدار میں تھا تو بھوکے بندوں نے اٹھا کر اتنا کھایا اتنا کھایا کہ over eating کر لی، جب ڈٹ کر اوور ایٹنگ کر لی تو شوگر اور کولیسٹرول کا لیول بہت

بڑھ گیا، تو شریعت نے ہمارے فائدے کے لئے سترہ رکعتیں پہلے ہی مقرر کر دی تھیں، اور اب اس over eating کا علاج تراویح کی نماز سے ہو گیا، اس لئے بیس رکعت تراویح کی نماز اور بڑھا دی تا کہ شوگر اور کولیسٹرول کا لیول نیچے آجائے اور سحری میں کھانے پینے میں پریشانی نہ ہو، اور تہجد پڑھنا بھی آسان ہو۔ ماخوذ از ''میرا پیغمبر عظیم تر ہے''۔

محمد انعام الحق قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

۱۴۳۵/۵/۵ھ

آ

آٹھ رکعات تراویح پڑھانے والے امام کے پیچھے وتر پڑھے یا نہیں؟

"غیر مقلد کی امامت" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۰۴)

آٹھ رکعات تراویح پڑھنے اور پڑھانے کا حکم

بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہیں، اس پر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نے پابندی کی ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔اس سے کم پڑھنا درست نہیں ہے اور بیس رکعات تراویح کا انکار کرنے والا خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔(۱)

آٹھ رکعات تراویح میں قرآن ختم کرنے کا حکم

آٹھ رکعات تراویح میں قرآن مجید ختم کرنے سے قرآن مجید ختم کرنے کی سنت ادا ہو جائے گی۔مگر بیس رکعات تراویح پڑھنے کی سنت ادا نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱) التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين، قال في الرد: صححه في الهداية وغيرها وهو المروي عن أبي حنيفة ...... وفي شرح منية المصلي: وحكى غيرواحد الاجماع على سنيتها. (قوله: لمواظبة الخلفاء الراشدين) أي: أكثرهم؛ لأن المواظبة عليها وقعت في أثناء خلافة عمر رضي الله عنه، ووافقه على ذلك عامة الصحابة ومن بعدهم الى يومنا هذا بلانكير، وكيف لاوقدثبت عنه صلى الله عليه وسلم : "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ." كمارواه أبوداوٗد، بحر. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث صلاة التراويح، (۲/۴۳) ط:سعيد)

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/٦٦) ط: سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱٦) ط:رشيديه.

ـــ (وسننها) ترك السنة لايوجب فساداً ولاسهواً بل اساءةً لوعامداً غيرمستخف وقالوا: الاساءة دون الكراهة، وفي الرد: (قوله:وقالوا...... الخ) ...... تاركها يستوجب اساءة أي التضليل واللوم. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم: الاساءة دون الكراهة، (۱/۴۷۴) ط: سعيد).

(۲) (قوله: وهي عشرون ركعةً) وهوقول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً. (ردالمحتار، =

آخری رکعتوں میں جہر کیا

اگر امام نے عشاء کی آخری رکعتوں میں قراءت بلند آواز سے پڑھی تو سہو سجدہ لازم ہوگا۔ عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اگرچہ قراءت واجب نہیں، لیکن اگر قراءت کرے تو آہستہ پڑھنا لازم ہے۔(۱)

آیات سجدہ کی تلاوت کا فائدہ

علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیات سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان فرمادیتے ہیں، ایسی حالت میں تمام آیتوں کو ایک دفعہ پڑھ کر اس کے بعد چودہ سجدے کریں، یا ہر ایک آیتِ سجدہ کو پڑھ کر اس کا سجدہ کرتے جائیں۔(۲)

= مبحث صلاة الوتر، (۴۵/۲) ط: سعيد).

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۶/۲) ط: سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۶/۱) ط:رشيديه.

(۱) فالحاصل أن الاخفاء في صلاة المخافتة واجب على المصلي اماماً كان أومنفرداً وهي صلاة الظهر والعصر والركعة الثالثة من المغرب والأخريان من صلاة العشاء وصلاة الكسوف والاستسقاء، وهو واجب على الامام اتفاقاً، وعلى المنفرد على الأصحّ. (البحر، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۳۰۲/۱) ط:سعيد)

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۸۱/۲) ط:سعيد.

ـــ يجب تعيين الأوليين من الثلاثية والرباعية المكتوبتين للقراءة المفروضة حتى لوقرأ في الأخريين من الرباعية دون الأوليين أوفي احدى الأوليين واحدى الأخريين ساهياً وجب عليه سجود السهو. كذا في البحر الرائق. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، (۷۱/۱) ط:رشيديه).

(۲) (مهمة لكل مهمة) في الكافي: قيل من قرأ آي السجدة كلهافي مجلس وسجدلكل منها كفاه الله ما أهمه. (وفي الرد: قوله: مهمة لكل مهمة(أي: هذه فائدة، أي ينبغي أن يصرف المسلم همته الى تعلمهالأجل دفع كل مهمة، أي كل حادثةٍ تهمه وتحزنه) وظاهره أنه يقرأهاولاءً (بالكسر والمدّ، وفي بعض النسخ أوّلاً والمعنى واحد، وهوأنه يسردهامتوالية ثم يسجد للكل أربع عشرة سجدةً) ويحتمل أن يسجد لكل بعدقراء تهاوهوغيرمكروه، كمامرّ. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب سجودالتلاوة، قبيل مطلب في سجدة الشكر، (۱۱۸/۲، ۱۱۹) ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۷/۲) ط: سعيد.

ـــ حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (ص:۲۷۲) ط:قديمي.

آیت سجدہ ان جگہوں پر نہ پڑھے

جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز والی نمازوں میں سجدہ کی آیت نہیں پڑھنی چاہیے کیوں کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کو اشتباہ ہونے کا ڈر ہے۔(۱)

آیت سجدہ ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھے

اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں متعدد بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔(۲)

آیت سجدہ ایک ہی مجلس میں بار بار سنے

☆.....اگر سجدہ کی ایک آیت پڑھی جائے، پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔(۳)

---

(۱) ویکره للامام أن یقرأها في مخافتة ونحو جمعة وعید الاأن تكون بحیث تؤدی بركوع الصلاة أوسجودها. وفي الرد: (قوله: ویكره للامام الخ) لأنه ان ترک السجود لهافقدترک واجباً وان سجدیشتبه علی المقتدین. شرح المنیة. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، قبیل باب صلاة المسافر، (۲/۱۲۰) ط: سعید)

— البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۰) ط:سعید.

— الفتاوی الهندیة، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۳) ط: رشیدیه.

(۲) والأصل أن مبناهاعلی التداخل دفعاً للحرج بشرط اتحادالآیة والمجلس، وهوتداخل في السبب بأن یجعل الكل كتلاوة واحدة فتكون الواحدة سبباً والباقي تبعاً لها. وفي الرد:(قوله: دفعاً للحرج) لأن في ایجاب السجدة لكل تلاوة حرجاً خصوصاً للمعلمین والمتعلمین وهومنفي بالنص. بحر. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۴،۱۱۵) ط:سعید)

— البحر الرائق، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۵) ط:سعید.

— الفتاوی الهندیة، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۴) ط:رشیدیه.

(۳) وفي البزازیة: سمعهامن آخر ومن آخر أیضاً وقرأها كفت سجدة واحدةفي الأصح؛ لاتحادالآیة والمكان، ونحوه في الخانیة. فعلی هذا لوقرأهاجماعة وسمعهابعضهم من بعض كفتهم واحدة. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بلب سجودالتلاوة، (۲/۱۱۵) ط:سعید)

— البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۵) ط:سعید.

— الفتاوی الهندیة، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۴) ط:رشیدیه.

☆......اگر سننے والے مجلس نہ بدلیں تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے۔اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے، خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدلے یا نہ بدلے۔اگر پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے گی تو اس پر بھی متعدد سجدے واجب ہوں گے۔(۱)

☆......مجلس بدلنے کی دو صورتیں ہیں: ایک حقیقی۔دوسری حکمی۔

اگر جگہ بدل جائے تو حقیقی طور پر مجلس بدل جائے گی۔اور جگہ نہ بدلے، بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے کام کو ختم کر کے اب دوسرا کام شروع کیا ہے تو حکمی ہے۔

حقیقی کی مثال: (۱) دو گھر جدا جدا ہوں، اور ایک گھر میں سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد دوسرے گھر میں چلا گیا اور وہاں جا کر اس آیت کو دوبارہ تلاوت کیا۔

واضح رہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی تبدیلی کے لیے ایک دو قدم سے زیادہ چلنا ضروری ہے۔

---

(۱) ولوتبدل مجلس السامع دون التالي يتكرر الوجوب عليه، ولوتبدل مجلس التالي دون السامع يعكرر الوجوب عليه لاعلى السامع على قول أكثر المشايخ، وبه نأخذ. كذا في العتابية.
(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۴/۱) ط:رشيدية)

ـــــ (كما) تتكرر (لوتبدل مجلس سامع دون تال) حتى لو كررها راكباً يصلي وغلامه يمشي تتكرر على الغلام لاالراكب، (لا) تتكرر (في عكسه) وهوتبدل مجلس التالي دون السامع على المفتى به. قال المحقق في الرد: (قوله: كماتتكرر) أي: على السامع دون التالي وفي عكسه بعكسه. ط. والحاصل: أن من تكرر مجلسه من سامع أوتال تكرر الوجوب عليه دون صاحبه ...... (قوله: تتكرر على الغلام) لتبدل المجلس في حقه، بخلاف الراكب؛ لأن الصلاة تجمع المتفرق. ط. (قوله: لاتتكرر) أي على السامع (قوله: على المفتى به) راجع الى صورة العكس فقط، ومقابله: ماصححه في الكافي: من تكررها على السامع أيضاً؛ لأن التلاوة هي السبب في حقه أيضاً لكن بشرط السماع، وصحح في الهداية والخانية: الأوّل. قال في الينابيع: وعليه الفتوى. قال الفقير: وبه نأخذ. شرح المنية. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجودالتلاوة، (۱۱۷/۲) ط:سعيد)

ـــــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجودالتلاوة، تحت قوله: كمن كررها في مجلس لافي مجلسين، (۱۲۶/۲) ط:سعيد.

(۲) سوار ہو کر تلاوت کی، پھر اتر کر دوبارہ تلاوت کی، تو اس میں حقیقی طور پر مجلس بدل گئی۔

حکمی کی مثال: سجدہ کی آیت تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھالیا، اور کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتیں کرنے لگا، یا لیٹ کر سو گیا، یا خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا تو ان صورتوں میں حکمی طور پر مجلس بدل جائے گی۔

اور اگر ایک دو لقمہ سے زیادہ نہ کھائے، کسی سے ایک دو کلمہ سے زیادہ باتیں نہ کرے، لیٹ کر نہ سوئے، بلکہ بیٹھے بیٹھے سوئے تو ان صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی۔ اسی طرح کوئی تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھنے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی۔(۱)

☆......اگر ایک آیت سجدہ متعدد مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی تلاوت کے بعد؛ کیوں کہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لیے کافی ہے۔ مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے۔(۲)

---

(۱) ولو كررها في مجلسين تكررت وفي مجلس واحد لاتتكرر، بل كفته واحدة، وفي الرد: (قوله: ولو كررها في مجلسين تكررت) الأصل أنه لايتكرر الوجوب الابأحد أمور ثلاثة: اختلاف التلاوة، أو السماع، أو المجلس، أما الأولان: فالمراد بهما اختلاف المتلو والمسموع حتى لو تلا سجدات القرآن كلها أو سمعها في مجلس أو مجالس وجبت كلها، وأما الأخير فهو قسمان: حقيقي بالانتقال منه الى آخر بأكثر من خطوتين كما في كثير من الكتب، أو بأكثر من ثلاث، كما في المحيط، مالم يكن للمكانين حكم الواحد كالمسجد والبيت والسفينة ولو جارية، والصحراء بالنسبة للتالي في الصلاة راكباً. وحكمي: وذلك بمباشرة عمل يعدّ في العرف قطعاً لما قبله كما لو تلا ثمّ أكل كثيراً أو نام مضطجعاً أو أرضعت ولدها أو أخذ في بيع أو شراء أو نكاح، بخلاف ما اذا طال جلوسه أو قراء ته أو سبح أو هلل أو أكل لقمة أو شرب شربة أو نام قاعداً أو كان جالساً فقام أو مشى خطوتين أو ثلاثاً على الخلاف أو كان قائماً فقعد أو نازلاً فركب في مكانه فلاتتكرر. حلية ملخصاً. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۱۴/۲) ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۵/۲) ط: سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۴/۱) ط: رشيديه.

(۲) فشمل ما اذا تلا مراراً ثم سجد، وما اذا تلا وسجد ثم تلا بعده مراراً في مجلس واحد، =

آیت سجدہ ایک ہے پڑھنے والے دو ہیں

''دو آدمی ایک ہی آیت سجدہ پڑھیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۹۷)

آیت سجدہ بھول گیا

اگر امام یا حافظ صاحب نماز میں تلاوت کے دوران سجدہ کی آیت بھول گئے، اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام صاحب یا حافظ صاحب نے لقمہ لیا، اور وہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا تو اس صورت میں ایک ہی سجدہ امام اور مقتدی دونوں کی طرف سے کافی ہے دو سجدے واجب نہیں۔ (۱)

آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہیں کیا

اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ نہیں کیا، لیکن مزید آگے تین آیات پڑھنے سے پہلے ہی رکوع کیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت کر لی تو جائز ہے۔ اور اگر مزید آگے تین آیات یا اس سے زیادہ پڑھ لی پھر رکوع یا سجدہ کیا تو سجدۂ تلاوت ساقط نہیں ہوگا، اور نماز کے اندر اندر اس کی قضا لازم ہوگی، یعنی نماز کے اندر آیت سجدہ کے لیے خاص ایک سجدہ کرنا لازم ہوگا، اور آخر میں سہو سجدہ کرنا بھی لازم ہوگا۔ (۲)

= وهو تداخل في السبب دون الحكم، ومعناه أن يجعل التلاوة المتعددة كتلاوة واحدة، تكون الواحدة منها سبباً والباقي تبع لها وهو أليق بالعبادات اذا السبب متى تحقق لايجوز ترك حكمه، ولهذا يحكم بوجوبها في موضع الاحتياط حتى تبرأ ذمته بيقين ...... والفرق بينهما أن التداخل في السبب ينوب فيه الواحدة عما قبلها وعما بعدها، وفي التداخل في الحكم لاتنوب الاعما قبلها...... الخ (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۵/۲) ط:سعيد)

— الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۱۵/۲) ط: سعيد.

— حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (ص:۲۶۹) ط:قديمى كتب خانه كراچى.

(۱) ''آیتِ سجدہ ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھے'' عنوان کی تخریج ملاحظہ فرمائیں!

(۲) وتؤدى بركوع صلاة اذا كان الركوع على الفور من قراءة آية أو آيتين وكذا الثلاث على الظاهر، كما في البحر، ان نواه. وفي الرد:...... ولو ركع لها على الفور جاز والا لا آه أي وان فات =

آیت پڑھ کر سجدہ نہیں کیا اور نماز ختم ہوگئی

اگر سجدہ کی آیت نماز میں تلاوت کرنے کے بعد نماز کے اندر سجدہ نہیں کیا اور نماز ختم ہوگئی تو اب اس کی قضا نہیں ہے؛ کیوں کہ قضا کا وقت نکل گیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے۔ البتہ اگر دونوں طرف سلام پھیر کر نماز کو ختم کیا اور اس کے بعد نماز کے منافی کوئی چیز سرزد نہیں ہوئی، یعنی کوئی ایسا کام یا فعل نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، جیسا کہ بات چیت کرنا، قبلہ سے چہرہ اور سینہ کو پھیر لینا، اٹھ کر چلے جانا وغیرہ تو سلام کے بعد بھی سجدۂ تلاوت کرلیا جائے۔(۱)

آیت سجدہ پڑھ کر کتنی دیر میں سجدہ کرنا چاہیے؟

نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرنے کے فوراً بعد سجدہ واجب ہوجاتا ہے، اور اسی وقت سجدہ کرلینا چاہیے، اور اگر آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد مزید آگے تین آیت پڑھنے کے بعد سجدہ کیا تو یہ قضا شمار ہوگا، اور تاخیر کی وجہ سے سہو سجدہ کرنا واجب ہوگا۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔

= الفور لایصح ان یرکع لها ولو في حرمة الصلاة. بدائع. أي: فلابدلها من سجود خاص بها. (الدر مع الرد، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۱) ط:سعید)

ـــ الفتاوی الهندية، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۳) ط: رشیدیه.

ـــ البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۳) ط:سعید.

ولذا کان المختار وجوب سجود السهو لو تذکرها بعد محلها. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۰) ط: سعید).

(۱) ویأثم بتأخیرها ویقضیها مادام في حرمة الصلاة، ولو بعد السلام. وفي الرد: (قوله: ویأثم بتاخیرها...... الخ) لأنها وجبت بما هو من أفعال الصلاة، وهو القراءة وصارت من أجزائها فوجب أدائها مضيقاً. (الدر مع الرد، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۰) ط:سعید)

ـــ البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۲) ط:سعید.

ـــ حاشیة الطحطاوي علی المراقي، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (ص:۲۶۸) ط:قدیمی کتب خانه کراچی.

اور جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوا وہ سلام پھیرنے سے پہلے، بلکہ سلام پھیرنے کے بعد جب تک نماز کے منافی کوئی حرکت نہیں ہوگی کر لینا چاہیے، اس کے بعد توبہ استغفار کے علاوہ معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۱)

آیت سجدہ تلاوت کرنے پر کتنے سجدے کرنے ہیں؟

ایک آیت کی تلاوت پر ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے۔ البتہ ایک آیت کو مختلف مجالس میں پڑھا تو مختلف سجدے واجب ہوں گے، یعنی جتنی مرتبہ الگ الگ مجالس میں پڑھا ہے اتنی ہی مرتبہ الگ الگ سجدہ کرنا واجب ہوگا۔(۲)

آیت سجدہ تلاوت کی نیت کے بغیر پڑھ لی

اگر آیت سجدہ تلاوت کی نیت کے بغیر پڑھ لی تب بھی سجدہ واجب ہوگا۔(۳)

---

(۱) وان لم تكن صلوية فعلى الفور لصيرورتها جزءاً منها ويقضيها مادام في حرمة الصلاة ولو بعد السلام، وفي الرد: "فان كانت صلوية فعلى الفور، ح. ثم تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراءة أكثر من آيتين أو ثلاث" (قوله: ويأثم بتأخيرها لأنها وجبت بما هو من أفعال الصلاة وهو القراءة وصارت من أجزائها فوجب أدائها مضيقاً، كما في البدائع. ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها كما قدمناه في بابه عند قوله: بترك واجب، فصارت كما لو أخر السجدة الصلبية عن محلها، فانها تكون قضاءً..... الخ (الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۰۹، ۱۱۰) ط: سعيد)
ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۳) ط: رشيديه.
ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۳) ط: سعيد.

(۲) ولو كررها في مجلسين تكررت وفي مجلس واحد لاتتكرر، بل كفته واحدة، (قوله: ولو كررها الخ) الأصل: أنه لايتكرر الوجوب الا بأحد أمور ثلاثة: اختلاف التلاوة، أو السماع، أو المجلس..... الخ (الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۴) ط: سعيد)
ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۵) ط: سعيد.
ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۴) ط: رشيديه.

(۳) (قوله: فالسبب: التلاوة وان لم يوجد السماع) أي: التلاوة الصحيحة وهي الصادرة ممن له أهلية التميز، كما ذكره غير واحد من المشائخ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۰۴) ط: سعيد.
ـــ والسجدة واجبة في هذه المواضع على التالي والسامع سواءً قصد سماع القرآن أو لم يقصد. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۲) ط: رشيديه)
ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۰) ط: سعيد.

آیت سجدہ تلاوت کے دوران آہستہ پڑھے

نماز سے باہر تلاوت کے دوران آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے، تاکہ کسی دوسرے کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو۔(۱)

آیت سجدہ دل میں پڑھی

دل دل میں سجدہ کی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا کیوں کہ سجدہ واجب ہونے کے لیے زبان سے تلاوت کرنا ضروری ہے، زبان سے پڑھے بغیر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔(۲)

آیت سجدہ دوسرے شفعہ میں بھی پڑھی

''سجدۂ تلاوت کر کے نماز پوری کرنے کے بعد دوسری رکعت میں وہی آیت سجدہ دوبارہ پڑھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۳۱)

آیت سجدہ سن کر بعض مقتدی سجدے میں اور بعض رکوع میں چلے گئے

''سجدۂ تلاوت سن کر بعض مقتدی سجدے میں اور بعض رکوع میں چلے گئے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۲۶)

---

(۱) ولو قرأ آية السجدة وعنده ناس، فان كانوا متوضئين متأهبين للسجدة قرأها جهراً وان كانوا غير متأهبين ينبغي أن يخفض قراءتها؛ لأنه لو جهر بها لصار موجباً عليهم شيئاً ربّما يتكاسلون عن أدائه فيقعون في المعصية. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۷/۲) ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۵/۱) ط: رشيديه.

ـــ حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (ص:۴۹۷) ط:قديمي.

(۲) وانما تجب اذا صحح الحروف وحصل به صوت سمع هو او غيره اذا قرب اذنه الى فمه...... الخ (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۲/۱) ط: رشيديه)

ـــ ولا تجب بكتابة ولا نظر من غير تلفظ. (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (ص:۴۸۱) ط:قديمي)

ـــ الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۰۴/۲) ط:سعيد.

آیت سجدہ سن کر رکوع میں چلا گیا

تراویح کی نماز میں حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں گئے، مگر مقتدی رکوع سمجھ کر رکوع میں گیا، سجدہ میں نہیں گیا، تو ایسی صورت میں مقتدی کو چاہیے کہ علم ہوتے ہی رکوع چھوڑ کر سجدہ میں چلا جائے۔ اگر رکوع کر کے پھر سجدہ میں گیا تو نماز صحیح ہو جائے گی، اور سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا۔(۱)

آیت سجدہ سورت کے ختم پر ہے

رکوع یا سورت کے ختم پر آیت سجدہ آئے تو اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ فوراً سجدۂ تلاوت کر کے اٹھے، اور پھر آگے سے چند آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔(۲)

دوسری صورت یہ ہے کہ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لے، اس صورت میں بھی سجدہ ادا ہو جائے گا، مگر فوراً رکوع کرے۔

دوسری صورت مناسب نہیں ہے؛ اس لیے کہ صرف امام کی جانب سے سجدۂ تلاوت کرنے کی نیت مقتدی کی جانب سے سجدۂ تلاوت ادا ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس صورت میں مقتدی کا سجدۂ تلاوت رہ جائے گا۔ اور مقتدی پر سلام کے بعد فوراً

(۱) وفي النوادر: ولو قرأ الامام السجدة فسجد فظن القوم انه ركع فبعضهم ركع وبعضهم ركع وسجد سجدة وبعضهم ركع وسجد سجدتين فمن ركع ولم يسجد يرفض ركوعه ويسجد للتلاوة ومن ركع وسجد فصلاته تامة وسجدته تجزئه عن سجدة التلاوة. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۱) ط:سعيد)

ـــ الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۲) ط:سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۴) ط:رشيديه.

(۲) ولو كانت بختم السورة فالافضل أن يركع بها ولو سجد ولم يركع فلابدّ من أن يقرأ شيئاً من السورة الأخرى بعدما رفع رأسه من السجود ولو رفع ولم يقرأ شيئاً وركع جاز. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۳) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۲) ط:سعيد.

ایک سجدہ کر کے سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

اور اگر امام نے رکوع میں نیت نہیں کی تھی تو نماز کے سجدہ میں کوئی نیت کرے یا نہ کرے سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا، بشرطیکہ آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد مزید تین آیتوں سے کم پڑھا ہو۔

اگر سورت کے ختم پر آیت سجدہ ہو تو سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ اگر رکوع کے ختم پر آیت سجدہ ہو تو سجدہ کرنے کے بعد اٹھ کر دوسرے رکوع کا کچھ حصہ پڑھ کر نماز کا رکوع کرے۔

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''اگر آیت سجدہ جو کہ سورت کے ختم پر ہے پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے، بلکہ تین آیت کی مقدار پڑھ کر رکوع کرنا چاہیے۔''(۲)

آیت سجدہ کا کسی سے سننا

سجدہ کی آیت کسی انسان سے سننا، خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظ سجدہ کے ساتھ ایک لفظ، ماقبل یا مابعد کے سنے، خواہ وہ عربی زبان میں سنے یا کسی اور زبان میں، خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ سجدہ کی آیت کا ترجمہ ہے یا نہ جانتا ہو، بہر صورت سجدہ واجب ہوگا۔ اور نہ جاننے کی صورت میں سجدہ ادا کرنے میں جو تاخیر ہوگی اس میں وہ معذور سمجھا جائے

(۱) ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه ويسجد اذا سلم الامام ويعيد القعدة. (قوله: لم تجزه) أي لم تجز نية الامام المؤتم ولا تندرج في سجوده وان نواها المؤتم فيه لانه لما نواها الامام في ركوعه تعين لها افاده ح هذا. وفي القهستاني: واختلفوا في ان نية الامام كافية كما في الكافي فلو لم ينو المقتدي لا ينوب على رأي فيسجد بعد سلام الامام ويعيد القعدة الأخيرة كما في المنية.

(الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۲) ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۳) ط: سعيد.

ـــ الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱/۷۸٦) ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی.

(۲) انظر الحاشية رقم: ۲ على الصفحة السابقة.

گا۔(۱)

آیت سجدہ نماز دوبارہ پڑھتے وقت دوبارہ پڑھی

"نماز دوبارہ پڑھتے وقت آیت سجدہ دوبارہ پڑھی"عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۶۵)

آیت سجدہ نماز کی حالت میں دوسرے سے سن لی

اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے سجدہ کی آیت سن لے، خواہ دوسرا بھی نماز میں ہو، تو یہ سجدہ نماز سے باہر کا سمجھا جائے گا۔لہٰذا اس سجدہ کو نماز کے اندر ادا نہیں کیا جائے گا، بلکہ نماز سے باہر ہی ادا کیا جائے گا۔(۲)

آیت سجدہ واعظ سے سنی جائے

اگر بڑے مجمع میں تقریر کرنے والے واعظ سے سجدہ کی آیت پڑھتے ہوئے سنی جائے، تو سب سننے والوں پر سجدہ واجب ہوگا۔ اور سب سننے والے علیحدہ علیحدہ سجدہ

---

(۱) والسجدة واجبة في هذه المواضع على التالي والسامع...... ولوقرأ آية السجدة الا الحرف الذي في آخرها لايسجد ولوقرأالحرف الذي يسجد فيه وحده لايسجد الا أن يقرأ أكثر آية السجدة بحرف السجدة ...... اذا قرأ آية السجدة بالفارسية فعليه وعلى ومن سمعها السجدة فهم السامع أو لا اذا أخبر السامع انه قرأ آية السجدة...... ولوقرأ بالعربية يلزمه مطلقاً، لكن يعذر بالتأخير مالم يعلم. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۲/۱، ۱۳۳) ط:رشيديه)

ـــ الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۰۵/۲) ط:سعيد.

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۰/۲) ط:سعيد.

(۲) (ولوسمع المصلي) السجدة (من غيره لم يسجدفيها) لانهاغير صلاتية (بل) يسجد (بعدها) ...... (قوله:من غيره) أي: ممن ليس معه في الصلاة سواءً كان اماماًغير امامه أومؤتماً بذلك الامام أومنفرداً أوغير مصلٍّ أصلاً. اه. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۱۲/۲)ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۳/۱) ط:رشيديه.

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۱/۲) ط:سعيد.

کریں؛ کیوں کہ سجدہ کی آیت پڑھنے اور سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔(۱)

آیت کا تکرار کرنا

''ایک آیت کو بار بار پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۹۳)

آیتیں رہ گئی ہیں

''چھوٹی ہوئی آیتوں کو اگلے دن پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۷۴)

(۱) الاصل انه لایتکرر الوجوب الا باحد امور ثلاثة: اختلاف التلاوة او السماع او المجلس.
(ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۱۴) ط:سعید)
ـــ البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۲۵) ط: سعید.
ـــ الفتاوى الهندية، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۴) ط:رشیدیه.

الف

ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سوال

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے تراویح کے عمل کے متعلق دریافت کیا گیا، تو انہوں نے کہا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا من مانا فعل نہیں ہے، انہوں نے کوئی بدعت نہیں کی، جب تک اس حکم کی اصل ان کے ہاتھ نہیں آئی تو انہوں نے اس پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا۔(۱)

اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا

''دوسری مسجد میں جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۴)

اجرت

''تراویح میں اجرت لینا اور دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۴۲)

اجرت کا ختم قرآن سننے سے سورت تراویح بہتر ہے

''تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۴۴)

اجرت کے بغیر تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے تو

اگر اجرت کے بغیر تراویح کی نماز پڑھانے والا کوئی حافظ نہ ملے تو کسی حافظ کو

---

(۱) وذكر في الاختيار ان ابايوسف سأل اباحنيفة عنها ومافعله عمر، فقال: التراويح سنة مؤكدة، ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه، ولم يكن فيه مبتدعاً، ولم يأمربه الّا عن اصلٍ لديه وعهدمن رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۳) ط: سعيد)

— البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/٦٦) ط: سعيد.

— حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في صلاة التراويح، (ص:۴۱۱) ط:قديمي.

رمضان المبارک کے لیے نائب امام مقرر کرلیں، عشاء وغیرہ ایک دو نمازیں اس کے ذمہ لازم کردیں اور وہ تراویح بھی پڑھائے تو اجرت دینے کی گنجائش ہوگی۔(۱)

اِدھر اُدھر سے پڑھنا

بعض حافظ صاحب تراویح میں پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے، مگر کبھی اس سورت میں اور کبھی اس سورت میں اِدھر اُدھر پڑھتے رہتے ہیں، اگر یاد آ گیا تو صحیح پڑھنے لگتے ہیں، اور اگر یاد نہیں آیا تو کچھ دیر تک (ایک رکن کی مقدار) پریشان رہ کر رکوع کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں، تو اگر یاد آنے نہ آنے دونوں صورتوں میں سہو سجدہ کرتے ہیں تو نماز ہو جائے گی۔(۲)

استاد ایک ہی آیت سجدہ کئی بچوں کو پڑھاتا ہے

اگر استاد ایک ہی مجلس میں بیٹھ کر ایک ہی آیت سجدہ کئی بچوں کو علیحدہ علیحدہ پڑھاتا ہے، تو ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا۔ لیکن استاد جتنے بچوں سے سجدہ کی آیت سنے گا

---

(۱) القراءة لشيء من الدنيا لاتجوز، وأن الآخذ والمعطي آثمان؛ لأن ذلک يشبه الاستئجار على القراءة، ونفس الاستئجار عليها لايجوز، فكذا ماأشبهه كماصرح بذلک في عدة كتب من مشاهير كتب المذهب، وانماأفتى المتأخرون بجواز الاستئجار على تعليم القرآن لاعلى التلاوة، وعللوه بالضرورة، وهي: خوف ضياع القرآن، ولا ضرورة في جواز الاستئجار على التلاوة. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل، (۲/۷۳) ط:سعيد)

ـــــ ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان. (الدرالمختار، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، (۲/۵۵) ط:سعيد)

ـــــ الفتاوى الهندية، كتاب الاجارة، الفصل الرابع في فساد الاجارة، (۴/۴۴۸) ط:رشيديه).

(۲) (و) اعلم انه (اذا شغله ذلک) الشک فتفكر (قدر أداء ركن ولم يشتغل حالة الشک بقراءة ولاتسبيح) ذكره في الذخيرة (وجب عليه سجود السهو). قال الشامي: قلت: والحاصل: انه اختلف في التفكر الموجب للسهو، فقيل: مالزم منه تأخير الواجب أو الركن عن محله بان قطع الاشتغال بالركن او الواجب قدر اداء ركن وهو الاصح، وقيل: مجرد التفكر الشاغل للقلب وان لم يقطع الموالات. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۲/۹۴) ط:سعيد)

ـــــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۲/۱۲۵) ط:سعيد.

ـــــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، (۱/۱۳۱) ط:رشيديه.

اتنے ہی سجدے سننے کی وجہ سے واجب ہوں گے۔(۱)

اقتدا میں غلطی

"تکبیر تحریمہ میں مقتدی کی غلطی" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۵۴)

التحیات امام کے پیچھے پوری نہ ہو

اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی کی التحیات پوری نہیں ہوئی تو مقتدی التحیات پوری کر کے سلام پھیرے۔اور اگر درود شریف اور دعا رہ گئی،تو ان کو چھوڑ دے، اور امام کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔

اور اگر امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو جس مقتدی کی التحیات رہ گئی ہو، اس کو التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا چاہیے۔اور اگر التحیات پوری کیے بغیر کھڑا ہو گیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔(۲)

---

(۱) الاصل انه لايتكرر الوجوب الا باحدامور ثلاثة: اختلاف التلاوة، او السماع، او المجلس.
(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۱۴/۲) ط:سعيد)
ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۵/۲) ط:سعيد.
ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۴/۱) ط:رشيديه.

(۲) لو سلم الامام اوتكلم قبل فراغ المقتدي من قراءة التشهد يتمه؛ لأنه من الواجبات ثم يسلم لبقاء حرمة الصلاة، وامكن الجمع بالاتيان بهما وان بقيت الصلوات والدعوات يتركها ويسلم مع الإمام...... ولو قام الامام الى الثالثة ولم يتم المقتدى التشهد اتمه، وان لم يتمه جاز. (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل: في مايفعله المقتدي بعد فراغ امامه......، (ص:۳۰۹)ط:قديمى)
ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: واذا اراد الشروع في الصلاة، (۴۹۶/۱) ط: سعيد.
ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل السادس في مايتابع الامام، (۹۰/۱)ط:رشيديه.

"اللہ أکبار" کہنا

تکبیر تحریمہ کے وقت "اللہ أکبار" کہنا غلط ہے۔اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔اگر تکبیر تحریمہ میں اس طرح کہا تو نماز شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔(۱)

"الم تر کیف" سے تراویح پڑھنا کب سے شروع ہوئی؟

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں "الم تر کیف" سے تراویح پڑھنے کا رواج نہیں تھا۔متأخرین نے جب دیکھا کہ تراویح میں پورا قرآن ختم کرنے کی صورت میں نمازی سستی کرتے ہیں، مسجد میں نہیں آتے، مساجد ویران اور غیر آباد ہو جاتی ہیں تب "الم تر کیف" یا دیگر سورتوں سے تراویح پڑھنا شروع کی۔(۲)

امام آیت سجدہ بھول گیا

"آیت سجدہ بھول گیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۷۵)

---

(۱) (وان قال: الله اكبار) بادخال الف بين الباء والراء(لايصير شارعاً وان قال)ذلك (في خلال الصلاة تفسد صلاته). (غنية المستملي، المعروف بـ "حلبي كبير"، كتاب الصلاة، فرائض الصلاة، (ص:۲۵۹) ط:سهيل اكيڈمی، لاهور)

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: واذا ارادالشروع في الصلاة، (۴۸۰/۱) ط:سعيد.

ـ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، (۷۳/۱) ط:رشيديه.

(۲) وبعضهم اختاروا سورة الفيل الى آخرالقرآن وهذا أحسن؛ لأنه لايشتبه عليه عدد الركعات ولايشتغل قلبه بحفظها فيتفرغ للتدبروالتفكر...... ونصّ في الخانية على أنه الصحيح. وفي فتح القدير وغيره: واذاكان امام مسجد حيه لايختم فله ان يترك الى غيره. فالحاصل: ان المصحح في المذهب ان الختم سنة لكن لايلزم منه عدم تركه اذا لزم منه تنفير القوم، وتعطيل كثير من المساجد خصوصاً في زماننا. فالظاهر اختيار الاخف على القوم كمانفعله الائمة في زماننا. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، (۶۸/۲، ۶۹) ط:سعيد)

ـ الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، (۴۶/۲، ۴۷) ط:سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۹/۱) ط:رشيديه.

امام الگ الگ ہے

ایک امام کے پیچھے عشاء کی فرض نماز اور دوسرے امام کے پیچھے تراویح اور وتر کی نماز پڑھنا جائز ہے۔(۱)

امام بیٹھ کر تراویح پڑھائے

اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہو کر تراویح پڑھنا مستحب ہے۔(۲)

امامت کا حق تراویح میں کس کو ہے؟

''تراویح میں امامت کا حق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۴۳)

امام دعا کے الفاظ کو اپنے لیے خاص نہ کرے

اگر امام بلند آواز سے دعا کر رہا ہے تو دعا کے الفاظ کو اپنے ساتھ خاص نہ کرے،

---

(۱) والافضل ان يصلي التراويح بامام واحد، فان صلوهابامامين فالمستحب ان يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة، فان انصرف على تسليمة لايستحب ذلك في الصحيح، واذا جازت التراويح بامامين على هذا الوجه جاز ان يصلي الفريضة احدهما ويصلي التراويح الآخر، وقد كان عمر رضي الله عنه يؤمهم في الفريضة والوتر وكان أبيٌّ يؤمهم في التراويح. كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۶/۱) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۹/۲) ط:سعيد.

(۲) فان صلى الامام التراويح قاعداً بعذر اوبغير عذر واقتدى به قوم قياماً، قال بعضهم: يصح عند الكل وهو الصحيح (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۸/۱) ط:رشيديه)

ـــ وتكره قاعداً لزيادة تأكدها، حتى قيل: لاتصح مع القدرة على القيام كمايكره تأخير القيام الى ركوع الامام للتشبه بالمنافقين (قوله: وتكره قاعداً) أي تنزيهاً لمافي الحلية وغيرهامن أنهم اتفقوا على انه لايستحب ذلك بلاعذر؛ لأنه خلاف المتوارث عن السلف. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۴۸/۲) ط:سعيد)

بلکہ ایسے الفاظ سے دعا کرے کہ تمام مقتدی بھی اس دعا میں شامل ہو جائیں؛ کیوں کہ نماز میں جو امام سے فائدہ پہنچتا ہے اس میں مقتدیوں کو بھی حصہ ملتا ہے؛ کیوں کہ امام مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اور احادیث میں جو منفرداً الفاظ آئے ہیں وہ اجتماعی دعا کو شامل نہیں ہیں۔

اور اگر آہستہ دعا کر رہے ہیں تو امام کو اپنے لیے خاص الفاظ سے دعا کرنے کی اجازت ہوگی؛ کیوں کہ مقتدی بھی اپنے لیے دعا کر رہے ہیں، اس طرح نفس دعا میں سب شریک ہو جائیں گے۔(۱)

امام رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو مقتدی کیا کرے؟

''رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۱)

امام رکوع میں

☆......اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہوا، اور امام نے رکوع سے سر اٹھالیا، تو یہ رکعت اس کو ملی یا نہیں ملی، اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ:

۱: اگر مقتدی سیدھا کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں گیا تھا، اور رکوع میں جھکنے سے پہلے ''اللہ اکبـــــر'' کہہ چکا تھا اور کمر کو سر کے ساتھ رکوع میں برابر کر لیا تھا، اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا تب تو رکعت مل گئی، تسبیح اگر چہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو۔

۲: اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو سر کے ساتھ برابر نہ کر سکا

---

(۱) وأن لایخص نفسه بالدعاء ان کان اماماً. (حصن حصین، الباب الأول في فضل الذکر والدعاء والصلاة والسلام علی النبي صلی الله علیه وسلم، فصل في آداب الدعاء، (ص:۱۶۸) ط:مکتبه سیداحمدشهید)

ـــــــ تبیین الحقائق، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: واذا أرادالدخول في الصلاة کبر، تحت قوله:''ودعابمایشبه ألفاظ القرآن والسنة''، (۱/۱۲۴) ط:امدادیه، ملتان.

تو رکعت نہیں ملی۔

۳: اور اگر تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی، بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر تکبیر ختم کی تو یہ نماز شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا، کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز دوبارہ شروع کرے۔

☆...... اگر رکوع میں امام کے ساتھ آ کر شریک ہوا، اور صرف ایک ہی تکبیر کھڑے ہو کر کہی تب بھی نماز صحیح ہو گئی، اگر چہ اس تکبیر سے رکوع کی تکبیر کی نیت کی، اور تکبیر تحریمہ کی نیت نہیں کی، اس نیت کا اعتبار نہیں۔ (۱)

امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ تراویح اور وتر پڑھائے

امام صاحب اگر عشاء کے فرض اور وتر پڑھائیں یا صرف فرض پڑھائیں اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض نماز اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ تراویح پڑھاتے تھے۔

---

(۱) (وفي الذخيرة) قال (وان سوّى ظهره في الركوع) يعني حال كون الامام راكعاً (صارمدركا) أي لتلك الركعة(قدرعلى التسبيح او لم يقدر) أي لايشترط المشاركة قدرالتسبيحة، وهذا هوالأصحّ؛ لأنّ الشرط المشاركة في جزء من الركن وان قلّ، فالحاصل: انه ان وصل الى حدالركوع قبل ان يخرج الامام من حدالركوع الى حدالقيام ادرك تلك الركعة، والّا فلا على ماأفاده أثرعمررضي الله عنه. (حلبي كبير، كتاب الصلاة، صفة الصلاة، (ص: ۳۰۵) ط:سهيل اكيڈمي لاهور)

ـــ ويشترط كونه قائماً، فلووجد الامام راكعاً فكبرمنحنياً ان الى القيام اقرب صحّ ولغت نية تكبيرة الركوع. وفي الرد:(قوله: ولغت نية تكبيرة الركوع) أي لونوى بهذه التكبيرة الركوع ولم ينوتكبيرة الافتتاح لغت نيته وانصرفت الى تكبيرة الافتتاح. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة الى انتهائها...... قبيل مطلب في حديث الاذان جزم، (۱/۴۸۰، ۴۸۱) ط:سعيد)

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، (۲/۲۹۱) ط:سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الاول في فرائض الصلاة، (۱/۶۸، ۶۹) ط: رشيديه.

اسی طرح امام صرف فرض نماز پڑھائے اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔(۱)

امام قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا

''قنوت پڑھے بغیر امام رکوع میں چلا گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۲۱)

امام کی ذمہ داری تراویح میں قرآن سنانا ہے یا نہیں؟

''تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری نہیں ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۲۰)

امام کے پیچھے مقتدی کی التحیات پوری نہ ہو

''التحیات امام کے پیچھے پوری نہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۸۵)

امام کے رکوع کے انتظار میں بیٹھے رہنا

آج کل بعض مساجد میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ تراویح کی جماعت کے وقت بیٹھے رہتے ہیں، جب امام صاحب رکوع کے قریب ہوتے ہیں یا رکوع میں چلے جاتے ہیں تو اٹھ کر شریک ہوجاتے ہیں ایسا کرنا شرعاً مکروہ تحریمی ہے، اور منافقوں سے مشابہت ہے۔ہاں اگر بڑھاپے یا کسی بیماری کی وجہ سے ایسا کیا جائے تو گنجائش ہے۔(۲)

---

(۱) والافضل ان يصلي التراويح بامام واحد فان صلوها بامامين فالمستحب ان يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة، فان انصرف على تسليمة لايستحب ذلك في الصحيح، واذا جازت التراويح بامامين على هذا الوجه جاز ان يصلي الفريضة احدهماويصلي التراويح الآخر، وقد كان عمر رضي الله عنه يؤمهم في الفريضة والوتر وكان أبي يؤمهم في التراويح. كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱٦) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/٦۹) ط:سعيد.

ـــ حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، فصل في التراويح، (ص:۴۱٦) ط:قديمي.

(۲) وتكره قاعداً لزيادة تأكدها حتى قيل: لاتصح مع القدرة على القيام كمايكره تأخير القيام الى =

امام نے رکوع کرلیا مگر مقتدیوں کی دعائے قنوت باقی ہے

''قنوت مقتدیوں کی ختم نہیں ہوئی امام نے رکوع کرلیا''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۲۸)

امرد

''ڈاڑھی نہیں نکلی''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۰۸)

انتظار کرانا

☆......اگر کوئی شخص مسجد کی کمیٹی، متولی یا امام یا مؤذن کو یہ کہتا ہے کہ جب تک میں یا ہم مسجد میں نہ آجائیں جماعت کھڑی نہ کرنا، اور یہ تاخیر سے آتا ہے تو وہ گنہ گار ہے، اور ایسے آدمی کا انتظار کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ہاں عام مسلمانوں کے لیے انتظار کرنا درست ہے، بشرطیکہ جو نمازی حاضر ہیں ان کو انتظار کرنے میں تکلیف نہ ہو، اور مکروہ وقت بھی داخل نہ ہو۔ مگر رئیس یا دنیاداروں کا انتظار نہ کرے، وقت پر سب آجائیں یا اکثر آجائیں تو نماز شروع کردے۔(۱)

= ركوع الامام للتشبه بالمنافقين. وفي الرد: (قوله: كمايكره) ظاهره انها تحريمية للعلة المذكورة، وفي البحر عن الخانية: يكره للمقتدي ان يقعد في التراويح، فاذا أراد الامام ان يركع يقوم؛ لأن فيه اظهار التكاسل في الصلاة والتشبه بالمنافقين، قال تعالى: ﴿وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ﴾ قال في الحلية: وفيه اشعار بانه اذا لم يكن لكسل بل لكبر ونحوه لايكره وهو كذلك.اه. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، (۴۸/۲) ط:سعيد)

ـ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، بحث صلاة التراويح، (۶۹/۲) ط: سعيد.

ـ حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، فصل في صلاة التراويح، (ص:۴۱۶) ط:قديمى.

(۱) ولاينتظر رئيس المحلة كمافي الفتح ومافي المبتغي ان تأخير الاقامة وتطويل القراءة لادراک بعض الناس حرام جدا، معناه اذا كان لأجل الدنيا تأخيراً وتطويلاً يشقّ على الناس؛ لأنه اهانة لأحكام الشرع، والحاصل: ان التأخير اليسير للاعانة على الخير غير مكروه. (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب الأذان، (ص:۱۹۸) ط:قديمى)

ـ الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الاذان، (۴۰۰/۲) ط:سعيد.

ـ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والاقامة وكيفيتهما، (۵۷/۱) ط:رشيديه.

انتظار کرنا

مسجد کا جو امام ایسا ہو کہ جس وقت تک مسجد میں ایک یا دو مخصوص شخص نہ آجائیں چاہے نماز کا مقررہ وقت بھی گزر جائے اور وقت میں بھی تاخیر ہو رہی ہو، مگر اپنے دنیاوی نفع کے باعث یا تعلقات کی وجہ سے ان اشخاص کا انتظار کرتا ہے، اور حاضرین کی رعایت نہیں کرتا تو امام اور مؤذن دونوں گنہ گار ہوں گے، مگر ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔(۱)

انتقال ہو جائے

اگر حافظ صاحب تراویح پڑھاتے ہوئے جاں بحق ہو جائیں تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، پھر کسی کو امام بنا کر اس نماز کو از سرِ نو دوبارہ پڑھیں۔(۲)

انگریزی بال رکھنے والے کی امامت

''فیشن پرست کی امامت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۰۸)

ائمۂ قراءت کی اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں

احناف کے نزدیک نماز کے اندر'' بسم الله الرحمٰن الرحيم " آہستہ

(۱) ولابأس ان ينتظر الامام انتظاراً وسطاً كمافي المضمرات مع مراعاة الوقت المستحب، فلايجوز التأخيرعنه الى المكروه مطلقاً. (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب الأذان، (ص:١٩٨)ط:قديمى)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والاقامة وكيفيتهما، (١/٥٧) ط:رشيديه.

ـــ الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الاذان، (٢/٤٠٠) ط:سعيد.

(٢) (قوله: وموت) أقول: تظهرثمرته في الامام لومات بعد القعدة الأخيرة بطلت صلاة المقتدين به فيلزمهم استينافها. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسدالصلاة ومايكره فيها، مطلب في المشي في الصلاة، (١/٦٢٩) ط:سعيد)

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد في الصلاة ومايكره فيها، (٢/١٤) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان حكم الاستخلاف، (٢/١٤٥) ط:سعيد.

پڑھنا چاہیے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ حکم فرض، واجب، سنت، نفل اور تراویح وغیرہ تمام نمازوں کے لیے ہے۔(۱)

البتہ احناف کے علاوہ دوسرے ائمہ کے نزدیک نماز کے اندر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بلند آواز سے پڑھنے کی اجازت ہے۔

اور دوسرے ائمہ قراءت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں، اسی لیے تراویح کی نماز میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد سورت شروع کرنے سے پہلے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بلند آواز سے نہ پڑھے، بلکہ آہستہ پڑھے۔(۲)

ایک آیت کو بار بار پڑھنا

تراویح کی نماز میں اگلی آیت یاد نہ آنے کی وجہ سے ایک آیت کو بار بار پڑھا جاتا

---

(۱) وسمّى سرًّا في كل ركعة) أي ثم يسمي المصلي بأن يقول: بسم الله الرحمٰن الرحيم هذا هو المراد بالتسمية هنا. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: واذا أراد الدخول في الصلاة كبر، (۳۱۲/۱) ط:سعيد)

— الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، (۷۴/۱) ط:رشيديه.

— ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة الى انتهائها، (۴۹۰/۱) ط:ط:سعيد.

(۲) والثالث: انه لايجهر بها في الصلاة عندنا خلافاً للشافعي، وفي خارج الصلاة اختلاف الروايات والمشايخ في التعوذ والتسمية، قيل: يخفي التعوذ دون التسمية، والصحيح انه يتخير فيهما، ولكن يتبع امامه من القراء وهم يجهرون بهما الّا حمزة فانه يخفيهما. اھ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، قبيل مطلب لفظة الفتوى آكد وأبلغ من لفظة المختار، (۴۹۰/۱)ط:سعيد)

— الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها......، (۷۴/۱) ط:رشيديه.

— الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، فصل في آداب الصلاة، الفصل الثالث في بيان مايفعله المصلي في صلاته بعد الافتتاح (۳۹۰/۱) ط:قديمي.

ہے، اس سے سہو سجدہ لازم نہیں آتا۔(۱)

ایک امام کے پیچھے فرض اور دوسرے کے پیچھے تراویح پڑھنا

''امام الگ الگ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۸۷)

ایک حافظ کا چند جگہ ختم کرنا

''ختم چند جگہ پر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۸۱)

ایک سجدہ رہ گیا

''سجدہ ایک کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۲۰)

ایک شخص دو جگہ تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

☆......بعض حفاظ ایسا کرتے ہیں کہ ایک مسجد میں پوری تراویح کی نماز پڑھا کرآتے ہیں پھر اسی رات دوسری مسجد میں بھی تراویح کی نماز پڑھادیتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ ایسی صورت میں دوسری مسجد والوں کی تراویح کی نماز درست نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱) واذا كرر آية واحدة مراراً فان كان في التطوع الذي يصلي وحده فذلك غير مكروه، وان كان في الصلاة المفروضة فهو مكروه، وهذا في حالة الاختيار، أما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به. (الفتاوى التاترخانية، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، نوع آخر، (۳۴۵/۱) ط: قديمي.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع في مايفسد الصلاة، الفصل الثاني في مايكره في الصلاة، (۱۰۷/۱) ط: رشيديه.

ـــ ويجب ...... بترك واجب سهواً. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۸۰/۲) ط: سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، (۱۲۶/۱) ط: رشيديه.

ـــ حلبي كبير، كتاب الصلاة، فصل في سجود السهو، (ص:۴۵۸) ط: سهيل اكيڈمی لاهور.

ـــ فتاوى دار العلوم ديوبند، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في سجود السهو، [سوال نمبر: ۲۰۶۴] عنوان: دوآیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟ (۳۲۲/۴، ۳۲۳) ط: مكتبه امداديه ملتان.

(۲) امام يصلي التراويح في مسجدين على الكمال لايجوز، كذافي محيط السرخسي. =

☆...... یہ صورت ہوسکتی ہے کہ حافظ صاحب دس رکعت تراویح ایک مسجد میں پڑھادیں اور بقیہ دس تراویح مذکورہ حافظ صاحب کے علاوہ کوئی اور شخص پڑھادیں، اور یہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جاکر دس رکعت پڑھادیں، اور بقیہ دس رکعت کوئی اور پڑھادے، تو یہ صورت درست ہوجائے گی، اگرچہ خلاف اولیٰ ہے۔(۱)

☆...... یا یہ صورت ہوسکتی ہے کہ مثلاً پندرہ دن ایک جگہ تراویح پڑھائے اور آخری پندرہ دن دوسری جگہ تراویح پڑھائے تو اس صورت میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔(۲)

ایک مسجد میں دوجگہ تراویح

ایک مسجد میں دو یا اس سے زیادہ حافظ الگ الگ جگہ پر تراویح پڑھائیں، اور ایک حافظ کو دوسرے کی آواز سے حرج بھی نہ ہو، اور غرور اور نفسانیت بھی نہ ہو تو جائز ہے

= (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (١/١١٦) ط:رشيديه)

ـــ ولايصلى امام واحد التراويح في مسجدين...... ولايحتسب الثاني من التراويح، وعلى القوم ان يعيدوا. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدار التراويح، فصل في سننها، (١/٢٨٩)ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (٢/٦٨) ط:سعيد.

(١) والافضل ان يصلى التراويح بامام واحد، فان صلوها بامامين فالمستحب ان يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة، فان انصرف على تسليمة لايستحب ذلک في الصحيح. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (١/١١٦) ط:رشيديه)

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (١/٢٨٩) ط:سعيد.

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (٢/٦٨)ط:سعيد.

(٢) ومرتين فضيلة، وثلاث مرات في كل عشر مرةً أفضل، كذا في الكافي. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (٢/٦٨) ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (١/١١٧) ط:رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (١/٢٨٩) ط: ايچ ايم سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، (٢/٤٦) ط:سعيد.

مگر ایک مسجد میں ایک ہی امام کے پیچھے تراویح پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔(۱)

ایک مسجد میں دوحافظوں کا سنانا

''دوحافظوں کا ایک مسجد میں سنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۹۸)

ایک مسجد میں دوسری جماعت

''دوسری جماعت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۰)

ایک ہی رکعت پڑھی گئی

☆......تراویح وغیرہ ادا کر کے فارغ ہونے کے بعد یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پڑھی گئی، اور شفعہ (دو رکعت) پورا نہیں ہوا، اور تراویح کی کل انیس (۱۹) رکعات ہوئیں تو دو رکعات اور پڑھ لی جائیں، یعنی صرف وہ شفعہ دوبارہ پڑھے جو ایک رکعت پڑھنے کی وجہ سے فاسد ہوا ہے۔ اس کے علاوہ باقی تمام تراویح درست ہے، اس کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

---

(۱) عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاري قال: خرجت مع عمربن الخطاب ليلة الى المسجد، فاذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: اني لو جمعت هؤلآء على قارئ واحد لكان أمثل، ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب، قال: ثم خرجت معه ليلة أخرىٰ، والناس يصلون بصلاة قارئهم، قال عمر: نعمت البدعة هذه ...... الخ (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، (ص:۱۱۵) ط:قديمي)

ـــــ صحيح البخاري، كتاب الصوم، (كتاب صلاة التراويح)، باب فضل من قام رمضان، (۲۶۹/۱)، ط:الطاف اینڈسننز، کراچی.

(۲) ولو تذكروا تسليمة بعد ان صلوا الوتر، قال محمدبن الفضل: لايصلونهابجماعة، وقال الصدر الشهيد: يجوز ان يصلوها بجماعة، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۷/۱) ط:رشيديه)

ـــــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۶۸/۲)ط:سعيد.

ـــــ الفتاوى الخانية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، فصل في الشك في التراويح، =

☆...... جو شفعہ فاسد ہوا ہے جب اس کا اعادہ کرے تو اس میں جس قدر قرآن پڑھا تھا اس کا بھی اعادہ کرے؛ تا کہ پورے قرآن مجید کا ایک مرتبہ تراویح کی صحیح نماز میں ختم ہو۔(۱)

☆......کوئی بھی شفعہ فاسد ہو اس کا یہی حکم ہے۔(۲)

= (۲۳۹/۱) ط:رشیديه.

ـــــ ولوسلم الامام على رأس ركعة ساهياً في الشفع الاول، ثم صلى مابقي، قيل: يقضي الشفع الاول فقط، لصحة شروعه في مابعده...... ويظهرلي أرجحية القول الأول. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث صلاة التراويح، (۴۵/۲،۴۶) ط:سعيد)

(۱) واذا فسد الشفع من التراويح وقدقرأ فيه هل يعتد بماقرأ؟ قال بعضهم: لايعتد. ليحصل الختم في الصلاة الجائزة. (الفتاوى الخانية على هامش الهندية، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في مقدارالقراءة في التراويح، (۲۳۸/۱) ط:رشيديه)

ـــــ اذا فسدالشفع وقدقرأ فيه لايعتد بماقرأ فيه، ويعيد القراءة ليحصل له الختم في الصلاة الجائزة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۸/۱) ط:رشيديه)

ـــــ الجوهرة النيرة، كتاب الصلاة، باب قيام رمضان، (۱۱۸/۱) ط:قديمي.

(۲) أيضاً

ب

بازگشت

اگر کسی نے سجدہ کی آیت تلاوت کی، کسی شخص نے خود اس کی تلاوت تو نہیں سنی، مگر اس کی آواز پہاڑ، یا دیوار، یا گنبد سے ٹکرا کے اس کے کان میں پڑی، تو اس صدائے بازگشت کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔(۱)

بالغ ہوگیا مگر ڈاڑھی نہیں نکلی

''ڈاڑھی نہیں نکلی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۸)

بچے کو سامع بنانا

حافظ بچے کو سامع بنانا اور اس کو پہلی صف میں کھڑا کرنا ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وان سمعها من الصدى لاتجب عليه كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱/۱۳۲) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۹۰) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من تجب عليه السجدة، (۱/۱۸٦) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۲/۱۰۸) ط:سعيد.

(۲) (قوله:ولو وحداً دخل الصف الخ) ذكره في البحر بحثاً، قال: وكذا لو كان المقتدي رجلاً وصبياً يصفهما خلفه؛لحديث أنس: فصففت أنا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب في الكلام على الصف الأول، (۱/۵۷۱) ط:سعيد)

ــــــ وان فتح على امامه لم تفسد ...... وفتح المراهق كالبالغ. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع في مايفسد الصلاة ومالايفسدها، (۱/۹۹) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، (۲/٦)ط:سعيد.

ـــ الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر مع شرحه للمحوي، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة: الضرر يزال، (۱/۲۵۱)ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)

بچے کی زبان سے آیت سجدہ سن لی

ایسے بچے کی زبان سے آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا جو حد شعور کو نہ پہنچا ہو؛ کیوں کہ تلاوت صحیح ہونے کے لیے شعور کا ہونا شرط ہے۔(۱)

بچے کے پیچھے تراویح پڑھنا

نابالغ بچے کو بالغ نمازیوں کو تراویح پڑھانے کے لیے امام بنانا جائز نہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بچے کی تراویح صرف نفل ہے، اور بالغ کی سنت مؤکدہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بچے کی نفل شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتی، اور بالغ پر شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی نماز ضعیف اور کمزور ہے، اور بالغ

(۱) والأصل في وجوب السجدة أن كل من كان من أهل وجوب الصلاة اما أداءً أوقضاءً كان أهلاً لوجوب سجدة التلاوة، ومن لا فلا ...... حتى لو كان التالي كافراً أومجنوناً أوصبياً أوحائضاً أونفساء أوعقيب الطهر دون العشرة والأربعين لم يلزمهم وكذا السامع، كذا في الزاهدي. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (١/١٣٢) ط:رشيديه)

ـــ ويشترط لوجوبها كذلك مايشترط لوجوب الصلاة من الاسلام والبلوغ والعقل والطهارة من الحيض والنفاس، فلاتجب على كافر وصبي ومجنون، ولاعلى حائض أونفساء، لافرق بين أن يكون أحدهؤلاء قارئاً أوسامعاً، أما من سمع من أحدهم فانه يجب عليه السجود ان كان أهلاً للوجوب أداءً أوقضاءً، فيجب على السكران والجنب ؛ لأنهما أهل للوجوب قضاءً، الّا اذا كان القارئ مجنوناً فانها لاتجب على من سمع منه، ومثله الصبي الذي لايميز؛ لأن صحة التلاوة يشترط لها التمييز، وكذا اذا سمع آية السجدة من غير آدمي كأن يسمعها من الببغاء أومن آلة حاكية(كالفونغراف)، فان هذا السماع لايوجب السجود لعدم صحة التلاوة بفقد التمييز. (الفقه على المذاهب الأربعة، لعبدالرحمٰن الجزيري، كتاب الصلاة، مباحث سجدة التلاوة، شروط سجدة التلاوة، [رقم الحاشية:٣] (١/٤٦٥) ط:احياء التراث العربي، بيروت لبنان)

ـــ لكن ذكر شيخ الاسلام: أنه لايجب بالسماع من مجنون أونائم أوطير؛ لأن السبب سماع تلاوة صحيحة، وصحتها بالتمييز، ولم يوجد، وهذا التعليل يفيد التفصيل في الصبي، فليكن هو المعتبر، ان كان مميزاً وجب بالسماع منه والافلا. اه. واستحسنه في الحلية. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (٢/١٠٧، ١٠٨) ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (٢/١١٩) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من تجب عليه السجدة، (١/١٨٦) ط:سعيد.

کی نماز قوی اور طاقت ور ہے، اور قوی کی اقتدا ضعیف کے پیچھے درست نہیں۔(۱)

براڈ کاسٹ

''ریکارڈنگ'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱٦)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ختم میں پڑھنا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' قرآن شریف کی ایک آیت ہے، اور کسی سورت کا جزء نہیں،(۲) اس لیے پورے ختم میں کسی بھی سورت

---

(۱) ويبتني على هذاالخلاف اقتداء البالغين بالصبيان في الفرائض انه لايجوزعندنا؛ لأن الفعل من الصبي لايقع فرضاً..... أمافي التطوعات فقدروي عن محمدبن مقاتل الرازي أنه أجازذلك في التراويح، والأصح أن ذلك لايجوزعندنا لافي الفريضة ولافي التطوع؛ لأن تحريمة الصبي انعقدت لنفل غيرمضمون عليه بالافساد، ونفل المقتدي البالغ مضمون عليه بالافساد، فلايصح البناء. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في شرائط الاركان، (١/١٤٣، ١٤٤) ط:سعيد)

ـــ وامامة الصبي العاقل في التراويح والنوافل المطلقة تجوزعندبعضهم، ولاتجوزعندعامتهم، كذا في محيط السرخسي. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (١/١١٦) ط:رشيديه)

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الامامة، (١/٣٥٩) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده؟ (١/٥٧٨) ط:سعيد.

(٢) والكلام في التسمية في مواضع، أحدها:أنهامن القرآن أم لا ...... فالصحيح من مذهب أصحابنا أنهامن القرآن؛ لأن الأمة أجمعت على أن ماكان بين الدفتين مكتوباً بقلم الوحي فهومن القرآن والتسمية كذلك...... فعندأصحابنا ليست من الفاتحة ولامن رأس كل سورة. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة، (١/٢٠٣) ط:سعيد)

ـــ ثم يأتي بالتسمية ...... وهي من القرآن آية أنزلت للفصل بين السورة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابهاوكيفيتها، (١/٧٤) ط:رشيديه)

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: واذا أرادالدخول في الصلاة كبر......، (١/٣١٢) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة بين الفاتحة والسورة حسن، (١/٤٩١) ط:سعيد.

کے شروع میں ایک دفعہ بلند آواز سے پڑھ لے کافی ہے۔ البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ "بسم اللہ" کو ختم قرآن کے دوران کسی خاص سورت کے شروع میں پڑھنا ضروری ہے، یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ بدعت ہونے کی وجہ سے اس عادت کو ترک کرنا اور عقیدہ کو درست کرنا لازم ہوگا۔(۱)

"بسم اللہ" بلند آواز سے پڑھنا

☆......تراویح کی نماز میں جب حافظ قرآن سناتا ہے تو صرف ایک دفعہ کسی ایک سورت کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے پڑھے، باقی سورتوں کے شروع میں آہستہ پڑھے۔(۲)

☆......نماز سے باہر تلاوت کے دوران ائمۂ قراءت کے مسلک کا اتباع کرے، اور نماز میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی پیروی کرے۔(۳)

☆...... "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" قرآن شریف کا جزء ہے، ہر سورت کا جزء نہیں ہے؛ اس لیے تراویح میں ایک دفعہ بلند آواز کے ساتھ پڑھنا اور اس کا سننا ضروری ہے۔ اور اگر ایک دفعہ بلند آواز کے ساتھ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہیں پڑھی گئی تو ایک آیت کی کمی سمجھی جائے گی۔(۴)

اور "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کون سی جگہ اور کس سورت میں پڑھی جائے، اس بارے میں حافظ صاحب کو اختیار ہے، وہ جس جگہ چاہے پڑھے۔(۵)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، (ص:۲۷) ط: قديمي)
- صحيح البخاري، كتاب الصلح، بابُ اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، (۱/۳۷۲) ط: الطاف سنز، كراجي.
- مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، باب الجنائز، (۱/۱۹۵) ط: رشيديه.
(۲،۳،۴،۵) وهي آية واحدة من القرآن، أنزلت للفصل بين السور، وليست من الفاتحة ولا من كل سورة. (الدر المختار: ۱/۴۹۱، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها، ط: سعيد.
- لو قرأ تمام القرآن في التراويح، ولم يقرأ البسملة في ابتداء سورة من السور سوى ما في سورة النمل، لم يخرج عنه عهدة السنة ط ولو قرأها الإمام سراً خرج عن العهدة، ولكن لم يخرج المقتدون عن العهدة. (مجموعة رسائل اللكنوى: ۱/۱۷، أحكام القنطرة في أحكام البسملة، ط: إدارة القرآن.
—— البحر الرائق: ۱/۵۴۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط: رشيدية. =

"بسم اللہ" تسبیح کی جگہ پڑھ لی

اگر رکوع یا سجدہ میں تسبیح کی جگہ پر "بسم اللہ" پڑھ لی، تو سہو سجدہ لازم نہیں ہوگا؛ کیوں کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح واجب نہیں ہے۔ (۱)

"بسم اللہ" زور سے پڑھنا

☆......اکثر روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قراءت "الحمد" سے شروع فرماتے تھے۔ (۲)

= ـــ واختلفوا في تكرارها في كل ركعة وعند افتتاح السورة..... وقال محمد والحسن بن زياد، عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى: إذا قرأها في أول ركعة عند إبتداء القراء ة لم يكن عليه أن يقرأها في تلك الصلاة حتى يسلم، وإن قرأ مع كل سورة فحسن. (أحكام القرآن للجصاص: ١٨/١، فصل قراء ة البسملة في الصلاة، ط: قديمي.

ـــ وفي خارج الصلاة اختلاف الروايات والمشايخ في التعوذ والتسمية، قيل: يخفي التعوذ دون التسمية والصحيح أنه يتخير فيها. (شامي: ٤٩٠/١، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها، ط: سعيد.

ـــ أنظر الحاشية السابقة رقم: ٢، على الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟.

ـــ وعن محمدبن مقاتل في من أراد قراء ة سورة أوقراء ة آية فعليه أن يستعيذ بالله من الشيطٰن الرجيم ويتبع ذلك بسم الله الرحمٰن الرحيم..... ولاينبغي له ان يخالف الذين اتفقوا وكتبوا المصاحف التي في أيدي الناس. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن، (٣١٦/٥) و كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة.....، (٧٤/١) ط:رشيديه)

ـــ وفي خارج الصلاة اختلاف الروايات والمشايخ في التعوذ والتسمية، قيل: يخفي التعوذ دون التسمية، والصحيح أنه يتخير فيهما، ولكن يتبع امامه من القراء وهم يجهرون بهما الّا حمزة فانه يخفيهما. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر والشاذ، (٤٩٠/١) ط:سعيد)

ـــ ثم يأتي بالتسمية ويخفيها، وهي من القرآن آية انزلت للفصل بين السور. هندية: (٧٤/١)، كتاب الصلوة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة.....الخ، ط: رشيدية.

(١) الأصل في هذا أن المتروك ثلاثة أنواع: فرض وسنة وواجب،..... وفي الثاني لاتفسد؛ لأن قيامها بأركانها وقدوجدت، ولايجبربسجدتي السهو. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجودالسهو، (١٢٦/١) وفيه: فلوترك التسبيح أصلاً..... يجوزويكره. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة.....، (٧٤/١) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (٩٨/٢) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (٨٠/٢) ط:سعيد.

(٢) حدثنا حفص بن عمر قال: حدثنا شعبة عن قتادة عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم =

اس سے معلوم ہوا کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔لہٰذا تراویح کی نماز میں بھی ہر سورت کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے نہ پڑھے، بلکہ "بسم اللہ" آہستہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور سورت کی تلاوت بلند آواز سے کرے۔(۱)

باقی پورے ختم میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ایک دفعہ بلند آواز سے پڑھے۔(۲)

"بسم اللہ" کا سورۂ اخلاص کے ساتھ پڑھنا

بعض حفاظ کی عادت ہے کہ تراویح میں ختم قرآن کے دن "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو سورۂ اخلاص کے ساتھ خصوصیت سے پڑھتے ہیں، اس طرح "بسم اللہ" کا پڑھنا تو درست ہو جائے گا، لیکن کسی خاص سورت کو لازم سمجھنا درست نہیں ہوگا، تاکہ سامعین "بسم اللہ" کو سورت کا جزء نہ سمجھیں۔(۳)

= وأبابكر وعمر-رضي الله عنهما- كانوا يفتتحون الصلاة بالحمدلله رب العالمين. (الصحيح للبخاري، كتاب صفة الصلاة، باب مايقول بعدالتكبير، [رقم الحديث: ٧١٠] (١/٢٥٩) ط: دارابن كثير)

ـــ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب حجة من قال: لايجهربالبسملة، (١/١٧٢) ط:قديمي.

(١) وينبغي على هذا أنه لايجهر بالتسمية في الصلاة عندنا؛ لأنه لانص في الجهربها، وليست من الفاتحة حتى يجهربها ضرورة الجهر بالفاتحة. (بدائع: ١/٢٠٤، كتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة، ط: سعيد.

ـــ هندية: ١/٧٤، كتاب الصلاة، الباب الرابع، الفصل الثالث في سنن الصلاة،..... ط: رشيدية.

(٢) ولوقرأ تمام القرآن في التراويح ولم يقرأ البسملة في ابتداء سورة من السورسوى مافي سورة النمل، لم يخرج عن عهدة السنية، ولوقرأها الامام سرًّا خرج عن العهدة، لكن لم يخرج المقتدون عن العهدة. (مجموعة رسائل اللكنوي، احكام القنطرة في احكام البسملة، (١/٧١) ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه، كراچی)

ـــ وذلک أن مذهب الجمهور أنها من القرآن لتواترهافي محلها.....الخ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، فصل، مطلب: قراءة البسملة بين الفاتحة والسورة حسن، (١/٤٩١)ط:سعيد)

ـ حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في بيان سننها، (ص:٢٦٠) ط:قديمي.

(٣) ایں طورمخصوص نه درزمان آں حضرت صلی الله علیه وسلم بود ونه درزمان خلفاء، بلکه وجودآں درقرون مشهودلهابالخير اندمنقول نه شده، وحالاً درحرمين شريفين -زادهماالله شرفاً- عادتِ خواص نيست -... وايں راضروری دانستن مذموم است. (مجموعة =

"بسم اللہ" کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مسلک

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" قرآن مجید میں سورۂ نمل کا جزء ہے، اور اس پر بھی اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ سورۂ توبہ کے علاوہ باقی تمام سورتوں کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھی جاتی ہے۔ البتہ اس بات میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سورۂ فاتحہ یا تمام سورتوں کا جزء ہے یا نہیں؟

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سورۂ نمل کے علاوہ کسی اور سورت کا جزء نہیں ہے، بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورت کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے، اس کا احترام قرآن مجید کی طرح واجب ہے، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔(۱)

= الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی، کتاب الصلاة، باب الجنائز، (۱/۱۹۵) ط:رشیدیه)

ـــ عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردٌّ. (مشکاة المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول، (ص:۲۷) ط:قدیمی)

ـــ صحیح البخاري، کتاب الصلح، بابٌ اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود، (۱/۳۷۲) ط:الطاف سنز، کراچی.

(۱) فالصحیح من مذهب أصحابنا أنها من القرآن؛ لأن الأمة اجمعت علی أن ما بین الدفتین مکتوباً بقلم الوحي فهو من القرآن، والتسمیة کذلک ...... فعند أصحابنا لیست من الفاتحة ولا من رأس کل سورة. (بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة، (۱/۲۰۳) ط:سعید)

ـــ الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة......، (۱/۷۴) ط:رشیدیه.

ـــ البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: واذا أراد الدخول في الصلاة......، (۱/۳۱۲)ط:سعید.

ـــ (وهي آیة) واحدة (من القرآن) کله (أنزلت للفصل بین السور) فما في النمل بعض آیة اجماعاً (ولیست من الفاتحة ولا من کل سورة) في الأصح، فتحرم علی الجنب (ولم تجز الصلاة بها) احتیاطاً (ولم یکفر جاحدها لشبهة) اختلاف مالک (فیها......). قال المحقق في الشامیة: (قوله: وهي آیة) أي خلافاً لقول مالک ......، (قوله: ولیست من الفاتحة) قال في النهر: فیه =

بعد میں آنے والے

"عشاء کی جماعت ہونے کے بعد آنے والے کیا کریں؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۹۲)

بقیہ تراویح کب پڑھیں؟

اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت آیا جب فرض نماز کی جماعت کے بعد تراویح کی نماز بھی دو چار رکعت ہو چکی تھیں، تو یہ آدمی پہلے عشاء کے فرض اور دو رکعت سنت پڑھے پھر اس کے بعد تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائے، اور جو تراویح نکل گئی ہے اگر اس کو تراویح کے ترویحہ میں پڑھنا ممکن ہے تو پڑھ لے، اور اگر ترویحہ کے دوران اتنا وقت نہیں ملتا ہے تو امام کے ساتھ وتر کی نماز پڑھ کر چھوٹی ہوئی تراویح پڑھ لے۔

خلاصہ یہ کہ وتر کی نماز سے پہلے اور وتر کی نماز کے بعد دونوں طرح بقیہ تراویح پڑھنا جائز ہے۔(۱)

=ردلقول الحلواني: أكثر المشايخ على أنهامن الفاتحة ...... (قوله: ولامن كل سورة) أي خلافاً لقول الشافعي: انهاآية من كل سورة ماعدا براءة ...... (قوله: فتحرم على الجنب) أي ومافي معناه كالحائض والنفساء ...... (قوله:ولم يكفرجاحدها الخ) ...... والمثبت يقول: اجماعهم على كتابتها مع أمرهم بتجريد المصاحف يوجب كونها قرآناً. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة بين الفاتحة والسورة حسن، (۱/۴۹۱)ط:سعيد)

(۱) وقال القاضي الامام أبوعلي النسفي- رحمه الله تعالىٰ- : الصحيح أنه لوصلى التراويح قبل العشاء لايجوز ولايكون تراويح، وان صلوا بعدالعشاء وبعدالوترجاز ويكون تراويح؛ لأنها تبع للعشاء بمنزلة السنة. (الفتاوىٰ الخانية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في وقت التراويح، (۱/۲۳۵)ط: رشيديه)

—وان صلوا بين كل ترويحتين فرادىٰ فرادىٰ لابأس به يستوي فيه الامام وغيره. (الفتاوىٰ الخانية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في مقدارالتراويح، (۱/۲۳۵)ط: رشيدية)

—— واذا فاتته ترويحة أو ترويحتان فلواشتغل بها يفوته الوتربالجماعة يشتغل بالوتر ثم يصلي مافاته من التراويح. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۷) ط:رشيديه)

—البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/۶۷) ط:سعيد.

—ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/۴۴) ط:سعيد.

بلاضرورت لقمہ دینا

”لقمہ بلاضرورت دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۳۹)

بھولتے وقت اِدھر اُدھر سے پڑھنا

”ادھر ادھر سے پڑھنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۸۴)

بھول جانے کی وجہ سے سوچنا

”سوچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۷۰)

بیٹھ کر تراویح پڑھائے

”امام بیٹھ کر تراویح پڑھائے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۸۷)

بیٹھ کر سجدۂ تلاوت کرنا

”سجدۂ تلاوت کا طریقہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۲۹)

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں نظر کہاں رکھیں؟

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں نظر گود میں رکھیں۔ (۱)

بیٹے کے پیچھے تراویح پڑھنا

عورت گھر میں بیٹے کی اقتدا میں تراویح کی نماز پڑھ سکتی ہے۔ (۲)

---

(۱) ولها آدابٌ ...... (نظره الى حجره حال قعوده). (ردالمحتار، كتاب الصلاة، آداب الصلاة، (۱/۴۷۸) ط:سعيد)

ـــ وفسر الطحاوي في مختصره، فقال: يرمي ببصره الى موضع سجوده في حالة القيام ...... وفي حالة القعدة الى حجره؛ لأن هذا كله تعظيم وخشوع. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان مايستحب في الصلاة ومايكره، (۱/۲۱۵) ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، (۱/۳۰۴) ط:سعيد.

(۲) (كما تكره امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه) كأخته (أو زوجته أو أمته، أما اذا كان معهن واحدٌ ممن ذكر ...... لا) يكره، بحر. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، (۱/۵۶۶) ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الامامة، (۱/۳۵۲) ط:سعيد.

ـ حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالامامة، (ص:۳۰۴) ط:قديمي.

”بیس رکعت پوری ہوگئیں“ سمجھ کر وتر کی نیت باندھ لی

اگر تراویح کی اٹھارہ رکعت پڑھ کر امام نے سمجھا کہ بیس رکعت پوری ہوگئیں اور وتر کی نیت باندھ لی، مگر دو رکعت پڑھ کر یاد آیا کہ تراویح کی دو رکعت باقی رہ گئی ہیں، فوراً دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ دو رکعت تراویح کی شمار نہیں ہوں گی۔ (۱)

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے، اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ (۲) لہٰذا بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہیے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیس رکعت پڑھی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ، (۳)

---

(۱) امام شرع في الوتر على ظن أنه أتمّ التراويح فلمّا صلى ركعتين تذكر أنه ترك تسليمة فسلم على رأس الركعتين لم يجز ذلك عن التراويح؛ لأنه ماصلى بنية التراويح. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، متفرقات، (۱/۴۸٦) ط: قديمي)
ـــ المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر في المتفرقات، (۲/۱۸) ط: ادارة القرآن، كراچی)
ـــ الفتاوى الخانية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في السهو وأحكامه، (۱/۲۴۳) ط: رشيديه.
(۲) لكن أجمع الصحابة على أن التراويح عشرون ركعةً. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، (۳/۳۸۲) ط: رشيديه كوئٹه)
ـــ أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس في رمضان على أبي بن كعب وعلى تميم الداري على احدى وعشرين ركعةً يقومون بالعنين وينصرفون في بزوغ الفجر، قلت: قال ابن عبدالبر: هومحمول على أن الواحدة للوتر، وقال ابن عبدالبر: وروى الحارث بن عبدالرحمن بن أبي ذباب عن السائب بن يزيد قال: كان القيام على عهدعمر بثلاث وعشرين ركعةً، قال ابن عبدالبر: هذا محمول على أن الثلاث للوتر- وقال ابن عبدالبر: وهوقول جمهور العلماء، وبه قال الكوفيون والشافعي وأكثر الفقهاء، وهو الصحيح عن أبي بن كعب من غير خلاف من الصحابة... الخ (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب فضل من قام رمضان، (۸/۲۴٦) ط: دارالفكر، بيروت)
ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدار التراويح، (۱/۲۸۸) ط: سعيد.
(۳) مصنف ابن أبي شيبة، كتاب صلاة التطوع والامامة وأبواب متفرقة، كم يصلي في رمضان ركعةً، (۲/۲۸٦) ط: طيب اكيڈمي، ملتان.

طبرانی (۱) اور بیہقی (۲) میں یہ حدیث موجود ہے۔

"عن ابن عباس رضي الله عنه : أن النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر."

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں وتر کے علاوہ پڑھا کرتے تھے۔

بیس رکعت تراویح مانتا ہے، لیکن کمی بیشی کرتا ہے

بیس رکعت تراویح کی نماز سنت ہونے کا اعتقاد رکھنے کے باوجود اس سے کم پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیس رکعت تراویح ادا کی ہے۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع بھی ہوا ہے۔اور حرمین شریفین میں آج تک اسی پر عمل ہے۔(۴)

(۱) عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر. (المعجم الأوسط للطبراني، من اسمه: أحمد، [رقم الحديث:۷۹۸] (۱/۲۳۳) و[رقم الحديث: ۵۴۴۰] (۴/۱۲۶) ط:دار الفكر)

(۲) السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ماروي في عدد ركعات قيام شهر رمضان، (۲/۴۹۶) ط:اداره تاليفاتِ اشرفيه.

(۳،۴) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم : يصلي في شهر رمضان في غير جماعة بعشرين ركعةً والوتر. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ماروي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، (۲/۴۹۶) ط:اداره تاليفات اشرفيه)

ـــــ أن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه جمع الناس في رمضان على أبي بن كعب وعلى تميم الداري على احدى وعشرين ركعةً يقومون بالمئين وينصرفون في بزوغ الفجر، قلت:قال ابن عبدالبر: هو محمول على أن الواحدة للوتر، وقال ابن عبدالبر: وروى الحارث بن عبدالرحمٰن بن أبي ذباب عن السائب بن يزيد قال: كان القيام على عهد عمر بثلاثٍ وعشرين ركعةً، قال ابن عبدالبر: هذا محمول على أن الثلاث للوتر..... وقال ابن عبدالبر: وهو قول جمهور العلماء، وبه قال الكوفيون والشافعي وأكثر الفقهاء، وهو الصحيح عن أبي بن كعب من غير خلاف من الصحابة..... الخ (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب فضل من قام رمضان، (۸/۲۴۶) ط:دار الفكر، بيروت)

ـــــ وقد سنّها رسول الله صلى الله عليه وسلم وندبنا إليها وأقامها في بعض الليالي ثم تركها خشية تكتب على أمته كما ثبت ذلك في الصحيحين وغيرهما، ثم وقعت المواظبة عليها في اثناء =

بیس رکعتوں کی نیت ایک مرتبہ ہی کرنا

''نیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۷۱)

بے وضو سجدۂ تلاوت کرنا

سجدۂ تلاوت بے وضو کرنا جائز نہیں۔(۱)

بے وضو عشاء کی نماز پڑھی

''عشاء کی نماز بے وضو پڑھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص: ۲۹۳)

بے وضو لقمہ دینا

''لقمہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۳۹)

۔ خلافة عمر رضي الله عنه ووافقه على ذلک عامة الصحابة رضي الله عنهم كماورد ذلک في السنن، ثم مازال الناس من ذلک الصدر الى يومناهذا على اقامتهامن غيرنكير. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۶/۲) ط:سعيد)

ــ لماروي أن عمر رضي الله عنه جمع أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في شهر رمضان على أبي بن كعب فصلى بهم في كل ليلة عشرين ركعةً ولم ينكرعليه احدٌ، فيكون اجماعاً منهم على ذلک. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدارالتراويح، (۲۸۸/۱) ط:سعيد)

ــ ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب الوتروالنوافل، (۴۳/۲) ط:سعيد.

ــ رجل ترک سنن الصلاة ان لم يرالسنن حقاً فقدكفر؛ لأنه تركهااستخفافاً، وان راهاحقًا فالصحيح أنه يأثم؛ لأنه جاء الوعيدبالترک. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، (۱۱۲/۱) ط:رشيديه)

ــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۴۹/۲) ط:سعيد.

ـ ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السنة وتعريفها، (۱۰۴/۱) وكتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، سنن الصلاة، (۴۷۳/۱،۴۷۴) ط:سعيد.

(۱) شرائط جوازها ماهوشرائط جوازالصلاة من طهارة البدن عن الحدث والجنابة. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجودالتلاوة، نوع آخرفي بيان شرائط جوازها وأدائها، (۵۵۹/۱) ط:قديمي)

ـ مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب سجودالتلاوة، (ص:۴۷۹) ط:قديمي.

ــ وأماشرائط الجوازفكل ماهوشرط جوازالصلاة من طهارة الحدث وهي الوضوء . فهوشرط جوازالسجدة ؛ لأنهاجزء من أجزاء الصلاة. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من تجب عليه السجدة، (۱۸۶/۱) ط:سعيد)

پ

پانچ رکعت پڑھنے کا حکم

اگر امام عشاء کی نماز چار رکعت ہونے کے باوجود تین رکعت خیال کر کے کھڑا ہو گیا اور تشہد کے لیے بیٹھا ہی نہیں اور پانچویں رکعت کے رکوع سجدہ کر کے سہو سجدہ کر کے نماز ختم کر دی، تو اس صورت میں قعدۂ اخیرہ فوت ہو جانے کی وجہ سے امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی، جب امام کی نہیں ہوئی تو مقتدیوں خواہ مسبوق ہوں یا مدرک کسی کی نماز نہیں ہوئی، سب پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔(۱)

پانچویں رکعت میں شامل ہوا

☆......اگر امام چوتھی رکعت میں تشہد پڑھنے کی مقدار بیٹھ کر بھول سے کھڑا ہو گیا، اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت اور ملا لے اور سجدہ سہو کر لے تو چار رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہو جائیں گی۔(۲) اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا

---

(۱) وان لم يقعد على رأس الرابعة حتى قام الى الخامسة ان تذكر قبل أن يقيدالخامسة بالسجدة عاد الى القعدة وسجدللسهو ...... وان قيدالخامسة بالسجدة فسد ظهره عندنا، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، (۱۲۹/۱) ط:رشيديه)

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۸۵/۲) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو ومن لايجب عليه، (۱۷۹/۱) ط:سعيد.

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۱۰۳/۲) ط:سعيد.

(۲) رجل صلى الظهر خمساً وقعدفي الرابعة قدرالتشهدان تذكرقبل أن يقيدالخامسة بالسجدة انها الخامسة عاد الى القعدة وسلم ...... وان تذكربعدماقيدالخامسة بالسجدة انهاالخامسة لايعود الى القعدة ولايسلم بل يضيف اليهاركعةً أخرىٰ حتى يصيرشفعاً ويسجدللسهو ...... والركعتان نافلة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، (۱۲۹/۱) ط:رشيديه.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۸۷/۲) ط:سعيد.

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۱۰۴/۲) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو، ومن لايجب عليه، (۱۷۸/۱) ط:سعيد.

مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہیں ہوگی؛ کیوں کہ امام کی دو رکعت نفل ہیں۔(۱)

☆.....اور اگر امام صاحب چوتھی رکعت پر بیٹھے ہی نہیں اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو نماز نہیں ہوئی، امام اور مقتدی سب کے لیے اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔(۲)

پرندہ سے آیت سجدہ سن لی

پرندہ سے آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا؛ کیوں کہ پرندہ کی تلاوت کا اعتبار نہیں۔(۳)

پلنگ پر سجدہ کرنا

''چارپائی پر سجدہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۶۸)

پندرہ سال سے کم عمر کے لڑکے

اگر لڑکے کی عمر پندرہ سال سے کم ہے، اور بالغ ہونے کی کوئی علامت نہیں ہے، مثلاً: احتلام اور انزال بھی نہیں ہوا، ڈاڑھی مونچھ بھی نہیں نکلی، تو اس کو پورے پندرہ سال مکمل ہونے سے پہلے بالغ نہیں سمجھا جائے گا، ایسے لڑکے کی امامت فرائض، تراویح اور

(۱) ولو اقتدى به مفترض في قيام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم يصح ولو عاد الى القعدة ؛ لأنه لما قام الى الخامسة فقد شرع في النفل، فكان اقتداء المفترض خلف المتنفل. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۸۸/۲) ط:سعيد)

— ولا اقتداء المفترض خلف المتنفل. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماماً لغيره، (۸٦/۱) ط:رشيديه)

— حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب الامامة، (ص:۲۹۰) ط:قديمي.

(۲) انظر الى الحاشية[رقم: ۱] للصفحة السابقة[رقم الصفحة:؟؟؟].

(۳) ولا تجب اذا سمعها من طير هو المختار. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، (۱۳۲/۱) ط:رشيديه)

— ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۰۸/۲) ط:سعيد.

— البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، (۱۲۰/۲) ط:سعيد.

وتر میں درست نہیں ہے؛ کیوں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض، نوافل اور واجب میں درست نہیں ہے۔ البتہ اگر بالغ ہونے کی کوئی علامت پائی جائے تو درست ہوگی۔

• اور ایسا لڑکا نابالغ لڑکوں کی امامت کرسکتا ہے۔(۱)

پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا

اگر امام بھولے سے تراویح کی پہلی رکعت کے بعد کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہو گیا تو سہو سجدہ واجب نہیں ہوگا، اور اگر زیادہ دیر بیٹھا رہا تو سہو سجدہ واجب ہوگا۔(۲)

---

(۱) ولايصح اقتداء رجل بامرأة ...... وصبيٍّ مطلقًا ولوفي جنازة ونفل على الأصحّ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، (۱/۵۷۷،۵۷۸) ط:سعيد)

ـــــ وعلى قول أئمة بلخ يصحّ الاقتداء بالصبيان في التراويح والسنن المطلقة ...... المختار: أنه لايجوزفي الصلوات كلها، كذا في الهداية، وهو الأصحّ هكذا في المحيط وهوقول العامة وهوظاهر الراوية. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماماً لغيره، (۱/۸۵) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الامامة، (۱/۳۵۹) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في شرائط الأركان، (۱/۱۴۳،۱۴۴) ط:سعيد.

(۲) وكذا القعدة في آخر الركعة الأولى أو الثالثة فيجب تركهاويلزم من فعلهاأيضاً تاخير القيام الى الثانية أوالرابعة عن محله، وهذا اذا كانت القعدة طويلة، أماالجلسة الخفيفة فتركهاغير واجب عندنا. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، واجبات الصلاة(۱/۴۶۹) ط:سعيد)

ـــــ والصحيح أن قدرزيادة الحروف ونحوه غيرمعتبرفي جنس مايجب به سجود السهو، وانماالمعتبر قدرمايؤدى فيه الركن. (حلبي كبير، كتاب الصلاة، من الواجبات التشهد، (ص: ۳۳۱) ط:سهيل اكيڈمی، لاهور)

ـــــ وبقي واجب آخر وهوعدم تاخير الفرض والواجب، وكذا لوقعد في محل القيام أوقام في محل القعود المفروض. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۲/۹۷) ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشرفي سجود السهو، (۱/۱۲۷) ط:رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان سبب الوجوب، (۱/۱۶۴) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۲/۹۳،۹۴) ط:سعيد.

پہلی رکعت میں قنوت پڑھ لی

اگر بھول سے پہلی رکعت میں قنوت پڑھ لی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ تیسری رکعت میں پھر دعائے قنوت پڑھے، اور آخر میں سہو سجدہ کرے، نماز ہو جائے گی۔(۱)

پہلی رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سہو سجدہ لازم آتا ہے؟

پہلی یا تیسری رکعت میں سہواً التحیات پڑھنے کی مقدار یا اس کے قریب مقدار تک بیٹھنے سے سہو سجدہ لازم ہوتا ہے، باقی تھوڑی دیر بیٹھنے سے سہو سجدہ لازم نہیں ہوتا۔(۲)

پیچھے بیٹھ کر گفتگو کرنا

''گفتگو کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۳۴)

---

(۱) قنت في أولى الوتر أو ثانيته سهواً لم يقنت في ثالثته، أما لو شک أنه في ثانيته أو ثالثته كرره مع القعود في الأصح، والفرق: أن الساهي قنت على أنه موضع القنوت فلا يتكرر، بخلاف الشاک، ورجح الحلبي تكراره لهما. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۱۰) ط:سعيد)
—وفي الساهي يقنت ثانياً. (خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل السادس عشر في السهو في الصلاة، (۱/۱۷۱) ط:رشيديه).
—فسبب وجوبه ترک الواجب الأصلي في الصلاة أو تغييره أو تغيير فرض عن محله الأصلي ساهياً؛ لأن كل ذلک يوجب نقصانًا في الصلاة، فيجب جبره بالسجود. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان سبب الوجوب، (۱/۱۶۴) ط:سعيد)

(۲) انظر الى الحاشية [رقم: ۱] للصفحة السابقة [رقم الصفحة:???].

ت

تاخیر واجب

قاعدہ یہ ہے کہ واجب کو بھول کر ترک کرنے سے سہو سجدہ لازم آتا ہے، اور واجب میں تاخیر کرنے کی صورت میں بھی واجب ترک کرنا لازم آتا ہے؛ اس لیے واجب میں تاخیر کرنے کی صورت میں بھی سہو سجدہ لازم آتا ہے۔(۱)

تراویح

تراویح کی نماز میں ہر چار رکعت نماز کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کو ''ترویحہ'' کہتے ہیں۔ ''تراویح''، ''ترویحة'' کی جمع ہے۔ اس کے اصلی معنی ''استراحت'' کے ہیں جو ''راحت'' سے بنایا گیا، چوں کہ بیس رکعتوں میں پانچ ترویحے ہوتے ہیں؛ اس لیے اس نماز کو ''تراویح'' کہا جاتا ہے۔(۲)

اور ''تراویح'' کو ''تراویح'' کے لفظ سے نام رکھنے کی وجہ یہ کہ نماز پڑھنا شریعت کی

---

(۱) سببه ترك واجب من واجبات الصلاة الأصلية سهوًا ...... وبقي واجب آخر وهو عدم تاخير الفرض والواجب وعدم تغييرهما. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۹۳/۲، ۹۷) ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، (۱۲۶/۱) ط:رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان سبب الوجوب، (۱۶۴/۱) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، (۹۳/۲، ۹۴) ط:سعيد.

(۲) والتراويح جمع ترويحة وهي في الأصل مصدر بمعنى الاستراحة، سميت به الأربع ركعات المخصوصة لاستلزامها استراحة بعدها كما هو السنة فيها. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۶/۲) ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۵/۱) ط:رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدار التراويح، (۲۸۸/۱) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، (۴۳/۲) ط:سعيد.

نظر میں راحت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "قرة عيني في الصلاة."
یعنی: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔(۱) اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں: ایک افطار کے وقت، اور دوسری خوشی اس وقت جب اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے۔(۲) بظاہر دنیا میں ملاقات سے مراد تراویح کی نماز ہے۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"أرحنا بالصلاة يا بلال!"

ترجمہ: اے بلال! نماز کی تکبیر کہہ کر ہم کو آرام پہنچاؤ!(۳)

بہرحال اس قسم کی احادیث کی بنا پر یہ کہنا ممکن ہے کہ چار رکعت تراویح کی نماز کا نام ترویحہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس سے راحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔(۴)

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حبّب الي الطيب والنساء وجعلت قرّة عيني في الصلاة. (مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء، (ص: ۴۴۹) ط: قديمى)
ـ السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح، باب الرغبة في النكاح، (۷/۷۸) ط: اداره تاليفات اشرفيه.
(۲) للصائم فرحتان: فرحة عند فطره، وفرحة عندلقاء ربه. (الصحيح لمسلم، كتاب الصوم، باب فضل الصيام، (۱/۳۶۳) ط: قديمى)
ـــ سنن النسائي، كتاب الصيام، باب فضل الصيام، (۱/۳۰۹) ط: قديمى.
(۳) أقم الصلاة يابلال أرحنابها. (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب القصد في العمل، (ص: ۱۱۱) ط: قديمى)
ـــ ابوداؤد، كتاب الأدب، باب في صلاة العتمة، (ص: ۳۲۵) ط: ايچ ايم سعيد، كراچى.
(۴) ويمكن أن تكون نفسهاراحةً، ومنه قوله صلى الله عليه وسلم: أرحنابالصلاة يابلال! أي: أقمها، فيكون فعلها راحة؛ لأن انتظارها مشقة على النفس أو لأنهايتوصل بها الى راحة الجنة. (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب الوتروأحكامه، فصل في صلاة التراويح، (ص: ۴۱۱) ط: قديمى)
ـ حاشية الطحطاوي على الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۱/۲۹۵) ط: مكتبة العربية.
ـ أرحني اراحة فاستريح ...... والراحه الاسم، كقولك: أطعته اطاعة ...... وفي الحديث: قال النبي صلى الله عليه وسلم لمؤذنه بلال: أرحنابها، أي: أذن للصلاة، فنستريح بأدائها من اشتغال قلوبنا. قال ابن أثير: وقيل: كان اشتغاله بالصلاة راحة له؛ فانه كان يعد غيرها من الأعمال الدنيوية تعباً، فكان يستريح بالصلاة لمافيهامن مناجاة الله تعالىٰ، ولهذا قال: قرّة عيني في الصلاة، قال: وماأقرب الراحة من قرة العين! (لسان العرب، باب الراء، (۵/۳۶۰) ط: داراحياء التراث العربي، بيروت)

تراویح ایک سلام میں کتنی رکعت پڑھنا جائز ہے؟

تراویح کی نماز دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے۔ اور چار میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اور آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے مکروہ نہیں۔ مگر ہر دو رکعت کے بعد جلسۂ استراحت کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ اور ایک سلام سے آٹھ رکعات سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔(۱)

تراویح ایک مسجد میں دو جگہ پڑھنا

''ایک مسجد میں دو جگہ تراویح'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۹۵)

تراویح بیس رکعت سنت ہیں

☆......بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ اور اجماع کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ آٹھ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے؛ کیوں کہ بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہونے پر ان لوگوں کے شاذ قول

---

(۱) وهي عشرون ركعةً ..... بعشر تسليمات، فلو فعلها بتسليمة، فان قعد لكل شفع صحت بكراهة (أي صحت عن الكل وتكره ان تعمّد، وهذا هو الصحيح كمافي الحلبة عن النصاب وخزانة الفتاوى، خلافاً لمافي المنية من عدم الكراهة، فانه لايخفى مافيه لمخالفته المتوارث مع تصريحهم بكراهة الزيادة على ثمان في مطلق التطوع ليلاً فهنا أولى بحر.) وإلّا نابت عن شفع واحد، به يفتى. يجلس تدباً بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۵،۴۶) ط: سعيد)

ــ كتاب المبسوط، كتاب التراويح، الفصل الثامن في الزيادة على قدرالمسنون، (۲/۲۰۰) ط: رشيديه.

ــــ وكره الزيادة على أربع في نوافل النهار وعلى ثمان ليلاً بتسليمة واحدة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، (۱/۱۱۳) ط: رشيديه)

ــــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۵۳) ط: سعيد.

ــــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۱۵) ط: سعيد.

سے پہلے اجماع ہو چکا ہے۔ اجماع ہونے کے بعد مخالفت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز کو زبانی طور پر مسنون فرمایا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عملی طور پر بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور حرمین (مکہ اور مدینہ) میں بیس رکعت تراویح کی نماز ادا کی جاتی تھی۔ ثبوت کے لیے اتنا کافی ہے۔ (۳)

---

(۲) وأما قدرها فعشرون ركعةً في عشر تسليمات ...... ؛لماروي أن عمر رضي الله تعالىٰ عنه جمع أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... ولم ينكر عليه أحد فيكون اجماعاً منهم على ذلك.

(بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: وأماقدرها، (۱/۲۸۸) ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۶) ط:سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۵) ط:رشيديه.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۴۵) ط:سعيد.

ـــ قال الله تعالىٰ: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِمَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَسَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّه مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ [النساء:۱۱۵]

ـــ عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان الله لايجمع أمتي أوقال: أمة محمد على ضلالة، ويدالله على الجماعة، ومن شذّ شذّ الى النار...... (جامع الترمذي، أبواب الفتن، باب في لزوم الجماعة، (۲/۳۸۶) ط:رحمانيه، لاهور)

ـــ وقد صرح في التحرير في باب الاجماع بأن منكر حكم الاجماع القطعي يكفر عندالحنفية وطائفة، وقالت طائفة: لا. وصرّح أيضاً بأن ماكان من ضروريات الدين وهومايعرف الخواص والعوام أنه من الدين كوجوب اعتقادالتوحيد والرسالة والصلوات الخمس وأخواتها يكفرمنكره، ومالا فلا. ...... ولاشبهة أن مانحن فيه من مشروعية الوتر ونحوه يعلم الخواص والعوام أنها من الدين بالضرورة، فينبغي الجزم بتكفير منكرها مالم يكن عن تأويل بخلاف تركها، فانه ان كان عن استخفاف كمامرّ يكفر، والا بأن يكون كسلاً أو فسقاً بلا استخفاف فلا. هذا ماظهرلي والله أعلم. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في منكر الوتر والسنن أوالاجماع، (۲/۵) وكذا كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في منكر الاجماع، (۴/۲۲۳) ط:سعيد)

(۳) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في شهر رمضان في جماعة بعشرين ركعةً والوتر. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ماروي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، (۲/۴۹۶) ط: اداره تاليفات اشرفيه)

ـــ التراويح سنة مؤكدة ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعاً ولم يأمربه الّا عن أصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۵) ط:سعيد) =

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ اچھی طرح جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بیس رکعت پر اتفاق ہے؛ اس لیے بیس رکعات تراویح پڑھنی چاہیے۔(۱)

تراویح بیس رکعت ہیں

☆...... تراویح کی نماز کل بیس رکعت ہیں۔ ان کو جماعت سے پڑھنا سنت ہے۔ اگر محلّہ کے تمام لوگ تراویح پڑھنا چھوڑ دیں گے تو سب سنت ترک کرنے کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔(۲)

☆...... اگر محلّہ کے اکثر لوگوں نے تراویح کی نماز جماعت سے پڑھی مگر اتفاقاً ایک دو شخص نے جماعت سے نہیں پڑھی، بلکہ تنہا مکان میں پڑھی، تب بھی سنت ادا

= ـــ وقال أهل السنة والجماعة: انها سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فعلها ثلاث ليال -- وقد صلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة بعشر تسليمات ثم ترك مخافة أن يجب. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، (۱/۶۷۵) ط: قديمي)

ـــ وهي عشرون ركعةً بعشر تسليمات هو المتوارث، بحر. (حاشيه الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۱/۲۹۶) ط: رشيديه)

ـــ وهي عشرون ركعةً باجماع الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم بعشر تسليمات كما هو المتوارث. (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، فصل في صلاة التراويح، (ص: ۴۱۴) ط: قديمي)

(۱) لكن أجمع الصحابة على أن التراويح عشرون ركعةً. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، (۳/۳۸۲) ط: رشيديه كوئٹه)

ـــ عمدة القاري، كتاب الصلاة، باب فضل من قام رمضان، (۸/۲۴۶) ط: دار الفكر، بيروت.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدار التراويح، (۱/۲۸۸) ط: سعيد.

(۲) والجماعة فيها سنة على الكفاية ...... ولو ترك أهل المسجد كلهم الجماعة فقد أساؤوا وأثموا. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶) ط: رشيديه)

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، صلاة التراويح، فصل: وأما سننها، (۱/۲۸۸) ط: سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، (۲/۴۵) ط: سعيد.

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۸) ط: سعيد.

ہوجائے گی۔(۱)

تراویح پر اجرت لینے کا حکم

☆.....تراویح میں قرآن مجید سنانے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے اجرت کی رقم لی ہے، وہ رقم اصل مالکوں کو واپس کردینا ضروری ہے؛ کیوں کہ یہ بندوں کے حقوق میں سے ہے۔ جن جن لوگوں کو پہنچانا ممکن ہے ان کو پہنچائی جائے، یا ان سے معاف کرائی جائے۔ اور اگر پہنچانا اور معاف کرانا ممکن نہیں تو توبہ استغفار کیا جائے۔(۲)

☆.....اور اگر اجرت لینے سے انکار کے باوجود انفرادی طور پر لوگوں نے ہدیہ کے طور پر کچھ دیا ہے تو لینے کی گنجائش ہوگی۔(۳)

---

(۱) وإن تخلف واحد من الناس وصلاها في بيته فقد ترك الفضيلة ولا يكون مسيئاً ولا تاركاً للسنة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶) ط: رشيديه)
ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، صلاة التراويح، فصل: وأما سنتها، (۱/۲۸۸) ط: سعيد.
ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۸) ط: سعيد.

(۲) فالحاصل: أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز؛ لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب المستاجر - - والاستيجار على مجرد التلاوة لم يقل به أحد من الأئمة. (ردالمحتار، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة،(۶/۵۶، ۵۷) ط: سعيد)
ـــ كتاب المبسوط، كتاب المناسك، باب الحج عن الميت وغيره، (۴/۱۷۸) ط: رشيديه.
ـــ مجمع الأنهر، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، (۳/۵۳۳) ط: دارالكتب العلمية، بيروت.
ـــ وعلى هذا قالوا: لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئاً، وهو أولى بهم ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (ردالمحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، (۶/۳۸۵) ط: سعيد)

(۳) فتاوىٰ عثماني، كتاب الصلاة، باب التراويح، (۱/۳۶۰) ط: مكتبه معارف القرآن كراچى.
ـــ وبما في الخانية من أنه يجوز للامام والمفتي قبول الهدية واجابة الدعوة الخاصة، ثم قال: إلا أن يراد للامام امام الجامع ـــ والأولى في حقهم ان كانت الهدية لأجل مايحمل منهم من الافتاء والوعظ والتعليم عدم القبول؛ ليكون علمهم خالصاً لله تعالىٰ، وان أهدي اليهم تحبباً وتودداً لعلمهم وصلاحهم فالأولى القبول ـــ وهذا اذا لم يكن بطريق الأجرة بل مجرد هدية. (ردالمحتار، كتاب القضاء، مطلب في حكم الهدية للمفتي، (۵/۳۷۳) وفيه: وهي [الهبة] تمليك العين مجاناً أي بلاعوض. (ردالمحتار، كتاب الهبة، (۵/۶۸۷) ط: سعيد)

تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری نہیں ہے

☆......حسب معاہدہ پانچ وقت نماز پڑھانے کی ذمہ داری امام صاحب پر ہے۔ تراویح کی نماز میں قرآن مجید کا ختم کرنا امام کی ذمہ داری نہیں ہے۔(۱) اگر امام صاحب قرآن مجید کے حافظ ہیں اور تراویح کی نماز میں قرآن شریف سنانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کا حق سب پر مقدم ہے۔(۲)

اور اگر امام صاحب حافظ نہیں ہیں، یا حافظ ہیں لیکن قرآن مجید سنانے سے عاجز اور قاصر ہیں تو "الم تر کیف" سے سورت تراویح پڑھانے کے ذمہ دار ہیں، پورا قرآن مجید سنانے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔(۳)

☆......اگر مقتدی حضرات تراویح کی نماز میں قرآن پاک سننے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا انتظام مقتدی حضرات خود کریں، امام صاحب کو مجبور نہ کریں۔(۴)

☆......اگر خالص اللہ کے واسطے تراویح کی نماز میں قرآن مجید سنانے والا حافظ مل جائے تو بہت بہتر، اس کو تراویح کا امام بنا دیا جائے۔ اور اگر اجرت کے بغیر تراویح کی نماز پڑھانے والا کوئی حافظ نہ ملے تو کسی حافظ کو رمضان المبارک کے لیے نائب امام

(۱،۲،۳) واعلم أن صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب أولى بالامامة من غيره مطلقاً، أي: وان كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه. (الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب الامامة، (۵۵۹/۱) ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالامامة، (۸۳/۱) ط:رشيديه.

ـــ مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل في بيان الأحق بالامامة، (ص:۲۹۹) ط:قديمي.

(۴) واذا كان امام مسجد حيه لا يختم فله أن يترك الى غيره. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۹/۲) ط:سعيد)

ـ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۶/۱) ط:رشيديه.

ـــ الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في صلاة التراويح، (ص:۴۱۴) ط:قديمي.

مقرر کرلیں۔ عشاء وغیرہ ایک دو نمازیں اس کے ذمے لازم کردیں اور وہ تراویح کی نماز بھی پڑھائے تو اجرت دینے کی گنجائش ہوگی۔(۱)

تراویح پڑھانے کے لیے مستقل امام رکھنا

اگر کسی ملک یا کسی علاقے کی مسجد میں دوسرے مسلک کے امام ہیں، اور وہ بیس رکعات تراویح نہیں پڑھاتے، تو حنفی مسلک والوں کے لیے بیس رکعات تراویح پڑھانے کے لیے مستقل امام کا انتظام کرنا درست ہے۔(۲)

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھے تو......

☆......اگر کوئی شخص رات کو تراویح پڑھے، اور مرض یا سفر کے عذر کی وجہ سے دن کو روزہ نہ رکھے تو گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ بعد میں قضا رکھنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) وبعض مشايخنا رحمهم الله تعالىٰ استحسنوا الاستيجار على تعليم القرآن اليوم؛ لظهور التواني في الأمور الدينية، ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن، وعليه الفتوىٰ...... وزاد في متن المجمع: الامامة، ومثله في متن الملتقى ودرر البحار. (ردالمحتار، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، (۵۵/۶) ط:سعيد)

ــ الفتاوى الهندية، كتاب الاجارة، الباب الخامس عشر......، الفصل الرابع......، (۴۴۸/۴) ط:رشيديه.

ــ خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الاجارات، الجنس الرابع في تعليم القرآن، (۱۱۴/۳) ط:رشيديه.

ــ فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الصلاۃ، مسائلِ تراویح، زیرِ عنوان: تراویح پڑھانے پر معاوضہ، (۲۳۵،۲۳۴/۶) ط: دارالاشاعت کراچی۔

(۲) ولو كان لكل مذهب امام كمافي زماننا فالأفضل الاقتداء بالموافق سواء تقدم أو تأخر على مااستحسنه عامة المسلمين وعمل به جمهور المؤمنين من أهل الحرمين والقدس ومصر والشام ولاعبرة بمن شذّ منهم. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب: اذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا؟ (۵۶۴/۱) ط:سعيد)

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿فمن كان منكم مريضا اوعلى سفر فعدة من ايام اخر﴾ [البقرة:۱۸۴]

ــ فيجوز لمن خاف وهو مريض زيادة المرض بكم أو كيف لو صام ...... أو خاف بطء البرء بالصوم جاز له الفطر؛ لأنه قد يفضي الى الهلاك، فيجب الاحتراز عنه. (مراقي الفلاح مع الطحطاوي، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء، فصل في العوارض، (ص:۶۸۴). وفيه أيضاً: التراويح سنة كمافي الخلاصة، وهي مؤكدة كمافي الاختيار، ...... على الرجال والنساء ثبتت سنيتها بفعل النبي صلى الله عليه وسلم وقوله، قال: عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، وقد واظب عليه عمر وعثمان =

☆......مرض یا سفر کے عذر کے بغیر رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھنا کبیرہ گناہ ہے۔ اور ایک روزہ کے بدلے میں پوری زندگی روزہ رکھا جائے تب بھی تلافی نہیں ہوسکتی۔(۱)

تراویح پورے رمضان میں پڑھنا سنت ہے

☆......پورے رمضان المبارک کی ہر رات کو تراویح کی نماز پڑھنا سنت ہے۔(۲)

☆......اگر قرآن مجید تراویح کی نماز میں مہینہ ختم ہونے سے پہلے ختم کر دیا، مثلاً: چھ دن، دس دن، پندرہ دن اور بیس دن میں پورا قرآن مجید ختم کرلیا ہے، تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔(۳)

= وعلي رضي الله عنهم وقال صلى الله عليه وسلم في حديث: افترض الله عليكم صيامه وسننت لكم قيامه...... الخ (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، فصل في التراويح، (ص:۴۱۲) ط:قديمى)

ــــ ردالمحتار، كتاب الصوم، باب مايفسدالصوم ومالايفسد، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، (۴۲۱/۲-۴۲۳) ط:سعيد.

ــــ الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الباب الخامس في الأعذار التي تبيح الافطار، (۲۰۶/۱،۲۰۷) ط:رشيديه.

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من أفطر يوماً من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله وان صامه. (مشكاة المصابيح، كتاب الصوم، باب تنزيه الصوم، الفصل الثاني، (ص:۱۷۷) ط:قديمى)

ــــ جامع الترمذي، أبواب الصوم، باب ماجاء في الافطار عمدًا، (۲۷۲/۱) ط:رحمانيه، لاهور.

ــــ افسادالصوم بغير عذر يوجب اثماً. (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصوم، فصل في العوارض، (ص:۶۸۳) ط:قديمى)

ــــ البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في العوارض، (۲۸۱/۲) ط:سعيد.

(۳،۲) لوحصل الختم ليلة التاسع عشر أو الحادي والعشرون لاتترك التراويح في بقية الشهر؛ لأنها سنة، كذا في الجوهرة النيرة. ...... الأصح أنه يكره له الترك، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۸/۱) ط:رشيديه)

ــــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۴۷/۲) ط:سعيد.

ــــ الجوهرة النيرة، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، (۲۴۵/۱) ط:قديمي.

☆......بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ، دس دن میں قرآن شریف تراویح میں سن لیں پھر چھٹی ۔ یہ خیال درست نہیں ؛ کیوں کہ تراویح میں دو سنتیں الگ الگ ہیں: پورے قرآن مجید کو تراویح کی نماز میں پڑھنا یا سننا ایک مستقل سنت ہے۔اور پورے رمضان المبارک کی ہر رات تراویح کی نماز پڑھنا یہ مستقل ایک الگ سنت ہے۔ اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری سنت رہ گئی۔ البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا کسی وجہ سے ایک جگہ تراویح پڑھنا مشکل ہو، تو ان کے لیے مناسب ہے کہ چند روز میں ایک جگہ پر تراویح میں پورا قرآن سن لیں،(۱) تا کہ سفر وغیرہ کی وجہ سے قرآن مجید کا ختم ناقص نہ رہے۔

پھر اس کے بعد جہاں وقت ملے اور موقع ہو وہاں تراویح پڑھ لی جائے، قرآن مجید کا ختم اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا، اور اپنے کام میں بھی حرج نہ ہوگا۔(۲)

تراویح ترک کردی تو وتر کیسے پڑھے؟

''رمضان میں تمام لوگوں نے تراویح کو ترک کر دیا تو وتر کیسے پڑھیں؟'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص: ۲۱۴)

تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا

تراویح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت کفایہ ہے، یعنی مسجد میں

---

(۱) (التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) ...... وفي ردالمحتار: قراءة الختم في صلاة التراويح سنة. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۳-۴۶) ط:سعيد)

— لو حصل الختم ليلة التاسع عشر أو الحادي والعشرون لاتترك التراويح في بقية الشهر؛ لأنها سنة في جميع الشهر، قال عليه السلام: سننت لكم قيامه. (الجوهرة النيرة، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، (۱/۲۴۵، ۲۴۶) ط:قديمى)

— الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶، ۱۱۷) ط:رشيديه.

(۲) انظر الى الحاشية [رقم: ۲، ۳] على الصفحة السابقة [رقم:؟؟؟]

اگر تراویح کی جماعت نہیں ہوگی تو محلّہ والے سنت ترک کرنے کی وجہ سے گنہ گار ہوں گے۔ اور اگر بعض لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح ادا کی، اور بعض لوگوں نے گھر میں ادا کی تو سنت ترک کرنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ مگر گھر میں ادا کرنے والے لوگ جماعت اور مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔(۱)

تراویح چھوڑنا

☆......تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ بلا عذر اس کو چھوڑنے والا نافرمان اور گنہگار ہے۔

خلفائے راشدین: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ، تمام صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمۂ مجتہدین، سلف صالحین، اولیاءکرام بزرگانِ دین سے پابندی سے تراویح پڑھنا ثابت ہے۔(۲)

---

(۱) وأما سننها فمنها: الجماعة والمسجد؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم قدر ماصلى من التراويح صلى بجماعة في المسجد، فكذا الصحابة رضي الله عنهم صلوها بجماعة في المسجد، فكان أدائها بالجماعة في المسجد سنة، ثم اختلف المشايخ في كيفية سنة الجماعة والمسجد انها سنة عين أم سنة كفاية، قال بعضهم: انها سنة على سبيل الكفاية اذا قام بها بعض أهل المسجد في المسجد بجماعة سقط عن الباقين، ولو ترك أهل المسجد كلهم اقامتها في المسجد بجماعة فقد أساؤا وأثموا، ومن صلاها في بيته وحده أو بجماعة لايكون له ثواب سنة التراويح؛ لتركه ثواب سنة الجماعة والمسجد." (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (۲۸۸/۱) ط:سعيد)

ـــ ونفس التراويح سنة على الأعيان عندنا...... والجماعة فيها سنة على الكفاية، كذا في التبيين ...... ولو ترك أهل المسجد كلهم الجماعة فقد أساؤا وأثموا، كذا في محيط السرخسي. وان تخلف واحد من الناس وصلاها في بيته فقد ترك الفضيلة، ولايكون مسيئًا ولاتاركاً للسنة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱٦/۱) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (٦٨/۲) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۴۵/۲) ط:سعيد.

(۲) التراويح سنة مؤكدة، ولم يتخرجه عمر –رضي الله تعالى عنه– من تلقاء نفسه، ولم يكن فيه مبتدعاً ولم يأمر به الا عن أصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم...... وفي "شرح المنية": وحكى غير واحد الاجماع على سنيتها ...... (قوله: لمواظبة الخلفاء الراشدين) أي: أكثرهم؛ لأن المواظبة عليها وقعت في أثناء خلافة عمر – رضي الله تعالى عنه– ووافقه على ذلك عامة الصحابة ومن بعدهم الى يومنا هذا بلانكير، وكيف لا، وقدثبت عنه –صلى الله عليه وسلم– :((عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ))، كمارواه أبوداؤد. =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ: میرا خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہوجائے۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پر اس لیے پابندی نہیں فرمائی تاکہ یہ امت پر فرض نہ ہوجائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ہی خود ان کے اہتمام کی کھلی دلیل ہے۔

☆......اگر کوئی شخص تراویح کو چھوڑنے کے لیے یہ دلیل دے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح ترک کی ہے، میں بھی چھوڑتا ہوں۔ یہ بات سراسر غلط ہوگی؛ کیوں کہ یہ دین اور دین کے مزاج سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔(۲)

= (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۳) ط:سعيد)
۔بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل في بيان أن السنة اذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لا؟ (۱/۲۸۸) ط:سعيد.
۔ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۶) ط:سعيد.
۔الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶) ط:رشيديه.

(۱) عن عائشة أم المؤمنين (رضي الله تعالىٰ عنها) أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى ذات ليلة في المسجد فصلى بصلاته ناسٌ، ثمّ صلى من القابلة، فكثر الناس ثم اجتمعوا من الليلة الثالثة أو الرابعة، فلم يخرج اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما أصبح قال: ((قد رأيت الذي صنعتم، ولم يمنعني من الخروج اليكم الّا أني خشيت أن تفرض عليكم)) وذلک في رمضان. (صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على صلاة الليل والنوافل من غير ايجاب، [رقم الحديث:۱۰۷۷] (۱/۳۸۰). وكذا: كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، [رقم الحديث:۱۹۰۸] (۲/۷۰۸) ط:دار ابن كثير)

(۲) عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يصلي في شهر رمضان في غير جماعة بعشرين ركعةً والوتر. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ماروي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، [رقم الحديث:۴۶۱۵] (۲/۴۹۶) ط:اداره تاليفات اشرفيه)
ـــ أحاديث العشرين ركعة: روى ابن أبي شيبة في مصنفه والطبراني في معجمه وعنه البيهقي من حديث ابراهيم بن عثمان أبي شيبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعةً سوى الوتر. (نصب الراية لأحاديث الهداية، كتاب الصلاة، فصل في قيام شهر رمضان، (۲/۱۵۳) ط:حقانيه، پشاور)
ـــ (وسننها) ترک السنة لايوجب فساداً ولاسهواً لوعامداً غير مستخف، وقالوا: الاساءة أدون من الكراهة. وفي الرد: (قوله: وقالوا الخ) نص على ذلک في التحقيق وفي التقرير الأكملي من كتب الأصول، لكن صرح ابن نجيم في شرح المنار بأن الاساءة أفحش من الكراهة وهو المناسب هنا =

تراویح چھوڑنے والا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے۔ اس کے چھوڑنے والے خطا کار اور گنہ گار ہیں۔ (۱)

تراویح ختم ہونے پر مٹھائی تقسیم کرنا

"مٹھائی تقسیم کرنا" (ص: ۳۴۸) اور "ہار پہنانا" (ص: ۳۹۹) عنوانات کے تحت دیکھیں۔

تراویح دو مرتبہ پڑھانا

☆...... ایک شخص نے امام بن کر تراویح کی بیس رکعت پڑھا دیں، اب وہ اسی رات دوبارہ امام بن کر تراویح کی نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اگر پڑھائے گا تو مقتدیوں کی تراویح کی نماز ادا نہیں ہوگی؛ کیوں کہ امام کی نماز نفل اور مقتدیوں کی سنت ہے۔ نفل پڑھنے والا سنت پڑھنے والوں کا امام نہیں بن سکتا۔ (۲)

= لقول التحرير: وتاركها يستوجب اساءة، أي: التضليل واللوم. وفي التلويح: ترك السنة المؤكدة قريب من الحرام...... الخ (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم: الاساءة دون الكراهة، (۱/۴۷۳، ۴۷۴) ط: سعيد)

(۱) وانقطع الاختلاف برواية الحسن عن أبي حنيفة (رحمه الله تعالىٰ) أنها سنة، وذكر في "الاختيار": أن أبا يوسف سأل أبا حنيفة عنها وما فعله عمر، فقال: التراويح سنة مؤكدة ...... وقوله: بجماعة، متعلق بسن، بيان لكون الجماعة سنة فيها. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۶-۶۸) ط: سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶) ط: رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان أن السنة اذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لا؟ وفصل في سنن التراويح، (۱/۲۸۸) ط: سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۳) ط: سعيد.

(۲) ولا يصلي امام واحد التراويح في مسجدين، في كل مسجد على الكمال، ولا له فعل، ولا يحتسب التالي من التراويح، وعلى القوم أن يعيدوا؛ لأن صلاة امامهم نافلة وصلاتهم سنة والسنة أقوى، فلم يصح الاقتداء؛ لأن السنة لا تتكرر في وقت واحد، وما صلى في المسجد الأول محسوب. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (۱/۲۸۹) ط: سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶) ط: رشيديه.

☆......اگر کسی نے تراویح کی بیس رکعت امام کے پیچھے اقتدا کر کے یا اکیلے پڑھ لیں تو وہ اسی رات دوبارہ امام بن کر تراویح نہیں پڑھا سکتا۔ ہاں اگر دوسری مسجد میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے تو وہاں نفل کی نیت سے شریک ہونا جائز ہے۔(۱)

تراویح روزے کے تابع نہیں

تراویح کی نماز روزہ کے تابع نہیں ہے۔ دونوں الگ الگ عبادت ہیں۔ جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں، ان کے لیے بھی تراویح کی نماز پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہیں پڑھیں گے تو سنت ترک کرنے کی وجہ سے گنہ گار ہوں گے۔(۲)

= البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، (۶۸/۲) ط:سعید.

ـــ ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي وفي صلاة الرغائب، (۴۹/۲) ط:سعید.

(۱) امام واحد يصلي التراويح في مسجدين، كل مسجد على وجه الكمال لايجوز؛ لأنه لايتكرر، ولو اقتدى بالامام في التراويح وهو قد صلى مرةً لابأس به، ويكون هذا اقتداء المتطوع بمن يصلي السنة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۶/۱) ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۸/۲) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (۲۹۰/۱) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي وفي صلاة الرغائب، (۴۹/۲) ط:سعيد.

(۲) عن سلمان الفارسي قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في آخر يوم من شعبان فقال: ياأيها الناس! قد أظلكم شهر عظيم، شهر مبارك، شهر فيه ليلة خير من ألف شهر، جعل الله صيامه فريضة وقيام ليلة تطوعاً ...... الخ (مشكاة المصابيح، كتاب الصوم، الفصل الثالث،(ص:۱۷۳) ط:قديمى)

ـــ سنن النسائي، كتاب الصيام، باب فضل شهر رمضان، (۲۹۹/۱) ط:رحمانيه، لاهور.

ـــ سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب ماجاء في قيام شهر رمضان،(ص:۹۴) ط:الميزان.

ـــ لكن في التلويح: ترك السنة المؤكدة قريب من الحرام يستحق حرمان الشفاعة؛ لقوله عليه الصلاة والسلام: "من ترك سنتي لم ينل شفاعتي". وفي التحرير: أن تاركها يستوجب التضليل واللوم، والمراد: الترك بلاعذر على سبيل الاصرار...... (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السنة وتعريفها، (۱۰۴/۱) ط:سعيد)

تراویح سب کے لیے سنت ہے

تراویح کی نماز مردوں اور عورتوں سب کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔ مردوں کے لیے تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ مگر عورتوں کے لیے جماعت سنت کفایہ اور مؤکدہ نہیں ہے، بلکہ گھر میں اکیلی اکیلی پڑھیں تو ثواب زیادہ ملے گا۔ (۱)

تراویح سمجھ کر وتر میں اقتدا کرنا

امام کے وتر شروع کرنے کے بعد ایک نمازی نے تراویح سمجھ کر اس کی اقتدا کی، تو اس کی وتر ادا نہیں ہوگی۔ البتہ ایسا آدمی امام کے سلام کے بعد چوتھی رکعت شامل کر کے نماز کو پورا کرے، یہ چار رکعت نفل ہو جائیں گی۔ اور اس کے بعد وتر ادا کرے۔ (۲)

تراویح سنت ہے

تراویح کی نماز مرد اور عورت دونوں کے لیے مسنون ہے۔ جماعت سے تراویح

---

(۱) (قوله: وسنّ في رمضان عشرون ركعةً بعدالعشاء قبل الوتر وبعده بجماعة ..... وصرح المصنف بأنهاسنة ..... وأطلقه فشمل الرجال والنساء كماصرح به في الخانية والظهيرية..... وقول الجمهور على مافي الكافي:ان اقامتهابالجماعة سنة على الكفاية. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/۶۶-۶۸) ط:سعيد)

ــــ ويكره امامة المرأة للنساء في الصلوات كلهامن الفرائض والنوافل، الافي صلاة الجنازة...... وصلاتهن فرادى أفضل، هكذا في الخلاصة. .... وهي سنة للرجال والنساء جميعاً، كذا في الزاهدي.(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة،الفصل الثالث في بيان من يصلح اماماً لغيره، (۱/۸۵) الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶) ط:رشيديه)

ـ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۲/۴۳،۴۴) ط:سعيد.

(۲) ولوصلى التراويح مقتدياً بمن يصلي مكتوبة أو وتراً أونافلةً ، الأصح أنه لايصح الاقتداء به ؛لأنه مكروه مخالف لعمل السلف. (الفتاوى الهدية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۷) ط:رشيديه)

ــــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (۱/۲۸۸) ط:سعيد.

ــــ وقدمناعنه: أنه لو اقتدى فيها، فالاحوط أن يتمها أربعاً وان كان فيه مخالفة للامام. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجدبعدالأذان، (۲/۵۵) ط:سعيد)

کی نماز پڑھنا مردوں کے لیے سنت کفایہ ہے۔اور تراویح کی نماز کا وقت عشاء کی فرض نماز کے بعد ہے۔اور تراویح پر وتر کا مقدم کرنا اور مؤخر کرنا دونوں صحیح ہیں۔(۱) اور تراویح کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔اور آدھی رات کے بعد تک تراویح کو مؤخر کرنا صحیح قول کے مطابق مکروہ نہیں ہے۔تراویح کی نماز دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعت ہیں۔ اور ہر چار رکعت کے بعد ان چار رکعت کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔تراویح کی نماز میں ایک مرتبہ پورا قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔(۲)

تراویح سے پہلے مروجہ سلام پڑھنا

رمضان المبارک میں تراویح پڑھنے کے وقت مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نیت کرنے سے پہلے مروجہ سلام پڑھ کر تراویح شروع کرنا بدعت ہے کیوں کہ یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ

---

(۱) وقال عامتهم: وقتها: مابعدالعشاء الى طلوع الفجر، فلاتجوزقبل العشاء. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدار التراويح، (۲۸۸/۱) ط:سعيد)

ــــ وسنّ في رمضان عشرون ركعةً بعدالعشاء قبل الوتروبعده بجماعة. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۶۶/۲) ط:سعيد)

ــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۵/۱) ط:رشيديه.

ــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۴۴/۲) ط:سعيد.

(۲) (ويستحب تاخيرهاالى ثلث الليل) أونصفه، ولاتكره بعده في الأصح. وفي الرد: وان كانت تبعاً للعشاء، لكنهاصلاة الليل، والأفضل فيها آخر آخره، فلايكره تاخيرماهومن صلاة الليل، ولكن الأحسن أن لايؤخراليه خشية الفوات، ح عن الامداد. وفي الدر: (وهي عشرون ركعةً) ...... (بعشرتسليمات) ...... (يجلس) ندباً (بين كل أربعة بقدرها) ...... والختم مرةً سنة. (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث في صلاة التراويح، (۴۴/۲-۴۶) ط:سعيد)

ــــ ويستحب الجلوس بين الترويحتين قدرترويحة ...... والمستحب تاخيرهاالى ثلث الليل أونصفه، واختلفوا في أدائها بعدالنصف، الأصح أنه لايكره ...... السنة في التراويح انماهوالختم مرةً، فلايترك لكسل القوم، كذا في الكافي. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۵/۱، ۱۱۶) ط:رشيديه)

ــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدارالتراويح، وفصل في سننها، (۲۸۸/۱-۲۹۰) ط:سعيد.

ــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۶۷/۲-۶۹) ط:سعيد.

علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

تراویح شروع ہوگئی تو کیا کرے؟

"عشاء کی جماعت ہونے کے بعد آنے والے کیا کریں؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۹۲)

تراویح شروع ہونے کے بعد آیا

"سنت پہلے پڑھیں یا تراویح" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۶۴)

تراویح عشاء کے تابع ہے

تراویح کی جماعت عشاء کی فرض نماز کی جماعت کے تابع ہے، لہٰذا عشاء کی فرض نماز کی جماعت سے پہلے تراویح کی جماعت جائز نہیں ہے۔ اور جس مسجد میں عشاء کی جماعت نہیں ہوئی، وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔(۲)

---

(۱) عن عائشة(رضي الله تعالىٰ عنها) قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو ردٌّ. متفق عليه. (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، (ص:۲۷) ط:قديمى)

—— قال القاضي: المعنى من أحدث في الاسلام رأياً لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود عليه، قيل: في وصف الأمر بهذا اشارة الى أن أمر الاسلام كمل وانتهى وشاع وظهر ظهور المحسوس بحيث لايخفى على كل ذي بصر وبصيرة، فمن حاول الزيادة فقد حاول أمراً غير مرضي؛ لأنه من قصور فهمه رآه ناقصاً ...... قال النووي: البدعة كل شيء عمل على غير مثال سبق، وفي الشرع احداث مالم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم. (مرقاة المفاتيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، (ص:۲۱۵، ۲۱۶) ط:مكتبه امداديه ملتان)

(۲) الصحيح أن وقتها مابعد العشاء الى طلوع الفجر قبل الوتر وبعده، ...... بخلاف التراويح، فان وقتها بعد أداء العشاء، فلايعتد بما أدى قبل العشاء...... ولو تركوا الجماعة في الفرض، ليس لهم أن يصلوا التراويح بجماعة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۵ و ۱۱۷) ط:رشيديه)

—— ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة ؛ لأنها تبع. وفي الرد: (قوله: لأنها تبع) أي: لأن جماعتها تبع لجماعة الفرض، فانها لم تقم الا بجماعة الفرض، فلو أقيمت بجماعة وحدها كانت مخالفة للوارد فيها، فلم تكن مشروعة. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۲/۴۸) ط:سعيد)

—— البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۶، ۷۰) ط:سعيد.

تراویح فاسد ہوگئی

اگر تراویح کی نماز فاسد ہوگئی اور وقت کے اندر اندر معلوم ہوا تو وقت کے اندر جماعت کے ساتھ یا تنہا تنہا دونوں طرح ادا کرنا جائز ہے۔ اور اگر وقت نکل چکا ہے تو اس کی قضاء نہیں ہے۔(۱)

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے، اور صبح صادق ہونے تک رہتا ہے۔ اگر عشاء کی نماز سے پہلے تراویح کی نماز پڑھ لی جائے تو تراویح کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔(۲)

---

(۱) اذا فاتت التراويح لاتقضى بجماعة ولابغيرها، وهوالصحيح، هكذا في فتاوى قاضي خان. واذا تذكروا أنه فسدعليهم شفع من الليلة الماضية فأرادوا القضاء بنية التراويح يكره، ولوتذكروا تسليمةً بعدأن صلوا الوتر، قال محمدبن الفضل: لايصلونهابجماعة، وقال الصدرالشهيد: يجوز أن يصلوها بجماعة، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۷) ط:رشيديه)

ــ (ولاتقضى اذا فاتت أصلاً) ولاوحده في الأصح، (فان قضاها كانت نفلاً مستحبًّا وليس بتراويح) كسنة المغرب وعشاء. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوفل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۴،۴۵) ط:سعيد)

ــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان أدائها، (۱/۲۹۰) ط:سعيد.

ــــ واذا تذكروا في الليلة الثانية أنه فسد عليهم شفع في الليلة الأولى، فأرادوا أن يقضوا يكره ذلك؛لأنهم لوقضوا بنية التراويح يزيدعلى تراويح هذه الليلة وانه مكروه. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشرفي التراويح، نوع آخرفي قضاء التراويح، (۲/۳۳۶) ط:رشيديه، كوئٹه)

(۲) وقال عامتهم: وقتهامابعدالعشاء الى طلوع الفجر، فلاتجوزقبل العشاء؛لأنهاتبع للعشاء، فلاتجوز قبلها كسنة العشاء، وذكرالناطفي في امام صلى بقوم صلاة العشاء على غيروضوء ناسياً ثم صلى بهم امام آخر التراويح متوضياً ثم علم أن الأول كان على غيروضوء: ان عليهم أن يعيدوا العشاء والتراويح جميعاً. (بدائع الصنائع، كتا ب الصلاة، فصل في مقدارالتراويح، (۱/۲۸۸) ط:سعيد)

ــــ والصحيح أن وقتها مابعدالعشاء الى طلوع الفجرقبل الوتروبعده، حتى لوتبين أن العشاء صلاها بلاطهارة دون التراويح والوتر أعادوا التراويح مع العشاء دون الوتر؛لأنهاتبع للعشاء. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۵) ط:رشيديه) =

تراویح کب تک رہتی ہے؟

جس رات رمضان کا چاند نظر آتا ہے اسی رات سے تراویح شروع ہوجاتی ہے، اور عید کا چاند نظر آنے تک یہ باقی رہتی ہے۔(۱)

تراویح کب سے شروع ہوتی ہے؟

جس رات رمضان کا چاند نظر آئے اسی رات سے تراویح شروع کرنا سنت ہے، اور عید کا چاند نظر آنے کے بعد چھوڑ دے۔(۲)

تراویح کو شمار کرتے رہنا

''شمار کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۸۳)

تراویح کون سی مسجد میں افضل ہے؟

اگر محلے کی مسجد بھی ہے اور قریب مین جامع مسجد بھی ہے تو تراویح کی نماز دور کی جامع مسجد سے محلے کی قریب والی مسجد میں پڑھنا افضل ہے؛ کیوں کہ محلے والے پر محلے کی

= ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۴) ط:سعيد.

ـــ البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۶، ۶۷) ط:سعيد.

(۱، ۲) وأما الذي هو سنن الصحابة فصلاة التراويح في ليالي رمضان ...... كذا روى الحسن عن أبي حنيفة –رحمه الله تعالى– أنه قال: القيام في شهر رمضان سنة لاينبغي تركها. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان أن السنة اذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لا؟ (۱/۲۸۸) ط:سعيد)

ـــ وسنّ في رمضان عشرون ركعةً. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۶) ط:سعيد)

ـ ولو حصل الختم ليلة التاسع عشر أو الحادي والعشرين لاتترك التراويح في بقية الشهر؛ لأنها سنة، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۸) ط:رشيديه)

ـــ التراويح سنة مؤكدة في كل ليلة من رمضان.

ـــ مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۱/۲۰۲) ط:غفاريه.

مسجد کا حق زیادہ ہے، اس کو ادا کرنا چاہیے۔(۱)

تراویح کی ابتدائی رکعات میں منزل زیادہ پڑھنا

''منزل ابتدائی رکعات میں زیادہ پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۵۵)

تراویح کی جماعت شروع ہوگئی

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پر پہنچا کہ تراویح کی جماعت شروع ہوگئی تھی، تو وہ پہلے عشاء کے فرض اور دو سنت پڑھے، اس کے بعد تراویح میں شریک ہوجائے۔ اور چھوٹی ہوئی تراویح اگر موقع ملے تو چار رکعت تراویح کے بعد جب امام بیٹھتا ہے اس دوران پڑھے۔ اور اگر موقع نہ ملے تو وتر کی نماز امام کے ساتھ پڑھنے کے بعد بقیہ تراویح پڑھے۔(۲)

---

(۱) ومسجدحيه وان قلّ جمعه أفضل من الجامع وان كثر جمعه، اه. ...... بل في الخانية: لولم يكن لمسجد منزله مؤذن فانه يذهب اليه ويؤذن فيه، ويصلي ولوكان وحده ؛لأن له حقًّاعليه فيؤديه. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المسجد، (۱/۶۵۹) ط:سعيد)

ـــ رجل يصلي في الجامع لكثرة الجمع، ولايصلي في مسجدحيه فانه يصلي في مسجدمنزله وان كان قومه أقل. (خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الصلاة، الفصل السادس والعشرون في المسجد ومايتصل به، (۱/۲۸۸) ط:امجد اكيڈمی لاهور.

ـ كبيري "شرح المنية"، كتاب الصلاة، فصل في أحكام المسجد، (ص:۵۶۵) ط:مذهبي كتب خانه.

(۲) (ووقتهابعدصلاة العشاء) الى الفجر (قبل الوتروبعده)في الأصح، فلوفاته بعضها، وقام الامام الى الوتر أوترمعه ثم صلى مافاته ...... يجلس ندباً بين كل أربعة بقدرها ...... ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادىٰ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۴،۴۶) ط:سعيد)

ـــ واذا فاتته ترويحة أو ترويحتان فلواشتغل بها يفوته الوتربالجماعة يشتغل بالوترثم يصلي مافاته من التراويح. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۷) ط:رشيديه)

ـــ ولوفاتته ترويحة وخاف لواشتغل بها تفوته متابعة الامام، فمتابعة الامام أولى ...... وقوله: بجلسة متعلق بسنّ ...... وقدقالوا: انهم يخيرون في حالة الجلوس ...... وان شاؤا صلوا أربع ركعات فرادى. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/۶۷-۶۹) ط:سعيد)

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/۶۸) ط:سعيد.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۶) ط:رشيديه.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۲/۴۵) ط:سعيد.

تراویح کی دو جماعتیں کرنا

اگر حفاظ کرام زیادہ ہونے کی وجہ سے عشاء کی نماز سب مل کر جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد تراویح کی جماعت الگ الگ کرتے ہیں کچھ حفاظ مسجد میں جہاں عشاء کی فرض نماز ہوئی ہے، وہاں تراویح پڑھاتے ہیں، کچھ صحن اور برآمدہ میں، کچھ مسجد سے باہر مدرسہ وغیرہ کی عمارت میں تاکہ قرآن شریف سب کو یاد رہے تو یہ جائز ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں مذکورہ مسجد کی جماعت سے بھاگنا مقصود نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید کی حفاظت کرنا اور یاد رکھنا مقصد ہے۔ مسجد سے باہر تراویح کی جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب تو مل جائے گا، البتہ مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ قرآن مجید کی حفاظت مقصود ہونے کی وجہ سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔(۱)

تراویح کی رکعات اور غیر مقلدین

☆......تراویح کی نماز بیس رکعات ہیں۔ آٹھ رکعات نہیں ہیں۔ اگر کوئی غیر مقلد تراویح کی نماز آٹھ رکعات کہے اور بیس رکعات کے ثبوت کا انکار کرے، تو اس کے جواب کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ اگر بیس رکعات تراویح کا ثبوت غیر مقلد کے پاس

---

(۱) عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاري قال: خرجت مع عمربن الخطاب ليلة الى المسجد، فاذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: اني لوجمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل، ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب قال: ثمّ خرجت معه ليلةً أخرىٰ، والناس يصلون بصلاة قارئهم، قال عمر: نعمت البدعة هذه ......الخ (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، (ص:۱۱۵) ط: قديمی)

ــ صحيح البخاري، كتاب الصوم، (كتاب صلاة التراويح) باب فضل من قام رمضان، (۵۳۴/۱) ط: الطاف اينڈ سنز، كراچی)

ــ مؤطامالک، كتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، (ص:۹۷) ط: نورمحمد، كراچی

ــــ قال الصدر الشهيد: الجماعة سنة كفاية فيها حتى لوأقامها البعض في المسجد بجماعة وباقي أهل المحلة أقامها منفردًا في بيته لايكون تاركاً للسنة ...... وان صلاها بجماعة في بيته فالصحيح أنه نال احدى الفضليتين، فان الأداء في المسجد له فضيلة ليس للأداء في البيت ذلک، وكذا الحكم في الفرائض. (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في صلاة التراويح، (ص:۴۱۳) ط: قديمی)

نہیں ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اس کا ثبوت تھا۔(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ راشد ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

"علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین"

ترجمہ: میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔(۲)

☆......پھر پورے رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھنے کا اہتمام بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کی سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چار دن سے زائد جماعت کے ساتھ تراویح ادا نہیں فرمائی۔(۳) پھر یہ غیر مقلد

(۱) التراويح سنة مؤكدة ؛لمواظبة الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم ......وهي عشرون ركعةً. وفي الرد:التراويح سنة مؤكدة، ولم يتخرجه عمرمن تلقاء نفسه، ولم يكن فيه مبتدعاً ولم يأمربه الّا عن أصل لديه وعهدمن رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... (قوله:لمواظبة الخلفاء الراشدين) أي: أكثرهم؛ لأن المواظبة عليهاوقعت في أثناء خلافة عمر رضي الله تعالىٰ عنه، ووافقه على ذلک عامة الصحابة ومن بعدهم الى يومناهذا بلانكير ...... (قوله:وهي عشرون ركعةً) هوقول الجمهور، وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً.
(الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۴۳/۲-۴۵) ط:سعيد)
ــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۶۶/۲) ط:سعيد.
ــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدارالتراويح، (۲۸۸/۱) ط:سعيد.

(۲) وعنه (العرباض بن سارية) رضي الله تعالىٰ عنه قال: صلى بنارسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم، ثم أقبل علينابوجهه فوعظناموعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، فقال رجل: يارسول الله! كأنها موعظة مودّعٍ فأوصنا، فقال: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدًا حبشيًا، فانه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافاً كثيرًا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، تمسكوا بها وعضوا عليهابالنواجذ، واياكم ومحدثات الأمور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. رواه أحمد وأبوداوٗد، والترمذي وابن ماجة الّا أنهما لم يذكر الصلاة. (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، (ص:۳۰) ط:قديمى)
ــ ابوداوٗد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، (۵۳/۲) ط:سعيد.
ــ ابن ماجة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، (ص:۵) ط:سعيد.

(۳) حدثنايحيٰ بن بكير حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب أخبرني عروة:أن عائشة -رضي الله تعالىٰ عنها- أخبرته: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ليلة من جوف الليل فصلى في المسجد وصلى رجال بصلاته، فأصبح الناس فتحدثوا فاجتمع أكثرمنهم فصلوا معه، فأصبح =

پورے رمضان میں تراویح کیوں پڑھتے ہیں؟ اگر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہے، ان کی سنت پر عمل کرنا نہیں چاہتے تو پورا رمضان جماعت کے ساتھ تراویح ادا نہ کریں، صرف تین چار دن جماعت کریں، پھر جماعت چھوڑ دیں؛ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا مہینہ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں پورا مہینہ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنے کا اہتمام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں بھی یہ اہتمام نہیں تھا۔(۱)

اب اس کے بعد غیر مقلدین کے پاس پورے رمضان تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنے کا کوئی ثبوت باقی نہیں رہتا۔

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے نکال دیا جائے گا تو آدھا دین ایسے ہی ختم ہوجائے گا۔ غیر مقلدین پر لازم ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر نیا دین مرتب کریں۔ اور حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی تمام سنتیں ایک ایک کر کے دین سے نکال دیں؛ کیوں کہ غیر مقلدین کے مطابق ان حضرات نے بدعتیں ایجاد کی تھیں۔ معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) ان لوگوں کے نزدیک خلفائے راشدین سنت کی اتباع کرنے والے نہیں تھے۔ اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد غیر مقلدین سنت کی اتباع کرنے والے ہیں۔ یہ کتنی بڑی گمراہی ہے۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہیے اور سابقہ عمل

= الناس فتحدثوا فكثر أهل المسجد من الليلة الثالثة، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فصلوا بصلاته، فلما كانت الليلة الرابعة عجز المسجد عن أهله حتى خرج لصلاة الصبح، فلما قضى الفجر أقبل على الناس فتشهد، ثم قال: أما بعد! فانه لم يخفَ عليّ مكانكم، ولكني خشيت أن تفرض عليكم فتعجزوا عنها. فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر على ذلك. (صحيح البخاري، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، [رقم الحديث: ۲۰۰۸ - ۲۰۰۹] (۷۰۸/۲) ط: دار ابن كثير) ــــ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، بابُ الترغيب في قيام رمضان، (۲۵۹/۱) ط: قديمي.

(۱) انظر الى الحاشية [رقم: ۱] على الصفحة السابقة (رقم: ؟؟؟).

سے توبہ استغفار کر لینا چاہیے۔ ورنہ خود بھی گمراہ ہوگا، اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت نازل فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابۂ کرام سے راضی ہے اور صحابۂ کرام اللہ سے راضی ہیں ﴿رضی اللہ عنهم و رضوا عنه﴾ اور اللہ کی نازل کردہ آیت پر راضی نہ ہونا اور ان کو بدعتی قرار دینا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے اور استقامت سے نوازے۔ آمین!

نوٹ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھی بھاگتے تھے، اس لیے کوئی بھی شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت سے بھاگنے والا نہ بنے۔ (۱)

تراویح کی قضا

اگر یاد آیا کہ گزشتہ رات مثلاً تراویح کی دو رکعت فوت ہوگئیں یا فاسد ہوگئیں تو ان کو آج جماعت کے ساتھ تراویح کی نیت سے قضا کرنا مکروہ ہے۔ (۲)

---

(۱) وعن سعد بن أبي وقاص –رضي الله عنه– قال: استأذن عمر بن الخطاب على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده نسوة من قريش يكلمنه ويستكثرنه عالية أصواتهن فلما استأذن عمر قمن فبادرن بالحجاب، فدخل عمر ورسول الله صلى الله عليه وسلم يضحک، فقال: أضحک الله سنک يارسول الله ...... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايه يا ابن الخطاب، والذي نفسي بيده مالقيک الشيطان سالكاً فجّا قطّ الّا سلک فجّا غير فجّک. متفق عليه. (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب عمر، الفصل الأول، (ص:۵۵۷) ط: قديمى)

ــ صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، (۵۲۰/۱) ط: قديمى.

ــ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، (۲۷۴/۲) ط: قديمى.

ــ عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالساً فسمعنا لغطاً وصوت صبيان ...... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اني لأنظر الى شياطين الجن والانس قد فرّوا من عمر. (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب عمر رضي الله تعالى عنه، الفصل الثاني، (ص:۵۵۸) ط: قديمى)

(۲) واذا تذكروا أنه فسد عليهم شفع من الليلة الماضية فأرادوا القضاء بنية التراويح يكره. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۷/۱) ط: رشيديه)

ــ (ولا تقضى اذا فاتت أصلاً) ولا وحده في الأصح. وفي الرد: (قوله: ولا وحده) بيان لقوله: أصلاً، أي: لا بجماعة ولا وحده. (الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۴۴/۲، ۴۵) ط: سعيد)

ــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل بيان أدائها (التراويح)، (۲۹۰/۱) ط: سعيد.

تراویح کی کچھ رکعات تہجد میں پڑھنا

☆......اگر حافظ صاحب تراویح میں سولہ رکعت پڑھا کر چار رکعت اس وقت نہ پڑھیں، اور ان کو کوئی دوسرا شخص پڑھا دے، پھر حافظ صاحب چار رکعت تراویح تہجد کے وقت جماعت سے پڑھا دیں تو جائز ہے۔(۱)

☆......تراویح کے علاوہ باقی نوافل کی جماعت مکروہ ہے۔ البتہ تین آدمی سے زیادہ نہ ہوں تو گنجائش ہے۔ اور تہجد کی جماعت بھی مکروہ ہے۔(۲)

---

(۱) وقال عامتهم: وقتها مابعدالعشاء الى طلوع الفجر ...... ومنها: أن يصلي كل ترويحة امام واحد ...... ولايصلي امام واحد التراويح في مسجدين في كل مسجد على الكمال. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في مقدار التراويح، (۲۸۸/۱، ۲۸۹) ط:سعيد)

ـــــ والصحيح أن وقتها مابعدالعشاء الى طلوع الفجر قبل الوتروبعده ...... فان صلوها بامامين فالمستحب أن يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۵/۱، ۱۱٦) ط:رشيديه)

ـــــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (٦۷/۲، ٦۸) ط:سعيد.

ـــــ (ووقتها بعد صلاة العشاء) الى الفجر (قبل الوتروبعده) في الأصح. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۴۴/۲) ط:سعيد)

(۲) (ولايصلى الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان) أي:يكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدي أربعة بواحد كمافي الدرر. وفي الرد: (قوله: أربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد، أو اثنين بواحد فلايكره، وثلاثة بواحد فيه خلاف، "بحر" عن "الكافي". (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۴۹/۲) ط:سعيد)

ـــــ وذكر الحلواني: الأفضل أن يؤدى كله في البيت الّا التراويح. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۳/۱) ط:رشيديه)

ـــــ ولوصلوا الوتربجماعة في غيررمضان فهوصحيح مكروه كالتطوع في غيررمضان بجماعة، وقيد في "الكافي" بأن يكون على سبيل التداعي، أما لواقتدى واحدبواحد، أواثنان بواحد لايكره، واذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلفوافيه، واذا اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقاً. البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۷۰/۲) ط: سعيد)

ـــ ومنها:أن الجماعة في التطوع ليست بسنة الّا في قيام رمضان. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان مايفارق التطوع الفرض، (۲۹۸/۱) ط:سعيد)

تراویح کی کچھ رکعتیں چھوٹ جانے پر پہلے تراویح پوری کرے یا وتر؟

مثلاً تراویح کی چار رکعت ہونے کے بعد ایک شخص آیا اور تنہا فرض پڑھ کر امام کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شامل ہوگیا۔ جب امام کی تراویح پوری ہوجائے تو وہ شخص امام کے ساتھ وتر کی جماعت میں شامل ہوجائے، اور بعد میں بقیہ تراویح پوری کرلے۔(۱)

تراویح کی نماز دودو رکعت کر کے پڑھیں

تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ دودو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ اس لیے تراویح کی نماز دودو رکعت کر کے پڑھیں۔(۲)

تراویح کی نماز عشاء کے فرض سے پہلے پڑھ لی

"عشاء کے فرض پڑھنے سے پہلے تراویح کی امامت کرنا" عنوان کے تحت دیکھ لیں۔ (ص:۲۹۶)

---

(۱) (ووقتها بعد صلاة العشاء) الى الفجر (قبل الوتر وبعده) في الأصح، فلو فاته بعضها وقام الامام الى الوتر أوتر معه ثم صلى مافاته ...... ويجلس ندباً بين كل أربعة بقدرها ...... ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، فصل في التراويح، (۲/۴۴،۴٦) ط:سعيد)

ـ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۷) ط:رشيديه.

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/٦۷، ٦۹) ط: سعيد.

(۲) ومنها: أن يصلي كل ركعتين بتسليمة على حدة، ولوصلى ترويحة بتسليمة واحدة وقعد في الثانية قدرالتشهد لاشك أنه يجوزعلى أصل أصحابنا. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سننها، (۱/۲۸۹) ط:سعيد)

ـــ وهي خمس ترويحات، كل ترويحة أربع ركعات بتسليمتين، كذا في السراجية. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۵) ط:رشيديه)

ـــ البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/٦۷) ط:سعيد.

تراویح کی نیت

''نیت'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

تراویح کے بعد دعا کرنا

تراویح کے ختم پر دعا مانگنا درست ہے، اور یہ سلف اور خلف کا معمول ہے۔(۱)

تراویح کے لیے حافظ کا تقرر

تراویح کی نماز میں قرآن مجید کو ختم کر کے اجرت لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔ اس لیے پانچ وقت نماز پڑھانے کے لیے اجرت طے کر کے امام مقرر کرنا جائز ہے۔ لیکن صرف تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے کے لیے اجرت طے کر کے حافظ مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اجرت کے بغیر حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔

واضح رہے کہ اگر کسی حافظ کو تراویح کی نماز میں قرآن مجید کو ختم کرنے کے لیے امام بنایا جائے تو اس سے مقصد امامت نہیں، بلکہ قرآنِ مجید کا ختم ہے، لہٰذا اس پر جو اجرت دی یا لی جائے گی وہ قرآن مجید کے ختم کی وجہ سے ہوگی، امامت کی وجہ سے نہیں ہوگی، اور قاعدہ یہ ہے:

'' لایجوز أخذ الأجرة علی قراءة القرآن. '' اس لیے تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے پر بھی اجرت لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) اعلم أن صلاة التراويح سنة باتفاق العلماء ...... ويجيء فيها جميع الأذكار المتقدمة كدعاء الافتتاح ...... والدعاء بعده. (المنتقى المختار من كتاب الأذكار، كتاب الأذكار في صلوات مخصوصة، أذكار صلاة التراويح، (ص: ۱۷۰) ط: مكتبة الغزالي، دمشق)

ـ فتاوی دار العلوم دیوبند، كتاب الصلاة، فصل رابع، مسائل نماز تراويح، (۳۵۳/۴) ط: دار العلوم ديوبند.

(۲) ويكره للرجال أن يستأجروا رجلاً يؤمهم في بيتهم ؛ لأن استئجار الامام فاسد. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱۱۶/۱) ط: رشيديه)

ـ وبه علم أنه لايجوز الاستئجار على الحج ...... ولا على التلاوة والذكر لعدم الضرورة أيضاً. (ردالمحتار، كتاب الحج، باب ا[illegible] عن الغير، مطلب في من أخذ في عبادته شيئاً من الدنيا، (۵۹۶/۲) ط: سعيد) =

تراویح گھر پر پڑھنا

تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر محلے کی مسجد میں تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، اور کوئی شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے گھر میں آکر تنہا تراویح ادا کرتا ہے تو گنہ گار نہیں ہوگا۔ مگر جماعت اور مسجد کی جماعت کی فضیلت سے محروم رہے گا۔ (۱)

تراویح گھر میں پڑھنا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اور شوافع علماء کرام کی اکثریت اور مالکی مذہب کے بعض حضرات کا متفقہ طور پر یہ مسلک ہے کہ تراویح کی نماز مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے۔ جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد دیگر خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تراویح کی نماز کو مسجد ہی میں پڑھنا مقرر کیا ہے۔ پھر اس پر تمام مسلمانوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے؛ کیوں کہ تراویح کی نماز دین کا شعار ہے، اور عید کی نماز کے مشابہ ہے۔ (۲)

=۔ ولایجوز أخذ الأجرة علی الطاعة. وهذا رأي المتقدمین، وأجاز المتأخرون أخذ الأجرة علی الطاعات للضرورة. (الفقه الاسلامي وأدلته، المبحث الثامن: صلاة الجنازة،...... مایستحب في الغاسل، (۱۴۸۹/۲) ط: دار الفکر، بیروت)

(۱) وان اقیمت التراویح بالجماعة في المسجد وتخلف عنها أفراد الناس وصلی في بیته لم یکن مسیئاً. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۸/۲) ط: سعید)

—— (قوله: والجماعة فیها سنة علی الکفایة) أفاد أن أصل التراویح سنة عین، فلو ترکها واحد کره، بخلاف صلاتها بالجماعة فانها سنة کفایة، فلو ترکها الکل أساؤا، أما لو تخلف عنها رجل من أفراد الناس وصلی في بیته فقد ترک الفضیلة. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراویح، (۴۵/۲) ط: سعید)

—— بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل في سننها (التراویح)، (۲۸۸/۱) ط: سعید.

— الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، فصل في التراویح، (۱۱۶/۱) ط: رشیدیه.

(۲) وأما سننها: فمنها الجماعة والمسجد؛ لأن النبي صلی الله علیه وسلم قدر ما صلی من التراویح، صلی بجماعة في المسجد، وکذا الصحابة رضي الله عنهم صلوها بجماعة في المسجد، فکان أداؤها بجماعة في المسجد سنة. (بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل في سنن =

تراویح میں اجرت لینا اور دینا

☆......تراویح کی نماز میں قرآن مجید سنا کر اجرت لینا اور لوگوں کے لیے اجرت دینا جائز نہیں ہے۔ لینے اور دینے والے دونوں گنہ گار ہوتے ہیں۔ اس سے اچھا یہ ہے کہ سورت تراویح مثلاً: "الم تر کیف" سے پڑھائی جائے۔(۲)

☆......خالص اللہ کے واسطے پڑھنا، اور خالص اللہ کی رضا کے لیے امداد کرنا جائز ہے، مگر اس زمانہ میں یہ کہاں ہے! ایک مرتبہ قرآن مجید سنانے کے بعد پیسے نہ دیئے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفعہ نہیں آئیں گے۔

☆......جہاں اللہ کی رضا کے لیے تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے والا حافظ نہ ملے وہاں تراویح میں قرآن مجید سنانے والے حافظ کو رمضان المبارک کے لیے نائب امام بنایا جائے، اور اس کے ذمے ایک یا دو نمازیں سپرد کردی جائیں، تو اس حیلہ کی وجہ سے تنخواہ لینا جائز ہوگا؛ کیوں کہ امامت کی اجرت لینا جائز ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔(۲)

☆......نیز یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ نمازیوں میں سے اگر کوئی نمازی حافظ کے افطار اور سحری وغیرہ کا انتظام کردے اور آخر میں ہدیہ یا امداد کے طور پر کچھ پیش کردیں تو اس کی گنجائش ہوگی۔ کیوں کہ اجرت دینا منع ہے، لیکن ہدیہ دینا اور امداد کرنا منع نہیں ہے۔(۳)

= التراويح، (۱/۲۸۸) ط:سعيد)

ـــ أن اقامتها بجماعة سنة على الكفاية، حتى لو ترك أهل المسجد كلهم الجماعة فقد أساؤا وأثموا ...... لفعله صلى الله عليه وسلم اياه في المسجد، ثم فعل الخلفاء الراشدين بعده اذ لايختار المفضول ويجمعون عليه. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۲/۶۸) ط:سعيد)

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۲/۴۵) ط:سعيد.

(۱) انظر الى الحاشية [رقم:۲] في الصفحة السابقة[رقم:؟؟؟] تحت عنوان "تراویح کے لئے حافظ کا تقرر"

(۲) كفايت المفتى، كتاب الصلاة، بارهواں باب نماز تراويح، (۳/۴۰۹، ۴۱۰) ط: دارالاشاعت، کراچی۔

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِيْ ثَمَناً قَلِيْلًا ﴾ [البقرة: ۴۱]

ـــ فالحاصل أن ماشاع في زماننامن قراءة الأجزاء بالأجرة لايجوز؛لأن فيه الأمر بالقراءة واعطاء =

☆...... بلاتعیین کچھ دے دیا جائے، اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو، تو یہ صورت اجرت میں داخل نہیں ہے۔(۱)

تراویح میں امامت کا حق

☆......اگر مسجد کا امام قرآن مجید کا حافظ ہے اور وہ تراویح کی نماز میں قرآن مجید سنانا چاہتا ہے تو اس کا حق سب پر مقدم ہے، اور امامت کا حق اسی کو حاصل ہوگا۔

☆......بعض مساجد میں امام کے علاوہ کوئی حافظ لمبے عرصہ تک قرآن مجید سناتا ہے، پھر بعد میں ایسا امام مقرر ہوتا ہے جو حافظ ہوتا ہے، اگر یہ امام تراویح کی نماز میں قرآن مجید سنانا چاہتا ہے تو اس کا حق لمبے عرصہ سے قرآن سنانے والے حافظ سے زیادہ ہوگا۔ اور لمبے عرصہ سے قرآن سنانے والے حافظ پر لازم ہوگا کہ مصلی مقررہ امام کے حوالہ کرے۔(۲)

= الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فاذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب الى المستأجر ولولا الأجرة ماقرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباووسيلة الى جمع الدنيا –انالله وانااليه راجعون–. (ردالمحتار، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجارعلى الطاعات، (٥٦/٦) ط:سعيد)

ـــ قال في الهداية: الأصل أن كل طاعة يختص بهاالمسلم لايجوز الاستيجارعليهاعندنا؛ لقوله عليه السلام: "اقرأوا القرآن ولاتأكلوابه". فالاستيجارعلى الطاعات مطلقاً لايصح عندأئمتناالثلاثة...... ولاشک أن التلاوة المجردة عن التعليم من أعظم الطاعات التي يطلب بها الثواب فلايصح الاستئجارعليها؛لأن الاستيجاربيع المنافع وليس للتالي منفعة سوى الثواب ولايصح بيع الثواب......الخ (تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الاجارة، مطلب في حكم الاستيجارعلى التلاوة، (١٣٨/٢) ط:رشيديه)

ـــ أما اذا كان بلاشرط لكن يعلم يقيناً أنه انمايهدى ليعينه عندالسلطان فمشايخنا على أنه لابأس به، ولوقضى حاجته بلاشرط ولاطمع فأهدى اليه بعدذلک فهوحلال لابأس به. (ردالمحتار، كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة، (٣٦٢/٥) ط:سعيد)

(١) انظرالى الحاشية [رقم:٣] في الصفحة السابقة[رقم:؟؟؟]

(٢) واعلم أن صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب أولى بالامامة من غيره مطلقاً، أي: وان كان غيره من الحاضرين من هوأعلم وأقرأمنه...... الخ (الدرمع الرد، كتاب الصلاة، باب الامامة، (٥٥٩/١) ط:سعيد)

ـ مراقي الفلاح مع الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل في بيان الأحق بالامامة، (ص:٢٩٩) ط:قديمي.

ـــ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالامامة، (٨٣/١) ط:رشيديه.

تراویح میں ایک ختم سے زیادہ پڑھنا

''ختم ایک سے زیادہ پڑھنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۸۰)

تراویح میں بھی سہو سجدہ واجب ہوتا ہے

''سہو سجدہ کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۷۸)

تراویح میں حافظ کا انتقال ہو جائے

''انتقال ہو جائے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۹۲)

تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا

☆......رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کر کے اجرت یا معاوضہ لینا درست نہیں ہے۔اور اس میں ثواب بھی نہیں ہے۔(۱)

☆......تراویح کی نماز میں اجرت لینے دینے کی نیت سے قرآن مجید سننا اور سنانا یہ بھی اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنانے کے حکم میں ہے،اور ناجائز ہے۔(۲)

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ القرآن يتأكل به الناس جاء يوم القيامة ووجهه عظم ليس عليه لحم. رواه البيهقي. (مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث، (ص: ۱۹۳) ط:قديمي)

ـــ الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لايجوز الاستيجار عليها عندنا؛ لقوله عليه السلام: "اقرأوا القرآن ولاتأكلوا به". فالاستيجار على الطاعات مطلقاً لايصح عند أئمتنا الثلاثة ...... ولاشك أن التلاوة المجردة عن التعليم من أعظم الطاعات التي يطلب بها الثواب فلايصح الاستيجار عليها؛ لأن الاستيجار بيع المنافع وليس للتالي منفعة سوى الثواب ولايصح بيع الثواب......الخ (تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الاجارة، مطلب في حكم الاستيجار على التلاوة، (۱۳۸/۲) ط:رشيديه)

ـــ ردالمحتار، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجار على الطاعات، (۵۶/۲) ط:سعيد.

(۲) المعروف كالمشروط. (ردالمحتار، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجار على المعاصي، (۵۵/۶) ط:سعيد)

ـــ شرح الأشباه والنظائر، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة: العادة محكمة، المبحث الثالث، (۲۷۹/۱) ط:ادارة القرآن، كراچي.

☆......ایسی حالت میں سورت تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے۔اور سورت تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔(۱)

تراویح میں رکوع کا انتظار کرنا

''رکوع کا انتظار کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۰)

تراویح میں سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنا

''سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۲۸)

تراویح میں سہو سجدہ واجب ہوا اور سجدہ نہیں کیا

''سہو سجدہ کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۷۸)

تراویح میں قرآن مجید ختم کرنا

تراویح کی نماز میں پورے قرآن مجید کا ایک دفعہ ختم کرنا سنت ہے۔قوم کی سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں۔(۲)

تراویح میں نفل کی نیت سے شریک ہونا

تراویح کی نماز میں امام کے پیچھے نفل کی نیت سے شریک ہونا جائز ہے۔البتہ

---

(۱) فتاوی رحیمیہ، کتاب الصلاۃ، مسائل التراویح، زیرِ عنوان: تراویح پڑھانے پر معاوضہ، (۲۳۵/۶) ط:دارالاشاعت کراچی.

ـــ فتاوی دارالعلوم، کتاب الصلاۃ، باب مسائل تراویح، (۲۴۶/۴) ط:دارالاشاعت کراچی.

(۲) والجمهور على أن السنة الختم مرة، فلايترك لكسل القوم. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (۶۸/۲) ط:سعيد)

ـــ السنة في التراويح انما هو الختم مرة، فلايترك لكسل القوم، كذا في الكافي. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱۷) ط:رشيديه)

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۴۶/۲) ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (۲۸۹/۱) ط:سعيد.

نفل کی نیت سے تراویح ادا نہیں ہوگی۔(۱)

تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز تین رات پڑھی ہے۔ پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پابندی سے جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ پھر ان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے بھی جماعت کے ساتھ ادا کی اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔(۲)

---

(۱) امام يصلي التراويح في مسجدين في كل مسجد على الكمال لايجوز، كذا في محيط السرخسي. والفتوى على ذلك، كذا في المضمرات. والمقتدي اذا صلاهافي مسجدين لابأس به...... الخ (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع فيا لنوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱٦) ط:رشيديه)

ــ وكره أن يؤم التراويح مرتين في ليلة واحدة، وعليه الفتوى؛لأن السنة لاتتكررفي الوقت الواحد فتقع الثانية نفلا، مضمرات. بخلاف مالوصلاهامأموماً مرتين لايكره كما لوأم فيها، ثم اقتدى بآخرفي تلك الصلاة ..... الخ (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في صلاة التراويح، (ص:۴۱۲) ط:قديمي)

ــــ ولايصلي امام واحد التراويح في مسجدين في كل مسجد على الكمال ...... ولايحتسب التالي من التراويح وعلى القوم أن يعيدوا ؛ لأن صلاة امامهم نافلة وصلاتهم سنة والسنة أقوى فلم يصح الاقتداء ؛ لأن السنة لاتتكررفي وقت واحد، ماصلى في المسجدالأول محسوب وليس على القوم أن يعيدوا، ولابأس لغيرالامام أن يصلي التراويح في مسجدين ؛ لأنه اقتداء المتطوع بمن يصلي السنة وأنه جائز، كمالوصلى المكتوبة ثم أدرك الجماعة ودخل فيها. والله أعلم. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، (۱/۲۸۹،۲۹۰) ط:سعيد)

ــ الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في النوافل والتراويح، (ص:۴۰۸) ط:سهيل اكيڈمی، لاهور.

ــــ ولواقتدى بالامام في التراويح وهوقدصلى مرة لابأس به، ويكون هذا اقتداء المتطوع بمن يصلي السنة. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/٦۸) ط:سعيد)

ــــ والمقتدي اذا صلاها في مسجدين لابأس به. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، (۱/۱۱٦) ط:رشيديه)

(۲) حدثنايحيٰ بن بكير ...... أن عائشة رضي الله عنها أخبرته:أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ليلة من جوف الليل، فصلى في المسجد وصلى رجال بصلاته ...... الخ (صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان، (۱/۲٦۹) ط:قديمي)

ــ وحكى غيرواحد الاجماع على سنيتها، وقدسنهارسول الله صلى الله عليه وسلم وندبنااليها، =

ترویحہ

تراویح کی نماز میں ہر چار رکعت تراویح کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کو ”ترویحہ“ کہتے ہیں۔(۱)

ترویحہ کی دعا کا ثبوت

☆......تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو دعا مشہور ہے وہ کسی روایت اور حدیث میں ایک ساتھ نہیں ملتی۔ البتہ ٹکڑے ٹکڑے میں مل جاتی ہے۔ جوڑنے سے یہی دعا بن جاتی ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے بعض فقہاء کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ترویحہ میں یہ ذکر کیا جائے:(۲)

= وأقامهافي بعض الليالي، ثم تركهاخشية أن تكتب على أمته، كماثبت ذلك في الصحيحين وغيرهما، ثم وقعت المواظبة عليهافي أثناء خلافة عمررضي الله تعالىٰ عنه، ووافقه على ذلك عامة الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم كماوردذلك في السنن، ثم مازال الناس من ذلك الصدر الى يومناهذا على اقامتهامن غيرنكير. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/۶۶) ط: سعيد)

ـ بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان أن السنة اذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لا؟ (۱/۲۸۸) ط:سعيد.

ـــ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۲/۴۳) ط:سعيد.

(۱) [التراويح] جمع ترويحة ؛سميت الأربع بها للاستراحة بعدها، "خزائن". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث: صلاة التراويح، (۲/۴۳) ط:سعيد)

ـــــ والتراويح جمع ترويحة وهي في الأصل مصدر بمعنى الاستراحة سميت به الأربع ركعات المخصوصة ؛لاستلزامها استراحةبعدها، كماهوالسنة فيها. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، (۲/۶۶) ط:سعيد)

ـــــ الفصل الرابع في الانتظار بعدكل ترويحتين وهومستحب ...... ؛لأنها انماسميت بهذا الاسم لمعنى الاستراحة. (المبسوط للسرخسي، كتاب التراويح، الفصل الرابع، (۲/۱۴۵) ط:ادارة القرآن، كراچی)

(۲)قوله (بين تسبيح) قال القهستاني: فيقال ثلاث مرات:"سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والعَظَمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لاينام ولايموت سبّوحٌ قدّوسٌ رب الملائكة والروح، لااله الاالله نستغفرالله نسألك الجنة ونعوذبك من النار". كما في منهج العباد (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتروالنوافل، مبحث:صلاة التراويح، (۲/۴۶) ط:سعيد)

"سبحان ذي الملک والملکوت، سبحان ذي العزة والعظمة والهيبة والقدرة والکبرياء والجبروت، سبحان الملک الحي الذي لاينام ولايموت، سبوح قدوس ربنا ورب الملئکة والروح، اللّٰهم أجرنا من النار يامجير يامجير"

ترویحہ کی مقدار بیٹھنا

ترویحوں کے درمیان میں ایک "ترویحہ" کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔ اور اگر حافظ صاحب مقتدیوں کی حالت کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ پانچویں ترویحے اور وتر کے درمیان میں بیٹھنا مقتدیوں کو بھاری ہوگا تو نہ بیٹھیں، پانچویں ترویحے میں اختیار ہے۔(۱)

ترویحہ میں کتنی دیر بیٹھنا چاہیے؟

☆......تراویح کی نماز میں چار رکعت پڑھنے کے بعد جو ترویحہ کے لیے بیٹھتے ہیں اس کی مقدار کے بارے میں یہ ہے کہ جتنی دیر میں چار رکعت پڑھی گئی ہیں اتنی ہی دیر تک بیٹھنا مراد ہے۔(۲)

☆......اگر نمازیوں کو گرانی، اور جماعت میں لوگ کم ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے بھی کم مقدار بیٹھنا درست ہے، لیکن مقتدیوں کی جلدی اور گرانی کی وجہ سے رکوع سجود کی تسبیح اور "سبحانک اللّٰهم ......الخ" چھوڑنا بالکل درست نہیں ہے۔ البتہ اگر

(۱)(۲)ويستحب الجلوس بين الترويحتين قدر ترويحة، وكذا بين الخامسة والوتر كذا في "الكافي"، وهكذا في "الهداية"
ولو علم أن الجلوس بين الخامسة والوتر يثقل على القوم لا يجلس هكذا في "السراجية"
(هنديه، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح (۱/۱۱۵) ط:رشيديه)
ـــ وصرح في "الهداية" باستحبابه بين الترويحين، وبين الخامسة وبين الوتر لعادة أهل الحرمين.
(البحر الرائق: ۲/۶۹، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل ط:سعيد)
ـــ (شامي: ۲/۴۶، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح ط:سعيد)
ـــ (بدائع الصنائع: ۱/۲۹۰، كتاب الصلوٰة، فصل في سننها (التراويح) ط:سعيد)

مقتدیوں کو جلدی ہو تو " سبحان ذي الملک والملکوت ...... " الخ کی دعا وغیرہ کو چھوڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔(۱)

ترویحہ میں وعظ کہنا

"وعظ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۹۷)

ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

تراویح کے ہر ایک ترویحہ میں تسبیح، تہلیل اور دعائے ماثورہ وغیرہ پڑھنا منقول ہے، لیکن اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منقول نہیں۔ اس لیے امام اور قوم کا اجتماعی دعا کرنے کو ضروری سمجھنا، اور دعا نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا، طعن و تشنیع اور ملامت کرنا درست نہیں۔ ہاں اکیلے اکیلے دعا کریں تو منع نہیں۔(۲)

---

(۱) قد زاد بعض الأئمة من فعلها على هذا الوجه منكرات: من هذرمة القراءة، وعدم الطمانينة في الركوع والسجود، وفيما بينهما وفيما بين السجدتين مع اشتمالها على ترك الثناء، والتعوذ، والبسملة في أول كل شفع، وترك الاستراحة فيما بين كل ترويحتين...... الامام اذا فرغ من التشهد في التراويح، ان علم أن الزيادة على قدر التشهد لاتثقل يأتي بالدعوات، وان علم أنها تثقل يقتصر على الصلوٰة، لأن الصلوٰة فرض عند الشافعي فيحتاط.........وعلل في "فتح القدير" بأن الصلوٰة فرض، أو سنة، ولا تترك السنن للجماعات كالتسبيحات. (البحر الرائق ۶۹/۲، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل ط:سعيد)

ـــ (ويأتي الامام والقوم بالثناء في كل شفع، ويزيد) الامام (على التشهد، الا أن يمل القوم فيأتي بالصلوٰة).....(ويترك الدعوات) ويجتنب المنكرات: هذرمة القراءة، وترك تعوذ، وتسمية، وطمأنينة، وتسبيح، واستراحة. (شامي ۴۷/۲، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلوٰة التراويح ط:سعيد)

ـــ (هنديه ۱۱۷/۱، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح ط:رشيديه)

ـــ (بدائع الصنائع ۲۸۸/۱، كتاب الصلوٰة، فصل في سنن التراويح ط:سعيد)

(۲) ومنها أن الامام كلما صلّى ترويحة قعد بين الترويحتين قدر ترويحة يسبح ويهلل ويكبر ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، ويدعو. (بدائع الصنائع ۲۹۰/۱، كتاب الصلوٰة، فصل في سننها (التراويح) ط:سعيد)

ـــ يجلس ندباً بين كل أربعة بقدرها....... ويخيرون بين تسبيح، وقراءة، وسكوت، وصلوٰة. (شامي ۴۶/۲، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلوٰة التراويح ط:سعيد)

ـــ (البحر الرائق ۶۹/۲، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل ط:سعيد)

ـــ (هنديه ۱۱۵/۱، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح ط:رشيديه)

ترویحہ میں تسبیح آہستہ پڑھے

" سبحان ذي الملک آہستہ پڑھے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ترویحہ میں دعا کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا

بعض حضرات تراویح کی چار رکعت ادا کرنے کے بعد ترویحہ میں آہستہ سے "سبحان ذي الملک......الخ" اور درود شریف پڑھنے کے بعد زور سے " محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم " کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ یہ طریقہ قرآن وسنت، صحابہ، تابعین، اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے۔ اس لیے ایسا طریقہ اختیار کرنا درست نہیں ہے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ تراویح کے ترویحہ میں یعنی چار رکعت تراویح کے بعد چاہے تو تسبیح پڑھے یا نفل پڑھے یا قرآن مجید پڑھے یا کچھ نہ پڑھے، سب میں اختیار ہے۔ لیکن بلند آواز سے نعرہ لگانے کے بارے میں کسی فقیہ نے نہیں لکھا۔(۱)

تسبیح چھوڑنا

اگر مقتدیوں کو جلدی ہے تو بھی تراویح کی نماز کے رکوع اور سجدے میں تسبیح کو چھوڑنا اسی طرح شروع میں ثناء (سبحانک اللّٰھم......الخ) کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ " سبحان ذي الملک...... الخ" والی دعا کو چھوڑنے کی گنجائش ہے۔(۲)

تسبیح کی جگہ پر "بسم اللہ" پڑھ لیا

" بسم اللہ" تسبیح کی جگہ پڑھ لی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۰۲)

(۱) انظر الی الصفحة السابقة رقم؟؟ رقم الحاشية ۲،

(۲) انظر الی الصفحة السابقة رقم؟؟؟ رقم الحاشية ۱، تحت عنوان "ترویحہ میں کتنی دیر بیٹھنا چاہیے؟"

تسبیح مسنونہ کے بعد " الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ " پڑھنا

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد چار رکعات کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔ اس وقفہ میں کوئی خاص عمل متعین نہیں۔ چاہے تسبیحات پڑھیں، چاہے تلاوت کریں، چاہے خاموش رہیں۔ فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں "سبحان ذي الملك والملكوت...... الخ" والی دعا منقول ہے۔ "الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ" یا "صلاۃ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کہیں منقول نہیں۔ بلکہ اہلِ بدعت کی علامت اور نشانی ہونے کی وجہ سے پڑھنا بھی درست نہیں۔ نیز اس میں حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنے کا وہم بھی ہوتا ہے۔(۱)

تسبیح میں تبدیلی

"رکوع کی تسبیح سجدہ میں پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۱)

تشہد امام کے پیچھے پورا نہ ہو

"التحیات امام کے پیچھے پوری نہ ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۸۵)

---

(۱) انظر الی الصفحة السابقه رقم ۴۰ رقم الحاشية ۲۔

— وهی (البدعة) اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة..... وحينئذ فيساوی تعريف الشمنی لها بأنها ما أحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله صلی الله عليه وسلم من علم أو عمل، أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويماً وصراطاً مستقيماً، اه فالفهم. (الدر مع الرد: ۱/۵۶۰، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ط: سعيد.

— عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم "من أحدث فی أمرنا هذا ماليس منه فهو رد". (مشكوة المصابيح، ص ۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ط: قديمی)

— عن يحيیٰ بن كثير رحمه الله تعالیٰ قال: اذا لقيت صاحب بدعة فی طريق فخذ فی طريق آخر. (الاعتصام للشاطبی رحمه الله: ص ۶۶، باب فی ذم البدع وسوء منقلب أصحابها، فصل: الوجه الثالث من النقل، ط: دار المعرفه: بيروت)

تشہد میں قرآن یاد کرنا

بعض حافظ تراویح کے دوران قعدہ میں بیٹھ کر تشہد کے بجائے قرآن پڑھتے ہیں، یہ درست نہیں۔ ایسی صورت میں سہو سجدہ کرنا لازم ہوگا۔ کیوں کہ قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اور واجب کو ترک کرنے سے سہو سجدہ لازم ہوتا ہے۔ اگر سہو سجدہ نہیں کیا تو نماز ناقص ہوگی، دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔(۱)

تعداد رکعات میں اختلاف واقع ہو جائے

☆......اگر تراویح کی نماز کی رکعت کی تعداد میں اختلاف ہو جائے، بعض کہیں اٹھارہ رکعات ہوئی ہیں، اور بعض کہیں بیس رکعات ہوئی ہیں، تو تراویح پڑھانے والا امام جس طرف ہوگا اس جماعت کا قول معتبر ہوگا۔ اگر امام نے اٹھارہ کہا ہے تو مزید دو رکعت پڑھیں۔ اور اگر امام نے بیس کہا ہے تو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱) (ومنها) التشهد، فاذا تركه في القعدة الأولىٰ أو الأخيرة وجب عليه سجود السهو، وكذا اذا ترك بعضه، كذا في "التبيين" (عالمگیریه ۱/۱۲۷، كتاب الصلوٰة، الباب الثاني عشر في سجود السهو ط:رشيديه)

ــ (ولها واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد، والسهو ان لم يسجد له...... (والتشهدان) ويسجد للسهو بترك بعضه ككله. (شامي ۱/۴۵۶،۴۶۶، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلوٰة ط:سعيد)

ــ السابع: التشهد؛ فانه يجب سجود السهو بتركه، ولو قليلا في ظاهر الرواية؛ لأنه ذكر واحد منظوم، فترك بعضه كترك كله. (البحر الرائق ۲/۹۵، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو ط:سعيد)

ــ بدائع: ۱/۱۶۶، كتاب الصلوٰة، فصل في بيان سبب الوجوب، ط:سعيد

(۲) اذا سلم الامام في ترويحة، فقال بعض القوم: صلى ثلاث ركعات، وقال بعضهم صلى ركعتين، يأخذ الامام بما كان عنده في قول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ.. (هنديه: ۱/۱۱۷، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح ط:رشيديه)

ــ (فتاوى قاضي خان على هاش الهنديه: ۱/ ۲۳۹، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في الشك في التراويح ط:رشيديه)

ــ (الحلبي الكبير ص:۳۸۷ ط:مذهبي كتب خانه)

☆......اگر امام اور تمام نمازیوں کو شک ہوگیا کہ اٹھارہ تراویح ہوئی ہیں یا بیس پوری ہوگئیں تو دو رکعت بلا جماعت علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔(۱)

☆......اگر تمام مقتدیوں کو تراویح کی رکعات کی تعداد کے بارے میں شک ہوا لیکن تراویح پڑھانے والے امام کو شک نہیں ہوا، بلکہ کسی ایک بات کا یقین ہے تو وہ اپنے یقین پر عمل کرلے، اور مقتدیوں کے قول کی طرف توجہ نہ کرے۔(۲)

تقریر کرنے والے سے سجدہ کی آیت سنی جائے

''آیت سجدہ واعظ سے سنی جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۸۱)

تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں؟

اکثر وبیشتر اماموں کو دیکھا جاتا ہے کہ نماز پڑھاتے وقت تکبیرات حرکتِ انتقالیہ کے ساتھ نہیں کہتے، بلکہ کبھی تو کسی رکن کی طرف منتقل ہونے کے بعد تکبیر کہتے ہیں، اور کبھی دوسرے رکن تک پہنچنے سے پہلے ہی تکبیر ختم کردیتے ہیں۔ مثلاً قیام کی حالت سے منتقل ہوکر رکوع میں جاتے ہیں تو بعض امام جھکنے کے بعد '' اللہ أکبـــر'' کہتے ہیں۔ اور بعض امام اس قدر چھوٹا ''اللہ أکبر'' کہتے ہیں کہ رکوع میں پورے طور پہنچنے سے پہلے ہی '' اللہ أکبر'' کی آواز ختم ہوجاتی ہے، اسی طرح سجدے میں جاتے وقت اور سجدہ سے دوسری

(۱) (فروع) شكوا: هل صلوا تسع تسليمات، أو عشراً، يصلون تسليمة أخرى فرادى في الأصح للاحتياط في اكمال التراويح. (شامي ۲/۴۵، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح ط:سعيد)

ـــ واذا شكوا في عدد التسليمات، اختلف المشايخ في الاعادة وعدمها بجماعة، أو فرادى، والصحيح أن يعيدوا فرادى، هكذا في "المحيط". (الفتاوى العالمگيرية:۱/۱۱۷، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح ط:رشيديه)

ـــ (البحر الرائق ۲/۶۷، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل ط:سعيد)

ـــ (المبسوط للسرخسي ۲/۱۴۸، كتاب التراويح، الفصل التاسع ط:ادارة القرآن)

(۲) انظر الى الصفحة السابقة رقم ؟؟؟ رقم الحاشية ۲.

رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت بھی کرتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں تکبیر کی سنت کامل طور پر ادا نہیں ہوتی۔ کامل سنت اس وقت ادا ہوتی ہے جب کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیر شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہو جائے۔ اور بعض امام "الله أكبر" کو اس طرح کھینچتے ہیں کہ دوسرے رکن میں پہنچ جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک ان کی تکبیر کی آواز آتی رہتی ہے۔ یہ بھی مکروہ ہے۔(۱)

تکبیر تحریمہ میں مقتدی کی غلطی

☆......اگر مقتدی نے امام کے تکبیر تحریمہ یعنی "الله أكبر" کہنے سے پہلے "الله أكبر" کہہ دیا، یا امام کے لفظ "الله" ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ "الله" کہہ دیا، تو ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا۔ ان مقتدیوں پر ضروری ہے کہ وہ پھر سے دوبارہ "الله أكبر" کہہ کر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔(۲)

---

(۱) يكبر مع الانحطاط للركوع (وفي "الرد") أفاد أن السنة كون ابتداء التكبير عند الخرور، وانتهائه عند استواء الظهر......... (قوله:مع الخرور) بأن يكون ابتداء التكبير عند ابتداء الخرور، وانتهائه عند انتهائه. "شرح المنية". (شامي: ۱/۴۹۳، ۴۹۷، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة. آداب الصلوٰة. ط:سعيد)

ـــ وعبارة "الجامع الصغير": ويكبر مع الانحطاط ،قالوا: وهو الأصح لئلا يخلو حالة الانحناء عن الذكر،ولما قدمناه من حديث الصحيحين. (البحر الرائق: ۱/۳۱۵، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، فصل:وإذا أراد الدخول في الصلوٰة كبر..الخ ط:سعيد)

ـــ (هنديه: ۱/۷۴، كتاب الصلوٰة،الباب الرابع في صفة الصلوٰة...الفصل الثالث في سنن الصلوٰة،وآدابها وكيفيتها. ط:رشيديه)

ـــ (بدائع: ۱/۲۰۷، كتاب الصلوٰة، فصل في سنن الصلوٰة ط:سعيد)

(۲) فان قال المقتدي:الله اكبر،ووقع قوله:"الله"مع الامام، وقوله:"أكبر" وقع قبل قوله،الامام ذلك،قال الفقيه أبو جعفر: الأصح أنه لا يكون شارعا عندهم...... وأجمعوا على أن المقتدي لو فرغ من قوله:"الله"قبل فراغ الامام من ذلك لا يكون شارعا في الصلوٰة في أظهر الروايات،كذا في"الخلاصة". (هنديه: ۱/۶۸،۶۹، كتاب الصلوٰة، الباب الرابع في صفة الصلوٰة،الفصل الأول في فرائض الصلوٰة ط:رشيديه)

ـــ فلو قال: "الله" مع الامام،و"أكبر" قبله......لم يصح في الأصح، كما لو فرغ من"الله" قبل الامام. (شامي: ۱/۴۸۰، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، آداب الصلوٰة،فصل في بيان تاليف الصلوٰة..الخ ط:سعيد)

ـــ (بدائع: ۱/۲۰۰، كتاب الصلوٰة،فصل في سنن الصلوٰة ط:سعيد)

☆......بعض مقتدیوں کی حالت یہ ہے کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا تو اس کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے کے لیے سیدھے کھڑے ہوئے بغیر " الله أکبــــر" کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں۔اس طور پر کہ ان کی " الله أکبــــر" کی آواز رکوع میں پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔اس طرح نماز میں شریک ہونا درست نہیں۔تکبیر تحریمہ سے فارغ ہونے تک کھڑا رہنا فرض ہے۔یعنی سیدھے ہوکر " الله أکبــر" کی آواز ختم ہوجائے اس کے بعد رکوع کے لیے جھکنا چاہیے۔(۱)

☆......اگر تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں ختم نہیں ہوگی تو اس کا نماز میں شامل ہونا صحیح نہیں ہوگا۔(۲)

تکبیر کے بغیر دعائے قنوت پڑھنا

اگر امام نے وتر کی آخری رکعت میں تکبیر بھی نہیں کہی اور ہاتھ بھی نہیں اٹھایا اور دعائے قنوت پڑھ لی اور آخر میں سہو سجدہ کیا تو نماز ہوگئی۔(۳)

=ـــ ولو كبر قبل امامه لا تجوز صلاته...... ولو افتتح بالله قبل امامه لم يصر شارعا. (البحر الرائق: ۱/ ۲۹۱، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة ط:سعيد)

(۱) وكذا لو أدرك الامام في الركوع، فقال: "الله اكبر" الا أن قوله: "الله" كان في قيامه، وقوله: "اكبر" وقع في ركوعه لايكون شارعا في الصلوٰة. (هنديه: ۱/ ۶۹، كتاب الصلوٰة، الباب الرابع في صفة الصلوٰة، الفصل الأول في فرائض الصلوٰة ط:رشيديه)

ـــ أو أدرك الامام راكعا فقال: "الله" قائما و "اكبر" راكعا، لم يصح في الأصح...... ويشترط كونه قائما. (شامي ۱/ ۴۸۰، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، فصل في بيان تأليف الصلوٰة ط:سعيد)

ـــ ثم شرط صحة التكبير أن يوجد في حالة القيام في حق القادر على القيام.......... ولو وجد الامام في الركوع، أو السجود، أو القعود ينبغي أن يكبر قائما ثم يتبعه في الركن الذي هو فيه، ولو كبر للافتتاح في الركن الذي هو فيه لا يصير شارعا؛ لعدم التكبير قائما مع القدرة عليه. (بدائع: ۱/ ۱۳۱، كتاب الصلوٰة، فصل في شرائط الأركان ط:سعيد)

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم ۱.

(۳) ولو ترك التكبيرة التي بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو، لأنها بمنزلة تكبيرات العيد، كذا في "التبيين". (هنديه: ۱/ ۱۲۸، كتاب الصلوٰة، الباب الثاني عشر في سجود السهو ط:رشيديه) =

تکبیر کے بغیر سجدۂ تلاوت کرلیا

''سجدۂ تلاوت کا طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۲۹)

تمام سجدے ایک ساتھ کرنا

''چودہ سجدے ایک ساتھ کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۷۱)

تنگ کرنا

بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو لڑکا پہلی مرتبہ تراویح کی نماز میں قرآن مجید سناتا ہے اس کے سنانے کے وقت جا کر اس کو گھبرانے کے لیے یا غلطی کرنے کے لیے زور سے کھنکارتے یا کھانستے ہیں یا الٹے سیدھے لقمے دیتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے، یعنی جو چیزیں کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔(۱)

= ـــ (و) قراءة (قنوت الوتر) وهو مطلق الدعاء، وكذا تكبير قنوته. (شامي: ۱/۴۶۸، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطلب واجبات الصلوٰة، ط:سعيد.)

ـــ ومما الحق به تكبيره، وجزم الشارح بوجوب السجود بتركها. وذكر في الظهيرية أنه لو ترك تكبيرة القنوت فانه لارواية لهذا، وقيل: يجب سجود السهو اعتبارًا بتكبيرات العيد، وقيل: لا يجب اه وينبغي ترجيح عدم الوجوب؛ لأنه الاصل، ولا دليل عليه، بخلاف تكبيرات العيد، فان دليل الوجوب المواظبة مع قوله تعالى: ويذكروا اسم الله في ايام معلومات. (البحر الرائق: ۲/۹۶، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، ط:سعيد)

ـــ اذا ظن الامام أنه عليه سهو فسجد للسهو وتابعه المسبوق في ذلك ثم علم ان الامام لم يكن عليه سهو فيه روايتان...... وقال الامام أبو حفص الكبير لا يفسد، والصدر الشهيد أخذ به في واقعاته، وان لم يعلم الامام ان ليس عليه سهو لم يفسد صلاة المسبوق عندهم جميعًا. خلاصة الفتاوى ۱/۱۶۳، ۱۶۴، كتاب الصلاة، باب مايتصل بمسائل الاقتداء، مسائل المسبوق، ط:رشيديه.

(۱) حدثنا ابراهيم بن نائلة الأصبهاني .... عن معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الاغلوطات. (المعجم الكبير للطبراني ۱۹/۳۸۹، معاوية بن أبي سفيان ط:مطبعة الأمة ـ بغداد)

تنہا نماز پڑھنے والا قراءت کتنی آواز سے پڑھے؟

مرد حضرات کو چاہیے کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھیں۔ اگر کسی شخص کو تراویح کی نماز جماعت سے نہیں ملی اور تنہا پڑھے تو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے دونوں صورتیں درست ہیں۔ مگر آواز سے پڑھنا بہتر ہے۔(۱)

تہجد کی جماعت

☆......تہجد کی نماز کی بہت بڑی فضیلت ہے، لیکن رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے منقول نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں پابندی سے اعتکاف میں بیٹھتے تھے، لیکن صحابۂ کرام کے ساتھ تہجد کی نماز جماعت سے پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ اس لیے فقہاء کرام نے واضح طور پر لکھا ہے کہ تہجد اور نفل نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اعلان اور لوگوں کو بلائے بغیر ایک دو مقتدی کے ساتھ پڑھ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ اور تین مقتدی ہونے کی صورت میں مکروہ ہے یا نہیں، اختلاف ہے۔ اور چار مقتدی ہونے کی صورت میں بالا جماع مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

---

(۱) ولو صلى انسان في بيته لا يأثم. (كتاب المبسوط: ۲/۱۹۷، كتاب التراويح، الفصل الثالث في بيان كونها سنة متوارثة أم تطوعاً.. الخ. ط: رشيديه)

—وإن كان منفردا ان كانت صلاة يخافت فيها يخافت حتما، هو الصحيح وان كانت صلاة يجهر فيها فهو بالخيار والجهر أفضل. (الهنديه: ۱/۷۲، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها، ط: رشيديه)

—ويخير المنفرد في الجهر وهو أفضل. (الشاميه: ۱/۵۳۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القرءة، ط: سعيد)

—قوله والجهر والاسرار فيما يجهر ويسر. (البحر الرائق: ۱/۳۰۲، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ط: سعيد)

(۲) ولا (التطوع بجماعة خارج رمضان) اى يكره ذلك على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد. وفي الرد (قوله أربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد أو اثنين بواحد فلا يكره، وثلثة بواحد فيه خلاف. (الشاميه: ۲/۴۹، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد) =

☆......مبسوط سرخسی میں ہے کہ اگر نوافل جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہوتا تو تمام تہجد گزار مجتہدین کا اس پر عمل ہوتا۔(۱)

☆......اگر کبھی کبھار دو یا تین آدمی اعلان اور اہتمام کے بغیر جمع ہو جائیں تو تہجد کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ نہیں۔ اگر چار آدمی ہوں گے تو بالاتفاق مکروہ ہے۔(۲)

☆......خلاصہ یہ کہ تہجد کی جماعت مکروہ ہے، اس لیے علیحدہ علیحدہ پڑھیں، جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں۔

تہجد میں چار آدمی اقتدا کریں

اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں تہجد کی نماز شروع کرے اور اس کے پیچھے دو آدمی اقتدا کریں تو بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر تین مقتدی ہوں تو مکروہ ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ اور اس سے زیادہ مقتدی ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔(۳)

= کما لتطوع فی غیر رمضان بجماعة وقیده فی الکافی بأن یکون علی سبیل التداعی، أما لو اقتدی واحد بواحد أو اثنان بواحد لا یکره، واذا اقتدی ثلاثة بواحد اختلفوا فیه، وان اقتدی أربعة بواحد کره اتفاقا. (البحر الرائق: ۲/۷۰، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبیل: باب ادراک الفریضه، ط: سعید)

— وحکی عن شمس الأئمة السرخسی رحمه الله أن التطوع بالجماعة علی سبیل التداعی مکروه، أما لو اقتدی واحد بواحد أو اثنان بواحد لا یکره، واذا اقتدی ثلاثة بواحد ذکر هو رحمه الله أن فیه اختلاف المشایخ، قال بعضهم لا یکره وقال بعضهم یکره، واذا اقتدی أربع بواحد کره بلاخلاف. (التاتارخانیه ۱/۴۸۷، کتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فی التراویح نوع آخر فی المتفرقات. ط: قدیمی)

(۱) یوضح ما قلنا أن الجماعة لو کانت مستحبة فی حق النوافل لفعله المجتهدون القائمون باللیل. (کتاب المبسوط: ۲/۱۹۶، کتاب التراویح، الفصل الأول فی عدد الرکعات، ط: رشیدیه)

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم ۲.

(۳) ولا (التطوع بجماعة خارج رمضان) أی یکره ذلک علی سبیل التداعی بأن یقتدی أربعة بواحد. (قوله أربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد أو اثنین بواحد فلا یکره، وثلثة بواحد فیه خلاف. (الشامیه: ۲/۴۹، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

تہجد میں دو سے زائد مقتدی شریک ہو جائیں تو کراہت کا ذمہ دار کون ہے؟

امام صاحب تہجد کی نماز میں تین سپارے پڑھتے ہیں، اوران کے پیچھے دو مقتدی ہوتے ہیں، مگر کبھی کبھار امام صاحب کی صراحۃً، کنایۃً یا اشارۃً اجازت کے بغیر دوسرے لوگ شریک ہو جاتے ہیں، تو دوسرے لوگ کراہت کے ذمہ دار ہیں، امام صاحب نہیں۔ لیکن امام صاحب کو چاہیے کہ مسئلہ بتلا کر شریک ہونے سے روک دیں۔ ورنہ امام صاحب کراہت کی ذمہ داری سے سبک دوش نہیں ہوں گے۔

شامی میں ہے کہ نفل پڑھنے والے کی ایک دو آدمیوں نے اقتدا کی پھر دوسرے لوگ شریک ہو گئے تو کراہت کے ذمہ دار پیچھے آنے والے ہیں۔(۱)

تیرہ برس کا لڑکا

تیرہ برس کا لڑکا اگر بالغ نہیں ہے تو بالغوں کا امام نہیں بن سکتا، لیکن تراویح کی

=ــ كالتطوع في غير رمضان بجماعة وقيده في الكافي بأن يكون على سبيل التداعي، أما لو اقتدى واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره، واذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلفوا فيه، وان اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقا. (البحر الرائق: ۲/۷۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبيل: باب ادراك الفريضه، ط: سعيد)

ـ وحكي عن شمس الأئمة السرخسي رحمه الله أن التطوع بالجماعة على سبيل التداعي مكروه، أما لو اقتدى واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره، واذا اقتدى ثلاثة بواحد ذكر هو رحمه الله أن فيه اختلاف المشايخ، قال بعضهم لا يكره وقال بعضهم يكره، واذا اقتدى أربع بواحد كره بلا خلاف. (التاتار خانيه ۱/۴۸۷، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح نوع آخر في المتفرقات. ط: قديمي)

(۱) لو اقتدى به واحد أو اثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوا به قال الرحمتي: ينبغي أن تكون الكراهة على المتأخرين. (الشاميه: ۲/۴۹، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ــ قوله (لا كراهة على الامام) لأن الكرهة انما تتحقق فيه بنية، أما اذا نوى النفل منفرداً فاقتدى به فلا تلزم الكراهة بفعل غيره. (الطحطاوي على الدر: ۱/۲۹۷، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: المكتبة العربيه)

نماز میں امام کی غلطی بتلانے کے لیے اگلی صف میں کھڑا ہونا درست ہے۔(۱)

تیز پڑھنا

تراویح کی نماز کو جلدی ختم کرنے کے لئے قرآن مجید کو اس قدر تیز پڑھنا کہ "یعلمون" اور "تعلمون" کے علاوہ اور کچھ سمجھ میں نہ آئے، درست نہیں ہے، اس طرح پڑھنے سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ ہوگا، اس لئے اس طرح تیز پڑھنا اور تیز پڑھ کر جلدی ختم کرنے کو پسند کرنا درست نہیں ہے۔(۲)

تیسری رکعت پر سہواً بیٹھنا

اگر امام صاحب عشاء کی تیسری رکعت پر سہواً بیٹھ گئے اور لقمہ دینے پر فوراً کھڑے ہو گئے، دیر تک نہیں بیٹھے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا اور نماز ہو جائے گی، اور

---

(۱) وان فتح علی امامه لم تفسد .... فتح المراهق كالبالغ. (الهندية: ۹۹/۱، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: رشيديه)

ـــــ (البحر الرائق: ۶/۲، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد)

ـــــ ويصف الرجال .... (ثم الصبيان) ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف. (الشامية: ۱/ ۵۶۸ ـ ۵۷۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب فی الكلام علی الصف الأول. ط: سعيد)

ـــــ (قوله ذكره فی البحر بحثا) قال الرحمتی ربما يتعين فی زماننا ادخال الصبيان فی صفوف الرجال لأن المعهود منهم اذا اجتمع صبيان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض، وربما تعدی ضررهم الی افساد صلاة الرجال انتهی. سندی. (تقريرات الرافعی علی الشامية: ۷۳/۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

(۲) ويكره الاسراع فی القراءة وفی أداء الأركان كذا فی السراجية، وكلما رتل فهو حسن، كذا فی فتاوی قاضی خان. (الهندية: ۱/ ۱۱۷ ـ ۱۱۸، كتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراويح، ط: رشيديه)

ـــــ ويجتنب المنكرات هذرمة القراءة، وفی الرد (قوله هذرمة) أی سرعة الكلام والقرءة. (الشامية: ۴۷/۲، كتاب الصلٰوة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

ـــــ البحر الرائق: ۶۹/۲، كتاب الصلٰوة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

اگر دیر تک بیٹھے (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار) تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔(۱)

تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا

☆......اگر تراویح میں امام غلطی سے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا، اور دوسری رکعت پر تشہد کی مقدار بیٹھا نہیں تھا، اور تیسری رکعت میں یاد آنے پر چوتھی رکعت بھی ادا کی اور سہو سجدہ بھی کیا تو اس صورت میں آخری دو رکعت صحیح ہوں گی اور شروع کی دو رکعت فاسد ہوں گی، اور شروع کی دو رکعت میں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کو تراویح میں دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ اور آخری دو رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔(۲)

☆......اور اگر دوسری رکعت پر تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا ہے اور چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا ہے تو چاروں رکعتیں صحیح ہوں گی، اور سب تراویح میں شمار کی جائیں گی اور سہو سجدہ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

(۱) ویکبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود، استراحة ولو فعل لا بأس به. قوله بلا اعتماد.:...... قال شمس الأئمة الحلواني: الخلاف في الأفضل حتى لو فعل كما هو مذهبنا لا بأس به عند الشافعي، ولو فعل كما هو مذهبه لا بأس به عندنا كذافي المحيط اه........أقول: ولا ينافي هذا ماقدمه الشارح في الواجبات حيث ذكر منها ترك قعود قبل ثانيةٍ ورابعة، لأن ذلك محمول على القعود الطويل. (الشاميه: ۱/۵۰۶، كتاب الصلوٰة، آداب الصلوٰة، ط: سعيد)

ـــــ ولا يجب السهو الا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن، (الهنديه: ۱/۱۲۶، كتاب الصلوٰة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ط: رشيديه)

ـــ ولم يبينوا قدر الركن وعلى قياس ماتقدم أن يعتبر الركن مع سننه وهو مقدر بثلاث تسبيحات. (حاشية الطحطاوي على المراقي ص: ۴۷۴، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، قبيل فصل في الشك، ط: قديمي)

(۲)-(۳) وعن أبي بكر الاسكاف: أنه سُئل عن رجل قام الى الثالثة في التراويح ولم يقعد في الثانية قال انْ تذكر في القيام ينبغي أن يعود ويقعد ويسلم وان تذكر بعد ما سجد للثالثة فان أضاف اليها ركعة أخرى كانت هذه الأربع عن تسليمة واحدة وان قعد في الثانية قدر التشهد اختلفوا فيه فعلى قول العامة يجوز عن تسليمتين وهو الصحيح. (الهنديه: ۱/۱۱۸، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــ (البحر الرائق: ۲/۶۷، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ـــ (بدائع الصنائع: ۱/۲۸۹، كتاب الصلوٰة، فصل في مقدار التراويح، فصل في سننها، ط: سعيد)

تیسری رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سجدہ سہو سجدہ لازم آتا ہے

"پہلی رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سہو سجدہ لازم آتا ہے" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

تیئیسویں رات میں سورہ عنکبوت اور روم پڑھنا

رمضان المبارک کی تیئیسویں رات کو تراویح کے بعد خاص طور پر سورہ عنکبوت اور سورہ روم [سورۃ نمبر: ۲۰،۲۱] پڑھنا ثابت نہیں ہے، لہذا اگر کسی جگہ پر اس کا رواج ہے تو اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔(۱)

تین رکعات پڑھ لیں

☆.....حافظ صاحب یا امام صاحب تراویح کی نماز میں دوسری رکعت پر نہیں بیٹھے اور تین رکعت پر قعدہ کر کے سلام پھیر دیا، تو نماز نہیں ہوئی، پڑھی ہوئی نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور ان تین رکعتوں میں جو قرآن شریف پڑھا گیا ہے اس کو بھی تراویح میں دوبارہ پڑھنا ضروری ہے ورنہ ختم نامکمل رہے گا۔

---

(۱) فتاوی عثمانی ۱/۱۱۸، کتاب السنة والبدعة، عنوان "رمضان کی ۲۳ تاریخ کو بعد از تراویح سورہ عنکبوت اور سورہ روم پڑھنا" ط: مکتبہ معارف القرآن کراچی.

وفیہ ایضاً ۱/۴۶۲، کتاب الصلوٰة، فصل فی مسائل التراویح عنوان "۲۳ رات میں سورہ عنکبوت اور سورہ روم پڑھنا" ط: مکتبہ معارف القرآن کراچی.

ـــــ عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد. (مشكوٰة: ص: ۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول.

ـــ وفي رواية لمسلم من عمل عملا أي من أتي بشئي من الطاعات أو بشئي من الاعمال الدنيوية والاخروية سواء كان محدثاً أو سابقا على الأمر ليس عليه امرنا أي وكان من صفته انه ليس عليه اذننا بل اتي به على حسب هواه فهو رد أي مردود غير مقبول. (مرقات: ۱/۳۶۶، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ط: رشيديه)

ـــ فتح الباري: ۴/۳۱۸، كتاب صلوٰة التراويح، ط: قديمي.

پہلی دو رکعت اس لئے فاسد ہوں گی کہ قعدہ جو فرض تھا وہ فوت ہو گیا، اور آخری رکعت اس لئے کہ ایک رکعت والی کوئی نماز نہیں ہے۔

☆......اگر اس صورت میں سہو سجدہ بھی کرے گا تب بھی تینوں رکعتیں فاسد ہو جائیں گی۔(۱)

تین رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملالی

☆......امام صاحب عشاء کی تین رکعت پڑھ کر سہواً سلام پھیر کر قبلہ رخ بیٹھے رہے، مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ تین رکعت ہوئیں یہ سن کر امام صاحب "اللہ اکبر" کہہ کر کھڑے ہو گئے اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو اگر امام نے تیسری رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد کوئی بات چیت نہیں کی تو ان کی نماز ہو گئی، اسی طرح ان مقتدیوں کی نماز بھی ہو گئی جنہوں نے کسی سے بات چیت نہیں کی اور قبلہ رخ سے پھرے نہیں، اور جن مقتدیوں نے بات کی یا قبلہ رخ نہ رہے ان کی نماز نہیں ہوئی، وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھیں۔(۲)

---

(۱) واذا صلى ثلاثا بتسليمة واحدة ان قعد على رأس الركعتين يجزيه عن تسليمة واحدة وعليه قضاء الركعتين وان لم يقعد على رأس الثانية ساهيا أو عامداً لا شك أن صلاته باطلة قيا ساً وهو قول محمد وزفر رحمهما الله تعالى...... وفي الخانية وهو الصحيح. (التاتارخانيه: ۱/۴۸۳، كتاب الصلوٰة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر فيما اذا يصلي ترويحة واحد بتسليمة واحدة، ط: قديمي.

ـــ الفتاوى الخانية على هامش الهنديه: ۱/ ۲۳۹ ـ ۲۴۰، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في الشک في التراويح، ط: رشيديه.

ـ الفتاوى الهنديه: ۱/ ۱۱۸، كتاب الصلوٰة، الفصل التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه.

(۲) وان توهم مصلي الظهر أنه أتمها فسلم ثم علم أنه صلى ركعتين أتمها وسجد للسهو...... وحكمه ان كان في المسجد ولم يتكلم وجب عليه أن يأتي به وان انصرف عن القبلة؛ لأن سلامه لم يخرجه عن الصلوٰة...الخ (البحر الرائق ۲/ ۱۱۱، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، ط: سعيد)

الشاميه: ۲/ ۹۱، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، ط: سعيد.

حلبی کبیر، ص: ۴۶۲، كتاب الصلوٰة، فصل في سجود السهو، ط: سهيل اكيڈمی.

☆......اگر امام بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا پیچھے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا یا خود ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت "اللہ اکبر" کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہیئے۔(۱)

تین رکعت پڑھ کر سہو سجدہ کرلیا

امام صاحب چار رکعت والی فرض نماز میں تین رکعت پر بھول سے بیٹھ گئے اس خیال سے کہ چار رکعت پوری ہو گئیں، لیکن ان کو فوراً یقین ہو گیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں انہوں نے التحیات کو پورا کر کے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی، امام اور مقتدی دونوں پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔

اور اگر اکیلے نماز پڑھنے والے نے بھی چار رکعت والی فرض نماز میں تین رکعت پر سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوگی، اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔(۲)

---

(۱) (و)یسن (تکبیر السجود) لما روینا (و)یسن (تکبیر الرفع منه) للمروی، قال تحته:قوله: (لما روینا) من أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یکبر عند کل خفض ورفع سوی الرفع من الرکوع فانه کان یسمع فیه، وقوله للمروی:هو هذا بعینه. (حاشیة الطحطاوی علی المراقی،ص:۲۶۷،کتاب الصلوٰة،باب شروط الصلاة وارکانها، فصل فی بیان سننها، ط:قدیمی.

ـــــ حلبی کبیر، ص:۳۸۲،کتاب الصلوٰة،سنن الصلوٰة، ط:سهیل اکیڈمی.

ـــــ الشامیه:۱/۴۷۶،کتاب الصلوٰة،سنن الصلوٰة، ط:سعید.

ـــــ احسن الفتاوی ۳/۴۱،کتاب الصلوٰة،باب صفة الصلوٰة وما یتعلق بها، عنوان "سہواً بیٹھ گیا تو اٹھتے وقت دوبارہ تکبیر مسنون ہے یا نہیں؟" ط:سعید.

(۲) (سلم مصلی الظهر) مثلاً(علی)رأس(الرکعتین توهماً)اتمامها(أتمها) أربعاً......(بخلاف مالو سلم علی ظن)......(أنه مسافر) أو سلم ذاکرا أن علیه رکنا حیث تبطل لأنه سلام عمد. (الشامیة:۲/۹۱-۹۲،کتاب الصلوٰة،باب سجود السهو، ط:سعید)

ـــــ وأما السلام وهو الخروج من الصلاة فانه مفسد ان کان عمداً. (البحر الرائق:۲/۸،کتاب الصلوٰة،باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها، ط:سعید)

ـــــ حلبی کبیر،ص:۴۶۲،کتاب الصلوٰة،فصل فی سجود السهو، ط:سهیل اکیڈمی.

ٹ

ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سن لی

ٹیپ ریکارڈ سے سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ بے شعور اشیاء کی تلاوت معتبر نہیں ہے، نیز یہ کہ ٹیپ آواز کو محفوظ کر لیتا ہے اور جب بجایا جائے گا تو یہ اس تلاوت کا عکس ہوگا جو اس پر کی گئی وہ بذات خود تلاوت نہیں ہوگی۔(۱)

ٹیلی کاسٹ

''ریکارڈنگ'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۶)

---

(۱) ولا تجب بسماعه من الصدى والطير (قوله الصدى)هو ما يجيبك مثل صوتك في الجبال والصحاري.(الشامية:۲/۱۰۸،کتاب الصلوٰة.باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

—وان سمعها من الصدى لا تجب عليه. (الهندية:۱/۱۳۲،کتاب الصلاة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط:رشيديه)

—البحر الرائق:۲/۱۱۹،کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة، ط:سعيد.

ث

ثناء کے بغیر قراءت شروع کرنا

پہلی رکعت میں نیت باندھنے کے بعد ثناء پڑھنا سنت ہے، اس لئے تراویح کی نماز میں بھی تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھنا چاہیئے، تاہم اگر حافظ صاحب نے تراویح کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ثناء پڑھے بغیر سورہ فاتحہ شروع کردی تو نماز صحیح ہوجائے گی لیکن ثناء نہ پڑھنے کی عادت بنانا بری بات ہے اس لیے ثناء، "أعوذ بالله...... الخ" اور "بسم الله...... الخ" پڑھ کر سورہ فاتحہ شروع کرے، اور دوسری رکعت کے شروع میں صرف "بسم الله الرحمٰن الرحيم" پڑھ کر سورہ فاتحہ شروع کرے۔(۱)

---

(۱) ثم يقول سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اله غيرک، اماماً كان أو مقتديا أو منفرداً...... ثم يتعوذ وصورته أعوذ بالله من الشيطان الرجيم...... ثم يأتي بالتسمية...... (الهندية: ۱/۷۳، ۷۴، كتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة، ط: رشيديه)

—— وخامسها الثناء أی قراءة سبحانک اللهم.. الخ، وسادسها التعوذ وسابعها التسمية. (حلبی كبير، ص: ۳۸۲، كتاب الصلاة، فصل فی سنن الصلاة، ط: سهيل اكيڈمی)

—— الشامية: ۱/۴۹۰، كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ط: سعيد.

—— (قوله: مستفتحاً) هو حال من الوضع أي يضع قائلاً سبحانک اللهم...... وقدتقدم أنه سنة. (البحر الرائق: ۱/۳۰۹، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل واذا اراد الدخول فی الصلوٰة كبّر... الخ، ط: سعيد)

ج

جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا

''تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۲۳)

جماعت کے ساتھ دعا کرنا

''چار رکعت پر دعا مانگنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۶۹)

جماعت میں عورتوں کی شرکت

''عورتوں کا جماعت میں شرکت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۹۸)

جہر آخری رکعتوں میں کیا

''عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۹۱)

جہر کی جگہ پر آہستہ قراءت کرے

☆......اگر امام صاحب نے جہری نماز میں تین آیات کے بقدر آہستہ قراءت کی، پھر یاد آنے پر جہر کیا (چاہے شروع سے جہر کیا یا جہاں تک آہستہ قراءت کی اس کے بعد جہر کیا) تو سجدہ سہو لازم ہے۔اس صورت میں اگر سہو سجدہ کیا بہتر، ورنہ نماز میں نقصان آنے کی وجہ سے دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔

☆......اور اگر جہر کی جگہ تین آیات سے کم آہستہ قراءت کی تو سہو سجدہ لازم نہیں ہے۔اور نماز صحیح ہو جائے گی۔(۱)

---

(۱) ولو جهر الامام فيما يخافت أو خافت فيما يجهر قدر ما تجوز به الصلاة يجب سجود السهو عليه وهو أى التقدير بمقدار ما تجوز به الصلاة وهو الأصح والا أى وان لم يكن ذلک مقدار ما تجوز به الصلاة فلا تجب عليه سجود السهو. (حلبی کبیر، ص:۴۵۷، کتاب الصلاة، فصل فی سجود السهو، ط:سہیل اکیڈمی)

—— (والجهر فيما يخافت فيه) للامام (وعكسه)...... والأصح تقديره (بقدر ما تجوز به الصلاة فى الفصلين). (الشامية: ۱/۸۱، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط:سعید)

—— الهندية: ۱/۱۲۶، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ط:رشیدیه.

چ

چارپائی پرسجدہ کرنا

اگر چارپائی (پلنگ) سخت ہو، اوراس پر پیشانی دھنسے نہیں، اور پلنگ پاک ہے، یا ناپاک ہے، لیکن اس پر پاک کپڑا بھی بچھا ہواہو، تو اس پلنگ پر سجدۂ تلاوت اداہوسکتا ہے۔(۱)

چاررکعات تراویح پڑھ کرسہوسجدہ نہیں کیا

''دوسری رکعت میں بھول کرکھڑاہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۱)

چاررکعات تراویح کے بعد پڑھے گئے قرآن شریف کا خلاصہ بیان کرنا

آج کل لوگوں نے قرآن مجید کی تعلیمات مسلمانوں میں عام کرنے کی غرض سے یہ طریقہ اختیارکیاہے کہ رمضان المبارک میں ہرچاررکعات تراویح کے بعد پڑھے گئے قرآن شریف کا خلاصہ بیان کرتے ہیں، اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر یہ ترویحہ کی مقدار وقت تک کرتے ہیں تو جائز ہے۔ بشرطیکہ جماعت میں لوگ کم ہوجانے کا سبب نہ ہو، اورنمازی حضرات اس کواستراحت تصور کرتے ہوں۔ اس سے زائد ہوتو ترک کردینا ضروری ہے۔ کیوں کہ یہ کتب فقہ میں منقول نہیں ہے۔ نیز یہ سلف صالحین سے ثابت نہیں۔ اوراس سے

(۱)...... وبشرط طهارة المكان، وأن يجد حجم الأرض، قال في الرد: (قوله وأن يجد حجم الأرض) تفسيره أن الساجد لو بالغ لا يتسفل رأسه أبلغ من ذلك فصح على طنفسة وحصير وحنطة وشعير وسرير وعجلة ان كانت على الأرض لا على ظهر حيوان كبساط مشدود بين أشجار ولا على أرز أو ذرة الا في جوالق أو ثلج ان لم يلبده وكان يغيب فيه وجهه ولا يجد حجمه أو حشيش الا ان وجد حجمه، ومن هنا يعلم الجواز على الطراحة القطن فان وجد الحجم جاز والا فلا. (الشامية: ۱/۵۰۰، كتاب الصلاة، آداب الصلاة، مطلب اطالة الركوع للجائي، ط:سعيد)

ـــ والأصل كما أنه يجوز السجود على الأرض يجوز على ماهو بمعنى الأرض مما تجد جبهته حجمه وتستقر عليه. (البحر الرائق: ۱/۳۱۹، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل واذا أراد الدخول في الصلاة، ط:سعيد)

ـــ ولو سجد على الحشيش أو التبن أو على البطن...... ان استقرت جبهته وأنفه ويجد حجمه. يجوز. (الهندية: ۱/۷۰، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة، ط:رشيديه)

ترویحہ کی روح ختم ہوجاتی ہے۔اور تراویح کے مقصد کے خلاف ہے۔تراویح کا مقصد نماز اور تلاوت ہے۔اور ہر چار رکعات کے بعد درمیانی وقفہ راحت،تجدید نشاط اور تازہ دم ہونے کے لیے ہے،خود وقفہ مقصد نہیں۔اور دیر تک بیان کرنا مزید تکان کا باعث ہوتا ہے۔اور تراویح کا جو اصل مقصد نماز اور تلاوت ہے وہ باقی نہیں رہتا۔بلکہ اصل مقصد بیان ہوجاتا ہے۔اور ترویحہ راحت کے لیے نہیں رہتا،بلکہ تکان میں اضافہ کا باعث ہوجاتا ہے۔(۱)

چار رکعت پر دعا مانگنا

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد حافظ اور مقتدیوں کا مل کر بلند آواز سے دعا کرنے کا جو رواج ہے یہ سنت کے مطابق نہیں ہے،اس کو ترک کرنا چاہیے۔البتہ جو کچھ پڑھیں آہستہ پڑھیں،تاکہ دوسرے لوگوں کو حرج نہ ہو۔

اس دوران قرآن مجید کی تلاوت کریں،تسبیح پڑھیں،کلمہ پڑھیں،درود شریف

---

(۱)ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحة،وکذا بین الخامسة والوتر کذا فی"الکافی"، ولو علم أن الجلوس بین الخامسة والوتر یثقل علی القوم لا یجلس هکذا فی"السراجیة". ثم هم مخیرون فی حالة الجلوس ان شاؤا سبحوا،وان شاؤا قعدوا ساکتین،وأهل مکة یطوفون أسبوعاً،ویصلون رکعتین، وأهل المدینة یصلون أربع رکعات فرادی، کذافی"التبیین". (هندیة: ۱/۱۱۵،کتاب الصلوٰة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراویح، ط:رشیدیه)

——وقد قالوا: انهم مخیرون فی حالة الجلوس:ان شاؤا سبحوا، وان شاؤا قرؤا القرآن، وان شاؤاصلوا أربع رکعات فرادی، وان شاؤا قعدوا ساکتین...الخ. (البحر الرائق:۲/۶۹،کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط:سعید)

——بدائع الصنائع: ۱/۲۹۰،کتاب الصلوٰة،فصل فی سنن التراویح، ط:سعید.

——عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال:"یسّروا ولا تعسّروا، وبشروا ولا تنفروا"......... وعن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم یتخولنا بالموعظة فی الأیام کراهة السامة علینا. (صحیح البخاری: ۱/۳۰،کتاب العلم،باب ماکان النبی صلی الله علیه وسلم یتخولهم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا، ط:الطاف اینڈ سنز کراچی)

پڑھیں، نفل نماز پڑھیں یا خاموش رہیں سب جائز ہے۔(۱)

چار رکعت تراویح پڑھ لی

اگر امام تراویح کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لیے بھی کھڑا ہو گیا، اور چار رکعت پوری کرلیں، لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا، تو ایسی صورت میں آخری دو رکعت ہو جائیں گی، اور شروع کی دو رکعت دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔ اور اس میں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کو تراویح میں دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔(۲)

اور اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تھا تو چاروں رکعت صحیح ہو جائیں گی۔ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) ومنها أن الامام كلما صلى ترويحة قعد بين الترويحتين قدر ترويحة، يسبح ويهلل،ويكبر، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، ويدعو. (بدائع الصنائع: ۱/۲۹۰،كتاب الصلوة، فصل في سنن التراويح، ط:سعيد)

ـــ ويخيرون بين تسبيح،وقراءة، وسكوت، وصلوٰة. (شامي: ۲/۴۶،كتاب الصلوٰة،باب الوتر والنوافل، مبحث صلوٰة التراويح، ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۲/۶۹،كتاب الصلوٰة،باب الوتر والنوافل، ط:سعيد.

ـــ هندية: ۱/۱۱۵،كتاب الصلوٰة،الباب التاسع في النوافل،فصل في التراويح، ط:رشيديه.

(۲، ۳) اذا صلى الامام أربع ركعات بتسليمة واحدة ولم يقعد في الثانية في القياس تفسد صلاته.....وفي الاستحسان وهو أظهر الروايتين عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ لا تفسد،واذا لم تفسد اختلفوا في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ أنها تنوب عن تسليمة أو تسليمتين...... وقال الفقيه أبو جعفر والشيخ الامام أبو بكر محمد بن الفضل رحمهما الله تعالىٰ في التراويح تنوب الاربع عن تسليمة واحدة وهو الصحيح لأن القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع فاذا تركها كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلاً كما هو وجه القياس وانما جاز استحساناً، فاخذنا بالقياس وقلنا بفساد الشفع الأول وأخذنا بالاستحسان في حق بقاء التحريمة، واذا بقيت التحريمة صح شروعه في الشفع الثاني وقد أتمها بالقعدة فجاز عن تسليمة واحدة. (فتاویٰ قاضي خان على هامش الهندية: ۱/۲۳۹، ۲۴۰، كتاب الصوم،باب التراويح، فصل في السهو، ط:رشيديه.)

ـــ المحيط البرهاني: ۲/۱۳،كتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر في التراويح والوتر، ط:رشيديه.

ـــ واذا فسد الشفع وقد قرأ فيه، لا يعتد بما قرأ فيه،ويعيد القراءة.......... وعن أبي بكر الاسكاف:أنه سئل عن رجل قام الى الثالثة في التراويح، ولم يقعد في الثانية قال....... فان أضاف اليها ركعة أخرى،كانت هذه الأربع عن تسليمة واحدة، وان قعد في الثانية قدر التشهد، اختلفوا فيه،فعلى قول العامة يجوز عن تسليمتين،وهو الصحيح، هكذا في "فتاوى قاضي خان" =

چند حفاظ کامل کر تراویح پڑھانا

ایک یا دو حافظوں کا مل کر تراویح پڑھانا افضل ہے۔ اگر ایسے جید اور باہمت حافظ نہ ہوں اور متعدد حفاظ مل کر تراویح پڑھائیں تو یہ بھی درست ہے، تراویح ہو جاتی ہے۔ (۱)

چودہ سجدے ایک ساتھ کرے

☆...... نماز سے باہر پورے قرآن کریم کو ختم کرنے کے بعد آخر میں چودہ سجدے ایک ساتھ کرنا جائز ہے۔ البتہ سجدہ کی آیت تلاوت کرتے ہی اسی وقت سجدہ کرنا سب سے بہتر ہے۔ سجدہ کی آیت تلاوت کرتے ہی اللہ کی جانب سے سجدہ کرنے کا حکم آیا اور فوراً سجدہ کر کے اس پر عمل کر لیا۔

☆...... اگر کسی نے سجدہ کی آیت نماز میں تلاوت کی تو فوراً اسی وقت سجدہ

= (هندية: ۱/۱۱۸، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراويح، ط: رشيديه)

ــــ فلو صلى الامام أربعاً بتسليمة ولم يقعد فی الثانية، فأظهر الروايتين .... عدم الفساد، ثم اختلفوا هل تنوب عن تسليمة، أو تسليمتين .... قال أبو جعفر، وابن الفضل تنوب عن واحدة، وهو الصحيح .... ولو قعد على رأس الركعتين، فالصحيح أنه يجوز عن تسليمتين.

(البحر الرائق: ۲/۶۷، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ــــ بدائع: ۱/۲۸۹، كتاب الصلوٰة، فصل فی سنن التراويح، ط: سعيد.

ــــ المبسوط للسرخسی: ۲/۱۴۷، كتاب التراويح، الفصل الثامن: الأداء المسنون.. الخ، ط: ادارة القرآن.

(۱) الأفضل أن يصلی التراويح بامام واحد، فان صلوها بامامين، فالمستحب أن يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة. (هندية: ۱/۱۱۶، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراويح، ط: رشيديه)

-وفی الخلاصة اذا صلّى الترويحة الواحدة امامان كل امام ركعتين اختلف المشائخ، والصحيح أنه لا يستحب ولكن كل ترويحة يؤدّيها امام واحد...... (البحر الرائق: ۲/۶۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

-ومنها أن يصلی كل ترويحة امام واحد وعليه عمل أهل الحرمين عمل السلف، ولا يصلی الترويحة الواحدة امامان لأنه خلاف عمل السلف، ويكون تبديل الامام بمنزلة الانتظار بين الترويحتين، وهو غير مستحب. (بدائع الصنائع: ۱/۲۸۹، كتاب الصلاة، فصل فی سنن التراويح، ط: سعيد)

کرے، اس میں تاخیر کی گنجائش نہیں۔(۱)

چھت پر تراویح ادا کرنا

☆......گرمی کی وجہ سے مسجد کے اندرونی حصے یا مسجد کے صحن کو چھوڑ کر چھت پر عشاء اور تراویح وغیرہ کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔

ہاں جن لوگوں کو مسجد کے اندر اور صحن میں جگہ نہ ملے، اگر وہ چھت پر جا کر نماز پڑھیں تو بلا کراہت جائز ہے، کیوں کہ یہ مجبوری ہے۔(۲)

☆......کعبہ شریف کے اوپر نماز پڑھنا بے ادبی اور بے حرمتی کی وجہ سے مکروہ ہے۔ ہاں اگر تعمیر اور مرمت کی وجہ سے چڑھنا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی بھی مسجد

---

(۱) وفی "الغیاثیة": وأداؤها لیس علی الفور حتی لو أداها فی أیّ وقت کان یکون مؤدیا، لا قاضیا، کذافی "التاتار خانیة". هذا فی غیر الصلاتیة أما الصلوتیة اذا أخرها حتی طالت القراء ة تصیر قضاء، ویأثم، هکذا فی "البحر الرائق". (هندیة: ۱/۱۳۵، کتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)

ـــ ثم هی واجبة علی التراخی ان لم تکن صلا تیة، لأن دلائل الوجوب مطلقة عن تعیین.......... وأما المتلوة فی الصلوة فانها تجب علی سبیل التضییق. (البحر الرائق: ۲/۱۱۹، کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

ـــ(وهی علی التراخی) علی المختار، ویکره تأخیرها تنزیها، ویکفیه أن یسجد عدد ماعلیه بلا تعیین، ویکون مؤدیا.......... (ان لم تکن صلاتیة) فعلی الفور، لصیرورتها جزاءً منها، قال فی الرد: (قوله فعلی الفور) جواب شرط مقدر، تقدیره: فان کانت صلویة فعلی الفور. (شامی: ۲/۱۰۹، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ـــ بدائع: ۱/۱۹۱، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان وقت أداء السجدة، ط: سعید.

(۲) ثم رأیت "القهستانی" نقل عن المفید کراهة الصعود علی سطح المسجد اه. ویلزمه کراهة الصلوٰة أیضاً فوقه فلیتأمل. (شامی: ۱/۶۵۶، کتاب الصلوٰة، مطلب فی أحکام المسجد، ط: سعید)

ـــ ولو صلی علی رفوف المسجد: ان وجد فی صحنه مکانا کره کقیامه فی صف خلف صف فیه فرجة. (شامی: ۱/۵۷۰، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الأول، ط: سعید)

ـــ هندیة: ۵/۳۲۲، کتاب الکرهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، ط: رشیدیه.

ہو بلا ضرورت اس کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔(۱)

☆...... گرمی کی شدت کی وجہ سے چھت پر جماعت نہ کریں، ہاں اگر مسجد کے اندر اور صحن میں جگہ خالی نہیں ہے تو مجبوری کی وجہ سے چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں ہوگا۔(۲)

☆...... گرمی کی شدت ضرورت اور مجبوری میں داخل نہیں ہے، کیوں کہ اس سے مشقت میں اضافہ ہوتا ہے، اور مشقت میں اضافہ ہونے سے اجر وثواب میں بھی اضافہ ہوتا ہے،(۳) اس کو مجبوری کہنا درست نہیں۔

☆...... گرمی میں مسجد کے صحن میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ پر صحن مسجد میں داخل نہ ہو تو اگر مسجد بنانے والا زندہ ہے تو وہ، ورنہ کمیٹی اور انتظامیہ کے لوگ مسجد میں داخل کرنے کی نیت کرلیں، تو صحن بھی مسجد میں داخل

---

(۱) أما الوطء فوقه بالقدم فغير مكروه الا في الكعبة لغير عذر؛ لقولهم بكراهة الصلاة فوقها. (شامی ۱/۶۵۶، کتاب الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، ط:سعید)

ـــــــ وتكره الصلوٰة على سطح الكعبة؛ لما فيه من ترك التعظيم. (هندية: ۱/۱۰۸، کتاب الصلوٰة، الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوٰة وما لا یکره فیها، ط:رشيديه)

ـــ مجمع الأنهر: ۱/۲۸۲، کتاب الصلوٰة، باب الصلوٰة داخل الكعبة، ط:المكتبة الغفارية.

ـــ الصعود على سطح كل مسجد مكروه. (هندية: ۵/۳۲۲، كتاب الكراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد، ط:رشيديه)

(۲) ولو صلى على رفوف المسجد ان وجد في صحنه مكانا كره. (شامی: ۱/۵۷۰، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، مطلب فی الكلام على الصف الأول، ط:سعید)

ـــ الصعود على سطح كل مسجد مكروه، ولهذا اذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه؛ للضرورة كذا في "الغرائب". (الفتاوى الهندية: ۵/۳۲۲، كتاب الكراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد، ط:رشيديه)

(۳) ويكره الصلاة فوق الكعبة وكذا الصعود على سطح المسجد الا لحاجة اصلاح ونحوه وكذا الصعود على كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتد الحر فيكره أن يصلوا الجماعة فوق السطح الا اذا ضاق المسجد فح لا يكره الصعود على سطحه للضرورة وأمّا شدة الحر فلأنها لا توجب الضرورة، وانما يحصل به زيادة المشقة وبها يزداد الأجر كله من المحيط وغيره. (نصاب الاحتساب، ص:۳۲، الباب رقم:۱۵، قلمی، بحوالہ: فتاوی رحیمیہ: ۵/۱۳۷، کتاب الصلاة، مکروهات الصلاة، ط:دار الاشاعت.

ہو جائے گا، اور اس پر مسجد کے تمام احکام جاری ہوں گے۔(۱)

چھوٹا سامع

اگر سامع چھوٹا ہے بالغ نہیں ہے تو اس کو تراویح کی نماز میں امام کی غلطی بتانے کے لیے اگلی صف میں کھڑا کرنا، یا کھڑا ہونا جائز ہے۔ البتہ نابالغ سامع، امام موجود نہ ہونے کی صورت میں امام نہیں بن سکتا۔(۲)

چھوٹی ہوئی آیتوں کو اگلے دن پڑھنا

بعض دفعہ تراویح کی نماز میں حافظ صاحب سے بعض آیتیں غلطی سے یا مشابہ لگنے سے چھوٹ جاتی ہیں، یاد آنے پر اسی دن دوسری رکعتوں میں یا بعد میں دوسرے تیسرے دن تراویح کی نماز میں پڑھ لیتا ہے، تو یہ درست ہے۔ ختم پورا ہو جائے گا، اور

(۱) ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل وبقوله جعلته مسجدًا عند الثانى (قوله:بالفعل) أى بالصلاة فيه،ففى شرح الملتقى: انه يصير مسجدًا بلا خلاف،ثم قال عند قول الملتقى؛ وعند أبى يوسف رحمه الله تعالىٰ يزول بمجرد القول. ...(الدر مع الرد:۴/۳۵۵،۳۵۶، كتاب الوقف، ط:سعيد)

ـــ الهندية:۲/۴۵۴،كتاب الوقف،الباب الحادى عشر فى المسجد، وما يتعلق به، ط:رشيدية.

ـــ تبيين الحقائق:۴/۲۷۰، ۲۷۱،كتاب الوقف، ط سعيد.

(۲) وان فتح على امامه لم تفسد ..... وفتح المراهق كالبالغ. (هندية: ۱/ ۹۹،كتاب الصلوٰة، الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة...الخ، الفصل الأول فيما يفسدها، ط:رشيديه)

ـــ اذا فتح على امامه يجوز مطلقا........ وفتح المراهق كالبالغ. (البحر الرائق:۲/۶،كتاب الصلوة،باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها، ط:سعيد)

ـــ ولا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبيٍّ مطلقاً ولو فى جنازة......(الدرالمختارمع الرد: ۱/۵۷۶،۵۷۷، كتاب الصلاة،باب الامامة، ط:سعيد)

ـــ وشروط صحة الامامة للرجال الأصحاء ستة أشياء الاسلام......والبلوغ لأن صلاة الصبى نفل ونفله لايلزمه......(قوله:والبلوغ) فلا يصح اقتداء بالغ بصبى مطلقاً سواء كان فى فرض لأن صلاة الصبى ولو نوى الفرض نفل،أو فى نفل لأن نفله لايلزمه أى،ونفل المقتدى لازم مضمون عليه فيلزم بناء القوى على الضعيف. (مراقى الفلاح مع حاشيته للطحطاوى: ص:۲۸۷، ۲۸۸، كتاب الصلاة،باب الامامة، ط:قديمى)

ثواب بھی پورے ختم کامل جائے گا۔(۱)

چھوٹی ہوئی آیتوں کو دوبارہ پڑھنا

اگر تراویح کی نماز میں قرآن مجید کا ختم کرتے ہوئے درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا زبر زیر پیش چھوٹ گیا ہے۔ اگر اس غلطی کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہے تو ان دو رکعتوں کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے، اور ان دو رکعتوں میں جتنے قرآن کی تلاوت کی گئی ہے وہ بھی دوبارہ پڑھے۔ اور اگر ایسی غلطی ہے کہ اس کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوئی تو ان دو رکعتوں کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ قرآن مجید کا ختم مکمل ہونے کے لیے باقی رکعتوں میں ان آیتوں کا اعادہ کرلے کافی ہوجائے گا۔(۲)

چھوٹی ہوئی تراویح کب پڑھیں؟

"بقیہ تراویح کب پڑھیں؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۰۵)

---

(۱) واذا غلط فی القراء ة فی التراویح، فترک سورة، أو آیة، وقرأ مابعدها فالمستحب له أن یقرأ المتروکة ثم المقروأة لیکون علی الترتیب. (هندیة: ۱/۱۱۸، کتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ــــ فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة: ۱/۲۳۸، کتاب الصوم، باب التراویح، فصل فی مقدار القراء ة فی التراویح، ط: رشیدیه.

ــــ واذا قرأ بالختم، فغلط، فترک سورة، أو آیة، وقرأ ما بعدها، فالمستحب له أن یقرأ المتروک ثم المقروء؛ لیکون علی الترتیب. (حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص: ۳۳۷، کتاب الصلوٰة، فصل فی صلاة التراویح، ط: نور محمد)

(۲) واذا فسد الشفع، وقد قرأ فیه لایعتد بما قرأ فیه، ویعید القراء ة لیحصل له الختم فی الصلاة الجائزة. (هندیة: ۱/۱۱۸، کتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ــــ واذا فسد الشفع من التراویح، وقد قرأ فیه، هل یعتد بما قرأ، قال بعضهم لا یعتد؛ لیحصل الختم فی الصلوات الجائزة. (فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة، کتاب الصلوٰة، باب التراویح، فصل فی مقدار القراء ة فی التراویح، ط: رشیدیه)

ــــ الجوهرة النیرة: ۱/۱۲۶، کتاب الصلوٰة، باب قیام شهر رمضان، ط: میر محمد.

ــــ انظر: ایضاً، الحاشیة السابقة.

ح

حافظات کے لیے تراویح کی جماعت کرانے کا حکم

رمضان المبارک کا مہینہ تلاوت کا مہینہ ہے، خاص طور پر حافظ اور حافظات کے لیے تلاوت کرنا بہت ہی زیادہ ضروری ہے، تاکہ قرآن مجید یاد رہے۔ اس مصلحت کی بنا پر حافظات کے لیے گھروں میں تراویح کی جماعت کرانے کی گنجائش ہوگی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (۱) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (۲) کی امامت کرانا ثابت ہے۔ البتہ اگر عورتوں کے اس اجتماع سے دینی دنیوی اعتبار سے فتنہ فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہو تو جماعت کو ترک کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

حافظ تراویح اور وتر پڑھائے اور امام صرف فرض پڑھائے

"امام صرف فرض پڑھائے، اور حافظ تراویح اور وتر پڑھائے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) حدثنا علی بن هاشم.........عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها۔ أنها كانت تؤم النساء: تقوم معهن فی الصف. (المصنف لابن أبی شیبة:۳/۵۶۹، کتاب الصلوٰة، المرأة تؤم النساء، ط: ادارة القرآن)

ـــ عن أبیه عن أبی حنیفة.........عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها۔ أنها كانت تؤم النساء فی رمضان تطوعا، وتقوم فی وسط الصف. (کتاب الآثار لأبی یوسف، ص: ۴۱، رقم الحدیث ۲۱۲، کتاب الصلوٰة، امامة المرأة...الخ، ط: المکتبة الأثریة)

(۲) حدثنا سفیان بن عیینة.........عن حجیرة قالت: امتنا ام سلمة قائمة وسط النساء. (المصنف لابن أبی شیبة:۳/۵۶۹، کتاب الصلوٰة، المرأة تؤم النساء، ط: ادارة القرآن)

(۳) ویکره امامة المرأة للنساء فی الصلوات كلها من الفرائض والنوافل الا فی صلوٰة الجنازة، هکذا فی "النهایة". (هندیة: ۱/۸۵، کتاب الصلوٰة، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره، ط: رشیدیه)

ـــ (و) یکره تحریما (جماعة النساء) ولو فی التراویح فی غیر صلاة الجنازة. (شامی: ۱/۵۶۵، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعید)

ـــ البحر الرائق: ۱/۳۵۱، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعید.

ـــ مجمع الأنهر: ۱/۱۶۴، کتاب الصلوٰة، فصل: الجماعة...الخ، ط: المکتبة الغفاریة.

حافظ کا ایک آیت کو بار بار پڑھنا

"ایک آیت کو بار بار پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۹۳)

حافظ کا تراویح میں قرآن سنانا

تراویح کی نماز میں قرآن شریف سنانا سنت اور سننا مستحب ہے۔(۱) ریاء ونمود کے خوف اور عجب کے ڈر کی وجہ سے قرآن سنانے سے باز رہنا صحیح نہیں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اخلاص کے ساتھ، صرف اللہ کی رضا کے لیے معاوضہ کے بغیر سنائے۔(۲) یہ بڑے اجر وثواب کا کام ہے۔ اور اسی میں فضیلت ہے۔ باقی اگر کسی عذر سے تراویح میں کسی حافظ نے قرآن شریف نہیں سنایا اور ویسے تلاوت کرتا رہا تو آخرت میں پکڑ نہیں ہوگی۔ لیکن سنانے کے ثواب سے محروم ہوگا۔

حافظ کا تقرر تراویح کے لیے

"تراویح کے لیے حافظ کا تقرر" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۴۰)

---

(۱) السنة فی التراویح انما هو الختم مرة، فلا یترک لکسل القوم كذا فی "الكافی"............ والختم مرتین فضیلة والختم ثلاث مرات افضل.(هندية: ۱/۱۱۷، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ـــ والجمهور على أن السنة الختم مرة...الخ.(البحر الرائق: ۲/۶۸، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

ـــ شامی: ۲/۴۶، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعید.

(۲) الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لايجوز الاستئجار عليها عندنا، لقوله عليه الصلوٰة والسلام "اقرؤوا القرآن، ولا تأكلوا به". .... أن المفتى به ليس هو جواز الاستئجار على كل طاعة، بل على ماذكره فقط مما فيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن أصل المذهب من طروّ المنع.(شامی: ۱/۷۶، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسده، مطلب فی الاستئجار على الطاعات، ط: امدادیه)

ـــ ويكره للرجال أن يستاجروا رجلا يؤمهم فی بيتهم؛ لأن استئجار الامام فاسد.(هندية: ۱/۱۱۶، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراويح، ط: رشیدیه)

ـــ فتاوى قاضی خان على هامش الهندية: ۱/۲۳۳، كتاب الصلوٰة، باب التراويح، ط: رشیدیه.

حافظ کا سامع کے بتلانے تک خاموش رہنا

''سامع کے بتلانے تک خاموش رہنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۸)

حافظ کو تنگ کرنا

''تنگ کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۵۶)

حافظ کے برابر میں سامع کو کھڑا کرنا

''سامع کو حافظ کے برابر میں کھڑا کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۷)

حرامی کی امامت

''طوائف کے لڑکے کی امامت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۸۹)

حروف کی ادائیگی پر قادر نہیں

بعض حفّاظ کی زبان سے بعض حروف اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتے۔مثلاً: ''سین'' کی جگہ ''شین''،اور ''جیم'' کی جگہ پر''ز''یا''ذ''یا برعکس ادا ہوتے ہیں۔کوشش کے باوجود مخرج سے ادا کرنے پر قادر نہیں ہوتے،تو ایسے حافظ کے پیچھے صرف تراویح کی نماز پڑھنے کی گنجائش تو ہوجائے گی،لیکن فرض اور وتر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہوگا۔(۱)

---

(۱) ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح كما في البحر. (وفي الرد: أي خلافًا لما في الخلاصة عن الفضلي من أنها جائزة، لأن ما يقوله صار لغة له، ومثله في التاترخانية وفي الظهيرة وامامة الألثغ لغيره تجوز، وقيل لا، ونحوه في الخانية عن الفضلي. وظاهرهم اعتمادهم الصحة، وكذا اعتمدها صاحب الحلية، قال لما أطلقه غير واحد من المشايخ من أنه ينبغي له أن لا يؤم غيره، ولما في خزانة الأكمل: وتكره امامة الفأفاء، ولكن الأحوط عدم الصحة كما مشىٰ عليه المصنف ونظمه في منظومته تحفة الأقران، وأفتى به الخير الرملي وقال في فتاواه: الراجح المفتى به عدم صحة الامامة الألثغ لغيره ممن ليس به لثغة وأجاب عنه بأبيات، منها قوله:

امامة الألثغ المغاير تجوز عند البعض من أكابر
وقد أباه أكثر الأصحاب لما لغيره من الصواب

وقال أيضا:

امامة الألثغ للفصيح فاسدة في الراجح الصحيح

اگر ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرنے والا حافظ مل جائے تو اس کو ترجیح دی جائے۔(۱)

حیض کی حالت میں آیت سجدہ سننے کا حکم

حیض یا نفاس کی حالت میں آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔(۲)



= (الدر مع الرد: ۱/۵۸۱، ۵۸۲، کتاب الصلاۃ، باب الامامة، مطلب فی الألثغ، ط:سعید)

ـــ امامت الثغ کی غیر الثغ کے لیے مختلف فیہ ہے، کما فی الحاشیۃ الشامیۃ، پس احقر کے نزدیک فرائض و وتر میں عدم جواز کا حکم احوط ہے اور تراویح میں جواز کا حکم اوسع ہے۔(امداد الفتاویٰ: ۱/۲۵۴، کتاب الصلاۃ، باب الامامة والجماعة، حکم امامت الثغ، ط:دار العلوم.

(۱) وحرر الحلبی وابن الشحنة أنه بعد بذل جهده دائماً حتماً کالأمی، فلا یؤم الامثله، ولا تصح صلاته اذا أمکنه الاقتداء بمن یحسنه أو ترک جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فیه هذا هو الصحیح المختار فی حکم الألثغ. (الدر المختار مع الرد: ۱/۵۸۲، کتاب الصلاۃ، باب الامامة، ط:سعید).

ـــ الهندیة: ۱/۸۶، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره، ط:رشیدیه.

ـــ البحر الرائق: ۱/۳۶۷، کتاب الصلاۃ، باب الامامة، ط:سعید.

ـــ لا ینبغی للقوم أن یقدموا فی التراویح الخوشخوان ولکن یقدموا الدرستخوان فان الامام اذا قرأ بصوت حسن یشغله عن الخشوع والتدبر والتفکر......(الهندیة: ۱/۱۱۶، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط:رشیدیه)

(۲) والأصل فی وجوب السجدة أن کل من کان من أهل وجوب الصلوٰة اما اداء، أو قضاء کان أهلا لوجوب سجدة التلاوة، ومن لا فلا، کذا فی "الخلاصة" حتی لو کان التالی کافرا........ أو حائضا أو نفساء........ لم یلزمهم، وکذا السامع کذافی "الزاهدی" (هندیة: ۱/۱۳۲، کتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر، فی سجود التلاوة، ط:رشیدیه)

ـــ حتی لا تجب علی کافر وصبیی ومجنون وحائض ونفساء، قرؤا، أو سمعوا. (البحر الرائق: ۲/۱۱۹، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط:سعید)

ـــ شامی: ۲/۱۰۷، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط:سعید.

خ

خاموش ہو کر سوچنا

- ''سوچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۷۰)

ختم ایک سے زیادہ پڑھنا

☆......تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ختم کرنا سنت ہے۔ دوسری مرتبہ فضلیت ہے، اور تین مرتبہ افضل ہے۔(۱)

☆......اگر ایک حافظ ایک مسجد میں تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد دوسری مسجد میں دوسرا ختم کرے تو یہ درست ہے۔ اور دوسری مسجد والوں کو تراویح میں سنت ختم کرنے کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح تیسری اور چوتھی مرتبہ ختم کرنے کا بھی حکم ہے۔(۲)

ختم پر دوسری آیتوں کا پڑھنا

تراویح میں قرآن مجید ختم کرنے کے بعد ''الـــم'' سے شروع کرکے

---

(۱) السنة في التراويح انما هو الختم مرة، فلا يترك لكسل القوم، كذا في الكافي...... والختم مرتين فضيلة والختم ثلاث مرات أفضل، (الهندية: ۱/۱۱۷، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــ شامي: ۲/۴۶، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد.

ـــ البحر الرائق: ۲/۶۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

(۲) ينبغي للامام وغيره اذا صلى التراويح وعاد الى منزله وهو يقرأ القرآن أن يصلي عشرين ركعةً، يقرأ في كل ركعة عشر آيات احرازاً للفضيلة وهي الختم مرتين. قال قاضي خان: والزهاد وأهل الاجتهاد كانوا يختمون في كل عشر ليال. (الحلبي الكبير، ص: ۴۰۷، كتاب الصلاة، فصل في النوافل، التراويح، ط: سهيل اكيڈمي لاهور)

ـــ ولو عجل الختم له أن يفتتح من أول القرآن في بقية الشهر. (الخانية على هامش الهندية: ۱/۲۳۸، كتاب الصوم، فصل في مقدار القراءة في التراويح، ط: رشيديه)

"مفلحون" تک پڑھنا مستحب ہے۔(۱) اس کے علاوہ دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں۔ اس لیے اس وقت دیگر آیات نہ پڑھیں۔

مثلاً: بعض لوگ بیسویں رکعت میں "الٓمٓ" سے "مفلحون" تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں: ﴿ان رحمة الله قريب من المحسنين﴾ اور ﴿دعوٰهم فيها سبحٰنك اللّٰهم وتحيتهم فيها سلٰم﴾ پڑھ کر رکوع کرتے ہیں۔ یہ طریقہ منقول نہیں۔ اس لیے ترک کرنا ضروری ہے۔(۲)

ختم چند جگہ پر کرنا

بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں ختم

(۱) حدثنا معاذ بن المثنى،ثنا ابراهيم ابن أبى سويد الذارع ثنا صالح عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن ابن عباس قال:سأل رجل النبى صلى الله عليه وسلم ـ فقال:أى الكلام أحب الى الله؟ قال:"الحالّ المرتحل" قال يا رسول الله ماالحال المرتحل؟ قال:صاحب القرآن يضرب فى اوله حتى يبلغ آخره،وفى آخره حتى يبلغ أوله. (المعجم الكبير للطبرانى:۱۲/۱۶۸،رقم الحديث:۱۲۷۸۳، أحاديث عبدالله بن عباس،(زرارة بن اوفى عن ابن عباس، ط:مكتبة العلوم والحكم، بغداد)

ــ من يختم القرآن فى الصلاة،اذا فرغ من المعوذتين فى الركعة الأولى يركع ثم يقرأ فى الثانية بالفاتحة وشيئى من سورة البقرة. (شامى: ۱/۵۴۷،كتاب الصلوٰة،باب صفة الصلوٰة، فروع فى القراءة خارج الصلوٰة، ط:سعيد)

ــ حلبى كبير، ص:۴۹۴،تتمات فيما يكره من القرآن، ط:سهيل اكيڈمى.

(۲)ولو ختم القرآن فى الأولى،يقرأ البقرة فى الثانية لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم:"خير الناس الحال المرتحل" يعنى الخاتم المفتتح.

(مراقى الفلاح مع الطحطاوى، ص:۳۵۲،كتاب الصلاة،فصل فى المكروهات، ط:قديمى)

ـ شامى: ۱/۵۴۷،كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،فصل فى القراءة، قبيل:باب الامامة، ط:سعيد.

ــ عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث فى أمرنا هذا ماليس منه فهو ردٌ، متفق عليه.(مشكوة المصابيح، ص:۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ط:قديمى)

ــ قال النووى رحمه الله تعالى:البدعة كل شئى عمل على غير مثال سبق، وفى الشرع احداث مالم يكن فى عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.(مرقاة المفاتيح شرح المشكوٰة:۱/۳۶۸،باب الاعتصام بالكتاب والسنة،الفصل الأول، ط:رشيديه) =

کرکے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح کی نماز میں سناتے ہیں، یہ درست ہے۔ اور دوسری مسجد والوں کی تراویح بھی صحیح ہے۔ کیوں کہ تراویح کی نماز پورے رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے۔(۱) لہٰذا ایک مسجد میں چھ سات دن میں قرآن مجید ختم کرنے کے بعد بقیہ دنوں میں حافظ صاحب دوسری مسجد میں جو تراویح پڑھائیں گے وہ بھی سنت مؤکدہ ہے۔ اور دونوں کی نماز متحد ہے۔ اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تراویح میں قرآن مجید کا ختم ایک دفعہ کرنا سنت مؤکدہ ہے، اور دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے، لہٰذا ایک ختم کے بعد بقیہ ایام میں تراویح بھی نفل ہوگی، یہ بات غلط ہے۔ کیوں کہ امام کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ بالفرض ختم سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوگی۔ اور مقتدیوں کی نماز میں بھی کسی قسم کا نقصان نہیں آئے گا۔ لیکن اس زمانے میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ حافظ تراویح کی نماز میں ایک ختم سے زیادہ نہ پڑھے، تاکہ مقتدیوں پر بھاری نہ ہو۔(۲)

= ـــــ این طور مخصوص نہ در زمان آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود، و نہ در زمان خلفاء، بلکہ وجود آں در قرون ثلاثہ کہ مشہود لھا بالخیر اند منقول نہ شدہ، وحالاً در حرمین شریفین زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً عادت خواص نیست...... واین را ضروری دانستن مذموم است...... (مجموعة الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاویٰ: ۱/۱۹۵، کتاب الصلاة، ابواب الجنائز، ط: رشیدیه)

(۱) لو حصل الختم ليلة التاسع عشر، أو الحادي والعشرين لا تترك التراويح في بقية الشهر؛ لانها سنة. (هندیه: ۱/۱۱۸، کتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ـــــ الجوهرة النيرة: ۱/۱۲۶، کتاب الصلوٰة، باب قيام رمضان، ط: میر محمد کتب خانه.

ـــــ حلبی کبیر، ص: ۴۰۷، کتاب الصلوٰة، فصل في النوافل، تراويح، ط: سهيل اكيڈمی.

ـــــ الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۳۳۷، کتاب الصلوٰة، باب الوتر، فصل في صلوٰة التراويح، ط: نور محمد.

(۲) والأفضل في زماننا أن يقرأ بما لا يؤدي الى تنفير القوم عن الجماعة لكسلهم؛ لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة، كذا في محيط السرخسي. (هندية: ۱/۱۱۸، کتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــــ الطحطاوي على المراقي، ص: ۳۳۷، کتاب الصلوٰة، باب الوتر، فصل في صلوٰة التراويح، ط: نور محمد.

ـــــ شامی: ۲/۴۷، کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد.

ختم قرآن پر اجرت لینا

"تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۴۴)

ختم قرآن پر لمبی دعا کرنا

تراویح کی نماز میں قرآن مجید کو ختم کرنے کے بعد لمبی دعا کرنا جائز ہے۔(۱)

ختم قرآن کے بعد دعا

☆......قرآن مجید ختم کرنے کے بعد اور ہمیشہ تراویح کی نماز کے بعد دعا مستحب ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔اس لیے ختم قرآن اور تراویح کے بعد دعا کرنا اکابر اور مشائخ کا معمول ہے۔

☆......حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ فرض نماز پڑھے اور اس کے بعد دل سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔اسی طرح جو آدمی قرآن مجید ختم کرے (اور دعا کرے) تو اس کی

---

(۱) ویستحب لہ أن یجمع أھلہ،وولدہ عند الختم،ویدعولھم، کذا فی الینابیع.
(ھندیة:۳۱۷/۵،کتاب الکراھیة،الباب الرابع فی الصلٰوة والتسبیح...الخ، ط:رشیدیہ)

—(ویغتنم شھود الدعاء) أی الحضور لہ (عندختم القرآن،فانہ) أی الدعاء (مستجاب عندہ وفی الحدیث من شھد خاتمة القرآن کان کمن شھد المغانم......... حین یقسم). (شرح شرعة الاسلام، ص:۷۳، فصل فی سنن القراءة، ط:مکتبة اسلامیہ)

—وفی الأذکار للنووی (ص:۴۹):روی ابن أبی داود باسنادین صحیحین عن قتادة، قال:کان أنس بن مالک اذا ختم القرآن جمع أھلہ،ودعا. (اعلاء السنن:۱۶۱/۴،ابواب القراءة، باب ماجاء فی بعض آداب التلاوة، ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ)

—فتاوی دارالعلوم دیوبند:۲۷۱/۴،کتاب الصلٰوة،فصل رابع.....مسائل نماز تراویح، ط:دارالعلوم دیوبند.

—وتکلموا فی الدعاء عند ختم القرآن فی شھر رمضان، وعند ختم القرآن بالجماعة، واستحسنہ المتاخرون،فلایمنع عن ذلک.(فتاوی قاضی خان علی ھامش الھندیة:۱۶۴/۱،کتاب الصلٰوة، باب الحدث فی الصلٰوة ومایکرہ فیھا...... الخ، مسائل کیفیة القراءة...... الخ، ط:رشیدیہ)

دعا بھی قبول ہوگی۔ (معارف الحدیث، ۱۳۸/۵)(۱)

ختم قرآن کے موقعہ پر تراویح میں متفرق آیات پڑھنا

تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے کے موقع پر متفرق آیات پڑھنا بدعت ہے۔ مثلاً: تراویح کی آخری رکعت میں: ﴿اولئک هم المفلحون﴾ کے بعد ﴿ان رحمة الله قريب من المحسنين. دعوٰهم فيها سبحٰنك اللّٰهم وتحيتهم فيها سلام وآخر دعوٰهم ان الحمد لله رب العالمين. وما ارسلناك الارحمة للعالمين. ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيّن وكان الله بكل شيء عليما. ان الله وملائكته يصلون على النبى يا ايها الذين أمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً. سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين﴾(۲)

اس طرح مختلف آیات کو ایک رکعت میں جمع کرکے پڑھنے سے نماز مکروہ

---

(۱) معارف الحديث: ۱۳۸/۵، كتاب الأذكار والأدعية، دعاء کے چند آداب، ط: مكه پبلشنگ.

ـــ حدثنا الفضل بن هارون البغدادى.....عن العرباض بن سارية قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من صلّى صلاة فريضة، فله دعوة مستجابة ومن ختم القرآن فله دعوة مستجابة".

(المعجم الكبير للطبراني: ۲۵۹/۱۸، رقم الحديث: ٦٤٧.

ـــ وانظر الحاشية السابقة رقم: ۱ (لو حصل الختم ليلة التاسع عشر)، أيضا في الصفحة ۵۷.

(۲) عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد. متفق عليه، (مشكوة المصابيح، ص: ۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ط: قديمى)

ـــ عن جابر بن عبدالله: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول في خطبته: "أما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد، وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية للنسائي: وكل محدثة بدعة وكل بدعة في النار." (الاعتصام للشاطبي، ص: ۴۲، ۴۳، الباب الثاني: في ذم البدع وسوء منقلب أصحابها، فصل: الوجه الثاني من النقل: ماجاء في الأحاديث المنقولة.....ط: دار الكتاب العربي.)

ـــ مرقاة المفاتيح: ۳۶۸/۱، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ط: رشيديه.

ـــ فتاوى دار العلوم ديوبند: ۲۶۵/۴، كتاب الصلاة، فصل رابع، مسائل نماز تراويح، ط: دار العلوم ديوبند.

ـــ فتاوى رحيمية: ۲۴۱/٦، كتاب الصلاة، مسائل تراويح، ط: دار الاشاعت كراچى.

ہوجاتی ہے۔(۱) اور اس کو اچھا سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا بدعت ہے۔اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

البتہ کراہت کے باوجود تراویح ادا ہوجائے گی۔

ختم کتنی مدت میں کرے؟

رمضان المبارک کے پورے مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لہذا لوگوں کی کاہلی یا سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔(۲) لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے، اور جماعت ٹوٹ جائے گی، یا ان کو بہت ہی ناگوار ہوگا، تو بہتر ہے جس قدر لوگوں کو بھاری نہ ہو اسی قدر پڑھا جائے۔اور باقی تراویح ﴿الم تر کیف﴾ سے اخیر تک کی دس سورتوں سے ادا کی جائے۔(۳)

(۱) وانما فرض المسئلة فی الرکعتین؛لأنه لو انتقل فی الرکعة الواحدة من آية الی آية يكره وان كان بينهما آيات،بلاضرورة.(شامی:۱/۵۴۶،کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،مطلب:الاستماع للقرآن فرض كفاية،قبيل:باب الامامة، ط:سعيد)

ــ الطحطاوی مع المراقی،ص:۳۵۲،کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة،فصل فی المکروهات، ط:قدیمی.

ــ أنظر الحاشية السابقة رقم:۲،علی صفحة الماضية: (عن عائشة رضی الله عنها قالت) أيضا.

(۲) السنة فی التراويح انما الختم مرة،فلا يترك لكسل القوم كذا فی الكافی...... والختم مرتين فضيلة والختم ثلاث مرات أفضل.(الهندية:۱/۱۱۷،کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراويح، ط:رشيديه)

ــ البحر الرائق:۱/۶۸،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، ط:سعید.

ــ شامی:۲/۴۶،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مبحث صلاة التراويح، ط:سعيد.

(۳) فالحاصل أن المصحح فی المذهب أن الختم سنة،لكن لايلزم منه عدم تركه اذا لزم منه تنفير القوم،وتعطيل كثير من المساجد خصوصاً فی زماننا.(البحر الرائق:۲/۶۹،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، ط:سعيد)

ــ والأفضل فی زماننا قدر مالايثقل عليهم،وفی الرد:لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة...... والمتأخرون كانوايفتون فی زماننا بثلاث آيات قصار أو آية طويلة حتی لايمل القوم ولا يلزم تعطيلها...... والتجنيس:واختار بعضهم سورة الاخلاص فی كل ركعة،وبعضهم سورة الفيل،أی البداءة منها ثم يعيدها وهذا أحسن لئلا يشتغل قلبه بعددالركعات،قال فی الحلية:وعلی هذا استقر عمل أئمة أكثر المساجد =

ختم کرنا

☆......ہر عشرہ میں ایک ختم کرنا افضل ہے۔(۱)

☆......تراویح کی نماز میں ایک دفعہ پورے قرآن مجید کو ختم کرنا سنت ہے۔ دوسری مرتبہ ختم کرنا فضیلت کی بات ہے۔ اور تین مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔(۲) لہٰذا امام صاحب ہر رکعت میں اتنا ہی پڑھیں جس سے سہولت کے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کریم ختم ہو جائے، اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہو۔(۳)

ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے

☆......تراویح کی نماز میں ایک قرآن ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ قوم کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اس کو ترک کرنا درست نہیں۔ اور دو مرتبہ ختم کرنے میں فضیلت ہے۔ اور تین مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔(۴)

☆......اگر کسی جگہ کے لوگ اتنے سست، بددل، بدشوق اور بدذوق ہوں کہ تراویح میں پورا قرآن شریف سننے کی تاب نہ رکھتے ہوں تو اتنا پڑھے کہ مسجدیں جماعت سے خالی نہ پڑ جائیں۔ ایسی بری حالت نہ ہو تو ایک ختم سے کم نہ کرے۔ کیوں کہ یہی سنت

= فی دیارنا...... (الدر مع الرد: ۴۷/۲، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث فی صلاة التراویح، ط:سعید)

ـــ الهندية: ۱۱۸/۱، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل: فی التراویح، ط: رشیدیه.

(۱، ۲) أنظر الى الحاشية، رقم: ۲ (السنة فی التراويح انما الختم مرة) فی الصفحة السابقة.

(۳) وفي مختارات النوازل "أنه يقرأ في كل ركعة عشر آيات وهو الصحيح، لأن السنة فيها الختم، لأن جميع عدد الركعات في جميع الشهر ستمأة ركعة، وجميع آيات القرآن ستة آلاف. (البحر الرائق: ۶۸/۲، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط:سعید)

ـــ وقال الحسن عن أبي حنيفة: يقرأ في كل ركعة عشر آيات ونحوها وهو الصحيح، لأن السنة الختم فيها وهو يحصل بذلك مع التخفيف...... (شامی: ۴۶/۲، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط:سعید)

ـــ الهندية: ۱۱۷/۱، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه.

(۴) أنظر الى الحاشية السابقة، رقم: ۲ (السنة فی التراويح انما الختم مرة) فی الصفحة السابقة.

ہے۔(۱)

ختم کے دن کس طرح پڑھیں؟

"ختم کے دن "مفلحون" تک پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۸۷)

ختم کے دن " مفلحون" تک پڑھنا

☆......تراویح کی نماز میں قرآن ختم کرنے کے وقت انیسویں رکعت میں سورۂ فاتحہ، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھنا، اور بیسویں رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ "مفلحون" تک پڑھنا، یا بیسویں رکعت میں سورۂ ناس کے بعد سورۂ بقرہ سے "مفلحون" تک پڑھنا مستحب ہے(۲)۔ یہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

" خير الناس الحالّ المرتحل. أي: الخاتم المفتتح."(۳)

---

(۱) أنظر الى الصفحة الماضية، رقم: (فالحاصل أن المصحح فى المذهب)، رقم الحاشية:۳.

(۲) من يختم القرآن فى الصلاة اذا فرغ من المعوذتين فى الركعة الأولى يركع ثم يقرأ فى الثانية بالفاتحة،وشيئى من سورة البقرة. (شامى: ۱/۵۴۷، كتاب الصلوٰة،باب صفة الصلوٰة، فروع فى القراءة خارج الصلوٰة، ط:سعيد).

ـــ حلبى كبير، ص:۴۹۴،تتمات فيما يكره من القرآن، ط:سهيل اكيڈمى.

ـــ هندية: ۱/۷۹، كتاب الصلوٰة،الباب الرابع فى صفة الصلوٰة،الفصل الرابع فى القراءة، ط:رشيديه.

ـــ كفايت المفتى: ۳/۳۹۳، كتاب الصلاة،الباب الثانى عشر:فى صلاة التراويح،"تراويح ميں ختم قرآن پر سورة بقره كى چند آيات پڑھنا"، ط:دارالاشاعت.

(۳) حدثنا معاذ...... عن زرارةابن أوفى عن ابن عباس قال:سأل رجل النبى ـ صلى الله عليه وسلم فقال:أى الكلام أحب الى الله؟ قال:"الحالّ المرتحل" قال:يا رسول الله! ماالحال المرتحل؟ قال:"صاحب القرآن بضرب فى أوله حتى يبلغ آخره،وفى آخره حتى يبلغ أوله. (المعجم الكبير للطبرانى:۱۲/۱۶۸،رقم الحديث:۱۲۷۸۳،زرارةابن أوفى عن ابن عباس،ط:مكتبة العلوم والحكم،بغداد،عراق)

ـــ سنن الترمذى:۲/۱۲۳، ابواب القراءات،باب، ط:قديمى كتب خانه.

ـــ اعلاء السنن:۴/۱۶۱، ابواب القراءة،باب ماجاء فى بعض آداب التلاوة، ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه.

ترجمہ: لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر پھر آگے چل پڑے۔ یعنی: قرآن ختم کر کے پھر شروع کرے۔

☆......بعض لوگ بیسویں رکعت میں تین مرتبہ سورۂ اخلاص، سورۂ ناس، اور سورۂ بقرہ "مفلحون" تک اور دوسری دعائیں پڑھتے ہیں۔ یہ صحیح طریقہ سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

☆......بعض لوگ انیسویں رکعت میں سورۂ اخلاص تک پڑھتے ہیں، پھر بیسویں رکعت میں "الحمد" اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھتے ہیں، پھر اس کے بعد سورۂ بقرہ "مفلحون" تک پڑھتے ہیں۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ اس میں سورۂ فاتحہ کا تکرار کرنا لازم آتا ہے، اور اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔(۲)

ختم میں تین مرتبہ "قل هو الله" پڑھنا

"قل هو الله تین مرتبہ پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۲۰)

(۱، ۲) ولو ختم القرآن في الأولى يقرأ البقرة في الثانية لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم "خير الناس الحال المرتحل" يعني الخاتم المفتتح. (مراقي الفلاح، ص: ۳۵۲، كتاب الصلاة، فصل: في المكروهات، ط: قديمي)

ـــــ شامي: ۱/۵۴۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، قبيل: باب الامامة، ط: سعيد.

ـــــ عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد" متفق عليه. (مشكوة المصابيح، ص: ۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ط: قديمي)

ـــــ قال النووي رحمه الله تعالىٰ: البدعة كل شئ عمل على غير مثال سبق وفي الشرع احداث مالم يكن في عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح: ۱/۳۶۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ط: رشيديه)

ـــــ مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى: ۱/۱۹۵، كتاب الصلاة، ابواب الجنائز، ط: رشيديه.

د

دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی آیت پڑھی پھر دوسرے کونے میں دوبارہ پڑھی

"کمرہ کے ایک کونے میں سجدہ کی آیت پڑھی پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۳۲)

درمیان میں سنانا چھوڑ دیا

"سنانا درمیان میں چھوڑ دیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۶۳)

درود شریف التحیات کے بعد قعدۂ اولی میں پڑھ لیا

"قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۶۶)

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا

ایک آدمی کا دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ دونوں مسجدوں میں بقیہ دس رکعت پڑھانے کا بھی انتظام ہو۔ البتہ ترویحہ پورا کر کے الگ ہونا بہتر ہے۔(۱)

---

(۱) امام يصلي التراويح في مسجدين في كل مسجد على الكمال لا يجوز كذا في محيط السرخسي، والفتوى على ذلك كذا في المضمرات. (هندية: ۱/۱۱۶، فصل في التراويح، ط:مكتبه ماجديه كوئٹه)

۔ اس سے معلوم ہوا دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا درست ہے۔

ـــ والأفضل أن يصلي التراويح بامام واحد،فان صلوها بامامين فالمستحب أن يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة فان انصرف على تسليمة لا يستحب ذلك في الصحيح.....(الهندية: ۱/۱۱۶، كتاب الصلاة،الباب التاسع في النوافل،فصل:في التراويح، ط:رشيديه)

ـــ اذا صلى التراويح الواحد امامان كل امام ركعتين اختلف المشايخ والصحيح أنه لا يستحب،لكن كل ترويحة يؤديها امام واحد.(خلاصة الفتاوى: ۱/۶۴، كتاب الصلاة،الفصل الثالث:في التراويح، ط:رشيديه)

ـــ التاتار خانية: ۱/۶۵۵، كتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر في التراويح، ط:ادارة القرآن.

دعا آہستہ مانگے یا زور سے

☆......فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد آہستہ دعا کرنا افضل ہے۔ اگر نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا بلند آواز سے دعا کر لے، جائز ہے۔ ہمیشہ بلند آواز سے دعا کرنے کی عادت بنانا مکروہ ہے۔(۱)

☆......اگر دعا کی تعلیم مقصود ہے تو بلند آواز سے دعا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر اس بلند آواز سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔(۲)

دعا چھوڑنا

اگر مقتدیوں کو جلدی ہے تو تراویح کی نماز کے دوران ترویحہ میں "سبحان ذي الملک...... الخ" والی دعا کو چھوڑنے کی گنجائش ہے۔(۳)

(۲،۱) قال تعالیٰ:"ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة"قیل معناه تذللاً واستکانة وخفیةً کقوله:"واذکر ربک فی نفسک"الآیة،وفی الصحیحین عن أبی موسیٰ الاشعری رضی الله تعالیٰ عنه قال:رفع الناس اصواتهم بالدعاء،فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم:ایها الناس! اربعوا علی انفسکم،فانکم لاتدعون أصم ولا غائباً،ان الذی تدعون سمیع قریب. "تضرعاً وخفیة" قال:السر،وقال ابن جریر:"تضرعاً" تذللا واستکانة لطاعته،"وخفیة" یقول:بخشوع قلوبکم وصحة الیقین بوحدانیته وربوبیته فیما بینکم وبینه لاجهرًا مُراءةً.(تفسیر ابن کثیر:۲/۲۹۶،الجزء الثامن،سورة الاعراف، ط:دارالفیحاء).

ـــ (ویخفض صوته بالدعاء) ویکون علی التأدب والخشوع.(شرح شرعة الاسلام،ص:۱۶۸،فصل فی سنن الدعاء،ط:مکتبه اسلامیه،کوئٹه)

ـــ ودعاء الخفیة مایفعله المرأ فی نفسه.......... اذا دعا بالدعاء المأثورة ومعه القوم أیضا لیتعلموا الدعاء لابأس به، واذا تعلموا حینئذٍ یکون جهر القوم بدعة،کذا فی "الوجیز للکردری". (هندیة:۵/۳۱۸،کتاب الکراهیة،الباب الرابع فی الصلوٰة والتسبیح... الخ، ط:رشیدیه)

ـــ وأما الأدعیة والأذکار فبالخفیة أولی اه.

قلت ویؤیده قوله فی "السراج": ویجتهد فی الدعاء، والسنة أن یخفی صوته،لقوله تعالی: ادعوا ربکم تضرعا وخفیة.اه. (شامی:۲/۵۰۷،کتاب الحج،مطلب فی الرواح الی عرفات، ط:سعید)

(۳) الامام اذا فرغ من التشهد فی التراویح،ان علم أن الزیادة علی قدر التشهد لاتثقل یأتی بالدعوات،وان علم أنها تثقل،یقتصر علی الصلوٰة. (البحر الرائق:۲/۶۹،کتاب الصلوٰة،باب الوتر والنوافل، ط:سعید) =

دعا کا طریقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو، ہاتھ الٹے کر کے نہ مانگا کرو، اور جب دعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔''(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تو آخر میں اپنے ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔ (معارف الحدیث، ۱۳۱/۵)(۲)

دعا کے بعد ''آمین'' کہنا

حضرت ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے، ہمارا گزر اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑی التجا کے

= بخلاف مابعد التشهد من الدعوات فانه يتركها اذا علم أنه يثقل على القوم.
(هندية: ۱۱۷/۱، كتاب الصلوٰة،الباب التاسع فى النوافل،فصل فى التراويح، ط:رشيديه)
ـ حلبى كبير،ص:۴۰۷،فصل فى النوافل و التراويح، ط:سهيل اكيڈمى.
ـ شامى: ۴۷/۲، كتاب الصلوٰة،باب الوتر و النوافل،مبحث صلاة التراويح،ط:سعيد.

(۱) حدثنا عبدالله بن مسلمة...... حدثني عبدالله بن عباس ان رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ قال:...... سلوا الله ببطون أكفكم،ولا تسئلوه بظهورها،فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم. (سنن أبى داؤد: ۲۰۹/۱، كتاب الصلوٰة،باب الدعاء، ط:سعيد)
ـ معارف الحديث:۱۳۱/۵، كتاب الأذكار والدعوات، دعا كے چند آداب، ط:مكه پبلشنگ كمپنى.
ـ السنن الكبرىٰ للبيهقى: ۲۱۲/۲،رقم الحديث:۳۲۷۶، كتاب الصلوٰة،باب رفع اليدين فى القنوت، ط:اداره تأليفات اشرفيه.

(۲) عن السائب بن يزيد عن أبيه أن النبى ـ صلى الله عليه وسلم ـ كان اذا دعا فرفع يديه مسح وجهه بيديه. رواه البيهقى فى الدعوات الكبير. (مشكوة: ۱۹۶/۱، كتاب الدعوات، الفصل الثالث، ط:قديمى)
ـ سنن ابى داؤد: ۲۰۹/۱، كتاب الصلوٰة،باب الدعا، ط:سعيد.
ـ معارف الحديث:۱۳۱/۵، كتاب الأذكار والدعوات،دعا كے چند آداب، ط:مكه پبلشنگ كمپنى.

ساتھ اللہ سے دعا مانگ رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گڑگڑانا سننے لگے، پھر آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا: اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا، اس کا فیصلہ کرالیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا: حضور! صحیح خاتمہ کا اور مہر لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر میں "آمین" کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے طے کرالیا)۔(۱)

دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا

دعا ختم کرنے کے بعد منہ پر ہاتھ پھیر لینا درست اور حدیث سے ثابت ہے۔ اور یہ کام برکت حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔(۲)

(۱) معارف الحدیث: ۱۳۳/۵، کتاب الأذکار والأدعیة، دعا کے چند آداب، ط: مکہ پبلشنگ کمپنی۔
ــــ الدعاء، فضائله، آدابه لعبدالله سراج الدین، ص: ۱۸۲، آداب الدعاء، الثامن: التأمین علی الدعاء، ط: دار الفلاح، شام، حلب.
ــــ حدثنا الولید بن عتبة الدمشقی...... حدثنی أبو مصبّح المقرئی قال: کنّا نجلس الی ابی زهیر النمیری وکان من الصحابة فیتحدث أحسن الحدیث فاذا دعا الرجل منا بدعاء قال: اختمه بآمین، فان آمین مثل الطابع علی الصحیفة، قال أبو زهیر: أخبرکم عن ذلک، خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات لیلة فأتینا علی رجل قد ألحّ فی المسئلة فوقف النبی صلی الله علیه وسلم یستمع منه فقال النبی صلی الله علیه وسلم: أوجب ان ختم، فقال رجل من القوم: بأیّ شیئی یختم؟ فقال: بآمین، فقد أوجب، فانصرف الرجل الذی سأل النبی صلی الله علیه وسلم، فأتی الرجل فقال: اختم یافلان بآمین وابشر، وهذا لفظ محمود، قال أبو داوٗد: والمقرئی قبیلة من حمیر. (سنن أبی داوٗد: ۱۴۳/۱، کتاب الصلاة، باب التامین وراء الامام، ط: رحمانیه.)
(۲) حدثنا قتیبة بن سعید...... عن السائب بن یزید عن أبیه أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا دعا فرفع یدیه مسح وجهه بیدیه. (ابو داود: ۲۰۹/۱، کتاب الصلوٰة، باب الدعا، ط: سعید)
ــــ معارف الحدیث: ۱۳۱/۵، کتاب الأذکار والأدعیة، دعا کے چند آداب، ط: مکہ پبلشنگ کمپنی۔
ــــ عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رفع یدیه فی الدعاء لم یحطهما حتی یمسح بهما وجهه، قال محمد بن المثنی فی حدیثه لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه، هذا حدیث غریب. (جامع الترمذی: ۱۷۶/۲، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی رفع الأیدی عند الدعاء، ط: ایچ ایم سعید)
ــــ وانظر الحاشیة فی الصفحة السابقة، رقم: ۱ (حدثنا عبدالله بن مسلمة......)۔

دعا کے بغیر چلے جانا

"سلام کے بعد دعا کے بغیر مقتدی جا سکتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۶۱)

دعا کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے؟

☆......دعا کے وقت نظر نیچی ہونی چاہیے۔ یہ ادب اور احترام کے مطابق ہے۔

☆......دعا مانگتے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانا اور تکنا منع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ادب اور احترام کے خلاف ہے۔ اور دعا مانگنے والے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے اس حرکت کی وجہ سے دعا بھی قبول نہ ہو۔ (۱)

دعا نماز کا جزء نہیں ہے

نماز سلام پر ختم ہو جاتی ہے، اس کے بعد دعا نماز کا جزء نہیں ہے۔ (۲)

دعائے قنوت کے بغیر رکوع میں چلا گیا

"قنوت کے بغیر رکوع میں چلا گیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۲۷)

---

(۱) ویکون علی التأدب والخشوع مع التمسکن والخضوع ولا یرفع بصره الی السماء. (شرح شرعة الاسلام، ص:۱۶۸، فصل فی سنن الدعاء، مکتبه اسلامیه، کوئٹه)

ـــ ...... والتأدب والخشوع والتمسکن مع الخضوع وأن لا یرفع بصره الی السماء. (حصن حصین مع شرحه، ص:۱۶۶، الباب الأول: فی فصل الذکر والدعآء والصلاة والسلام علی النبی صلی علیه وسلم، فصل: فی آداب الدعاء، ط: مکتبه سید أحمد شهیدؒ)

(۲) وأما حکمه فهو الخروج من الصلاة، ثم الخروج یتعلق باحدی التسلیمتین عند عامة العلماء...... ولأن التسلیم تکلیم القوم لأنه خطاب لهم فکان منافیاً للصلاة ألا تری أنه لو وجد فی وسط الصلاة یخرجه عن الصلاة. (بدائع الصنائع: ۱/۱۹۵، کتاب الصلاة، فصل: وأما الذی هو عند الخروج من الصلوٰة، ط: سعید)

ـــ (ولفظ السلام) مرتین...... وتنقضی قدوة بالأول قبل علیکم علی المشهور عندنا. (شامی: ۱/۴۶۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطلب واجبات الصلوٰة، ط: سعید)

ـــ حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۲۵۱، ۲۵۲، کتاب الصلوٰة، فصل فی واجب الصلوٰة، ط: قدیمی کتب خانه.

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے؟

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اس کو یاد کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہیے اور جب تک یاد نہ ہو وہ "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھے۔ اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" تین بار پڑھے۔ اور اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو "يَارَبِّ" تین بار پڑھے۔ کوئی سورت نہ پڑھے۔(۱)

دعائے قنوت یاد ہوتے ہوئے دوسری دعا پڑھنا

اگر دعائے قنوت یاد ہے تو دعائے قنوت ہی پڑھے، کوئی اور دعا نہ پڑھے۔ ورنہ سہو سجدہ کرنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) ومن لا يحسن القنوت بالعربية أو لايحفظه ففيه ثلاثة أقوال مختارة، قيل: يقول: يارب ثلاث مرات، ثم يركع، وقيل: يقول: اللهم اغفرلي ثلاث مرات، وقيل: اللهم ربنا آتنا في الدنيا حسنة، وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار، والظاهر أن الاختلاف في الأفضلية لا في الجواز.
(البحر الرائق: ۴۲/۲، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)
ـــ حلبي كبير، ص: ۴۱۸، صلاة الوتر، ط: سهيل اكيڈمی۔
ـــ هندية: ۱۱۱/۱، كتاب الصلوٰة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ط: رشيديه۔
(۲) ومن لا يحسن القنوت يقول - ربنا آتنا في الدنيا حسنة - الآية. (شامي: ۷/۲، باب الوتر والنوافل، مطلب في منكر الوتر والسنن او الاجماع، ط: سعيد)
ـــ والقنوت واجب على الصحيح، كذا في الجوهرة النيرة. (هندية: ۱۱۱/۱، كتاب الصلوٰة، الباب الثامن في صلوٰة الوتر، ط: رشيديه)
ـــ والكلام في القنوت في خمسة مواضع: في صفته..... فأما الأول: فقد ذكره المصنف في باب صفة الصلوٰة من الواجبات وهو مذهب أبي حنيفة ـــ رحمه الله تعالى. (البحر الرائق: ۴۰/۲، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)
ـــ شامي: ۴۵۶/۱، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطلب واجبات الصلوٰة، ط: سعيد۔
ـــ وليس في القنوت دعاء مؤقت، كذا في "التبيين" والأولى أن يقرأ اللهم انا نستعينك..... الخ.
(هندية: ۱۱۱/۱، كتاب الصلوٰة، الباب الثامن في صلوٰة الوتر، ط: رشيديه)
ـــ (قوله: وهو مطلق الدعاء) أي: القنوت الواجب يحصل بأي دعاء كان، في "النهر": وأما خصوص اللّٰهم انا نستعينك فسنة فقط، حتى لو أتي بغيره جاز اجماعا. (شامي: ۴۶۸/۱، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، ط: سعيد)
ـــ البحر الرائق: ۴۱/۲، ۴۲، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

دعائے قنوت کا ثبوت

مروجہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت ہے۔ اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے۔اس لیے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے،اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر میں دعائے قنوت نہیں پڑھی یہ بات غلط ہے۔(۱)

(۱) عن خالد بن أبی عمران:قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعو علی مضر،اذجاء ہ جبرئیل علیہ السلام فأومأ الیہ أن اسکت،فسکت، فقال:یا محمد! ان اللہ لم یبعثک سبابا ولا لعانا،وانما بعثک رحمۃ، ولم یبعثک عذابا،لیس لک من الأمر شیئی أو یتوب علیھم،أو یعذبھم،فانھم ظالمون،قال:ثم علمہ ھذا القنوت: اللّٰھم انا نستعینک ونستغفرک،ونؤمن بک،ونخلع لک،ونخلع،ونترک من یکفرک،اللّٰھم ایاک نعبد،ولک نصلی،ونسجد،والیک نسعی،ونحفد،ونرجو رحمتک،ونخاف عذابک، ان عذابک الجد بالکافرین ملحق. (مراسیل أبی داؤد،ص:۸، باب ماجاء فی الدعاء، ط:ایچ ایم سعید)

ـــ اللھم انا نستعینک ونستغفرک،ونثنی علیک الخیر کلّہ ونشکرک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک اللھم ایاک نعبد ولک نصلّی ونسجد والیک نسعیٰ ونحفد ونرجو رحمتک ونخشیٰ عذابک ان عذابک بالکفّار ملحق.(شرح معانی الأثار: ۱/۳۲۳،باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرھا،ط:قدیمی کتب خانہ) (طحاوی: ۱/۱۷۷،ط:حقانیہ)

ـــ اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک الخیر ولانکفرک،ونخلع ونترک من یفجرک،اللھم ایاک نعبد،ولک نصلّی ونسجد،والیک نسعی ونحفد،نرجو رحمتک،ونخشی عذابک،ان عذابک الجدّ بالکفار ملحق.(المصنف لابن ابی شیبۃ:۴/۵۱۸،کتاب الصلوٰت فی قنوت الوتر من الدعاء،ط:ادارۃ القرآن)

ـــ "اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک الخیر کلّہ ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک" ثم ذکر نحوہ سواء غیر أنہ لم یذکر الجدّ، رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ.(اعلاء السنن:۶/۱۰۸،ابواب الوتر،الأثار المختلفۃ لتعیین ألفاظ القنوت فی الوتر،ط:ادارۃ القرآن)

ـــ اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم ایاک نعبد ولک نصلّی ونسجد ولک نسعی ونحفد ونخشی عذابک الجدّ ونرجو رحمتک ان عذابک بالکافرین ملحق.(السنن الکبری للبیھقی:۲/۲۱۱،کتاب الصلوۃ،باب دعاء القنوت،ط:دارالفکر)

ـــ اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفد نرجو رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکافرین ملحق اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک الخیر ولا نکفرک ونؤمن بک ونخضع لک ونخلع من یکفرک.(البیھقی: ۲/۲۱۱،ط:دارالفکر)

دعا یقین کے ساتھ کرنی چاہیے

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا، اور جان لو اور یاد رکھو اللہ اس کی دعا قبول نہیں کرے گا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔(۱)

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری دعائیں اس وقت تک قبول ہونے کے قابل ہوتی ہیں جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے، (اور جلد بازی یہ ہے کہ) بندہ یہ کہنے لگے میں نے دعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔(۲)

دکان میں تراویح پڑھنا

تراویح کی نماز مسجد میں پڑھنا اور قرآن مجید کا ختم تراویح میں مسجدوں میں سننا سنت ہے۔ بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دکانوں پر تراویح پڑھنا ترک سنت ہے۔ باقی فرض

---

(۱) حدثنا عبدالله بن معاوية...... عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه۔ قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم۔ ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة، واعلموا أن الله لايستجيب دعاء من قلب غافل لاه. (ترمذي: ۱۸۶/۲، ابواب الدعوات، باب، ط: سعيد)

ـــ مشکوٰة: ۱۹۵/۱، كتاب الدعوات، الفصل الثاني، ط: قديمي.

ـــ معارف الحديث: ۱۲۲/۵، كتاب الأذكار والدعوات، دعا سے متعلق هدايات، مكه پبلشنگ كمپني.

(۲) حدثنا الأنصاري........ عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه۔ عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ قال: يستجاب لأحدكم مالم يعجل، يقول: دعوت فلم يستجب لي. هذا حديث حسن صحيح. (ترمذي: ۱۷۶/۲، ابواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في من يستعجل في دعائه، ط: سعيد)

ـــ أبوداؤد: ۲۰۹/۱، كتاب الصلوٰة، باب الدعاء، ط: سعيد.

ـــ مشکوٰة: ۱۹۴/۱، كتاب الدعوات، الفصل الأول، ط: قديمي كتب خانه.

ـــ معارف الحديث: ۱۲۵/۵، كتاب الأذكار والدعوات، دعا میں عجلت طلبی کی ممانعت، ط: مکه پبلشنگ کمپنی.

نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ دکان میں ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ لیکن مسجد میں افضل ہے۔(۱)

دنیاداروں کا انتظار کرنا

"انتظار کرانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۹۱)

دو آدمی ایک ہی آیت سجدہ پڑھیں

دو آدمی ایک ہی آیت سجدہ پڑھیں تو دونوں پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔(۲)

---

(۱) والصحیح أن للجماعة فی البیت فضیلة، وللجماعة فی المسجد فضیلة أخری، فاذا صلی فی البیت بجماعة فقد حاز فضیلة أدائها بالجماعة، وترک الفضیلة الأخری. (هندية: ۱/۱۱۶، کتاب الصلوٰة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ـــ وان صلی أحد فی البیت بالجماعة لم ینالوا فضل جماعة المسجد. (شامی: ۲/۴۵، کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلوٰة التراویح، ط: سعید)

ـــ البحر الرائق: ۲/۶۸، کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۸۸، کتاب الصلوٰة، فصل فی سنن التراویح، ط: سعید.

(۲) ومن حکم هذه السجدة التداخل، حتی یکتفی فی حق التالی بسجدة واحدة وان اجتمع فی حقه التلاوة والسماع.

وشرط التداخل اتحاد الآیة واتحاد المجلس، حتی لو اختلف المجلس واتحدت الآیة، أو اتحد المجلس واختلفت الآیة لا تتداخل، کذا فی "المحیط". (هندية: ۱/۱۳۴، کتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)

ـ الفتاوی الخانیة علی هامش الهندية: ۱/۱۵۹، کتاب الصلوٰة، فصل فی قراءة القرآن خطأ، وفی الأحکام المتعلقة بالقراءة، ط: رشیدیه.

ـــ وأشار الی أنه متی اتحدت الآیة والمجلس لا یتکرر الوجوب، وان اجتمع التلاوة والسماع، ولو من جماعة ففی "البدائع" لایتکرر،...... وفی "البزازية": سمعها من آخر ومن آخر أیضا، وقرأها کفت سجدة واحدة فی الأصح لاتحاد الآیة والمکان. (شامی: ۲/۱۱۵، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۴، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید.

ـــ ولو اجتمع سببا الوجوب وهما التلاوة والسماع بأن تلا السجدة ثم سمعها أو سمعها ثم تلاها أو تکرر أحدهما فنقول: الأصل ان السجدة لا یتکرر وجوبها الا بأحد أمور ثلاثة، اما اختلاف المجلس أو التلاوة أو السماع،...... حتی أن من تلا آیة واحدة مرارا فی مجلس واحد تکفیه سجدة واحدة، والأصل ماروی أن جبرئیل علیه السلام کان ینزل بالوحی فیقرأ آیة السجدة =

دو جگہ تراویح پڑھانا

''ایک شخص دو جگہ تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۹۴)

دو جماعتیں کرنا تراویح کی

''تراویح کی دو جماعتیں کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۳۴)

دو حافظوں کا ایک مسجد میں سنانا

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ دو حافظ تراویح کی نماز میں قرآن مجید سناتے ہیں، ایک حافظ شروع کی دس رکعت اور دوسرا حافظ آخری دس رکعت پڑھاتے ہیں، یہ درست ہے۔(۱) البتہ دو حافظوں کے تراویح پڑھانے کی صورت میں ہر ایک حافظ کے لیے ترویحہ پورا کرنے کے بعد الگ ہونا، اور دوسرے حافظ کو آگے کرنا مستحب ہے۔(۲) مثلاً: ایک حافظ آٹھ رکعت پڑھائے اور دوسرا حافظ بارہ رکعت پڑھائے، یہ مستحب ہے۔ اور اگر ترویحہ پورا کئے بغیر مثلاً چھ یا دس رکعت پڑھا کر پہلا حافظ پیچھے آ گیا اور دوسرے حافظ کو تراویح پڑھانے کے لیے آگے کیا، تو یہ جائز تو ہے لیکن پسندیدہ نہیں ہے۔

= علی رسول الله صلی الله علیه وسلم،ورسول الله صلی الله علیه وسلم کان یسمع ویتلقّن ثم یقرأ علی أصحابه،وکان لایسجد الا مرّة واحدة،وروی عن أبی عبدالرحمٰن السلمی معلّم الحسن والحسین رضی الله عنهم أنّه کان یعلّم الأیة مراراً وکان لایزید علی سجدة واحدة. (بدائع الصنائع: ۱/۱۸۱ کتاب الصلٰوة،فصل فی سبب وجوب السجدة، ط:سعید)

(۱) اذا صلی الترویحة الواحدة امامان: کل امام رکعتین،اختلف المشایخ والصحیح أنه لایستحب،ولکن کل ترویحة یؤدیها امام واحد.(البحر الرائق: ۲/۶۸،کتاب الصلٰوة،باب الوتر والنوافل، ط:سعید)

ـــ فان صلوها بامامین فالمستحب أن یکون انصراف کل واحد علی کمال الترویحة،فان انصرف علی تسلیمة لا یستحب ذلک فی الصحیح. (هندیه: ۱/۱۱۶،کتاب الصلٰوة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراویح، ط:رشیدیه)

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۸۹،کتاب الصلٰوة،فصل فی سنن التراویح،ط:سعید.

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة (اذا صلی الترویحة الواحدة امامان).

دوحافظوں کامل کرتراویح پڑھانا

اگر دوحافظ مل کرتراویح کی نماز میں قرآن مجید سنانا چاہیں تو سناسکتے ہیں۔اگر ایک حافظ دس دس رکعت پڑھائے تو بھی درست ہے،لیکن ترویحہ پر تبدیلی زیادہ بہتر ہے۔مثلاً:ایک آٹھ رکعت پڑھائے اوردوسرابارہ رکعت پڑھائے،یاایک بارہ رکعت اور دوسراآٹھ رکعت پڑھائے،یہ زیادہ بہتر ہے۔(۱)

دودورکعت کرکے تراویح پڑھیں

"تراویح کی نمازدودورکعت کرکے پڑھیں"عنوان کےتحت دیکھیں۔(ص:۱۳۹)

دورکعات رہ گئیں

اگرعشاء کے فرض،تراویح اور وتر کی نماز پڑھنے کے بعد یادآیا کہ دورکعت تراویح رہ گئی تواس کوبھی جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔(۲)

دورکعت پرسلام پھیردیا

☆......اگرامام نے تین یاچاررکعت والی فرض نماز میں پہلے قعدہ میں بھول کردونوں طرف سلام پھیردیاتونمازفاسدنہیں ہوگی،باقی رکعات پڑھ کے آخرمیں سہوسجدہ کرے،نمازصحیح ہوجائے گی،(۳) بشرطیکہ درمیان میں بات چیت نہ کی ہو،اورقبلہ سے رخ نہ پھیراہو۔

---

(۱) انظر الی الصفحة السابقة،رقم الحاشية: ۱ (اذا صلى الترويحة الواحدة امامان:).

(۲) ولو تذكروا تسليمة كانوا قد سهوا عنها فتذكروها بعد ما صلوا صلوٰة الوتر اختلف المشايخ...... وقال الصدر الشهيد:يجوز أن يقال:تصلى تلك التسليمة بجماعة لأن وقتها باق لأنه الليل كله...... والأظهر قول الصدر،لأنه بناء على القول المختار.(حلبى كبير،ص:۴۰۹،كتاب الصلوٰة،تراويح، ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ البحر الرائق: ۲/ ۶۸،كتاب الصلوٰة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.

ـــ شامی: ۲/ ۴۵،كتاب الصلوٰة،باب الوتر والنوافل،مبحث صلاة التراويح، ط:سعيد.

(۳) ولو سلم على رأس الركعتين على ظن أنها رابعة،فانه يمضى على صلاته،ويسجد للسهو،كذافی"فتاوى قاضی خان".(هندية: ۱/ ۹۸،كتاب الصلوٰة،الباب السابع......الفصل الأول فيما يفسدها، ط:رشيديه) =

☆......اوراگرامام نے دورکعت پرقصداً سلام پھیراہے یا بھول کرسلام پھیردیاہے،لیکن اس کے بعدبات چیت کی ، یا قبلہ سے رخ پھیرلیاہے،توان تمام صورتوں میں نماز فاسدہوجائے گی۔امام اورمقتدی دونوں کے لیےاجتماعی یاانفرادی طورپردوبارہ پڑھناضروری ہے۔(۱)

دورکعت کے بعدقعدہ نہیں کیا

''قعدہ نہیں کیا''عنوان کےتحت دیکھیں۔(ص:۳۱۸)

دوسری جگہ سےآیتیں پڑھ لیں

''متشابہ'' کےعنوان کےتحت دیکھیں۔(ص:۳۴۷)

دوسری جماعت

☆......کسی مسجدمیں ایک مرتبہ تراویح اوروتر کی جماعت ہونے کے بعداسی رات

=ـــ (يفسدها التكلم)...... (الا السلام ساهيا) للتحليل: أى للخروج من الصلاة، (قبل اتمامها على ظن اكمالها) فلا يفسد. (شامى: ۶۱۵/۱، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة، وما يكره فيها، ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۸/۲، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة، ومايكره فيها، ط: سعيد.

(۱) وأما السلام وهو الخروج من الصلاة فانه مفسد ان كان عمداً،

(قوله وان توهم مصلى الظهر أنه أتمها فسلم ثم علم أنه صلى ركعتين أتمها وسجد للسهو)...... وحكمه: أنه ان كان فى المسجد، ولم يتكلم وجب عليه أن يأتى به، وان انصرف عن القبلة، لأن سلامه لم يخرجه عن الصلوٰة. (البحر الرائق: ۸/۲، ۱۱۱، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها، وباب سجود السهو، ط: سعيد)

ـــ رجل صلى العشاء فسلم على رأس الركعتين على ظن انها ترويحة أو سلم فى الظهر على رأس الركعتين على ظن انها جمعة، أو المقيم سلم على رأس الركعتين على ظن أنه مسافر فانه يستقبل الصلوٰة. (هندية: ۹۸/۱، كتاب الصلوٰة، الباب السابع...... الفصل الأول فيما يفسد الصلوٰة، ط: رشيديه)

ـــ (بخلاف السلام على انسان) للتحية، أو على ظن أنها ترويحة مثلا...... (فانه يفسدها) مطلقا. (شامى: ۶۱۵/۱، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها، ط: سعيد)

ـــ (ويسجد للسهو، ولو مع سلامه) ناويا (للقطع) لأن نية تغيير المشروع لغو (مالم يتحول عن القبلة أو يتكلم، لبطلان التحريمة...... (سلم مصلى الظهر) مثلا (على) رأس (الركعتين توهما) اتمامها (أتمها) أربعا (وسجد للسهو). (شامى: ۹۱/۲، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، ط: سعيد)

اور اسی مسجد میں دوسری مرتبہ تراویح کی جماعت کرنا درست نہیں۔(۱) ایسی صورت میں تنہا تنہا نماز پڑھیں، یا مسجد سے باہر کسی اور جگہ پر جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھیں۔

☆......ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعت کرنا جائز ہے،(۲) لیکن ایک ہی مسجد میں ایک ہی جماعت ہو، یہ زیادہ بہتر ہے۔

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہو گیا

☆......اگر تراویح کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا، تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے، (چاہے یاد آنے سے، چاہے لقمہ ملنے کی وجہ سے) اور باقاعدہ سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر لے۔(۳) اور اگر سہو سجدہ نہیں کیا تو

---

(۱) ولو صلى التراويح مرتين في مسجد واحد يكره.(هندية: ۱/۱۱۶، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــ الخانية على هامش الهندية: ۱/۲۳۴، كتاب الصوم، باب التراويح، ط: رشيديه.

(۲) عن عبد الرحمٰن بن عبد القارى قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة الى المسجد فاذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: انى لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل، ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب، قال: ثم خرجت معه ليلة أخرىٰ والناس يصلون بصلاة قارئهم، قال عمر: نعمت البدعة هذه، والتي تنامون عنها أفضل من التي تقومون يريد آخر الليل وكان الناس يقومون أوّله، رواه البخاري: (مشكوة المصابيح، ص: ۱۱۵، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، ط: قديمي)

ـــ الموطأ للامام مالك، ص: ۹۷، كتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، ط: مير محمد كتب خانه.

ـــ صحيح البخاري: ۱/۵۳۴، كتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان. (كتاب صلوٰة التراويح)، ط: الطاف اينڈ سنز كراچى)

(۳) وان سها عن القعود الأخير عاد مالم يسجد لعدم استحكام خروجه من الفرض لاصلاح صلاته، وبه وردت السنة، عاد رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد قيامه الى الخامسة ويسجد للسهو...... وسجد للسهو (سواء كان الى القيام أقرب أو الى القعود أقرب) لتاخيره فرض القعود...... (مراقى مع الطحطاوى، ص: ۴۶۷، ۴۶۸، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: قديمي)

ـــ الدر مع الرد: ۲/۸۵، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد.

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۰۲، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد.

نماز دوبارہ پڑھے۔(۱)

☆......اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا ہے تو چوتھی رکعت ملا کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر لے، لیکن ان چار رکعتوں میں سے آخری دو رکعت صحیح ہوں گی، اور شروع کی دو رکعت قعدہ نہ کرنے کی وجہ سے فاسد ہیں۔(۲) اور اس میں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کا تراویح میں دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ورنہ ختم نامکمل رہے گا۔(۳) چوں کہ اس صورت میں تکبیر تحریمہ باقی ہے، اس لیے آخری دو رکعت صحیح ہیں۔اور آخری دونوں رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا ہے وہ معتبر ہے۔

---

(۱) ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو ان لم يسجد له وان لم يعدها يكون فاسقاً آثماً.(الدر المختار: ۱/۴۵۶، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،مطلب:واجبات الصلاة،ط:سعيد)

ـــ طحطاوى مع المراقي،ص:۲۴۷، كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،وأركانها،فصل:في بيان واجب الصلاة،ط:قديمي.

ـــ البحر الرائق: ۱/۲۹۵، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،ط:سعيد.

(۲) (وان صلى اربع ركعات بتسليمة واحدة و) الحال (أنه لم يقعد على ركعتين) منها قدر التشهد (تجزى) الأربع (عن تسليمة واحدة) أى:عن ركعتين عند أبى حنيفة وأبى يوسف ـ رحمهما الله (وهو المختار)...... لأن القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع،فاذا تركها كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلا كما هو قول محمد وزفر ـ رحمهما الله تعالىٰ ـ وهو القياس،وإنما جاز على قول أبى حنيفة وأبى يوسف ـ رحمهما الله تعالىٰ ـ استحسانا فأخذنا بالقياس فى فساد الشفع الأول،وبالاستحسان في حق بقاء التحريمة،واذا بقيت صح شروعه في الشفع الثاني وقد أتمه بالقعدة، فجاز عن تسليمة واحدة. (حلبى كبير،ص:۴۰۸، كتاب الصلوٰة،فصل فى النوافل، تراويح، ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ هندية: ۱/۱۱۸، كتاب الصلوٰة،الباب التاسع فى النوافل،فصل فى التراويح، ط:رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۸۹، كتاب الصلوٰة،فصل فى سنن التراويح، ط:سعيد.

(۳) واذا فسد الشفع،وقد قرأ فيه لا يعتدّ بما قرأ فيه ويعيد القرءة؛ ليحصل له الختم فى الصلوٰة الجائزة. (هندية: ۱/۱۱۸، كتاب الصلوٰة،الباب التاسع فى النوافل،فصل فى التراويح،ط:رشيديه)

ـــ الجوهرة النيرة: ۱/۱۲۶، كتاب الصلوٰة،باب قيام شهر رمضان، ط:مير محمد كتب خانه.

ـــ الخانية على هامش الهندية: ۱/۲۳۸، كتاب الصوم،باب التراويح،فصل فى مقدار القراءة فى التراويح،ط:رشيديه.

☆......اور اگر اس صورت میں سہو سجدہ نہیں کیا تو نماز دوبارہ پڑھے۔(۱)

دوسری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑے ہو کر بیٹھنا

(الف) اگر امام تراویح کی نماز میں دو رکعت میں تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا۔

(ب) یا کھڑا ہونے کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔

(ج) یا کھڑے ہونے کے بعد کچھ دیر پڑھ کر بیٹھا۔

(د) یا کھڑا ہونے کے بعد پورا رکوع یا سورت ختم کرنے کے بعد بیٹھا تو ان تمام حالتوں میں بیٹھ کر تشہد پڑھے اور دائیں طرف ایک سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے، تو نماز ہو جائے گی۔(۲)

---

(۱) فالحاصل أن من ترك واجبا من واجباتها،أو ارتكب مكروها تحريميا لزمه وجوباً أن يعيد في الوقت،فان خرج أثم ولا يجب جبر النقصان بعده،فلو فعل فهو أفضل اه.
(شامی:۶۴/۲، کتاب الصلوٰة،باب قضاء الفوائت،مطلب فی تعریف الاعادة، ط:سعید)
ـــ البحر الرائق:۸۰/۲، کتاب الصلوٰة،باب قضاء الفوائت، ط:سعید.
ـــ حاشية الطحطاوی علی المراقی،ص:۳۵۸، کتاب الصلوٰة،باب قضاء الفوائت، ط:نور محمد.

(۲) رجل صلى الظهر خمساً وقعد في الرابعة قدر التشهد ان تذكر قبل أن يقيد الخامسة بالسجدة أنها الخامسة عاد الى القعدة وسلم،كذا في المحيط،ويسجد للسهو،كذا في السراج الوهاج......
(الهندية:۱۲۹/۱، کتاب الصلوٰة،الباب الثانی عشر فی سجود السهو،فصل، ط:رشیدیه)
ـــ وكذا اذا قام الى الخامسة قبل أن يقعد قدر التشهد أو بعدما قعد وعاد سجد للسهو لوجود تأخير الفرض عن وقته الأصلي وهو القعدة الأخيرة أو تأخير الواجب وهو السلام......(بدائع الصنائع:۱۶۴/۱، کتاب الصلوٰة،فصل:وأما بيان سبب الوجوب، ط:سعید.
ـــ مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص:۴۷۰، کتاب الصلوٰة،باب سجود السهو، ط:قدیمی.
ـــ وأيضا فيه:أما النفل فيعود مالم يقيد بالسجدة،(جزم به في المعراج والسراج وعلله ابن وهبان بأن كل شفع منه صلاة على حدة ولا سيما على قول محمد بأن القعدة الأولىٰ منه فرض فكانت كالأخيرة وفيها يقعد وان قام......والأربع قبل الظهر كالتطوع،وكذا الوتر عند محمد وتمامه في النهر.(الدر مع الرد:۸۳/۲، کتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:سعید)

دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی

''قنوت دوسری رکعت میں پڑھ لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۲۴)

دوسری مسجد میں جانا

☆......اگر محلے کی مسجد میں امام قرآن غلط پڑھتا ہے، اور دوسری مسجد میں حافظ اچھا پڑھتا ہے، اور آواز بھی اچھی ہے، اور نماز بھی سکون سے ادا کرتا ہے، تو اس صورت میں اپنی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں تراویح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر محلے کی مسجد میں تراویح میں قرآن مجید کا ختم نہ ہوتا ہو تو دوسری مسجد میں جہاں پر ختم ہوتا ہو، وہاں جا کر تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔(۲) کیوں کہ تراویح کی نماز میں قرآن ختم کرنا سنت ہے۔اور یہ اس صورت میں دوسری مسجد میں جا کر ادا ہو سکتی ہے، اپنے محلّہ میں ادا نہیں ہو سکتی۔

دو سلام پھیر دیئے سجدہ سہو کرتے وقت

''سجدہ سہو کرتے وقت دونوں طرف سلام پھیر دیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۴۹)

---

(۱) قال الامام: اذا كان امامه لحانا لا بأس بأن يترك مسجده ويطوف. وكذلك اذا كان غيره أخف قراءة، وأحسن صوتا. (هندية: ۱/۱۱٦، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع فى النوافل، فصل فى التراويح، ط: رشيديه)

ـــ قاضي خان على هامش الهندية: ۱/۲۳۹، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في مقدار القراءة في التراويح، ط: رشيديه.

ـــ حلبي كبير، ص: ۴۰۷، ۴۰۸، كتاب الصلوٰة، فصل فى النوافل، تراويح، ط: سهيل اكيڈمى.

(۲) وبهذا تبين أنه اذا كان لا يختم فى مسجد حيه، له أن يترك مسجد حيه، ويطوف، كذا فى المحيط. (هندية: ۱/۱۱٦، كتاب الصلوٰة، الباب التاسع فى النوافل، فصل فى التراويح، ط: رشيديه)

ـــ البحر الرائق: ۲/٦۹، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

ـــ حلبي كبير، ص: ۴۰۷، فصل فى النوافل، تراويح، ط: سهيل اكيڈمى.

دیکھ کر سماعت کرنا

نماز کے دوران قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنے یا دیکھ کر سننے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔اس لیے فرائض اور تراویح کی نمازوں میں قرآن مجید کو نہ دیکھ کر پڑھے، نہ دیکھ کرسنے۔ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی۔(۱)

دیکھ کر سننا

☆......اگر کسی علاقے میں تراویح پڑھانے والے حافظ کے علاوہ دوسرا حافظ نہ ہونے کی وجہ سے کسی نے قرآن کھول کر سماعت کی اور غلطی پر لقمہ دیا، اور امام نے لقمہ لے کر غلطی درست کی تو امام اور اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔(۲)

---

(۱) وان قرأ المصلي القرآن من المصحف، أومن المحراب تفسد صلوٰته عند أبي حنيفة۔رحمه الله تعالى. (حلبي كبير،ص:۴۴۷،مفسدات الصلوٰة،ط:سهيل اكيڈمى)

ــــ(وقراءته من مصحف) أي يفسدها. (البحر الرائق: ۲/۱۰،كتاب الصلوٰة،باب مايفسد الصلوٰة،ومايكره فيها، ط:سعيد)

ــــشامي: ۱/۶۲۳،كتاب الصلوٰة،باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها، ط:سعيد.

ــــهندية: ۱/۱۰۱،كتاب الصلوٰة،الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها،الفصل الأول،ط:رشيديه.

(۲) وفتحه على غير امامه الا اذا أراد التلاوة وكذا الأخذ،(لأنه تعلم وتعليم من غير حاجة بحر وهو شامل لفتح المقتدى على مثله وعلى المنفرد وعلى غير المصلي وعلى امام آخر،لفتح الامام والمنفرد على أي شخص كان اذا أراد به التعليم لا التلاوة نهر) (الدر مع الرد: ۱/۶۲۲،كتاب الصلاة،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،فروع،ط:سعيد)

ــــولو فتح على غير امامه تفسد الا اذا عنى به التلاوة دون التعليم، كذا في محيط السرخسي...... ولو سمعه المؤتم ممن ليس في الصلاة ففتحه على امامه يجب أن تبطل صلاة الكل لأن التلقين من خارج...... (الهندية: ۱/۹۹،كتاب الصلاة،الباب السابع:فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها،الفصل الأول فيما يفسدها،ط:رشيديه.

ــــوفتحه على غير امامه أي يفسدها لأنه تعليم وتعلم لغير حاجة......وأراد من الفتح على غير امامه تلقينه على قصد التعليم......وشمل ما اذا كان المفتوح عليه مصلياً أولا......(البحر الرائق: ۲/۶،كتاب الصلاة،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط:سعيد)

☆..... جو آدمی امام کے پیچھے اقتدا کی نیت کر کے نماز میں شریک نہ ہو، اس کے لیے غلطی بتانا، اور لقمہ دینا درست نہیں۔ اگر لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لیا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔(۱) اس لیے ایسا آدمی بالکل لقمہ نہ دیا کرے۔

☆.....نماز کی نیت باندھنے کے بعد قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۲)

(۱) ارتج علی الامام ففتح علیه من لیس فی صلاته، وتذکر، فاذا أخذ فی التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد، والا تفسد، لأن تذکره یضاف الی الفتح. (البحر الرائق: ۲/ ۶، کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة، ومایکره فیها، ط: سعید)

ـــــ هندیة: ۱/ ۹۹، کتاب الصلوٰة، الباب السابع فیما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها، الفصل الأول فیما یفسدها، ط: رشیدیه.

ـــــ شامی: ۱/ ۶۲۲، کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، ط: سعید.

(۲) انظر الی الصفحة السابقة، رقم: ؟؟؟، رقم الحاشیة: ۱ (وان قرأ المصلی القرآن من المصحف).

ڈ

ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہو

☆......جو شخص ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی کو کترواتا ہے، یا منڈاتا ہے وہ فاسق اور سخت گنہ گار ہے۔ اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۱) اور ایسے آدمی کی تعظیم کرنا منع ہے، اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔

☆......ایسے آدمی پر ضروری ہے کہ اس سے توبہ کرے اور ڈاڑھی نہ منڈائے، اور نہ کتروائے۔ البتہ ایک مٹھی سے زیادہ ہو تو اس کو کتروانا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وأما الأخذ منها أى من اللحية وهى دون ذلك :أى دون القبضة، كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. فتح. (الدر مع الرد: ۴۱۸/۲، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد، مطلب فى الأخذ من اللحية، ط: سعيد)

ـ مرقاة المفاتيح: ۹۱/۲، كتاب الطهارة، باب السواك، الفصل الأول، ط: رشيديه.

ـ لو قدموا فاسقا يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه، وتساهله فى الاتيان بلوازمه، فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة، وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه. (حلبى كبير، ص: ۵۱۳، ۵۱۴، كتاب الصلوٰة، الأولى بالامامة، ط: سهيل اكيڈمى)

ـ ويكره امامة عبد...... وفاسق، وأعمى، وفى الرد: (قوله: وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانى، وآكل الربا، ونحو ذلك. (شامى: ۵۵۹/۱، ۵۶۰، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعيد)

ـ البحر الرائق: ۳۴۸/۱، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعيد.

(۲) عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "خالفوا المشركين، أوفروا اللحى واحفوا الشوارب". وفى رواية. أنهكوا الشوارب واعفوا اللحى. متفق عليه. (مشكوة المصابيح: ۳۸۰/۲، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ط: قديمى)

ـ الصحيح لمسلم: ۱۲۹/۱، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ط: قديمى.

ـ صحيح البخارى: ۸۷۵/۲، كتاب اللباس، باب اعفاء اللحى، ط: قديمى.

ـ يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار: ۴۰۷/۶، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد)

ـ حدثنا محمد بن منهال...... وكان ابن عمر ـ رضى الله تعالى عنهما ـ اذا حجّ أو اعتمر قبض على لحيته، فما فضل أخذه. (صحيح البخارى: ۸۷۵/۲، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار، ط: قديمى كتب خانه)

ـ ولا بأس أن يقبض على لحيته، فان زاد على قبضته منها شيئى جزه، وان كان مازاد طويلة =

ڈاڑھی منڈے حافظ کی امامت

''ڈاڑھی منڈے کی امامت'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۸)

ڈاڑھی منڈے کی امامت

ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، اور ڈاڑھی منڈانے والا شریعت کی رو سے فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ اس لیے ڈاڑھی منڈے حافظ کو فرض اور تراویح کی نماز کے لیے امام بنانا جائز نہیں ہے۔ ایسے امام کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

ڈاڑھی نہیں نکلی

لڑکا بالغ ہوگیا مگر ڈاڑھی مونچھ کچھ نہیں آئی، اور وہ خوبصورت ہے، اور اس کو شہوت کی نظر سے دیکھنے کا احتمال ہے، تو وہ حافظ ہو یا طالب علم ہو اس کی امامت مکروہ ہے۔ اور اگر یہ باتیں نہیں ہیں، صرف عوام پسند نہیں کرتے، لیکن وہ تمام مقتدیوں میں زیادہ عالم اور قرآن مجید اچھا پڑھنے والا ہو تو اس کی امامت مکروہ نہیں ہوگی۔(۲)

اور اگر اتنی عمر ہوگئی ہے کہ اب ڈاڑھی بھرنے کی امید نہیں رہی تو وہ ''امرد'' کے حکم میں نہیں ہوگا۔(۳)

= ترکه، كذا في "الملتقط".

ــــ هندية: ٣٥٨/٥، كتاب الكرهية، الباب التاسع عشر في الختان، والخصاء، وقلم الأظفار، وقص الشارب، وخلق الرأس...... الخ، ط: رشيديه.

ــــ شامي: ٤١٨/٢، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مطلب في الأخذ من اللحية، ط: سعيد.

(١) انظر الى الحاشية السابقة، رقم: ٣.

(٢، ٣) وكذا تكره خلف أمرد، الظاهر أنها تنزيهة أيضا. والظاهر أيضاً كما قال الرحمتي أن المراد به الصبيح الوجه لأنه محل الفتنه، وهل يقال هنا أيضاً: اذا كان أعلم القوم تنتفي الكراهة، فان كانت علة الكراهة خشية الشهوة وهو الأظهر فلا، وان كانت غلبة الجهل أو نفرة الناس من الصلاة خلفه فنعم فتأمل، والظاهر انّ ذا العذار الصبيح المشتهي كالأمرد، تأمل. هذا، =

ر

رات کا اکثر حصہ تراویح میں گزارے

رات کا اکثر حصہ تراویح کی نماز میں گزارنا مستحب ہے۔ (۳)

رعایت کرتے ہوئے قرآن لوٹانا

- اگر کسی شخص کا تراویح میں قرآن شریف سننا رہ گیا تو پھر حافظ صاحب اس کی رعایت کرتے ہوئے، دوسرے دن بیس رکعت تراویح میں قرآن مجید کا وہ حصہ پڑھیں تو اگر اس سے دوسروں کو تکلیف اور گرانی نہ ہو تو بلا کراہت درست ہے۔ اور اگر اس سے دوسروں کو تکلیف اور گرانی ہوگی تو مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر وہ شخص فسادی ہے، دوبارہ دوسرے دن تراویح میں نہ پڑھنے کی صورت میں نقصان اور ضرر کا اندیشہ ہے تو مکروہ نہیں

=وفي حاشية المدني عن الفتاوىٰ العفيفة: سئل العلامة الشيخ عبد الرحمٰن بن عيسى المرشدي عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوز حد الانبات ولم ينبت عذاره، فهل يخرج بذلك عن حد الأمردية، وخصوصاً قد نبت له شعرات في ذقنه توذن بأنه ليس من مستديري اللحى، فهل حكمه في الامامة كالرجال الكاملين أم لا؟ أجاب بالجواز من غير كراهة، وناهيك به قدوة، والله أعلم، وكذلك سئل عنها المفتي محمد تاج الدين القلعي فأجاب كذلك. (شامي: ۱/۵۶۲، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب في امامة الأمرد، ط: سعيد)

— حاشية الطحطاوي مع المراقي، ص: ۳۰۳، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل في بيان الأحق بالامامة، ط: قديمي.

- امداد الفتاوىٰ: ۱/۲۳۸، كتاب الصلاة، باب الامامة والجماعة، حكم صلاة خلف أمرد ونابالغ، ط: دارالعلوم كراچي.

(۳) وفي فتاوى قاضيخان: ويستحب تأخير التراويح إلى ثلث الليل، والأفضل استيعاب اكثر الليل بالتراويح. (البحر الرائق: ۲/۶۸، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

— قاضيخان على هامش الهندية: ۱/۲۳۵، ۲۳۶، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في وقت التراويح، ط: رشيديه.

— الدرمع الرد: ۲/۴۴، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد.

ہے۔(۱)

رکعت کی تعداد میں اختلاف ہو

''تعدادِ رکعت میں اختلاف واقع ہوجائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۵۲)

رکوع کا انتظار کرنا

☆......تراویح کے وقت بعض افراد بیٹھے رہتے ہیں، اور حافظ صاحب جب رکوع میں جاتے ہیں تو کھڑے ہوکر نیت باندھ کر رکوع میں شامل ہوجاتے ہیں، اس طرح کرنا منع ہے۔ اس سے تراویح میں قرآن مجید ختم کرنے کی سنت بھی ادا نہیں ہوگی، اور ثواب بھی پورا نہیں ملے گا۔ آخرت کے اعتبار سے یہ لوگ زبردست نقصان میں رہیں گے۔(۲)

---

(۱) وکرہ تحریماً اطالة رکوع أو قراءة لادراک الجائی،وفی الرد:وکذا القعود الأخیر قبل السلام،وذکر فی السراج أن فیه خلافاً،وأشار الی أن الکلام فی المصلی،فلو انتظر قبل الصلاة ففی أذان البزازیة،لو انتظر الاقامة لیدرک الناس الجماعة یجوز لواحد بعد الاجتماع لا،الا اذاکان داعرًا شریرًا أی ان عرفه. وفی الرد:عزاہ فی شرح المنیة الی أکثر العلماء أی لأن انتظارہ حینئذ یکون للتودد الیه لا للتقریب والاعانة علی الخیر،(قوله:والا فلا بأس به)أی وان لم یعرفه فلا بأس به لأنه اعانة علی الطاعة،لکن یطوّل مقدار ما لایثقل علی القوم......(الدرمع الرد: ۱/۴۹۵،کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،مطلب فی اطالة الرکوع للجائی،ط:سعید)

ــــ امداد الفتاوی: ۱/۳۲۵،کتاب الصلاة،باب النوافل،فصل فی التراویح،ط:دارالعلوم کراچی.

(۲) (ویکرہ قاعداً مع القدرة علی القیام) کما یکرہ تأخیر القیام الی رکوع الامام للتشبه بالمنافقین، (وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ:قوله کما یکرہ...... الخ) ظاهرہ أنها تحریمیة للعلة المذکورة.وفی البحر عن الخانیة:یکرہ للمقتدی أن یقعد فی التراویح،فاذا أراد الامام أن یرکع یقوم لأن فیه اظهار التکاسل فی الصلٰوة والتشبه بالمنافقین قال تعالیٰ:واذاقاموا الی الصلٰوة قاموا کسالیٰ.ط.(رد المحتار مع الدر المختار: ۲/۴۸،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:ایچ ایم سعید)

ــــ ویکرہ للمقتدی أن یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام أن یرکع یقوم،وظاهرہ عبارة الشرح یفید ثبوت الکراهة ولوکان داخلا فی صلٰوة الامام لانه علله بقوله لما فی هذا من مخالفة الامام،ولما فیه من القول بلزوم القیام فی التراویح.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی،ص: ۴۱۶،کتاب الصلاة،فصل فی صلاة التراویح،ط:قدیمی)

ــــ الهندیة: ۱/۱۱۹،کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراویح،ط:رشیدیه.

☆...... جماعت کی نماز ہورہی ہے، اور ایک شخص بیٹھا رہتا ہے، جب امام رکوع میں جاتا ہے تو فوراً یہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہوجاتا ہے، یہ فعل مکروہ ہے۔ اور اس میں منافقین کے ساتھ مشابہت ہے۔(۱)

رکوع کی تسبیح سجدہ میں پڑھنا

رکوع میں بھول کر سجدہ کی تسبیح پڑھنے یا سجدہ میں بھول کر رکوع کی تسبیح پڑھنے سے سہو سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات واجب نہیں سنت ہیں۔ اور سنت ترک ہونے سے سہو سجدہ لازم نہیں ہوتا۔ البتہ مکروہ تنزیہی ہے۔ درمیان میں یاد آجائے تو پھر رکوع کی تسبیح رکوع میں اور سجدہ کی تسبیح سجدہ میں پڑھے، تاکہ سنت کے مطابق ہوجائے۔(۲)

رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو؟

اگر وتر کی نماز کسی ایسے شخص کے پیچھے پڑھے جو رکوع کے بعد کھڑے ہوکر قنوت پڑھتا ہے، اور مقتدی کا مذہب یہ نہیں تو مقتدی اس میں امام کی متابعت کرے۔(۳)

---

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، في الصفحة السابقة: (ويكره قاعداً مع القدرة على القيام)

(۲) ولو ترك تكبيرات الركوع والسجود وتسبيحاتهما فلا سهو فيها. (التاترخانية: ۱/۵۲۲، كتاب الصلوٰة، الفصل السابع عشر في سجود السهو، نوع آخر في بيان مايجب به سجود السهو ومالايجب، ط: قديمي)

—وفي الولواجية: الاصل في هذا ان المتروك ثلاثة انواع فرض، وسنة، وواجب...... وفي الثاني لاتفسد لأن قيامها بأركانها وقد وجدت ولا يجبر بسجدة السهو. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۲٦، كتاب الصلوٰة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ط: رشيديه)

-(وسننها) ترك السنة لا يوجب فساداً ولا سهوا بل اساءة لو عامداً غير مستخف، وقالوا: الاساءة ادون من الكراهة، ثم هي على ماذكره ثلاثة وعشرون (رفع اليدين للتحريمة)...... والتسبيح فيه ثلاثا. (الدر مع الرد: ۱/۴۷۳-۴۷٦، كتاب الصلاة، مطلب سنن الصلاة، ط: سعيد)

(۳) ولو صلى الوتر خلف من يقنت في الوتر بعد الركوع في القومة والمقتدي لايرى ذلك تابعه فيه. (الفتاوى التاتارخانية: ۱/۴۹۲، كتاب الصلوٰة، فصل في التراويح، ط: قديمي)

—الشامية: ۲/۸، ۹، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد. =

رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا

☆.....اگر امام نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کا رکوع کرلے، یا آیت سجدہ پڑھنے کے بعد دو تین چھوٹی آیتیں پڑھ کر نماز کا رکوع کرلے، اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرے، تو امام کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت نہیں کی تو نماز کے سجدہ میں سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا، خواہ نماز کے سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ لیکن اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت کی، اور مقتدیوں نے رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت نہیں کی تو مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوگا۔

ایسی صورت میں امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت نہ کرے نماز کے سجدہ میں امام اور مقتدی سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔(۱)

☆.....اور اگر امام کے ساتھ مقتدیوں نے بھی رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت کی تو سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

اور اگر مقتدیوں نے رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت نہیں کی، صرف امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت کی تو امام کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا،

=۔۔۔ منحة الخالق علی هامش البحر الرائق: ۲/۴۴، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

۔۔۔ الخانیة علی هامش الهندیة: ۱/۲۴۵، باب التراویح، فصل فی الوتر، ط: رشیدیه.

(۱) وتؤدی (برکوع صلوة) اذا کان الرکوع (علی الفور من قراءة آیة) أو آیتین وکذا الثلاث علی الظاهر کما فی البحر (ان نواه) أی کون الرکوع (لسجود) التلاوة علی الراجح (و) تؤدی (بسجودها کذلک) أی علی الفور (وان لم ینو) بالاجماع، ولو نواها فی رکوعه ولم ینوها المؤتم لم تجزه. (الشامیة: ۲/۱۱۱، ۱۱۲، کتاب الصلوة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

۔۔۔ الفتاوی الهندیة: ۱/۱۳۳، کتاب الصلوة، باب سجود التلاوة، ط: رشیدیه.

۔۔۔ حلبی کبیر، ص: ۵۰۵، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سهیل اکیڈمی.

۔۔۔ الطحطاوی علی المراقی، ص: ۴۸۷، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قدیمی.

مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا۔

اور اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت نہیں کی تو نماز کے سجدہ میں امام اور مقتدیوں میں سے کوئی نیت کرے یا نہ کرے سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا، بشرطیکہ آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے کم پڑھا ہو۔(۱)

☆......لیکن سجدۂ تلاوت کے بارے میں سب سے آسان صورت یہ ہے کہ آیت سجدہ پڑھ کر فوراً ایک سجدہ کرلے، اس سے لوگوں میں تشویش نہیں ہوتی۔(۲)

رکوع وسجود میں قرآن یاد کرنا

☆......بعض حافظ تراویح کے دوران رکوع اور سجود میں تسبیحات کی جگہ دل دل میں اگلی آیت پڑھتے رہتے ہیں، یا زبان سے بھی آہستہ آہستہ دہراتے رہتے ہیں، یہ درست نہیں۔ کیوں کہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن کریم پڑھنا منع ہے۔ باقی رکوع سجدے کی تسبیحات سنت ہیں، ان کے ترک سے نماز کراہت تنزیہی کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔(۳)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، فی الصفحة السابقة: وتؤدی (برکوع صلوة) اذاکان الرکوع

(۲) وان قرأ آیة السجدة فی الصلوٰة، فان کانت فی وسط السورة فالأفضل أن یسجد ثم یقوم ویختم السورة ویرکع. (الهندیة: ۱/۱۳۳، کتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)
— شامی: ۲/۱۰۹، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید.
— البحر الرائق: ۲/۱۲۲، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید.

(۳) ویکره الجهر بالتسمیة والتأمین واتمام القراءة فی الرکوع..... (الهندیة: ۱/۱۰۷، کتاب الصلاة، الباب السابع: فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها، الفصل الثانی: فیما یکره فی الصلاة ومالایکره، ط: رشیدیه)
- ویکره أن یقرأ فی غیر حال القیام؛ لأنه صلی الله علیه وسلم نهی عن القراءة فی الرکوع والسجود، وقال: أما الرکوع فعظموا فیه الرب، وأما السجود فأکثروا فیه من الدعاء فانه قمنٌ أن یستجاب لکم..... الخ (بدائع الصنائع: ۱/۲۱۸، کتاب الصلاة، فصل: وأما بیان مایستحب فیها، ط: سعید)
— شامی: ۱/۵۰۵، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: فی بیان تألیف الصلاة الی انتهائها..... ط: سعید.
— قال فی المنیة وشرحها الصغیر: ثم الاصل فی التفکر أنه ان منعه عن اداء رکن کقراءة آیة أو ثلاث أو رکوع أوسجود أو عن اداء واجب کالقعود یلزمه السهو لاستلزام ذلک ترک الواجب وهو الاتیان بالرکن أو الواجب فی محله وان لم یمنعه عن شئی من ذلک بأن کان یؤدی الأرکان ویتفکر لایلزمه السهو..... وهو الاصح. (الشامیة: ۲/۹۳، کتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، =

☆......بعض حافظ رکوع اور سجدے میں زبان سے اگلی آیت نہیں دہراتے، تسبیحات بھی پڑھتے ہیں، مگر دل ودماغ کو اگلی آیت سوچنے کی طرف متوجہ رکھتے ہیں۔ اس صورت میں اگرچہ نماز ہوجائے گی، لیکن ایسا کرنا بہتر نہیں ہے۔(۱)

رمضان میں تمام لوگوں نے تراویح کو ترک کردیا تو وتر کیسے پڑھیں؟

رمضان شریف میں اگر عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور تراویح کو تمام آدمیوں نے بالکل ترک کردیا تو اس صورت میں وتر کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔(۲)

رمضان میں تہجد کی جماعت

تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے، اکثر احادیث سے یہی ثابت ہے۔

= قبیل باب المریض، ط: ایچ ایم سعید)

ــــ ولو ترک تکبیرات الرکوع والسجود وتسبیحاتهما فلا سهو فیها. (التاتر خانیة: ۱/۵۲۲، کتاب الصلوٰة، الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بیان مایجب به سجود السهو ومالایجب، ط: قدیمی)

ــــ (وسننها) ترک السنة لایوجب فساداً ولا سهوا بل اساءة لو عامدا غیر مستخف وقالوا الاساءة ادون من الکراهة. ثم هی علی ماذکره ثلاثة وعشرون (رفع الیدین للتحریمة)...... والتسبیح فیه ثلاثاً. (الشامیة: ۱/۴۷۳،۴۷۶، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطلب سنن الصلاة، ط: ایچ ایم سعید)

(۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتکلم، متفق علیه. (مشکوة، ص: ۱۸، باب الوسوسة، الفصل الاول.

(۲) لکن فی التاتارخانیة عن التتمة أنه سأل عن علی بن أحمد عمن صلی الفرض والتراویح وحده أو التراویح فقط هل یصلی الوتر مع الامام؟ فقال لا. اه.......... الذی یظهر أن جماعة الوتر تبع لجماعة التراویح وان کان الوتر نفسه أصلا فی ذاته، لأن سنة الجماعة فی الوتر انما عرفت بالأثر تابعة للتراویح علی أنهم اختلفوا فی افضلیة صلاتها بالجماعة بعد التراویح کما یأتی. (الشامیة: ۲/۴۸، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبیل مطلب فی کراهة الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی وفی صلاة الرغائب، ط: ایچ ایم سعید)

ــــ امداد الفتاوی: ۱/۳۰۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، حکم انفراد در وتر تارکین جماعت تراویح را، ط: دارالعلوم کراچی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز ہمیشہ تنہا پڑھتے تھے، کبھی بھی تہجد کی جماعت کے لیے کسی کو نہیں بلایا، نہ اس کی جماعت کے لیے کبھی اعلان کیا۔ اس لیے رمضان المبارک میں وتر اور تراویح کے لیے بلا کر جماعت کرنا مسنون ہے۔ باقی نوافل کے لیے بلا کر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ اور بلانے اور اعلان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ امام کے پیچھے چار مقتدی ہوں۔ اگر مقتدی چار سے کم ہیں تو جائز ہے۔(۱)

رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے

''وتر رمضان میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۷۵)

رئیس کے لیے انتظار کرنا

''انتظار کرنا'' (ص:۹۲) اور ''انتظار کرانا'' (ص:۹۱) دونوں عنوانات کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) (ولا یصلی الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان) أی یکره ذلک علی سبیل التداعی، بأن یقتدی أربعة بواحد کما فی الدرر.

قال فی الرد: (قوله أی یکره ذلک) أشار الی ماقالوا من أن المراد من قول القدوری فی مختصره "لایجوز" الکرهة لاعدم أصل الجواز...... ثم ان کان ذلک أحیانا...... کان مباحاً غیر مکروه، وان کان علی سبیل المواظبة کان بدعة مکروهة لأنه خلاف المتوارث، وعلیه یحمل ماذکره القدوری فی مختصره، وماذکره فی غیر مختصره یحمل علی الأول. والله أعلم اه. قلت: ویؤیده أیضا مافی البدائع من قوله: إن الجماعة فی التطوع لیست بسنة الا فی قیام رمضان اه. فان نفی السنیة لا یستلزم الکراهة، نعم ان کان مع المواظبة کان بدعة فیکره...... والنفل بالجماعة غیر مستحب لأنه لم تفعله الصحابة فی غیر رمضان. (قوله علی سبیل التداعی) هو أن یدعو بعضهم بعضاً. (وقوله اربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد أو اثنین بواحد فلا یکره وثلاثة بواحد فیه خلاف بحر عن الکافی. (الشامیة: ۴۸/۲، کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی کراهة الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی وفی صلوٰة الرغائب، ط: ایچ ایم سعید)

— التطوع بالجماعة اذا کان علی سبیل التداعی یکره...... وقال شمس الأئمة الحلوانی ان کان سوی الامام ثلاثة لایکره بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشایخ والاصح أنه یکره هکذا فی الخلاصة. (الهندیه: ۸۳/۱، کتاب الصلوٰة، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الاول فی الجماعة، ط: رشیدیه)

— البحر الرائق: ۷۰/۲، کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ط: ایچ ایم سعید.

ریڈیو

اگر ریڈیو پر قاری صاحب (پڑھنے والے) خود تلاوت کر رہے ہیں تو اس سے سجدہ کی آیت سننے سے سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ اور کیسٹ کی تلاوت ہے تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔(۱)

ریکارڈنگ

اگر تراویح وغیرہ کی ریکارڈنگ دوبارہ ریڈیو اور ٹی وی سے براڈ کاسٹ یا ٹیلی کاسٹ کی جائے اور سجدۂ تلاوت کی آیت سنی جائے تو سجدہ واجب نہیں ہوگا۔(۲)

ز

زوال کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا

''طلوع کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۸۸)

(۱، ۲) وأما سبب وجوب السجدة فسبب وجوبها أحد شيئين: التلاوة أو السماع كل واحد منهما على حاله موجب.........فينظر الى أهلية التالي وأهليته بالتميز......بخلاف السماع من الببغاء، والصدى، فان ذلك ليس بتلاوة وكذا اذا سمع من المجنون لأن ذلك ليس بتلاوة صحيحة لعدم أهليته لانعدام التميز. (بدائع الصنائع: ١/١٨٠، ١٨٦، كتاب الصلاة، فصل فى سبب وجوب السجدة وفصل فى بيان من تجب عليه السجدة، ط: ايچ ايم سعيد).

ـــ الشامية: ٢/١٠٨، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: ايچ ايم سعيد.

ـــ الهندية: ١/١٣٢، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، ط: رشيديه.

ـــ لأن صحة التلاوة يشترط لها التميز، وكذا اذا سمع آية السجدة من غير آدمى كأن يسمعها من الببغاء أو من آلة حاكية (كالفونغراف)، فان هذا السماع لا يوجب السجود لعدم صحة التلاوة بفقد التميز. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/٤٦٥، كتاب الصلاة، مباحث سجدة التلاوة، شروط سجدة التلاوة، ط: دار الفكر)

ـــ فتاوى محمودية: ٧/٤٧٢، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ریڈیو، اور ٹیپ پر پڑھی ہوئی آیت سجدۂ تلاوت اور سلام کا جواب، ط: ادارۃ الفاروق کراچی۔

س

سامع اگلی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے

اگر سامع نابالغ ہے تو غلطی بتانے کے لیے اگلی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے۔(۱)

سامع چھوٹا ہے

"چھوٹا سامع" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۷۴)

سامع کو حافظ کے برابر میں کھڑا کرنا

اگر تراویح کی نماز میں سامع کو حافظ صاحب کے برابر میں کھڑا کرنے کی ضرورت ہے، مثلاً: حافظ صاحب کی سماعت کمزور ہے، دور سے لقمہ دے تو سنتے نہیں ہیں، تو اس صورت میں حافظ کے برابر میں کچھ پیچھے ہو کر کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور اگر عذر اور ضرورت نہیں ہے تو امام کے برابر میں کھڑا ہونا اچھا نہیں ہے۔(۲)

---

(۱)(ویصف الرجال ثم الصبیان) ظاهره تعددهم، فلو واحدًا دخل الصرف. (الشامیة: ۱/۵۶۸، ۵۷۱، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعید)

—البحر الرائق: ۱/۳۵۳، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعید.

—(قوله: ذکره فی البحر بحثاً) قال الرحمتی ربما یتعین فی زماننا ادخال الصبیان فی صفوف الرجال. (تقریرات الرافعی علی ردالمحتار: ۱/۷۳، ط: سعید)

(۲) وذکر الاسبیجابی أنه لو کان معه رجلان فامامهم بالخیار ان شاء تقدم وان شاء أقام فیما بینهما، ولو کانوا جماعة فینبغی للامام أن یتقدم ولو لم یتقدم الا أنه أقام علی میمنة الصف أو علی میسرته أو أقام فی وسط الصف فانه یجوز ویکره ......وأشار المصنف الی أن العبرة انما هو للقدم لا للراس فلو کان الامام أقصر من المقتدی تقع رأس المقتدی قدام الامام یجوز بعد أن یکون محاذیاً بقدمه أو متاخرا قلیلا. (البحر الرائق: ۱/۳۵۲، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعید)

—خلاصة الفتاوی: ۱/۱۵۶، ۱۵۷، کتاب الصلوٰة، باب الامامة والاقتداء، ط: رشیدیه.

—ولو قام واحد بجنب الامام وخلفه صف کره اجماعاً،

وفی الشامیة: قوله (کره اجماعاً) أی للمؤتم ولیس للامام منها شیئی ویتخلص من الکراهة بالقهقری الی خلف ان لم یکن المحل ضیقاً علی الظاهر. (الشامیة: ۱/۵۶۷، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ط: سعید)

سامع کے بتلانے تک خاموش رہنا

بعض دفعہ حافظ سے تراویح میں قرآن پڑھتے ہوئے غلطی ہوجاتی ہے، اور سامع کے بتلانے تک خاموش رہتا ہے، تو اس سے تراویح میں کوئی خلل نہیں آئے گا، تراویح ہوجائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لقمہ سننے کے لیے خاموش رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس صورت میں سہو سجدہ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہاں اگر فرض نماز ہو تو امام کو چاہیے کہ اگر تین آیت سے کم ہوئیں تو لقمہ کے انتظار میں کھڑا نہ رہے، بلکہ جہاں سے یاد ہو پڑھ لے۔ اور اگر تین آیتیں ہوگئی ہیں تو رکوع کردے۔ (۱)

سامع کے بغیر قرآن شریف پڑھنا

اگر قرآن شریف اچھی طرح یاد ہے تو تراویح کی نماز میں سامع کے بغیر بھی پڑھنا درست ہے۔ (۲) اگر کہیں بھول جائے یا شبہ ہوجائے تو سلام پھیرنے کے بعد قرآن مجید

---

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۲۴۶/۶، کتاب الصلوٰۃ، باب التراویح، ط: دار الاشاعت.

ــــ لو فتح علی امامه فلا فساد؛ لأنه تعلق به اصلاح صلاته...... ولاطلاق ماروی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه" اذا استطعمکم الامام فأطعموه" واستطعامه سکوته...... یکره للمقتدی أن یفتح علی امامه من ساعته وکذا یکره للامام أن یلجئهم الیه. (البحر الرائق: ۶/۲، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، ط: سعید)

ــــ ویکره للمقتدی أن یعجل بالفتح...... ویکره للامام أن یلجئهم الیه بأن یقف ساکتاً بعد الحصر أو یکرر الآیة، بل ینتقل الی آیة أخری أو یرکع ان قرأ القدر المستحب، وقیل قدر الفرض والأول هو الظاهر. (الطحطاوی علی المراقی، ص: ۳۴۴، باب مایفسد الصلوٰة، ط: قدیمی)

ــــ بخلاف فتحه علی امامه فانه لایفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال، أی سواء قرأ الامام قدر ماتجوز به الصلاة أم لا، انتقل الی آیة أخری أم لا، تکرر الفتح أم لا، هو الأصح. (الدر مع الرد: ۶۲۲/۱، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید)

(۲) لا ینبغی للقوم أن یقدموا فی التراویح الخوشخوان ولکن یقدموا الدرستخوان. (الهندیة: ۱۱۴/۱، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه.

ــ الخانیة علی هامش الهندیة: ۲۳۸/۱، کتاب الصوم، فصل فی القراءة فی التراویح، ط: رشیدیه.

ــــ التاتار خانیة: ۴۸۱/۱، کتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فی التراویح، نوع آخر بیان القرآءة فی التراویح، ط: قدیمی.

کھول کر دیکھ لے۔اور اگر غلطی ہو جائے (۱) اور اس سے نماز فاسد نہ ہو تو قرآن مجید کا وہ حصہ دوبارہ پڑھے۔اور اگر نماز فاسد ہوگئی تو نماز اور قرآن مجید کا وہ حصہ دوبارہ پڑھے۔تاہم سامع کا ہونا زیادہ بہتر ہے تاکہ اطمینان رہے اور شبہ وغیرہ سے بچ جائے۔

"سبحان الملک القدوس" کب پڑھے؟

وتر کی نماز کا سلام پھیر کر جب بیٹھے اس وقت "سبحان الملک القدوس" کو پڑھے۔اور یہ احناف کے نزدیک بھی مستحب ہے۔(۲)

"سبحان ذي الملک" آہستہ پڑھے

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد جو تسبیح پڑھی جاتی ہے،یعنی: "سبحان ذي الملک...... الخ" اس کو امام اور مقتدی کے لیے آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔زور سے نہیں پڑھنا چاہیے۔(۳)

---

(۱) واذا غلط في القراءة في التراويح فترک سورة أو آية وقرأ ما بعدها فالمستحب له أن يقرأ المتروكة ثم المقرؤة ليكون على الترتيب،واذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأ فيه ويعيد القراءة ليحصل له الختم في الصلاة الجائزة.(الهندية: ۱/۱۱۸، كتاب الصلاة،الباب التاسع،في النوافل، فصل في التراويح،ط:رشيديه)
— التاتار خانية: ۱/۴۸۰،كتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر في التراويح،نوع آخر بيان القراءة في التراويح،ط:قديمي.
— حلبي كبير،ص:۴۰۷،كتاب الصلاة،فصل في النوافل،تراويح،ط:سهيل اكيڈمی.

(۲)(واذا سلم منه الوتر)قال سبحان الملک القدوس ثلث مرّات يمدّ صوته في الثالثة (المرتبة الثالثة: حنفي) ويرفع، (قوله: يرفع) حاشية: قال ابن حجر:ظاهر هذا يدلّ على جواز الذكر برفع الصوت بل على الاستحباب اذا اجتنب الرياء اظهار للدين وتعليماً للسامعين وايقاظهم من رقدة الغفلة...... الخ.(الحصن الحصين:مع حاشيته للعالم المفتي فضيلة الشيخ مولانا عبد الحي الكهنوى الانصارى، ط: مطبعه انوار محمد لكهنو) ص: ۷۴ رقم الحاشية ؟؟؟؟ ط: تجم العلوم لكنو.
— عن أبي بن كعب قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم في الوتر قال سبحان الملک القدوس رواه أبو داوٗد والنسائي وزاد ثلاث مرات يطيل......(وزاد) أى النسائي في روايته أنه كان يقول ذلک(ثلاث مرات يطيل)أى في آخرهن كمارواه ابن الهمام والمعنى يمدّ في الثالثة صوته...... (مرقاة المفاتيح:۳/۱۷۲ ،باب الوتر،الفصل الثاني،ط:امداديه ملتان)

(۳) اما الادعية والأذكار فبالخفية أولىٰ.(شامي: ۲/۵۰۷، كتاب الحج،مطلب في الثناء =

حدیث شریف میں ہے کہ: ”لوگو! اپنے اوپر نرمی سے کام لو، (دعا زور سے نہ مانگو)، اس لیے کہ تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکار رہے ہو۔“ (۱)

ستائیسویں شب میں ختم کرنا

تراویح (۲) کی نماز میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے اور ستائیسویں (۳) رات میں ختم کرنا افضل اور مستحب ہے۔

سجدہ ایک کیا:

☆......اگر اتفاق سے حافظ صاحب تراویح کی نماز میں پہلی رکعت میں صرف

=على الكريم دعاة، ط: سعيد، وأيضا فيه:

(قوله: رفع صوته بالذكر) خير الذكر الخفي لأنه حيث خيف الرياء أو تأذى المصلين أو النيام. (شامي: ۱/۶۶۰، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما لا يفسده، مطلب في رفع الصوت بالذكر، ط: سعيد)

ـــ حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: ۳۱۸، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل في صفة الأذكار، ط: قديمي.

(۱) عن أبي موسى الأشعري قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فجعل الناس يجهرون بالتكبير، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أيها الناس اربعوا على أنفسكم انكم لاتدعون أصم ولا غائباً، انكم تدعون سميعاً بصيرًا وهو معكم والذي تدعونه أقرب الى أحدكم من عنق راحلته. متفق عليه. (مشكوة المصابيح: ۱/۲۰۲، باب ثواب التسبيح والتحميد والتهليل، الفصل الأول، ط: رحمانيه)

ـــ صحيح البخاري: ۱/۸۰۸، ۸۰۹، كتاب الجهاد، باب مايكره من رفع الصوت في التكبير، ط: الطاف اينڈ سنز کراچی.

ـــ الصحيح لمسلم: ۲/۳۵۰، كتاب الذكر، باب استحباب خفض الصوت، ط: رحمانيه.

(۲) السنة في التراويح انما هو الختم مرة. (الهندية: ۱/۱۱۷، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــ شامي: ۲/۴۶، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۸۹، كتاب الصلاة، فصل في سننها (التراويح)، ط: سعيد.

(۳) ”يختم في الليلة السابع والعشرين لكثرة الأخبار“ انها ليلة القدر. (البحر الرائق: ۲/۶۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوفل، ط: سعيد.

ـــ المبسوط للسرخسي: ۲/۱۱۹، كتاب الصلاة، باب التراويح، الفصل السادس في حق قدر التراويح، ط: المكتبة الغفارية.

ـــ شامي: ۲/۴۶، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد.

ایک سجدہ کر کے کھڑے ہوگئے، یا دُوسری رکعت میں صرف ایک سجدہ کر کے تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھ گئے، تو مقتدی حضرات "سبحان الله" اور "الله أكبر" کہہ کر امام کو متنبہ کریں کہ نماز میں کچھ کمی بیشی ہوگئی ہے۔(۱) تاکہ حافظ صاحب خود غور کر کے یاد کریں کہ کون سا فعل رہ گیا ہے۔ اگر ان کو یاد آ گیا تو ٹھیک ورنہ نماز کے بعد معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کریں۔

اگر حافظ صاحب کو یاد آ جائے تو فوراً ایک سجدہ کریں، پھر سہو سجدہ کریں۔(۲)

☆...... "سبحان الله" اور "الله أكبر" کہہ کر امام کو متنبہ کرتے وقت یہ نہ کہے کہ حافظ صاحب ایک سجدہ رہ گیا ہے، وہ کرلیں۔ اس طرح کہنے سے کہنے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اگر حافظ صاحب ایسے آدمی کا لقمہ قبول کریں گے، تو سب کی نماز فاسد ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) وكذا لو عرض للامام شئى فسبح المأموم لا بأس به...... للحديث الصحيح من نابه شئى فى صلاته فليسبح. (البحر الرائق: ۲/۷، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلوة ومالا يفسد، ط: سعيد)

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۳۵، كتاب الصلوة، فصل فى بيان حكم الاستخلاف، ط: سعيد.

ـــ الهندية: ۱/۹۹، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة...... الخ، ط: رشيديه.

(۲) (فى كل ركعة كالسجدة) حتى لو نسى سجدة من الأولى قضاها ولو بعد السلام قبل الكلام لكنه يتشهد ثم يسجد للسهو ثم يتشهد. (الشامية: ۱/۴۶۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلوة، ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۲/۹۴، باب سجود السهو، ط: سعيد.

ـ بدائع الصنائع: ۱/۱۶۷، كتاب الصلوة، فصل فى بيان المتروك ساهياً هل يقضى أم لا، ط: سعيد.

ـــ وفى الولوالجيه الاصل فى هذا أن المتروك ثلاثه انواع، فرض وسنة وواجب، ففى الفرض ان أمكنه التدارك بالقضاء يقضى والا فسدت صلاته. (الهندية: ۱/۱۲۶، كتاب الصلوة، الباب الثانى عشر فى سجود السهو، ط: رشيديه)

ـــ (سجدة السهو واجبة، انه لايجب الا بترك واجب)...... ولا بترك الفرائض لان تركها لا ينجبر بسجود السهو بل هو مفسد ان لم يتدارك فيعاد. (الحلبى الكبير، ص: ۴۵۵، كتاب الصلوة، فصل فى سجود السهو، ط: سهيل اكيڈمى)

ـ الفتاوى الولوالجية: ۱/۹۹، كتاب الطهارة، الفصل التاسع فى الحدث الطارئ على الصلاة، ط: مكتبه فاروقيه پشاور.

(۳) يجب أن يعلم بان مايفسد الصلاة نوعان، قول وفعل فنبدأ بالقول...... تكلم لاصلاح صلاته بأن قام الامام فى موضع القعود فقال له المقتدى أقعد أو قعد فى موضع القيام فقال له المقتدى قم، =

سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد اگلی آیت یاد نہ رہی

اگر امام صاحب یا حافظ صاحب نماز میں سجدۂ تلاوت ادا کر کے کھڑے ہونے کے بعد اگلی آیت یاد نہ آنے کی وجہ سے فوراً رکوع میں چلے گئے تو بھی نماز ہو جائے گی۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے، چاہے کسی اور جگہ سے کیوں نہ ہوں۔(۱)

سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد نماز لوٹانی پڑی

امام صاحب نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ ادا کیا، پھر کسی وجہ سے اس نماز کو دہرانے کی ضرورت پیش آئی، پھر وہی آیت پڑھی تو دوبارہ نماز میں سجدۂ تلاوت کرنا ضروری ہے۔(۲)

= أو لا لاصلاح صلاته ويكون الكلام من كلام الناس.(الفتاوى التاتار خانية: ۱/۴۱۶، الفصل الخامس في بيان مايفسد الصلوٰة ومالايفسد، ط:قديمي)

ـــ المحيط البرهاني: ۲/۱۴۶، كتاب الصلوٰة، الفصل الخامس في بيان مايفسد الصلاة، ط:ادارة القرآن.

ـــ البحر الرائق: ۲/۲، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة، ط:سعيد.

ـــ ولوفتح علي المصلي انسان فهذا علي وجهين اما ان كان الفاتح هو المقتدى أو غيره فان كان غيره فسدت صلاة المصلي سواء كان الفاتح خارج الصلاة أو في صلاة اخرى.(بدائع الصنائع: ۱/۲۳۶، كتاب الصلوٰة، فصل في بيان حكم الاستخلاف، ط:سعيد.

(۱) (وتؤدى بركوع وسجود)......ثم اذا سجد أو ركع لها على حدة فورًا يعود الى القيام ويستحب أن لا يعقبه بالركوع بل يقرأ آيتين أو ثلاثاً فصاعدا ثم يركع...... (الشامية: ۲/۱۱۱، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

ـــ الهندية: ۱/۱۳۳، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط:رشيديه.

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد.

(۲) ولو قرأها فسجد ثم افتتح الصلاة مكانه ثم قرأها ثانيا فعليه سجدة أخرى. (الهندية: ۱/۱۳۵، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

ـــ ولو قرأ رجل سجدة في الصلاة فسجدها ثم سلّم وتكلم ثم قرأها ثانيةً فعليه أن يسجدها، وفي "الفتاوى العتابية" تكلم أو لم يتكلم وهو الصحيح...... (التاتار خانية: ۱/۵۶۶، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، نوع آخر في تكرار آية السجدة، ط: قديمي.

ـــ حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: ۴۹۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قديمي.

سجدۂ تلاوت ان چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے

جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان چیزوں سے سجدۂ تلاوت بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کو دوبارہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ البتہ نماز اور سجدۂ تلاوت میں یہ فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور سجدۂ تلاوت میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور عورت کے برابر کھڑا ہونے سے بھی سجدۂ تلاوت فاسد نہیں ہوتا۔(۱)

سجدۂ تلاوت ان صورتوں میں واجب نہیں ہوتا

☆......اگر سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھنے والا مجنون ہے، تو اس کے منہ سے سن کر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

☆......ایسے بچے کی زبان سے آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا جو حد شعور کو نہ پہنچا ہو، کیوں کہ تلاوت صحیح ہونے کے لیے تمیز یعنی شعور کا ہونا شرط ہے۔(۲)

☆......اگر آیت سجدہ آدمی کے علاوہ کسی اور سے سنی گئی، مثلاً: طوطا، یا ٹیپ

---

(۱) ویفسدها ما یفسدها أی ما یفسد الصلاة من الحدث، العمد و الکلام، و القهقهة، علیه اعادتها وقیل هذا قول محمد رحمه الله لأن العبرة عنده لتمام الرکن وهو الرفع، والعبرة عند أبی یوسف رحمه الله للوضع فینبغی أن لا یفسدها، وفی الخانیة: انها تفسد علی ظاهر الجواب اتفاقاً الا أنه لا وضوء علیه فی القهقهة و کذا محاذاة المرأة لا تفسدها کصلاة الجنازة. (شامی: ۱۰۶/۲، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ـــ بدائع الصنائع: ۱۸۷/۱، کتاب الصلاة، فصل: فی شرائط جواز سجدة التلاوة، ط: سعید.

ـــ الهندیة: ۵۳۵/۱، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجدة التلاوة، ط: رشیدیه.

(۲) ویجب بتلاوة آیة...... علی ما کان أهلاً لوجوب الصلاة أداء وقضاءً، فلا تجب علی کافر وصبی ومجنون وحائض ونفساء، قرؤا أو سمعوا، وتجب بتلاوتهم خلا المجنون......لکن ذکر شیخ الاسلام أنه لا یجب بالسماع من مجنون أو نائم أو طیر لأن السبب سماع تلاوة صحیحة وصحتها بالتمیز، ولم یوجد، وهذا التعلیل یفید التفصیل فی الصبی فلیکن هو المعتبر ان کان ممیزًا وجب بالسماع منه والا فلا. (شامی: ۱۰۷/۲، ۱۰۸، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ـــ الهندیة: ۱۳۲/۱، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه.

ـــ بدائع الصنائع: ۱۸۶/۱، کتاب الصلاة، فصل: فی بیان من تجب علیه سجدة التلاوة، ط سعید.

ریکارڈ، کیسٹ، سی ڈی اور کمپیوٹر وغیرہ سے سنائی دیے تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ بے شعور چیزوں کی تلاوت ہی درست نہیں۔(۱) (باقی کیسٹ اور سی ڈی وغیرہ سے تلاوت سنتے وقت ادب اور احترام کرنا ضروری ہے)۔(۲)

☆...... مشین یا پرندہ سے سجدہ کی آیت سننے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔(۳)

سجدۂ تلاوت ایک کرنے کے بجائے دو سجدے کر لیے

امام صاحب نے تراویح کی نماز میں آیت سجدہ تلاوت کر کے ایک سجدہ کی جگہ پر دو سجدے کر لیے، تو اس صورت میں دوسرے سجدے کی وجہ سے تاخیر لازم آنے کی وجہ سے سہو

(۱) ولا تجب بسماعه من الصدى والطير ومن كل تال حرفا ولا بالتهجي،أشباه.(الدر المختار مع الرد:۲/۱۰۸، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

ـ كذا اذا سمع آية السجدة من غير آدمي كأن يسمعها من الببغاء أو من آلة حاكية (كالفونغراف) فان هذا السماع لا يوجب السجود لعدم صحة التلاوة بفقد التمييز.(كتاب الفقة على المذاهب الأربعة: ۱/۴۶۵،كتاب الصلاة،مباحث سجدة التلاوة،شروط سجدة التلاوة، ط: دار الفكر)

(۲) "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون" ظاهره وجوب الاستماع والانصات وقت قراءة القرآن في الصلاة وغيرها.(مدارك التنزيل: ۱/۴۵۸،سورة الاعراف:۲۰۴،ط:قديمي)

ـــ [فروع] يجب الاستماع للقراءة مطلقا؛ لأن العبرة لعموم اللفظ،قال تحته في الرد: (قوله يجب الاستماع للقراءة مطلقا) أي في الصلاة وخارجها؛لأن الآية وان كانت واردة في الصلاة على مامر فالعبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب...... وفي شرح المنية: والاصل أن الاستماع للقرآن فرض كفاية؛ لأنه لاقامة حقه بأن يكون ملتفتا اليه غير مضيّع،وذلك يحصل بانصات البعض؛ كما في رد السلام حين كان لرعاية حق المسلم كفى فيه البعض عن الكل،الا انه يجب على القارئ احترامه بأن لا يقرأ في الاسواق،ومواضع الاشتغال،فاذا قرأه فيها كان هو المضيّع لحرمته، فيكون الاثم عليه دون اهل الاشتغال دفعا للحرج،وتمامه في ط. ونقل الحموي عن استاذه قاضي القضاة يحيى الشهير بمنقاري زاده أنه له رسالة حقق فيها أن استماع القرآن فرض عين. (رد المحتار مع الدر: ۱/۵۴۶،كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،فصل في القراءة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية،ط:سعيد)

(۳) انظر الى الصفحة السابقة رقم:؟؟؟، رقم الحاشية:۲ (ويجب بتلاوة آية......).

سجدہ کرنا واجب ہوگا۔(۱) اگر امام صاحب نے سہو سجدہ نہیں کیا تو وقت کے اندر اندر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔ اگر لوگ موجود ہیں تو جماعت کے ساتھ ورنہ تنہا پڑھ لیں۔(۲)

سجدۂ تلاوت بیٹھ کر کرنا

"سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۳۳)

سجدۂ تلاوت بے وضو کرنا

سجدۂ تلاوت بے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

سجدۂ تلاوت جو ادا نہیں کیا

اگر گزشتہ زمانہ میں سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد سجدہ نہیں کیا، تو موت

---

(۱) ویلزمه السهو اذا زاد فعلا من جنسها لیس منها..... واذا کان واجبا لا یجب الا بترک واجب، أو تأخیره أو تأخیر رکن ساهیا، هذا هو الأصل، وانما وجب بالزیادة؛ لأنها لاتعری عن تأخیر رکن، أو ترک واجب. (فتح القدیر: ۴۳۸/۱، کتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ـــ هندیة: ۱۲۶/۱، کتاب الصلوٰة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ط: رشیدیه.

ـــ حلبی کبیر، ص: ۴۵۶، کتاب الصلوٰة، فصل فی سجود السهو، ط: سهیل اکیڈمی.

(۲) واعادتها بترکه عمدًا أی مادام الوقت باقیاً، وکذا فی السهو ان لم یسجد له وان لم یعدها حتی خرج الوقت تسقط مع النقصان. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص: ۲۴۷، ۲۴۸، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، وأرکانها، فصل: فی بیان واجب الصلاة، ط: قدیمی)

ـــ البحر الرائق: ۹۲/۲، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعید.

ـــ الهندیة: ۱۲۵/۱، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر: فی سجود السهو، ط: رشیدیه.

ـــ شامی: ۴۵۶/۱، کتاب الصلاة، مطلب فی واجبات الصلاة، وأیضا: ۶۵/۲، باب قضاء الفوائت، ط: سعید.

(۳) وأما شرائط الجواز فکل ما هو شرط جواز الصلوٰة من طهارة الحدث، وهی الوضوء، والغسل، وطهارة النجس، وهی طهارة البدن، والثواب، ومکان السجود، والقیام والقعود، فهو شرط جواز الصلوٰة. (بدائع الصنائع: ۱۸۴/۱، کتاب الصلوٰة، فصل فی شرائط جواز السجدة، ط: سعید)

ـــ وشرائط هذه السجدة شرائط الصلوٰة الا التحریمة. (الهندیة: ۱۳۵/۱، کتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)

ـــ البحر الرائق: ۱۱۸/۲، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید.

سے پہلے پہلے وہ سجدہ قضا کی نیت سے ادا کرلے۔ اگر صحیح تعداد معلوم ہے تو اس کے مطابق سجدے کرلے، ورنہ اندازہ کر کے سجدۂ تلاوت کرلے۔ تاخیر کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ بلکہ ادا کرنا ہی ضروری ہے۔(۱)

سجدۂ تلاوت دوسرا آدمی نہیں کرسکتا

"سجدہ کی آیت تلاوت کرنے والا ہی سجدہ کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۵۵)

سجدۂ تلاوت رہ گئے اور انتقال ہوگیا

اگر کسی آدمی کے سجدۂ تلاوت رہ گئے، اور سجدہ ادا کرنے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا، تو احتیاطاً ہر سجدہ کے بدلے تقریباً دو کلو گندم یا اس کی کرنٹ قیمت صدقہ کردے۔(۲)

سجدۂ تلاوت سن کر بعض مقتدی سجدے میں اور بعض رکوع میں چلے گئے

امام نے سجدہ کی آیت پڑھی، اور سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کردیا، جو مقتدی امام

---

(۱) وأما بيان كيفية وجوبها فأما خارج الصلوٰة،فانها تجب على سبيل التراخي دون الفور عند عامة أهل الأصول؛لأن دلائل الوجوب مطلقة عن تعيين الوقت.........وانما يتضيق عليه الوجوب في آخر عمره كما في سائر الواجبات الموسعة.(بدائع الصنائع: ۱/۱۸۰،كتاب الصلوٰة،فصل في بيان كيفية وجوب السجدة،ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق:۲/۱۲۳،۱۲۴،كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ الهندية:۱/۱۳۵،كتاب الصلوٰة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة،ط:رشيديه.

(۲) ولو مات وعليه صلوٰت فائتة،وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة، وكذا حكم الوتر والصوم.

(وفي الرد) (قوله:وكذا حكم الوتر) ولا رواية في سجدة التلاوة أنه يجب،أو لايجب كما في الحجة، والصحيح أنه لايجب،كما في "الصيرفية".(الدر مع الرد:۲/۷۳،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،مطلب في اسقاط الصلاة عن الميت،ط:سعيد)

ـــ ولا رواية في سجدة التلاوة أنه يجب أولا.(البحر الرائق:۲/۹۱،كتاب الصلوٰة،باب قضاء الفوائت، ط: سعيد.

ـــ سوال: اگر کسی کے ذمہ سجدہ تلاوت ہوں اور وہ مرجائے تو ان کا کفارہ دیا جائے؟

الجواب: کچھ نہیں، اس کیلئے استغفار کیا جاوے۔(امداد الفتاوی: ۱/۳۷۴، كتاب الصلوٰة،باب في سجدة التلاوة، میت کے ذمہ سجدہ تلاوت،ط:مكتبه دار العلوم)

کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے گئے، اور جو امام سے دور تھے اور ان کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدۂ تلاوت ہے وہ لوگ سجدے میں چلے گئے۔ جب امام نے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا، تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا، ان میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو کر رکوع میں گئے، پھر رکوع سے اٹھ کر سجدے میں شامل ہو گئے، اور کچھ لوگ سجدے سے بیٹھ کر پھر امام کے ساتھ چلے گئے، تو ان میں سے جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے، اور علم ہونے کے بعد خود بھی رکوع نہیں کیا، بلکہ سجدے میں ہی رہے تو ان کی نماز نہیں ہوئی۔ اور جو لوگ علم ہونے کے بعد خود کھڑے ہو کر رکوع کر کے پھر امام کے ساتھ سجدے میں مل گئے، ان کی نماز ہو گئی۔ اور جن لوگوں نے امام کے ساتھ یا علم ہونے کے بعد خود رکوع نہیں کیا، اگر وہ امام کے سلام کے بعد ایک رکعت اور پڑھ کر سلام پھیر دیتے تو ان کی نماز بھی صحیح ہو جاتی، لیکن اگر انہوں نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی۔ (۱)

(۱) اللاحق وهو من أدرك صلاة الامام وفاته باقيها بعذر كنوم، وغفلة، وسبق حدث وخوف......
(مراقی الفلاح، ص: ۴۶۵، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: قديمی)

— واللاحق من فاتته الركعات كلها أو بعضها لكن بعد اقتدائه بعذر كغفلة وزحمة وسبق حدث وصلاة خوف ومقيم ائتم بمسافر وكذا بلا عذر بأن سبق امامه فی ركوع وسجود فانه يقضی ركعة، وحكمه كمؤتم فلا يأتی بقراءة ولا سهو ولا يتغير فرضه بنية اقامة، ويبدأ بقضاء مافاته عكس المسبوق، ثم يتابع امامه ان أمكنه ادراكه والا تابعه (وفی الرد: تحت قوله: ان امكنه ادراكه)...... وفی البحر: وحكمه أنه يبدأ بقضاء مافاته بالعذر ثم يتابع الامام ان لم يفرغ وهذا واجب لا شرط، حتى لو عكس يصح، فلو نام فی الثالثة واستيقظ فی الرابعة فانه يأتی بالثالثة بلا قراءة فاذا فرغ منها صلى مع الامام الرابعة، وان فرغ منها الامام صلاها وحده بلا قراءة أيضاً؛ فلو تابع الامام ثم قضى الثالثة بعد سلام الامام صح وأثم. (الدر مع الرد: ۱/ ۵۹۴، ۵۹۵، کتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع أو السجود، أو بهما مع الامام أو قبله أو بعده، قبيل باب الاستخلاف، ط: سعيد)

— اللاحق وهو الذی أدرك أولها وفاته الباقی لنوم أو حدث أو بقی قائما للزحام أو الطائفة الأولى فی صلاة الخوف كأنه خلف الامام، لا يقرأ ولا يسجد للسهو...... اللاحق اذا عاد بعد الوضوء ينبغی له أن يشتغل أولا بقضاء ما سبقه الامام بغير قراءة يقوم مقدار قيام الامام وركوعه وسجوده ولو زاد أو نقص فلا يضرّه هكذا فی شرح الطحاوی، واذا كبر مع الامام ثم نام =

سجدۂ تلاوت طلوع، غروب اور زوال کے وقت کرنا

"طلوع کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۸۸)

سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنا

تراویح کی نماز میں نیت باندھنے سے پہلے سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنا خیر القرون سے ثابت نہیں ہے، اس لیے اس کو لازم اور ضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر مجمع زیادہ ہے، جیسا کہ بڑے شہروں میں یا بڑی مساجد میں ہوتا ہے، صفیں دور دور تک ہوتی ہیں، اور کچھ صفیں بالائی منزل میں بھی ہوتی ہیں، سجدۂ تلاوت کا اعلان نہ کرنے کی صورت میں مغالطہ کا قوی احتمال رہتا ہے کہ لوگوں کو سجدۂ تلاوت کا پتہ نہ چلے اور سجدہ کے بجائے رکوع کرنے لگیں، تو ایسے موقع پر ضرورت کی بنا پر اعلان کرنے کی اجازت ہوگی۔ باقی اس کو لازم سمجھنا، اور اعلان نہ کرنے کی صورت میں بُرا بھلا کہنا، شور شرابہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

= حتى صلى الامام ركعة ثم انتبه فانه يصلي الركعة الأولى وان كان الامام يصلي الركعة الثانية هكذا في الذخيرة، ولولم يشتغل بقضاء ماسبقه الامام ولكن يتابع الامام أوّلا ثم قضىٰ ما سبقه الامام بعد تسليم الامام جازت صلاته عندنا هكذا في شرح الطحاوي. (الهندية: ۱/۹۲، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل السابع: في المسبوق واللاحق، ط: رشيديه)

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۲۳، كتاب الصلاة، فصل في محل البناء، ط: سعيد.

ـــ فتاویٰ رحيميه: ۱/۲۴۵، كتاب الصلاة، متفرق مسائل، تراویح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کرے یا نہیں، ط: مكتبه رحمانيه، لاهور.

(۱) فالبدعة اذن: عبارة عن طريقة في الدين مخترعة تضاهي الشرعية يقصد بالسلوك عليها المبالغة في التعبد لله سبحانه...... (الاعتصام للشاطبي، ص: ۲۳، الباب الأول: في تعريف البدع وبيان معنا ها...... ط: دار الكتاب العربي)

ـــ عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو ردٌّ، متفق عليه. (مشكوة المصابيح، ص: ۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ط: قديمي)

ـــ قال النووي رحمه الله تعالىٰ: البدعة كل شئي عمل على غير مثال سبق، وفي الشرع: احداث مالم يكن في عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ وسلم. (مرقاة المفاتيح: ۱/۳۶۸، باب الاعتصام بالكتاب =

سجدۂ تلاوت کا ثبوت

بخاری اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور جب سجدہ والی سورت پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اور ہم بھی ساتھ ہی سجدہ کرتے، یہاں تک کہ ہم میں بعض اشخاص کو پیشانی ٹیکنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔(۱)

سجدۂ تلاوت کا حکم

سجدۂ تلاوت واجب ہے۔(۲)

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ "الله أكبر" کہہ کر سجدہ میں جائے، اور تین بار یا زیادہ...... پانچ یا سات مرتبہ "سبحان ربي الأعلى" کہنے کے بعد "الله أكبر" کہہ کر اٹھ جائے، سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر بیٹھے ہوئے سجدہ میں گیا اور سجدے کے بعد پھر بیٹھا رہا تب بھی ہو جائے گا۔ لیکن کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد

=والسنة،الفصل الأول،ط:رشيديه)

ــ الضرورات تبيح المحظورات.(الأشباه والنظائر مع شرحه للحموى: ۱/۲۵۱،الفن الأول في القواعد الكلية،النوع الأول:القاعدة الخامسة،الضرر يزال،ط:ادارة القرآن.

ــ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:فتاوی رحیمیه: ۵/۱۹۹، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:دار الاشاعة.

(۱)عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ سورة التي فيها السجدة فيسجد ونسجد حتى مايجد أحدنا مكاناً لموضع جبهة.(بخاری: ۱/۱۴۷،ابواب ماجاء في سجود القرآن،باب من لم يجد موضعاً،ط:قديمي)

ــ صحيح مسلم: ۱/۲۱۵، كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط:قديمي.

(۲)والسجدة واجبة.(الهندية: ۱/۱۳۲، كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

ــ الشامية: ۲/۱۰۳، كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ــ تجب سجدة التلاوة بسبب تلاوة آية من أربع عشرة آية.(البحر الرائق: ۲/۱۱۸، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

دوسرے سجدہ کے لیے کھڑا ہو جائے، یہ زیادہ بہتر ہے۔(۱)

دوسرے الفاظ میں سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دو تکبیروں کے ساتھ ایک سجدہ کرلے، ایک تکبیر تو پیشانی کو سجدہ کے لیے زمین پر رکھتے وقت کہے، اور دوسری تکبیر سجدہ سے اٹھتے ہوئے کہے۔

سجدۂ تلاوت میں تشہد اور سلام نہیں ہے۔ اور یہ دونوں تکبیریں سنت ہیں۔ لہٰذا اگر کسی نے تکبیر کے بغیر پیشانی زمین پر رکھ دی تو سجدہ ہو جائے گا۔ لیکن سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔(۲)

سجدۂ تلاوت کب تک ادا کرسکتا ہے؟

☆......اگر سجدۂ تلاوت نماز سے باہر واجب ہوا تو زندگی کے آخری وقت تک اس کو ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اگر موت سے پہلے پہلے ادا کرلیا بہتر، ورنہ موت کے بعد

---

(۱) وكيفيته أن يسجد بشرائط الصلاة بين تكبيرتين بلا رفع وتشهد...... والمراد بالتكبيرتين تكبيرة الوضع والرفع وكل منها سنة...... والأصح أنه يقول سبحان ربي الأعلىٰ ثلاثا كسجدة الصلاة ولا ينقص منها...... فان كانت السجدة في الصلاة فان كانت فريضة قال: سبحان ربي الأعلى أو نفلاً قال ماشاء مما ورد كسجد وجهي للذي خلقه الى آخره...... ومما يستحب لأدائها أن يقوم فيسجد لأن الخرور سقوط من القيام والقرآن وردبه، وهو مروي عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها وان لم يفعل لم يضره. (البحر الرائق: ۱۲۶/۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ الهندية: ۱۳۵/۱، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجدة التلاوة، ط: رشيديه.

ـــ الشامية: ۱۰۷/۲، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

(۲) (وهي سجدة بين تكبيرتين مسنونتين)...... وفي الحجة قال بعض المشايخ: لو سجد ولم يكبر يخرج عن العهدة، قال في الحجة: وهذا يعلم ولا يعمل به لما فيه من مخالفة السلف. (الشامية: ۱۰۶/۲، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ منحة الخالق على هامش البحر الرائق: ۱۲۶/۲، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ الفتاوىٰ التاتارخانية: ۷۲۴/۱، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، ط: ادارة القرآن كراچي.

ـــ وانظر الحاشية السابقة [رقم: ۱] (فالبدعة اذن: عبارة عن طريقة)

گنہگار ہوگا۔ تاہم فوری سجدہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔

☆......اگر نماز کے اندر آیت سجدہ تلاوت کرنے کی وجہ سے سجدہ واجب ہوا تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے۔ اور فوراً کا مطلب یہ ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے اور سجدہ کے درمیان تین آیتیں پڑھنے کی مقدار وقفہ نہ ہو۔ اگر اتنا وقفہ ہوگیا تو وہ فوراً ادا کرنا نہیں ہوگا۔ (۱)

سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟

''سجدۂ تلاوت والی آیت کا کچھ حصہ پڑھے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۴۹)

سجدۂ تلاوت کر کے نماز پوری کرنے کے بعد دوسری نماز میں وہی آیت سجدہ دوبارہ پڑھی

☆......اگر امام صاحب نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور نماز پوری کی پھر کسی وجہ سے نماز دوہرانے کی ضرورت پیش آئی، پھر وہی آیت سجدہ پڑھی تو پھر سجدہ کر لینا چاہئے۔ (۲)

☆......اگر تراویح میں امام صاحب نے دو رکعت کی نیت باندھی، پہلی یا دوسری

---

(۱) (وهي علی التراخي) علی المختار ويكره تاخيرها تنزيها......(ان لم تكن صلوية) فعلی الفور لصيرورتها جزء منها ويأثم بتاخيرها......(ان لم تكن صلوية) جواب شرط مقدر، تقديره: فان كانت صلوية فعلی الفور ثم تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراءة اكثر من آيتين أو ثلاث. (الشامية: ۲/۱۱۰، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ــــ البحر الرائق: ۲/۱۱۹، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ــــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۰، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، فصل في بيان كيفية وجوب سجدة التلاوة، ط: سعيد.

(۲) وشرط التداخل اتحاد الآية، واتحاد المجلس حتی اختلف المجلس واتحدت الآية، او اتحد المجلس واختلف الآية لا تتداخل كذا في المحيط. (هندية: ۱/۱۳۴، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

ــــ ولو قرأها فسجد ثم افتتح الصلاة مكانه، ثم قرأها ثانيا فعليه سجدة اخری، وان كان لم يسجد للأولی فعليه سجدة واحدة، حتی لو لم يؤدها تسقط، ولو تلاها في ركعة فسجدها ثم اعادها في تلك الركعة لا تجب ثانيا كذا في محيط السرخسي. (هندية: ۱/۱۳۵، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور سجدہ کیا، اور دو رکعت پوری کیں، پھر دو رکعت کی نیت باندھی اور سہواً اسی آیت سجدہ کو دوبارہ پڑھ لیا، تو دوبارہ سجدہ کرنا لازم ہوگا، کیوں کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔(۱)

سجدۂ تلاوت کرنا بھول جائے

☆......اگر کسی نے ایک رکعت میں سجدہ کی آیت پڑھی، مگر اس میں سجدہ کرنا بھول گیا، تو دوسری رکعت میں جب یاد آئے، سجدہ تلاوت ادا کرلے، اور پھر آخر میں سہو سجدہ کرلے۔(۲)

☆......اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے۔ اگر آیت سجدہ پڑھنے کے بعد آگے چھوٹی تین آیات یا ایک لمبی آیت پڑھنے کے بعد سجدۂ

(۱) أما اذا تلاها وسجدها ثم افتتح الصلاة وأعادها في ذلک المكان يسجد للمتلوة في الصلاة...... وجه رواية نوادر أبي سليمان أن الآية تليت في مجلسين مختلفين حكما لأن الأولى وجدت في مجلس التلاوة والثانية في مجلس الصلاة والمجلس تتبدل بتبدل الأفعال.(بدائع الصنائع: ۱۸۴/۱،باب سجود التلاوة،فصل في بيان سبب وجوب السجدة،ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق:۱۲۴/۲،كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط :سعيد.

ـــ وكذا الحكم في تبدل المجلس عند اتحاد الآية لكل تلاوة سجدة.(حلبي كبير، ص: ۵۰۳، كتاب الصلاة،فصل في سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ ولو قرأ آية السجدة في الصلاة وسجد ثم قرأها بعد السلام في مكانه مرة أخرى يسجد سجدة اخرى.(الهندية: ۱۳۵/۱،كتاب الصلوٰة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة،ط: رشيديه)

(۲) اذا تلا آية سجدة ونسي أن يسجد لها ثم ذكرها وسجد وجب عليه سجود السهو لانه ترك الوصل وهو واجب.(منحة الخالق حاشية البحر الرائق:۹۴/۲، ۹۵،كتاب الصلاة،باب سجود السهو، ط: سعيد)

ـــ الهندية: ۱۲۶/۱،كتاب الصلاة،الباب الثاني عشر في سجود السهو،ط:رشيديه.

ـــ (ولو تلاها في الصلاة سجدها فيها لا خارجها) وفي البدائع:واذا لم يسجد اثم فتلزمه التوبة. (فتلزمه التوبة)...... أقول:وهذا اذا لم يركع بعدها على الفور......وهومقيد ايضاً بما اذا تركها عمدًا حتى سلّم وخرج من حرمة الصلاة أما لو سهوًا وتذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منا فياً يأتي بها ويسجد للسهو.(الشامية: ۱۱۰/۲،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

تلاوت کیا، تو سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد آخر میں سہو سجدہ کرنا بھی واجب ہے۔ اور اگر مزید تین آیتوں سے کم پڑھ کر ہی سجدۂ تلاوت کرلیا ہے، تو پھر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(۱)

سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ

☆...... سجدۂ تلاوت ادا کرتے وقت شروع میں ہاتھ اٹھا کر نیت نہ باندھے، بلکہ سجدہ کرنے کی نیت سے "الله أكبر" کہہ کر سجدہ میں چلا جائے، اور تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ "سبحان ربي الأعلى" کہنے کے بعد "الله أكبر" کہہ کر اٹھ جائے، سجدہ ادا ہوگیا۔ تشہد، درود، دعا اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

بیٹھے بیٹھے بھی سجدۂ تلاوت کرنا جائز ہے۔ البتہ کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا افضل ہے۔(۲)

سجدۂ تلاوت کرنے کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "ابن آدم (آدم کی اولاد) جب

---

(۱) (وهی علی التراخی ان لم تکن صلویة) فعلی الفور ویأثم بتاخیرها ویقضیها مادام فی حرمة الصلاة، قال فی الرد: (فعلی الفور)...... ثم تفسیر الفور عدم طول المدة بین التلاوة والسجدة بقراءة اکثر من آیتین أو ثلاث (قوله: ویأثم بتاخیرها) لانها وجبت بما هو من افعال الصلاة وهو القراءة وصارت جزءاً من أجزائها فوجب أدائها مضیقاً ولذا کان المختار وجوب سجود السهو لو تذکرها بعد محلها. (الشامیة: ۲/ ۱۰۹، کتاب الصلوٰة باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ـــ البحر الرائق: ۲/ ۱۱۹، کتاب الصلاة باب سجود التلاوة، ط: سعید.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/ ۱۹۱، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، فصل فی کیفیة ادائها، ط: سعید.

ـــ الطحطاوی علی المراقی، ص: ۴۸۰، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: قدیمی.

(۲) واذا أراد السجود کبر ولا یرفع یدیه وسجد ثم کبر ورفع رأسه ولا تشهد علیه ولا سلام، یقول فی سجوده سبحان ربی الأعلی ثلاثا ولا ینقص عن الثلاث کما فی المکتوبة ویرفع صوته بالتکبیر، والمستحب أنه اذا أراد أن یسجد للتلاوة یقوم ثم یسجد واذا رفع رأسه من السجود یقوم ثم یقعد. (الهندیة: ۱/ ۱۳۵، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)

ـــ البحر الرائق: ۲/ ۱۲۶، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید.

ـــ الشامیة: ۲/ ۱۰۶، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعید.

ـــ الطحطاوی علی المراقی، ص: ۴۹۸، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قدیمی.

آیت سجدہ پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہٹ کر روتا ہے، اور کہتا ہے: ہائے غضب! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا، اور اس نے سجدہ کیا، تو اس کے لیے جنت ہے۔ اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا، اور میں نے حکم نہیں مانا تو میرے لیے جہنم ہے۔" (۱)

سجدۂ تلاوت کس پر واجب ہے؟

آیت سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہے۔ اگر کوئی آدمی سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے باوجود سجدۂ تلاوت نہ کرے تو گنہ گار ہوگا۔ (۲)

سجدۂ تلاوت کن لوگوں پر واجب ہے؟

سجدۂ تلاوت انہیں لوگوں پر واجب ہے، جن پر ادا یا قضا کے طور پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ حیض، نفاس والی عورت، نابالغ اور ایسے مجنون پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو گیا ہو، خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہیں۔ اور جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے، اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اسی طرح

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی علیه وسلم اذا قرأ ابن اٰدم السجدة فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلتیٰ أمر ابن اٰدم بالسجود فسجد فله الجنة وأمرتُ بالسجود فأبیت فلی النار. (مشکوة المصابیح: ۱/۸۴، کتاب الصلوٰة، باب السجود وفضله، ط: قدیمی)

ــ الصحیح لمسلم: ۱/۶۱، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة، ط: قدیمی.

ــ سنن ابن ماجه، ص: ۷۳، کتاب الصلاة، باب سجود القرآن، ط: قدیمی.

(۲) والسجدة واجبة فی هذه المواضع علی التالی والسامع سواء قصد سماع القرآن أو لم یقصد. (الهندیة: ۱/۱۳۲، کتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر فی سجدة التلاوة، ط: رشیدیه)

ــ البحر الرائق: ۲/۱۱۸، کتاب الصلاة باب سجود التلاوة، ط: سعید.

ــ وحکمه (الواجب) استحقاق العقاب بترکه وعدم اکفار جاحده والثواب لفعله. (الشامیة: ۱/۴۵۶، کتاب الصلوٰة، مطلب واجبات الصلاة، ط: سعید)

ــ (ولو تلا فی الصلاة سجدها فیها لا خارجها)......وفی البدائع: واذا لم یسجد أثم فتلزمه التوبة. (الشامیة: ۲/۱۱۰، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

مست اور جنبی (یعنی جس پر نہانا واجب ہے اس) پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے۔(۱)

سجدۂ تلاوت کو سجدۂ نماز کے ساتھ ادا کرنا

☆......نماز میں جس وقت آیت سجدہ کی تلاوت کرے، اسی وقت سجدۂ تلاوت کرلینا چاہیے۔اور اگر موخر کیا اور نماز کے سجدے کے ساتھ ادا کیا، یعنی تین سجدے کیے، تو سہو سجدہ لازم ہوگا۔سہو سجدہ کرنے کے بعد اس نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۲)

قصداً سجدۂ تلاوت کو موخر کرنا درست نہیں ہے، آیت سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ دو آیت کے بعد سجدۂ تلاوت کرلینا ضروری ہے، ورنہ گنہ گار ہوگا۔(۳)

---

(۱) وهي سجدة بين تكبيرتين بلا رفع يد وتشهد وفيها تسبيح السجود على من كان أهلاً لوجوب الصلاة أداءً وقضاءً كالجنب والسكران والنائم،فلا تجب على كافر وصبيّ ومجنون وحائض ونفساء،قرؤا أو سمعوا،وتجب بتلاوتهم المذكورين خلا المجنون المطبق......ولو قصر جنونه فكان يوماً وليلة أو أقل تلزمه تلاأو سمع،وان أكثر لا تلزمه.(الشامية: ۱۰۶/۲۔۱۰۸، كتاب الصلاة باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

۔التاتار خانية: ۵۶۲/۱،كتاب الصلوٰة،الفصل الحادى والعشرون فى سجود التلاوة،نوع آخر، ط: قديمى.

۔البحر الرائق: ۱۱۹/۲،كتاب الصلاة باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

۔بدائع الصنائع: ۱۸۶/۱،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل في بيان من تجب عليه، ط: سعيد.

(۲) (وهي على التراخي ان لم تكن صلوية) فعلى الفور......ويأثم بتأخيرها ويقضيها مادام فى حرمة الصلاة ولو بعد السلام...... (ولو تلاها فى الصلاة سجدها فيها لا خارجها) لما مر،وفي البدائع واذا لم يسجد أثم فتلزمه التوبة.

(قوله:فتلزمه التوبة)......أقول وهذا اذا لم يركع بعدها على الفور والا دخلت فى السجود وان لم ينوها وهو مقيد بما اذا تركها عمدًا حتى سلم وخرج من حرمة الصلاة،أما لو سهوًا ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافياً يأتي بها ويسجد للسهو.(الشامية: ۱۰۹/۲۔۱۱۰،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوه،ط:سعيد)

۔بدائع الصنائع: ۱۸۷/۱،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل فى بيان محل أدائها، ط: سعيد.

۔الهندية: ۱۳۳/۱،كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر فى سجدة التلاوة،ط:رشيديه.

(۳) (وهي على التراخي ان لم تكن صلوية) فعلى الفور...... ويأثم بتأخيرها،(قوله:فعلى الفور) جواب شرط مقدر تقديره فان كانت صلوية فعلى الفور...... ثم فى تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراءة أكثر من آيتين أو ثلاث.(الشامية: ۱۰۹/۲،۱۱۰،كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

۔البحر الرائق: ۱۱۹/۲،۱۲۳،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

۔بدائع الصنائع: ۱۹۱/۱،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل فى بيان وقت أدائها.

سجدۂ تلاوت کی آیات یہ ہیں

(۱) "سورة الأعراف" کے اخیر میں یہ آیت:

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَايَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ.

(۲) "سورة الرعد" کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ.

(۳) "سورة النحل" کے پانچویں رکوع کی اخیر کی یہ آیت:

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّالْمَلٰئِكَةِ وَهُمْ لَايَسْتَكْبِرُوْنَ ط يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ.

(۴) "سورة بنی إسرائيل" کے بارہویں رکوع میں یہ آیت:

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا.

(۵) "سورة المريم" کے چوتھے رکوع میں یہ آیت:

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا.

(۶) "سورة الحج" کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ط وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ط وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ.

(۷) "سورة الفرقان" کے پانچویں رکوع میں یہ آیت:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا

وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا.

(۸) "سورة النمل" کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَاتُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْن. اَللّٰهُ لَااِلٰهَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم.

(۹) "سورة السجدة" کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَایَسْتَکْبِرُوْن.

(۱۰) "سورة ص" کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَاب فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِکَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰب.

(۱۱) "سورة حم سجدة" کے پانچویں رکوع میں یہ آیت:

فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَایَسْئَمُوْن.

(۱۲) "سورة النجم" کے اخیر میں یہ آیت:

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا

(۱۳) "سورة الإنشقاق" میں یہ آیت:

وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَایَسْجُدُوْن.

(۱۴) "سورة العلق" میں یہ آیت:

کَلَّا لَاتُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب

سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی، لیکن سجدہ نہیں کیا

☆ ......نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھنے کے بعد اسی وقت سجدہ کر لینا چاہیے، اگر اسی وقت سجدہ کرنا یاد نہ رہا، بعد میں تقریباً تین آیات تلاوت کرنے کے بعد یاد آیا، اور اس وقت سجدہ کیا تو تاخیر کی وجہ سے آخر میں سہو سجدہ کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆ ......نماز سے باہر آیت سجدہ تلاوت کرنے کی صورت میں فوراً سجدہ کرنا بہتر ہے، لازم نہیں۔ اس لیے اس صورت میں تاخیر کی گنجائش ہے۔(۲)

سجدۂ تلاوت کی تسبیح

اگر سجدہ کی آیت فرض نمازوں میں پڑھی جائے تو اس کے سجدہ میں نماز کے سجدے کی مانند "سبحان ربي الأعلى" کہنا بہتر ہے۔ اور نفل نمازوں میں یا نمازوں سے باہر

---

(۱) (وهي على التراخي ان لم تكن صلوية) فعلى الفور...... ويأثم بتأخيرها ويقضيها مادام في حرمة الصلوٰة. (قوله:فعلى الفور)...... فان كانت صلوية فعلى الفور ثم تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراء ة أكثر من آيتين أو ثلاث.(قوله:ويأثم بتأخيرها) لأنها وجبت بما هو من أفعال الصلوٰة وهو القراء ة وصارت جزء من أجزاء ه فوجب أداؤها مضيقا كما في البدائع ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها،(ولو تلاها في الصلوٰة سجدها فيها لا خارجها) وفي البدائع واذا لم يسجد أثم وتلزمه التوبة. (قوله: واذا لم يسجدأثم)......أقول هذا اذا لم يركع على الفور بعدها والا دخلت في السجود وان لم ينوها وهو مقيد بما اذا تركها عمدًا حتى لو سلم وخرج من حرمة الصلوٰة أما لو سهوا وقد تذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافيا يأتي بها ويسجد للسهو.(الشامية:۲/۱۰۹،۱۱۰، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد)
ـــ البحر الرائق:۲/۱۱۹،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.
ـ بدائع الصنائع:۱/۱۹۱،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل في بيان وقت أدائها،ط:سعيد.

(۲) (وهي على التراخي على المختار ان لم تكن صلوية) قلت لكن سيذكر الشارح في الحج الاجماع على أنه لو تراخى كان أداء مع أن المرجح أنه على الفور.(الشامية:۲/۱۰۹،كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة،ط:سعيد)
ـ بدائع الصنائع:۲/۱۸۰،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل في بيان كيفية وجوبها، ط: سعيد
ـــ حلبي كبير،ص:۵۰۱،باب تتمات فيما يكره من القراء ة في الصلوٰة ومالا يكره في القراء ة خارج الصلوٰة وفي سجدة التلاوة،ط:سهيل اكيڈمي لاهور.

اگر پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں اختیار ہے کہ "سبحان ربي الأعلى" کہیں یا اور تسبیحیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھیں۔ مثلاً: "سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ." اگر "سبحان ربي الأعلى" اور اس کو یعنی دونوں کو جمع کرلیں تو اور بھی بہتر ہے۔ (۱)

سجدۂ تلاوت کی نیت

مستحب یہ ہے کہ جب سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جائے، اور پھر سجدہ کرے، اور سجدہ کرنے کے بعد کھڑا ہو جائے یا بیٹھے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (۲)

جب سجدۂ تلاوت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کی نیت دل سے کرے، یا زبان

---

(۱) (وفيها تسبيح السجود في الأصح) قال في فتح القدير ينبغي أن لا يكون ما صح على عمومه، فان كانت السجدة في الصلاة فان كانت فريضة قال: سبحان ربي الأعلى أو نفلا قال ماشاء الله مما ورد، كسجد وجهي للذي خلقه وصوّره وشق سمعه وبصره بحوله وقوته فتبارك الله احسن الخالقين. (شامي: ۲/۱۰۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۶، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ حلبي كبير، ص: ۵۹۲، كتاب الصلاة، تتمات فيما يكره من القراءة في الصلاة ومالايكره وفي القراءة خارج الصلاة وفي سجدة التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی لا ہور.

(۲) ويستحب أن يقوم لها، فيسجد من القيام؛ لما فيه من زيادة معنى الخرور وفي "الظهرية" أنه يستحب القيام بعد الرفع. (حلبي كبير، ص: ۵۰۱، كتاب الصلاة، القراءة خارج الصلوٰة، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــ وفي المضمرات: يستحب أن يقوم، ويسجد، ويقوم بعد رفع الرأس من السجدة، ولا يقعد اه، والثاني غريب. (البحر الرائق: ۲/۱۲۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ (قوله: وفي "المضمرات" الخ) قال الرملي: والذي في "المضمرات" بعد ذكر المسئلة كذا في "الفتاوى الظهيرية"...... قلت: والظاهر أن في نسخته سقطا؛ لأن الذي رأيته في الظهيرية، وكذا في التاتار خانية معزيا اليها، "واذا رفع رأسه من السجود يقوم ثم يقعد" الخ.... (منحة الخالق على هامش البحر الرائق: ۲/۱۲۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

نوٹ: جس طرح سجدہ تلاوت سے پہلے کھڑا ہونا مستحب ہے اسی طرح بعد میں بھی کھڑا ہونا مستحب ہے، اکثر عبارات سے یہی ثابت ہوتا ہے، اور علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔

سے یہ کہے کہ: ''میں اللہ کے لیے سجدۂ تلاوت کرتا ہوں''، اور پھر '' اللہ أکبر'' کہہ کر سجدہ کرلے۔(۱)

سجدۂ تلاوت کی نیت میں آیت کی تعیین شرط نہیں

سجدۂ تلاوت کی نیت میں آیت کی تعیین شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کی تلاوت کے سبب سے ہے، یہ نیت شرط نہیں۔(۲)

سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ وہی آیت پڑھ لے

امام صاحب نے تراویح کی نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد سجدہ کرلیا، پھر کھڑے ہوکر اگلی آیت کے بجائے وہی آیت سجدہ دوبارہ پڑھ لی، تو پہلا سجدہ کافی ہے، دوبارہ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور سہو سجدہ بھی واجب نہیں۔(۳)

---

(۱) وفی "السراج الوهاج" ثم اذا أراد السجود ينويها بقلبه، ويقول بلسانه: أسجد لله سجدة التلاوة: الله اكبر. (البحر الرائق: ۲/۱۲۷، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ الهندية: ۱/۱۳۵، كتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، ط: رشيديه.

ـ طحطاوى على المراقى، ص: ۴۹۸، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، فصل: سجدة الشكر، ط: قديمى.

(۲) ويشترط نية السجود للتلاوة، لا التعيين، حتى لو كان عليه سجدات متعددة فعليه أن يسجد عددها، وليس عليه أن يعين أن هذه السجدة لآية كذا وهذه لآية كذا. (حلبى كبير، ص: ۵۰۱، كتاب الصلاة، تتمات فيما يكره من القرآن فى الصلاة وما لا يكره، وفى القراءة خارج الصلاة، وفى سجدة التلاوة، ط: سهيل اكيڈمى)

ـ حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ۴۰۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: نور محمد.

ـــ ولا تجب نية التعين فى السجدات اھ. (البحر الرائق: ۲/۱۱۹، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

(۳) ولو تلاها فى ركعة فسجدها ثم أعادها فى تلك الركعة لا تجب ثانيا، كذا فى "محيط السرخسى". (الهندية: ۱/۱۳۵، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، ط: رشيديه)

ـــ الخانية على هامش الهندية: ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة، فصل فى قراءة القرآن خطأ وفى الأحكام المتعلقة بالقراءة، ط: رشيديه.

ـ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۳، كتاب الصلاة، فصل فى سبب وجوب السجدة، ط: سعيد.

سجدۂ تلاوت کے بعد سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھ لی

اگر امام نے تراویح کی نماز یا دیگر نمازوں میں سجدۂ تلاوت ادا کر کے کھڑا ہونے کے بعد اگلی آیت پڑھنے کے بجائے سورہ فاتحہ دوبارہ پڑھ لی، پھر اس کے بعد بقیہ سورت کی تلاوت کی تو نماز ہو جائے گی۔ سہو سجدہ لازم نہیں ہوگا۔ البتہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

واضح رہے کہ سورۂ فاتحہ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد سورت شروع کرنے سے پہلے دوبارہ پڑھنے سے سہو سجدہ لازم ہوتا ہے؛ کیوں کہ سورۂ فاتحہ کے بعد بلا تاخیر سورت شروع کرنا واجب تھا، اس میں تاخیر ہوگئی۔ اور واجب کی تاخیر سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔ لیکن سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد قراءت شروع کر کے سجدۂ تلاوت ادا کر کے کھڑے ہونے کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سورت شروع کرنے میں تاخیر نہیں ہوئی۔ اس لیے سہو سجدہ لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

سجدۂ تلاوت میں دونوں طرف سلام پھیرنا

سجدۂ تلاوت میں سجدہ سے اٹھ کر دونوں طرف سلام پھیرنا درست نہیں ہے۔

---

(۱) وذکر قاضی خان وجماعة أنها ان قرأها مرتين على الولاء وجب السجود وان فصل بينهما بالسورة لا يجب وصححه الزاهدى للزوم تأخير السورة في الأول لا في الثانى اذليس الركوع واجباً بأثر السورة فانه لو جمع بين السورتين بعد الفاتحة لم يمتنع......(البحر الرائق: ۲/۹۴، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد)

—ولو قرأ آية السجدة وسجدلها ثم قام وقرأ الفاتحة ساهيًا لا يجب السهو. (التاتار خانية: ۱/۵۲۰، كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر فى سجود السهو، نوع آخر فى سهو الامام أو المؤتم هل يتعدى الى صاحبه، ط: قديمى)

—المحيط البرهانى: ۲/۵۷، كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر فى سجود السهو، نوع فى بيان مايجب به سجود السهو ومالا يجب، ط: رشيديه.

—الفتاوى الخانية على هامش الهندية: ۱/۱۲۸، كتاب الصلاة، فصل فيما يوجب السهو ومالايوجب السهو، ط: رشيديه.

کیوں کہ سجدۂ تلاوت میں سلام نہیں ہے۔(۱)

سجدۂ تلاوت میں نیابت جائز نہیں ہے

سجدۂ تلاوت میں نیابت درست نہیں، اس لیے سجدہ کی آیت پڑھنے والا اپنی طرف سے تو سجدہ کرے گا، لیکن وہ سننے والوں کی طرف سے تلاوت کا سجدہ نہیں کرسکتا۔(۲)

سجدۂ تلاوت میں ہاتھ اٹھا کر نیت نہیں باندھی جاتی

سجدۂ تلاوت ادا کرتے وقت ہاتھ اٹھا کر نیت نہیں باندھی جاتی۔ بلکہ سجدہ کرنے کی نیت سے "الله أكبر" کہہ کر سجدہ میں چلا جائے، اور تین یا پانچ مرتبہ "سبحان ربي الأعلى" کہنے کے بعد "الله أكبر" کہہ کر اٹھ جائے۔ سلام پھیرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اور تشہد، درود اور دعا بھی نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) ويجب بتلاوة آية...... بلا رفع يد وتشهد وسلام.(الشامية: ۱۰۷/۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

ـــ الهندية: ۱۳۵/۱، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط:رشيديه.

ـــ حلبي كبير، ص: ۵۰۰، تتمات فيما يكره من القرآن في الصلوٰة ومالايكره وفي القراءة خارج الصلوٰة، وفي سجود التلاوة، ط:سهيل اكيڈمی.

(۲) الأصل أن كل من أتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره...... (العبادة المالية تقبل النيابة مطلقا والبدنية لا) تقبلها.

(قوله:بعبادة ما) أي سواء كانت صلاة أو صوما أو صدقة أو قراءة أو ذكرا أو طوافا أو حجا أو عمرة أو غير ذلك...... وجميع أنواع البر.(الشامية: ۵۹۵/۲ - ۵۹۸، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط:سعيد)

ـــ الهندية: ۲۵۷/۱، كتاب الحج، الباب الرابع في الحج عن الغير، ط:رشيديه.

ـــ فتح القدير: ۶۵/۳، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط:رشيديه.

ـــ (فالسبب تلاوتها) أي التلاوة الصحيحة...... وذكر في المجتبى أن الموجب للسجدة أحد ثلاثة: التلاوة والسماع والائتمام وظاهر أنها أسباب ثلاثة به صرح في الحلية. (الشامية: ۱۰۴/۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

(۳) وإذا أراد السجود كبر ولا يرفع يديه وسجد ثم كبر ورفع رأسه ولا تشهد وسلام يقول في سجوده سبحان ربي الأعلى ثلاثا ولا ينقص عن الثلاث كما في المكتوبة...... ويرفع صوته بالتكبير. (الهندية: ۱۳۵/۱، كتاب الصلوٰة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط:رشيديه) =

بیٹھے بیٹھے بھی سجدۂ تلاوت کرنا جائز ہے، اور کھڑے ہوکر سجدہ میں جانا افضل ہے۔(۱)

سجدۂ تلاوت نماز میں ادا نہیں کیا

"آیت سجدہ پڑھ کر کتنی دیر میں سجدہ کرنا چاہیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۷۶)

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کی شرطیں

☆...... سجدۂ تلاوت کی بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کی ہیں۔ البتہ تکبیر تحریمہ، اور وقت کے تعین کرنے کی نیت کرنا شرط نہیں ہے۔ اور اس میں نیت بھی نہیں باندھی جاتی۔(۲)

☆...... سجدۂ تلاوت واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:

۱-مسلمان ہونا۔۲-بالغ ہونا۔۳-عقل کا صحیح ہونا۔۴-حیض ونفاس سے پاک ہونا۔

= الشامية: ۲/۱۰۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲٦، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ ولو قرأ الفاتحة، ثم السورة، ثم الفاتحة لا يلزمه السهو. (حلبي كبير، ص: ۴٦۰، فصل في سجود السهو، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱٦۷، كتاب الصلوٰة، فصل في بيان سبب الوجوب، ط: سعيد.

ـــ البحر الرائق: ۲/۹۴، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، ط: سعيد.

(۱) ومما يستحب لأدائها أن يقوم فيسجد لأن الخرور سقوط من القيام......وان لم يفعل لم يضره. (البحر الرائق: ۲/۱۲٦، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ حلبي كبير، ص: ۵۰۱، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی:

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۹۲، كتاب الصلوٰة، فصل في سنن السجود، ط: سعيد.

(۲) الحنفية ـــ قالوا: يشترط لها مايشترط للصلاة الا التحريمة، ونية تعين الوقت فانهما لا يشترطان لها ولا يؤتى بالتحريمة فيها......ويشترط لوجوبها كذلك مايشترط لوجوب الصلاة من الاسلام، والبلوغ والعقل والطهارة من الحيض والنفاس......(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/۴٦۵، كتاب الصلاة، مباحث سجدة التلاوة، شروط سجدة التلاوة، ط: دارالفكر بيروت)

ـــ وشرائطها شرائط الصلوٰة الا التحريمة؛ لأنها لتوحيد الأفعال المختلفة ولم يوجد. (البحر الرائق: ۲/۱۱۸، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ الشامية: ۲/۱۰٦، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۷، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، فصل في شرائط الجواز، ط: سعيد.

لہٰذا سجدۂ تلاوت کافر، بچے، مجنون یا حیض ونفاس والی عورت پر واجب نہیں۔(۱)

☆......اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت سنے اور وہ ادا یا قضا کے طور پر سجدہ ادا کرنے کا اہل ہو، تو اس پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔(۲) چنانچہ جو شخص نشہ یا ناپاکی کی حالت میں ہو، اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ قضا کے طور پر سجدہ بجالانے کا اہل ہے۔ ہاں اگر پڑھنے والا کوئی مجنون ہے، تو اس کے منہ سے سن کر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔(۳)

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے اسباب

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے تین اسباب ہیں:

اول: تلاوت۔ لہٰذا قرآن مجید کی آیت سجدہ کو تلاوت کرنے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اگرچہ اس نے خود سجدۂ تلاوت کی آیت کو نہ سنا ہو، جیسے کوئی بہرا ہو۔(۴)

آیت سجدہ کو نماز کے اندر پڑھا گیا ہو یا نماز سے باہر، امام نے پڑھا ہے، یا تنہا

---

(۱) فیشترط لوجوبها أهلية وجوب الصلوٰة من الاسلام والعقل والبلوغ والطهارة من الحيض والنفاس...... حتى لايجب على كافر وصبى ومجنون وحائض ونفساء. (البحر الرائق: ۲/۱۱۹، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

ـــ الشامية: ۲/۱۰۷، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸٦، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، فصل فى شرائط الجواز، ط:سعيد.

(۲ ـ ۳) وأما بيان من تجب عليه فكل من كان أهلاً لوجوب الصلوٰة اما أداء أو قضاء فهو من أهل وجوب السجدة عليه...... وتجب على المحدث والجنب وكذاتجب على السامع بتلاوة هؤلاء الا المجنون لعدم الأهلية. (البحر الرائق: ۲/۱۱۹، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

ـــ الشامية: ۲/۱۰۷، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸٦، كتاب الصلوٰة، فصل فى سجود التلاوة، ط:سعيد.

(۴) وذكر فى المجتبى أن الموجب للسجدة أحد ثلاثة التلاوة والسماع والائتمام. وفى الدر: فالسبب: التلاوة وان لم يوجد السماع كتلاوة الأصم. (الشامية: ۲/۱۰۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

ـــ الفتاوى الهندية: ۱/۱۳۲، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، ط:رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۰، كتاب الصلاة، فصل فى سبب وجوب السجدة، ط:سعيد.

نماز پڑھنے والے نے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔لیکن اگر مقتدی نے امام کے پیچھے جماعت کی نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ امام کے پیچھے قرآن شریف پڑھنا منع ہے۔لہٰذا اس حال میں آیت سجدہ تلاوت کرنے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا۔(۱)

ہاں اگر جمعہ اور عیدین کے موقع پر خطیب خطبہ میں آیت سجدہ پڑھے تو سجدۂ تلاوت اس پر اور سننے والے پر واجب ہوگا۔ایسی صورت میں خطیب کو چاہیے کہ منبر سے اتر کر سجدہ کرے، اور سننے والے حضرات بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں۔(۲)

واضح رہے کہ امام کے لیے منبر پر خطبہ کے دوران آیت سجدہ کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔(۳) لیکن جمعہ اور عیدین کی نماز کے اندر آیت سجدہ کی تلاوت مکروہ نہیں ہے۔ جب

(۱) تجب..... علی من تلا ولو اماما أو سمع ولو غیر قاصد أو مؤتما لا بتلاوته.(البحر الرائق: ۲/۱۲۰، کتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط:سعید)

ـــ الشامیة: ۲/۱۰۴،۱۰۵، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعید.

ـــ حلبی کبیر،ص:۵۰۰، کتاب الصلاة،تتمات فیما یکره من القرآن فی الصلاة ومالایکره وفی القراءة خارج الصلاة وفی سجدة التلاوة،ط:سهیل اکیڈمی.

(۲)حدثنا ابراهیم بن موسی..... قال أبوبکر:وکان ربیعة من خیار الناس عما حضر ربیعة من عمر بن الخطاب رضی الله عنه قرأ یوم الجمعة علی المنبر بسورة النحل حتی اذاجاء السجدة نزل فسجد وسجد الناس.(صحیح البخاری: ۱/۱۴۷، کتاب الصلاة،باب من رأی أن الله عزوجل لم یوجب السجود،ط:قدیمی)

ـــ ولو تلاها الامام علی المنبر یوم الجمعة سجدها وسجدها معه من سمعها لماروی أنه علیه الصلاة والسلام تلا سجدة علی المنبر فنزل وسجد وسجد الناس معه.(الشامیة: ۲/۱۲۰، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة،قبیل باب صلاة المسافر،ط:سعید.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۹۳، کتاب الصلاة،فصل فی سنن السجود،ط:سعید.

(۳)واذا تلا الخطیب یوم الجمعة أو العیدین آیة سجدةٍ وجبت علیه وعلی من سمعه،فینزل من فوق المنبر ثم یسجد،ویسجد الناس معه،ولکن یکره له أن یأتی بآیة السجدة وهو علی المنبر،أما الاتیان بها وهو فی الصلاة،فانه لایکره اذا أدی السجدة ضمن الرکوع أو السجود،بخلاف ما اذا أتی بها وحدها،فانه یکره لما فیه من التهویش علی المصلین.(کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: ۱/۴۶۷، کتاب الصلاة،مباحث سجدة التلاوة،أسباب سجود التلاوة،ط:دارالفکر.بیروت)

کہ سجدۂ تلاوت کو رکوع اور سجدہ کے ضمن میں ادا کیا جائے۔ اگر صرف سجدۂ تلاوت اکیلا کیا تو مکروہ ہوگا۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں گڑبڑ پیدا ہوگی۔

یعنی امام عیدین یا جمعہ کی قراءت میں سجدہ کی آیت تلاوت کرے تو الگ سے سجدہ ادا نہ کرے، بلکہ سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لے، اگر الگ سے سجدہ کرے گا، تو بڑے مجمع میں انتشار پیدا ہو جائے گا، عوام کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ سجدۂ تلاوت ہے۔ کیوں کہ مسئلہ یہ ہے اگر جمعہ اور عیدین میں مجمع زیادہ ہو تو سجدۂ تلاوت نہ کرنا بہتر ہے، تاکہ نمازیوں کے لیے تشویش کا باعث نہ ہو۔(۱)

دوسرا سبب: سجدہ کی آیت کسی اور سے سننا ہے۔(۲) اب یہ سننے والا یا تو نماز کی حالت میں ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اسی طرح سجدہ کی آیت پڑھنے والا یا تو نماز کے اندر ہوگا یا نماز سے باہر۔ اگر سننے والا نماز کی حالت میں ہے، خواہ وہ اکیلا نماز پڑھنے والا ہو یا امام، اس پر صحیح قول کے مطابق سجدہ واجب ہے۔ اور یہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرے۔(۳)

---

(۱) ویکره للامام أن يقرأ آية السجدة في صلاة يخافت فيها وكذا في نحو الجمعة والعيد لأنه ان ترك السجود لها فقد ترك واجبا وان سجد يشتبه على المقتدين الا أن تكون السجدة في آخر السورة أو قريبا منه بحيث تؤدي بركوع الصلوٰة أو سجودها. (حلبی کبیر، ص: ۵۰۷، کتاب الصلوٰة، قبل فصل الامامة بصفحة، ط: سهیل اکیڈمی)

ـــــ الشامية: ۲/۱۲۰، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، قبيل: باب صلاة المسافر، ط: سعيد.

ـــــ التاترخانية: ۱/۵۷۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، نوع آخر في المتفرقات، ط: قديمي.

(۲) والسجدة واجبة في هذه المواضع: على التالي والسامع سواء قصد سماع القرآن أو لم يقصد. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۳۲، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

ـــــ الشامية: ۲/۱۰۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــــ البحر الرائق: ۲/۱۲۰، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

(۳) والأصح الوجوب على من ليس مشاركاً في تلك الصلوٰة مطلقاً سواء كان السامع في جماعة أخرى منفرداً أو خارجاً بالكلية...... (ولو سمعوها) المقتدون والامام من غيره أي غير المأتم سجدوا بعد الصلوٰة. (الطحطاوي على المراقي، ص: ۴۸۴، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ط: قديمي)=

اوراگرکسی نے مقتدی سے آیت سجدہ پڑھتے ہوئے سنی، تو سننے والے پرسجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ امام کے پیچھے قرآن شریف پڑھنا ممنوع ہے۔(۱)

اگرکسی مقتدی نے اپنے امام کے علاوہ باہر سے سجدۂ تلاوت سنا تو سجدہ واجب ہوگا، اور نماز کے بعد سجدہ کرنا لازم ہوگا۔(۲)

اگر امام سے سنا اور مقتدی پہلی رکعت سے شریک ہے، تو امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرنا لازم ہے۔(۳)

اوراگرمسبوق ہے (کچھ رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہے) اورسجدۂ تلاوت اداکرنے سے پہلے امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا، تب بھی اسے امام کی

ــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۷، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة، فصل في محل ادائها، ط: سعيد.
ـــ الشامية: ۲/۱۱۳، کتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة،ط:سعيد.
(۱) ولو تلا المؤتم لا تجب عليه ولا على من سمعه ممن هو معه فى تلك الصلاة..... لأنه محجور عن القراءة.(حلبى كبير،ص: ۵۰۰،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمى)
ـــ الشامية:۲/۱۰۵ . كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.
ـــ البحر الرائق:۲/۱۲۰، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.
ــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۷، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل فى بيان محل ادائها، ط: سعيد.
(۲) ولو (سمعوها) المقتدون والامام (من غيره) أى غير المؤتم(سجدوا بعد الصلوٰة) لتحقق السبب وزوال المانع من فعلها فى الصلاة.(الطحطاوى على المراقى،ص: ۴۸۴،كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة،ط:قديمى)
ـــ وان قرأها رجل ليس معهم فى الصلوٰة فسمعها الامام والقوم فعليهم أن يسجدوها اذا فرغوا من الصلاة ولا يسجدونها فى الصلاة.(التاتارخانية: ۱/۵۶۷،كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة، نوع آخر فى سماع المصلى آية السجدة الخ،ط:قديمى)
ــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۷، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل فى بيان محل ادائها، ط: سعيد.
ـــ البحر الرائق:۲/۱۲۱، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.
(۳) ولو سمعها رجل من امام ثم دخل فى صلاته فان كان الامام لم يسجدها سجدها مع الامام. (بدائع الصنائع: ۱/۱۸۵، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،فصل فى بيان سبب وجوب السجدة، ط: سعيد)
ـــ البحر الرائق:۲/۱۲۲، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.
ـــ الهندية: ۱/۱۳۴، كتاب الصلوٰة،الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة،ط:رشيديه.

پیروی میں سجدہ کرنا لازم ہے۔(۱)

اور اگر کوئی شخص امام کے سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی گئی تو وہ سجدہ تلاوت نہ کرے۔ ہاں اگر اس سے اگلی کسی رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرلے۔(۲)

تیسرا سبب: مقتدی ہونا ہے۔ کہ اگر امام نے سجدۂ تلاوت کیا تو مقتدی پر اس کا ادا کرنا واجب ہے، اگرچہ اس نے سنا نہ ہو۔(۳)

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لیے ارادہ شرط نہیں

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لیے سجدۂ تلاوت کی آیت سننے کا ارادہ کرنا شرط نہیں۔ آیت سننے کا ارادہ نہ بھی ہو تب بھی سنائی دینے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔(۴)

---

(۱) ومن سمعها من امام فأتم به قبل أن يسجد الامام لها سجد معه.(الشامية: ۲/۱۱۰،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۲،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ الهندية: ۱/۱۳۳،كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة،ط:رشيديه.

ـــ حلبی كبير،ص: ۵۰۱،باب سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمی.

(۲) ومن سمعها من مصل واقتدى به...... فان كان اقتداء ه في الركعة التي تلاها فيها سقطت عنه ان ادرك معه الركوع...... ولو لم يدرك معه تلك الركعة أو لم يقتد لا تسقط فلا بد من سجوده لها. (حلبی كبير،ص: ۵۰۱،كتاب الصلاة،فصل في سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۲،كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ الطحطاوی على المراقی،ص: ۴۹۱،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:قديمی.

(۳) وتجب على المؤتم بتلاوة امامه وان لم يسمعها لوجوب المتابعة عليه.(حلبی كبير،ص: ۵۰۰،فصل في سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ الشامية: ۲/۱۰۵،كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۰،كتاب الصلوٰة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

(۴) انما السجدة على من سمعها...... وسواء قصد السماع أو لم يقصد.(حلبی كبير، ص: ۵۰۰، فصل في سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ قوله:على من تلا ولو اماماً أو سمع ولو غير قاصد.(البحر الرائق: ۲/۱۲۰،كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

ـــ الهندية: ۱/۱۳۲،كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة،ط:رشيديه.

سجدۂ تلاوت والی آیت کا کچھ حصہ پڑھے

اگر آیت سجدہ کا وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے، تو سجدۂ تلاوت واجب ہوجائے گا۔ بشرطیکہ اس سے پہلے یا بعد کم از کم ایک کلمہ اور پڑھا ہو۔(۱)

سجدہ سہو کرتے وقت دونوں طرف سلام پھیر دیا

سجدہ سہو کرتے وقت صرف دائیں طرف سلام پھیرے، تاہم اگر کسی نے دونوں طرف سلام پھیر دیا، تب بھی سجدہ سہو کرلے، کچھ حرج نہیں ہوگا۔(۲)

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ

آخری قعدہ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد دائیں طرف ایک سلام پھیر کر دو سجدے سہو کے کرکے بیٹھ کر پھر پوری التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔(۳)

---

(۱) ولو قرأ الحرف الذي يسجد فيه وحده لا يسجد الا أن يقرأ اكثر آية السجدة بحرف السجدة. (الهندية: ۱/۱۳۲، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)
ــ البحر الرائق: ۲/۱۲۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.
ــ والصحيح أنه اذا قرأ حرف السجدة وقبله كلمة أو بعده كلمة وجب السجود والا فلا. (الشامية: ۲/۱۰۳، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)
(۲) (يجب بعد سلام واحد عن يمينه فقط) لانه المعهود...... وعليه لو أتى بتسليمتين سقط عنه السجود. (الشامية: ۲/۷۸، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد)
ــ البحر الرائق: ۲/۹۳، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد.
ـ ويأتي بتسلميتين...... والصواب أن يسلم تسليمة واحدة وعليه الجمهور. (الهندية: ۱/۱۲۵، كتاب الصلوٰة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ط: رشيديه)
(۳) (وسجدة السهو) أى سجود السهو (سجدتان) يسجدهما (بعد السلام ويتشهد) بعدهما (ويسلم)...... (ويأتي بالصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم في كلتا القعدتين)...... (والأدعية في قعدة السهو). (حلبي كبير، ص: ۴۷۱، ۴۷۳، ۴۷۴، باب سجود السهو، ط: سهيل اكيڈمی)
ــ وكيفيته أن يكبر بعد سلامه الأول ويخر ساجدًا ويسبح في سجوده ثم يفعل ثانياً كذلك ثم يتشهد ثانياً...... ويأتي بالصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعاء في قعدة السهو هو الصحيح. (الهندية: ۱/۱۲۵، كتاب الصلوٰة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ط: رشيديه)
ــ البحر الرائق: ۲/۹۲، ۹۳، كتاب الصلوٰة، باب سجود السهو، ط: سعيد.

سجدہ سہو کیا مگر سلام میں منہ نہیں پھیرا

اگر کسی نے سجدہ سہو کرتے وقت دائیں طرف سلام نہیں پھیرا۔ سامنے ہی کی جانب سلام کہہ کر سجدہ سہو کرلیا، تب بھی درست ہوجائے گا۔ لیکن ہمیشہ سنت طریقہ کے مطابق عمل کرنے کی عادت بنائیں۔(۱)

سجدۂ سہو میں اگر ایک سجدہ کیا؟

امام یا اکیلے نماز پڑھنے والے کو نماز میں سہو ہوا، بعد میں امام یا اکیلے پڑھنے والے نے اصول کے مطابق سجدہ سہو کیا، لیکن سہو کا ایک ہی سجدہ کیا، التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیا تو نماز دوبارہ پڑھے۔ کیوں کہ سجدۂ سہو کے لیے دو سجدے واجب ہیں، ایک سجدہ کافی نہیں ہے۔ اس لیے نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔(۲)

---

(۱) یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط لأنه المعهود، وفي الرد: (قوله: عن یمینه) احتراز عما اختاره فخر الاسلام من أصحاب القول الأول کما علمته، وفي الحلیة: اختار الکرخي وفخر الاسلام وشیخ الاسلام وصاحب الایضاح أن یسلّم تسلیمة واحدة، ونص في المحیط علی أنه الأصوب. وفي الکافي علی أنه الصواب. قال فخر الاسلام: وینبغي علی هذا أن لا ینحرف في هذا السلام، یعني فیکون سلامه مرة واحدة تلقاء وجهه، وغیره من أهل هذا القول علی أنه یسلّم مرة واحدة عن یمینه خاصة اه، والحاصل أن القائلین بالتسلیمة الواحدة قائلون بأنها عن الیمین الا فخر الاسلام منهم..... (الدر مع الرد: ۷۸/۲، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعید)
ــــ حلبي کبیر، ص: ۴۷۳، فصل في سجود السهو، ط: سهیل اکیڈمی.
ــــ البحر الرائق: ۹۳/۲، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعید.

(۲) والحکم الواجب بالسهو انما هو سجدتان لا واحدة. (حلبي کبیر، ص: ۴۵۵، فصل في سجود السهو، ط: سهیل اکیڈمی)
ــــ یجب بعد السلام سجدتان. (البحر الرائق: ۹۲/۲، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعید)
ــــ یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط.....سجدتان. (الشامیة: ۷۸/۲، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعید)
ــــ واعادتها بترکه عمدًا أی مادام الوقت باقیاً وکذا في السهو ان لم یسجد له..... (طحطاوی مع المراقي، ص: ۲۴۷، کتاب الصلاة، فصل: في بیان واجب الصلاة، ط: قدیمی)
ــــ ولها واجبات لا تفسد بترکها وتعاد وجوباً في العمد والسهو ان لم یسجد له..... وفي الرد: لکن وجوب الاعادة حکم ترک الواجب مطلقاً..... (الدر مع الرد: ۴۵۶/۱، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة، ط: سعید)

سجدہ سہو میں دو سجدے نہیں کیے

"سجدۂ سہو میں اگر ایک سجدہ کیا؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۵۰)

سجدۂ سہو واجب ہونے کے اصول

سجدۂ سہو واجب ہونے اصول یہ ہیں:

۱-نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول کر چھوڑ دے۔

۲-کسی واجب کو اس کے مقررہ محل سے موخر کر دے۔

۳-کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کے برابر کر دے۔

۴-کسی واجب کو دو مرتبہ ادا کر لے۔

۵-کسی واجب کو متغیر کر دے، جیسے جہری نماز میں آہستہ اور آہستہ آواز والی نماز میں بلند آواز سے قراءت کر دے۔

۶-نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے موخر کر دے۔

۷-کسی فرض کو اس کے محل سے مقدم کر دے۔

۸-کسی فرض کو دو مرتبہ بھولے سے ادا کر لے۔ (۱)

---

(۱) انه لا يجب الا بترك واجب......أو بتأخيره......أو بتأخير ركن......وذكر في الذخيرة أن سجود السهو يجب بستة أشياء......فيجب بتقديم ركن......وبتأخير ركن...... وبتكرار ركن ...... وبتغيير الواجب...... وبترك الواجب...... وبترك السنة المضافة الى جميع الصلاة.(حلبی كبير، ص: ۴۵۵، كتاب الصلاة،فصل في سجود السهو،ط:سهيل اكيڈمی لاهور)

—بدائع الصنائع: ۱/۱۶۴، كتاب الصلاة،فصل في بيان سبب وجوب ،ط:سعيد.

—(قوله: وكذا ترك تكريرها الخ)فلو قرأها في ركعة من الأوليين مرتين وجب سجود السهو لتأخير الواجب وهو السورة.(الشامية: ۱/۴۶۰، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،ط:سعيد)

—سجدتان لأنه صلى الله عليه وسلم سجد سجدتين للسهو،وهو جالس بعد التسليم وعمل به الأكابر من الصحابة والتابعين بتشهد وتسليم......لترك واجب بتقديم أو تأخير أو زيادة أو نقص...... (مراقي الفلاح،ص: ۴۶۰، كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:قديمي)

سجدہ سے اٹھ کر رکوع میں چلا گیا

سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا اور اٹھ کر کچھ آگے یاد نہ آئے اور رکوع میں چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ نماز ہو جائے گی۔(۱)

سجدہ قرآن پر کرنا

''قرآن شریف پر سجدہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۱۱)

سجدہ کی آیت ایک جگہ پر دو دفعہ پڑھی

☆......ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی، پھر اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا، اور پھر اسی جگہ آ کر دوبارہ وہی آیت پڑھی، تب دو سجدے کرے۔ کیوں کہ مجلس بدل گئی۔(۲)

☆......ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت پڑھی، پھر جب قرآن شریف کی تلاوت کر چکا، تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں مشغول ہو گیا، جیسے کھانا کھانے لگا، یا عورت بچے کو دودھ پلانے لگی، اس کے بعد پھر وہی آیت سجدہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوں گے۔ کیوں کہ جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔(۳)

---

(۱) ولو سجد ولم يركع فلا بد من أن يقرأ شيئاً من السورة الأخرى بعد مارفع رأسه من السجود ولو رفع ولم يقرأ شيئاً وركع جاز.(الهندية: ۱/۱۳۳، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجدة التلاوة، ط: رشيديه)

ـــــ حلبي كبير، ص:۵۰۵، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سهيل اكيڈمي.

ـــــ التاتار خانية: ۱/۵۶۸، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، نوع آخر اذا تلا آية السجدة وأراد أن يقيم الركوع مقام السجدة، ط:قديمي.

(۲) ولو تلاها في مكان وذهب عنه ثم انصرف اليه فأعادها فعليه أخرى.(بدائع الصنائع: ۱/۱۸۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، فصل في بيان سبب وجوب السجدة، ط:سعيد)

ـ الفتاوى التاتار خانية: ۱/۵۶۳، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، نوع آخر في تكرار آية السجدة، ط: قديمي.

ـــ الهندية: ۱/۱۳۴، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط:رشيديه.

(۳) ثم تبدل المجلس قد يكون حقيقة وقد يكون حكماً بأن تلا آية السجدة ثم أكل أونام مضطجعاً أو أرضعت صبيًّا...... ثم أعادها فعليه سجدة أخرى. (بدائع الصنائع: ۱/۱۸۳،=

سجدہ کی آیت ایک ہے، اور وہ کئی بچوں کو پڑھائی

"استاد ایک ہی آیت سجدہ کئی بچوں کو پڑھاتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۸۴)

سجدہ کی آیت بیٹھ کر پڑھی پھر کھڑے ہو کر دوبارہ پڑھی

بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی، پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا، لیکن چلا پھرا نہیں، جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر پڑھی، تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ (۱)

سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ نہیں کیا

"آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہیں کیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۷۵)

سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ نہیں کیا، اور نماز ختم ہو گئی

"آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہیں کیا، اور نماز ختم ہو گئی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۷۶)

سجدہ کی آیت پڑھنا

☆......اگر کوئی شخص پوری سورت میں سے صرف سجدہ کی آیت پڑھے اور باقی کوئی آیت نہ پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہوگا۔ (۲)

= كتاب الصلاة، فصل في سبب وجوب سجدة التلاوة، ط:سعيد)

ـــ الطحطاوي على المراقي، ص:۴۹۶، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:قديمي.

ـــ الشامية:۲/۱۱۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد.

(۱) وإن قرأها وهو جالس ثم قام فقرأها وهو قائم الا أنه في مكان ذلك يكفيه سجدة واحدة لأن المجلس لم يتبدل حقيقة وحكماً. (بدائع الصنائع: ۱/۱۸۳، كتاب الصلاة، فصل في وجوب سجدة التلاوة، ط:سعيد)

ـــ الشامية:۲/۱۱۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد.

ـــ الطحطاوي على المراقي، ص:۴۹۶، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:قديمي.

ـــ الهندية: ۱/۱۳۴، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط:رشيديه.

(۲) (وكره أن يقرأ سورة ويدع آية السجدة لا عكسه)......ولو قرأ آية السجدة من بين السور لم يضره ذلك. (البحر الرائق: ۲/۱۲۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)=

☆......اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو۔(۱) لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔(۲)

سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد اسی جگہ پر نماز میں دوبارہ تلاوت

امام نے مثلاً "سورة الم سجدة" تلاوت کی اور سجدہ کیا۔ اور پھر اسی جگہ فجر مغرب یا عشاء میں اسی سورت کو دوبارہ پڑھا تو دوسرا سجدہ لازم ہوگا۔(۳)

= ولا يكره عكس ذلك بأن يقرأ آية السجدة من السورة سائرها لا نها مبادرة الى السجدة، وقراءة آية من بين الآيات كقراءة سورة من بين السور وذلك جائز فكذا هذا.(حلبی كبير، ص: ۵۰۷، باب سجود التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی، وكذا ص: ۴۳۷،ط:نعمانيه كوئٹه)

ـــ الشامية:۱۱۸/۲ ،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ الطحطاوی على المراقی،ص:۴۹۷،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:قديمی.

(۱) (ولها واجبات)...... وضم سورة...... وهو ثلاث آيات قصار...... وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثاً قصاراً. (الشامية: ۴۵۸،۴۵۶/۱،كتاب الصلاة،مطلب واجبات الصلاة،ط:سعيد)

ـــ التاتار خانية: ۳۷۳/۱،كتاب الصلاة،فصل واجبات الصلاة،ط:قديمی.

ـــ الطحطاوی على المراقی،ص:۲۴۸ ،كتاب الصلاة،فصل فی واجب الصلاة،ط:قديمی.

(۲) والمستحب أن يقرأ معها آيات ليكون أدلّ على المعنى والاعجاز ولانه ربما يعتقد هو أو بعض السامعين من زيادة فضيلة فی آية السجدة ومن حيث ان قراءة الكل سواء فلهذا يستحب أن يقرأ معها آيات.(كتاب المبسوط للسرخسی: ۵/۲،كتاب الصلاة،باب السجدة،ط:رشيديه)

ـــ وكره أن يقرأ سورة ويدع آية السجدة لا عكسه وهو أن يفرد آية السجدة بالقراءة...... ولكن ندب ضم آية أو اكثر من آية اليها لدفع توهم التفضيل.(الطحطاوی على المراقی، ص: ۴۹۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة،ط:قديمی)

ـــ حلبی كبير،ص:۵۰۷،باب سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمی.

ـــ البحر الرائق:۱۲۷/۲ ،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

(۳) وان قرأها فی غير الصلاة وسجد ثم افتتح الصلاة فی مكانه فقرأها فعليه سجدة اخرى لأن التی وجبت للتلاوة فی الصلاة صلاتية فلاتنوب عنها المؤداة قبل الشروع فی الصلاة لأنها أضعف. (كتاب المبسوط للسرخسی: ۲۱/۲،كتاب الصلاة،باب السجود،ط:رشيديه)

ـــ المحيط البرهانی:۳۷۱/۲،كتاب الصلاة،الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة، ط: ادارة القرآن.

ـــ الطحطاوی على المراقی،ص:۴۹۳،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:قديمی.

سجدہ کی آیت تلاوت کرنے والا ہی سجدہ کرے

جس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہے، اسی کے ادا کرنے سے سجدۂ تلاوت ادا ہوگا، کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ ادا نہیں کرسکتا۔(۱)

سجدہ کی آیت دوسری نماز میں دوبارہ پڑھ لی

تراویح میں امام نے دو رکعت کی نیت باندھی، پہلی یا دوسری رکعت میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور دو رکعت تراویح پوری کیں۔ پھر دو رکعت کی نیت باندھی اور غلطی سے وہی سجدۂ تلاوت کی آیت دوبارہ پڑھی، تو اس صورت میں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا۔ کیوں کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔(۲)

---

(۱) العبادة المالية تقبل النيابة مطلقاً، والبدنية كصلاة وصوم لا تقبلها مطلقاً.

(قوله: تقبل النيابة) الأصل فيه المقصود من التكاليف الابتلاء والمشقة، وهي في البدنية باتعاب النفس والجوارح بالأفعال المخصوصة، وبفعل نائبه لاتتحقق المشقة على نفسه فلم تجز النيابة مطلقاً. (الشامية: ۷ ۵۹۷، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط: سعيد)

ـــ الهندية: ۱/۲۵۷، كتاب الحج، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ط: رشيديه.

ـــ كتاب المبسوط: ۴/۱۶۴، كتاب المناسك، باب الحج عن الميت وغيره، ط: رشيديه.

(۲) أما اذا تلاها وسجد ثم افتتح الصلاة وأعادها في ذلك المكان يسجد للمتلوة في الصلاة...... وجه رواية أبي سليمان أن الآية تليت في مجلسين مختلفين حكماً لأن الأولى وجدت في مجلس التلاوة والثانية في مجلس الصلاة والمجلس تتبدل بتبدل الأفعال. (بدائع الصنائع: ۱/۱۸۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، فصل في بيان سبب وجوب السجدة، ط: سعيد)

ـــ لأن المكان قد تبدل بالاشتغال بالصلاة، فصار كما لو تبدل بعمل آخر......(حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: ۴۹۳، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قديمي)

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ وكذا الحكم في تبدل المجلس عند اتحاد الآية لكل تلاوة سجدة. (حلبي كبير، ص: ۵۰۳، سجود التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــ ولو قرأ آية السجدة في الصلاة وسجد ثم قرأها بعد السلام في مكانه مرة أخرى يسجد سجدة أخرى. (الهندية: ۱/۱۳۵، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے

جن لوگوں کے کان میں سجدہ کی آیت پڑے، خواہ انہوں نے سننے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو، ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، بشرطیکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی گئی۔(۱)

سجدہ کی آیت سننے والے کی جگہ بدل گئی

"سننے والے کی جگہ بدل گئی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۶۹)

سجدہ کی آیت سونے کی حالت میں تلاوت کرے

اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں سجدہ کی آیت تلاوت کرے تو معلوم ہونے کے بعد اس پر بھی سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔(۲)

سجدہ کی آیت کو بار بار دہرانا

اگر ایک ہی جگہ پر ایک ہی سجدہ کی آیت کو بار بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے بار بار پڑھنے کے بعد اخیر میں ایک ہی سجدہ کرے، یا پہلی دفعہ پڑھ

---

(۱) السجدة على من تلاها وعلى من سمعها وسواء قصد السماع أو لم يقصد لاطلاق الأدلة..... ولو تليت بالعربية تجب على كل من سمعها ولم يفهمها من العجم اذا أخبر بها اجماعاً.(حلبی كبير، ص: ۵۰۰، ۵۰۱، سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ البحر الرائق:۲/۱۲۰، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ الهندية: ۱/۱۳۲،الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة،ط:رشيديه.

ـــ أما لو كانت بالعربية فانه يجب بالاتفاق فهم أولا لكن لايجب على الأعجمي مالم يعلم أی وان لم يفهم. (الشامية:۲/۱۰۵، كتاب الصلاة،سجود التلاوة،ط:سعيد)

(۲) قوله(والنائم) أی اذا أخبر أنه قرأها فی حالة النوم تجب عليه وهو الأصح. (الشامية: ۲/۱۰۷، كتاب الصلاة،سجود التلاوة،ط:سعيد)

ـــ الهندية: ۱/۱۳۲، كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة،ط:رشيديه.

ـــ التاتار خانية: ۱/۵۵۹، كتاب الصلاة،باب سجدة التلاوة،نوع آخر فی بيان سبب وجوبها، ط: قديمی

ـــ الطحطاوی علی المراقی،ص:۴۸۵، كتاب الصلاة،سجود التلاوة،ط:قديمی

کر سجدہ کر لے، پھر اس جگہ پر اس سجدہ کی آیت کو دہراتا رہے، جیسا کہ حفظ کرنے والوں کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔(۱)

اور اگر جگہ بدل گئی پھر اس کو دہرایا، یا تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی، تو جتنی دفعہ دہرائے اتنی ہی مرتبہ سجدہ کرے۔(۲)

سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا

پوری سورت کی تلاوت کرنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا غلط ہے۔ صرف سجدہ سے بچنے کے لیے سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا درست نہیں ہے۔ کیوں کہ اس میں سجدہ کرنے سے انکار کرنا لازم آتا ہے۔(۳)

سجدہ کی آیت کے مقام

☆......سجدہ کی آیت یا سورت کے درمیان ہوگی یا آخر میں، اگر درمیان میں ہو تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کی آیت پڑھتے ہی سجدۂ تلاوت کر کے کھڑا ہو، اور سورت کو پورا

---

(۱) ولو كرر تلاوة آية في مجلس واحد كفته سجدة واحدة سواء كانت بعد جميع التلاوات أو بعد بعضها. (حلبي كبير، ص: ۵۰۲، سجود التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــ الهندية: ۱/۱۳۴، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۳، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، فصل في بيان سبب وجوب السجدة، ط: سعيد.

(۲) ولو كررها في مجلسين تكررت. (الشامية: ۲/۱۱۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ حلبي كبير، ص: ۵۰۲، سجود التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۱۸۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، فصل في بيان سبب وجوب السجدة، ط: سعيد.

(۳) وكره أن يقرأ سورة ويدع آية السجدة منها لأنه يشبه الاستنكاف عنها. (حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: ۴۹۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قديمي)

ـــ البحر الرائق: ۲/۱۲۷، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ المحيط البرهاني: ۲/۳۷۹، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، ط: ادارة القرآن.

کرے، اور پھر رکوع میں جائے۔

☆......اور اگر سجدہ کی آیت سورت کے آخر میں واقع ہے تو بہتر یہ ہے کہ آیت پڑھ کر رکوع کرے، اور اس کے ساتھ ہی سجدۂ تلاوت کی نیت بھی کرے، لیکن اگر سجدۂ تلاوت کیا، اور رکوع نہیں کیا، بلکہ کھڑا ہو گیا تو مستحب یہ ہے کہ اگلی سورت کی چند آیات پڑھ کر رکوع کرے، اور نماز پوری کر لے۔(۱)

سجدہ کی آیت گھر کے ہر کونے میں تلاوت کی

"گھر کے دوسرے کونے میں سجدہ کی آیت کو دہرائی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۳۵)

سجدہ کی آیت لکھے تو سجدہ واجب نہیں ہوگا

اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت لکھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔(۲)

سجدہ کی آیت مسجد میں بار بار دہرائی

اگر مسجد میں سجدہ کی ایک آیت بار بار پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے بار بار پڑھے یا مسجد میں اِدھر اُدھر ٹہل کر پڑھے۔(۳)

---

(۱) وان قرأ آية السجدة في الصلاة فان كانت في وسط السورة فالافضل ان يسجد ثم يقوم ويختم السورة ويركع.(الهندية: ۱/۱۳۳، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

— رجل قرأ آية السجدة في الصلاة فان كانت السجدة في آخر السورة أو قريبا من آخرها بعدها آية أو آيتان الى آخر السورة فهو بالخيار ان شاء ركع بها ينوتها للتلاوة وان شاء سجدثم يعود الى القيام فيختم السورة وان وصل بها سورة أخرى كان افضل.(الفتاوى قاضيخان على هامش الهندية: ۱/۱۵۹، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن، ط: رشيديه)

— حلبی کبیر، ص: ۵۰۵، كتاب الصلاة، تتمات فيما يكره من القرآن......وفي سجود التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی.

(۲) ولا تجب السجدة بكتابة القرآن لأنه لم يقرأ ولم يسمع.(الخانية على هامش الهندية: ۱/۱۵۷، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن، ط: رشيديه)

— حلبی کبیر، ص: ۵۰۰، كتاب الصلاة، تتمات فيما يكره من القرآن......وفي سجدة التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی.

— المحيط البرهاني: ۱/۳۶۲، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، ط: ادارة القرآن.

(۳) ولو تلاها في مسجد جماعة أوفي المسجد الجامع في زاوية ثم تلاها في زاوية أخرى =

سجدہ کی آیتوں کی تلاوت کا فائدہ

"آیات سجدہ کی تلاوت کا فائدہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۷۱)

سجدہ کی آیت ہجے سے پڑھے

اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت ایک ایک حرف کر کے ہجے سے پڑھے، پوری آیت ایک ساتھ نہ پڑھے تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔(۱)

سجدہ کی ایک ہی آیت کو نماز میں بار بار پڑھے

اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو متعدد دفعہ پڑھے، تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے متعدد دفعہ پڑھنے کے بعد آخر میں ایک سجدہ کرے، یا ایک دفعہ پڑھ کر سجدہ کرلیا، پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھی، تب بھی وہی ایک سجدہ کافی ہے۔(۲)

= لا يجب عليه الا سجدة واحدة لأن المسجد كله جعل بمنزلة مكان واحد.(بدائع الصنائع: ۱۸۲/۱، كتاب الصلاة،فصل فى سجدة التلاوة،ط:سعيد)

ـــ المحيط البرهاني:۲/۲۷۰، كتاب الصلاة،الفصل الحادى والعشرون فى سجدة التلاوة، ط: ادارة القرآن.

ـــ حلبي كبير،ص:۵۰۳،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سهيل اكيڈمى.

(۱) اذا قرأ آية السجدة بالهجاء لم تجب السجدة.(الهندية: ۱۳۲/۱، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة)

ـــ حلبي كبير،ص:۵۰۰، كتاب الصلاة،تتمات فيمايكره من القرآن.....وفى سجدة التلاوة، ط: سهيل اكيڈمى.

ـــ الخانية على هامش الهندية: ۱۵۶/۱، كتاب الصلاة،فصل فى قراءة القرآن،ط:رشيديه.

(۲)ولو تلاها فى ركعة فسجدها ثم أعادها فى تلك الركعة لا تجب ثانيا كذا فى محيط السرخسي،المصلي اذا قرأ آية السجدة فى الأولى ثم أعادها فى الركعة الثانية والثالثة وسجد للاولى ليس عليه أن يسجدها وهو الاصح.(الهندية: ۱۳۵/۱، كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة،ط:رشيديه)

ـــ ولو قرأ آية السجدة فى الركعة الاولى فسجد ثم أعادها فى الثانية فلا سجود عليه.(المحيط البرهاني:۲/۲۷۳، كتاب الصلاة،الفصل الحادى والعشرون فى سجدة التلاوة،ط:ادارة القرآن)

ـــ بدائع الصنائع: ۱۸۳/۱، كتاب الصلاة،فصل فى سجود التلاوة،ط:سعيد.

سجدہ کی چند آیتیں ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے پڑھیں

اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی چند آیتیں پڑھیں تو جتنی بھی آیتیں پڑھیں اتنے ہی سجدے کرے۔(۱)

سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا

''رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۲)

سجدے کی تسبیح رکوع میں پڑھنا

''رکوع کی تسبیح سجدہ میں پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۱)

سجود اور رکوع میں قرآن یاد کرنا

''رکوع وسجود میں قرآن یاد کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۱۳)

سحری کے وقت تراویح پڑھنا

تراویح کی نماز کو ایک تہائی رات یا آدھی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے، لیکن سحری کے وقت تک مؤخر کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ سحری کے وقت میں تراویح پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) من قرأ القرآن كلهٗ في مجلس واحد لزمه اربع عشرة سجدة لأن المجلس لايجعل الكلمات المختلفة الجنس بمنزلة كلام واحد. (البحر الرائق:۲/۱۲۵، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ الشامية: ۲/۱۱۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

ـــ حلبي كبير، ص: ۵۰۳، تتمات فيما يكره من القرآن في الصلاة.....وفي القراءة خارج الصلاة وفي سجود التلاوة، ط: سهيل.

(۲) (ويستحب تأخيرها الى ثلث الليل) أو نصفه ولا تكره بعده في الاصح. (الشامية: ۲/۴۴، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۲/۶۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

ـــ المبسوط: ۲/۲۰۱، كتاب الصلاة، باب التراويح، الفصل الحادي عشر في وقتها المستحب، ط: المكتبة الغفارية.

سلام دو رکعت پر پھیر دیا

"دو رکعت پر سلام پھیر دیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:١٩٩)

سلام علیکم

نماز کے آخر میں سلام پھیرتے وقت "السلام علیکم ورحمة الله" کے بجائے صرف "سلام علیکم ورحمة الله" کہنا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اور اگر امام نے "السلام علیکم ورحمة الله" کہا، لیکن نمازیوں کو "الف" سنائی نہیں دیا، تو مکروہ نہیں ہوگا۔ (١)

سلام کے بعد دعا کے بغیر مقتدی جاسکتا ہے

فرائض اور ختم کے بعد امام کے ساتھ دعا میں شریک ہونا اچھا ہے، اور اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اور اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے، یا کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے فوراً بعد چلے جانے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔ اس پر طعن و تشنیع اور ملامت کرنا درست نہیں۔ (٢)

---

(١) ثم يسلم عن يمينه ويساره حتى يرى بياض خده...... قائلا السلام عليكم ورحمة الله) هو السنة.
ـــــ (قوله:هو السنة)قال في البحر......فان قال السلام عليكم أو السلام أوسلام عليكم أو عليكم السلام اجزأه وكان تاركا للسنة وصرح في السراج بكراهة الاخير اه، قلت:تصريحه بذلك لاينافي كراهة غيره ايضا مماخالف السنة.(الشامية: ١/٥٢٤، ٥٢٥، ٥٢٦، كتاب الصلاة،باب آداب الصلاة،مطلب في وقت ادراك الافتتاح،ط:سعيد)
ـــــ البحر الرائق: ١/٣٣٢، كتاب الصلاة،فصل واذا اراد الدخول في الصلاة،ط:سعيد.
ـــــ الجوهرة النيرة: ١/٦٦، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،ط:قديمي.
(٢) (قوله:خيره الخ)......لكن التخيير الذي في المنية هو ان كان في صلاة لا تطوع بعدها فان شاء انحرف عن يمينه أو يساره أو ذهب الى حوائجه واستقبل الناس بوجهه وان كان بعدها تطوع وقام يصليه يتقدم أو يتأخر أو ينحرف يمينا أو شمالا أو يذهب الى بيته فيتطوع ثمه. (الشامية: ١/٥٣١، كتاب الصلاة،فصل في بيان تاليف الصلاة،قبيل:فصل في القراءة،ط:سعيد)
ـــــ حلبي كبير،ص: ٣٤٠، كتاب الصلاة،في صفة الصلاة،ط:سهيل اكيڈمی.
ـــــ التاتار خانية: ١/٥٠٤، كتاب الصلاة،الفصل الثالث في بيان مايفعله المصلي في صلوته بعد الافتتاح، ط:ادارة القرآن. =

سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے؟

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب رخ فرماتے تھے، اور چہرہ مبارک کو دائیں اور بائیں جانب اتنا پھیرتے کہ ہم رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔(۱) (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ سلام پھیرتے وقت چہرہ کو دائیں اور بائیں جانب اتنا پھیرنا ضروری ہے کہ پیچھے والوں کو رخسار نظر آئیں۔(۲)

سماعت دیکھ کر کرنا

''دیکھ کر سماعت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۵)

=ـــــ ويستحب ان يستغفر ثلاثا،ويقرأ آية الكرسي والمعوذات،ويسبح ويحمد ويكبر ثلاثا وثلاثين، ويهلل تمام المائة ويدعو ويختم بسبحان ربك.(الدر المختار مع الرد المحتار: ۱/۵۳۰، باب صفة الصلاة،قبيل:فصل في القراءة،ط:سعيد)

(۱) عن اسمٰعيل بن محمد عن عامر بن سعد عن ابيه قال: كنت ارى رسول الله صلى الله عليه وسلم:يسلم عن يمينه وعن يساره حتى ارى بياض خده.(الصحيح لمسلم: ۱/۲۱۶،كتاب الصلاة، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها و كيفيته،ط:قديمى)

ـــــ سنن ابن ماجه،ص:۶۵،كتاب الصلاة،ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها،باب التسليم،ط: الميزان.

ـــــ سنن أبى داوٗد: ۱/۱۵۱،كتاب الصلاة،باب في السلام،ط:رحمانيه.

(۲)ثم يسلم عن يمينه ويساره حتى يرى بياض خده.

(قوله:حتى يرى بياض خده)..... وفى البدائع:يسن أن يبالغ فى تحويل الوجه فى التسليمتين، ويسلم عن يمينه حتى يرى بياض خده الأيمن وعن يساره حتى يرى بياض خده الأيسر. (الشامية: ۱/۵۲۴،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،مطلب فى خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة للكافرين ولجميع المسلمين،ط:سعيد)

ـــــ البحر الرائق: ۱/۳۳۲،كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،ط:سعيد.

ـــــ بدائع الصنائع: ۱/۲۱۴،كتاب الصلاة،فصل فى سنن الصلاة،ط:سعيد.

سماعت قرآن کی اجرت

تراویح کی نماز میں سامع کے لئے قرآن مجید کی سماعت پر اجرت لینا جائز نہیں ہے،(۱) بعض حضرات نے سماعت کو تعلیم قرآن پر قیاس کر کے اجرت لینے کو جائز کہا ہے، لیکن یہ درست نہیں ہے، کیونکہ نماز کے اندر قرآن مجید کی تعلیم سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور سامع کے بتلانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

نیز بھولے ہوئے حافظ کو بتلانا یہ نماز کی اصلاح ہے، اور نماز کی اصلاح عبادت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سامع کا بتلانا تعلیم میں داخل نہیں ہے، اس لئے تعلیم پر قیاس کر کے سماعت پر اجرت لینے کو جائز کہنا درست نہیں ہے۔

سنانا درمیان میں چھوڑ دیا

اگر حافظ صاحب نے قرآن شریف تراویح میں سنانا شروع کیا، اور کسی وجہ سے درمیان میں ایک دو دن نہیں پڑھا پائے، مثلاً: دس پارے تک پڑھایا، اور اس کے بعد دوسرے حافظ صاحب نے پندرہ پارے تک پڑھایا، پھر اس کے بعد پہلے والے حافظ صاحب دوبارہ تراویح پڑھانے آ گئے، تو ان کو اختیار ہوگا چاہے سولہویں پارے سے

---

(۳) قال تاج الشريعة في شرح الهداية: ان القرآن بالأجرة لايستحق الثواب لا للميت ولا للقارى، وقال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان.

فالحاصل ان ماشاع فى زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لان فيه الامر بالقراءة واعطاء الثواب للآمر، والقراءة لأجل المال فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر، ولو لا الأجرة ماقرأ احد لاحد فى هذا الزمان..........

ــــ والاستيجار على التلاوة وان صار متعارفا فالعرف لايجيزه لانه مخالف للنص، والعرف اذا خالف النص يرد بالاتفاق فاحفظ. (شامى: ۶/ ۵۶، باب الاجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستيجار على التلاوة والتهليل ونحوه مما لاضرورة اليه، ط: سعيد)

وفيه ايضا: ولا ضرورة فى الاستيجار على القراءة على القبر. (شامى: ۶/ ۵۶)

اس جگہ یہ قراءۃ علی القبر میں تراویح بھی داخل ہے، کیونکہ تراویح میں بھی قرآن شریف ثواب کے لئے ہی پڑھا جاتا ہے، اور تراویح میں قرآن مجید پڑھ کر اجرت لینا تلاوت کر کے اجرت لینا ہوا جو ناجائز ہے، تلاوت کی مانند سماعت پر بھی اجرت لینا جائز نہیں۔ محمد انعام الحق۔

پڑھیں یا گیارہویں سے۔ لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لیے بہتر ہے کہ گیارہویں پارے سے شروع کریں۔(۱)

سنت پہلے پڑھیں یا تراویح

اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں عشاء اور تراویح کی نماز پڑھنے مسجد میں آیا، اور تراویح کی نماز شروع ہوگئی، تو پہلے تنہا عشاء کے فرض اور سنت پڑھے، پھر اس کے بعد تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائے۔(۲) کیوں کہ تراویح کی نماز کا وقت عشاء کے بعد ہے۔ اور سنت فرض کے تابع ہے۔(۳)

---

(۱) والحاصل أن السنة فی التراویح انما هی الختم مرة......... وفی البرهانیة: السنة هو ختم القرآن فی التراویح عند الأکثر وهو المروی عن أبی حنیفة رحمه الله والمنقول فی الآثار. (التاتار خانیه: ۱/۴۷۹، کتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فی التراویح، نوع آخر بیان القراءة فی التراویح، ط: قدیمی)

ـــــ البحر الرائق: ۲/۶۸، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

ـــ الخانیة علی هامش الهندیة: ۱/۲۳۸، باب التراویح، فصل فی مقدار القراءة فی التراویح، ط: رشیدیه.

(۲) وکذا اذا لم یصل معه التراویح.....فانه یصلی الفرض اولاً وحده ثم یتابعه فی التراویح، (صغیری شرح منیة المصلی، ص: ۲۱۰، کتاب الصلاة، فروع، ط: مجتبائی دهلی)

ـــ ولو دخل بعد ماصلی الامام الفرض وشرع فی التراویح فانه یصلی الفرض اولاً وحده ثم یتابعه فی التراویح. (حلبی کبیر، کتاب الصلاة، فصل في النوافل، مبحث التراویح، فروع، (ص: ۴۱۰) ط: سهیل اکیڈمی لاهور)

ـــــ قال أصحابنافي من دخل المسجد والامام في قیام رمضان: فانه یصلي العشاء أولاً، ثمّ یتابع الامام في التراویح. (التاتارخانیة: ۱/۴۸۷، کتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فی التراویح، نوع آخر فی المتفرقات، ط: قدیمی)

(۳) (وقته بعد العشاء) لا تجوز قبلها سواء کانت بعد الوتر او قبله (هو المختار لانها نافلة سنت بعد صلاة العشاء بفعل الصحابة..... فکانت تبعالها. (حلبی کبیر، ص: ۴۰۳، کتاب الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی لاهور)

ـــــ واکثر المشائخ علی ان وقتها بین العشاء الی طلوع الفجر حتی لو صلاها قبل العشاء لایجوز، وفی السراجیة وهو المختار. (تاتار خانیة: ۱/۴۷۸، کتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فی التراویح، نوع آخر فی بیان وقت التراویح، ط: قدیمی)

ـــــ ووقتها بعد صلاة العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعده فی الاصح. (تنویر الابصار مع الدر: ۲/۴۴، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

سنت کی نیت سے وتر پڑھ لیے

''وتر سنت کی نیت سے پڑھ لئے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۴۷۵)

سنت ونوافل کہاں پڑھے؟

تراویح کے علاوہ باقی سنت ونوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اور اکابر دیوبند میں سے مثلاً حضرت محدث فقیہ النفس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا عمل بھی یہی تھا۔ ہاں اگر راستہ یا گھر میں دل پریشان ہونے کا خوف ہو یا خشوع خضوع حاصل نہ ہونے کا ڈر ہو یا غیر ضروری باتوں میں لگنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورتوں میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

اور اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع خضوع اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے، اور گھر میں جا کر پڑھنے میں تاخیر یا فوت ہونے کا ڈر ہے، تو پھر مسجد ہی میں پڑھنا افضل ہے۔ اس لیے کہ نماز کے معاملے میں خشوع خضوع کا زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے، جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔(۱)

---

(۱) والافضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا الخوف شغل عنها والاصح افضلیة ماکان اخشع واخلص،قال المحقق تحته فی الشامیة:......وحیث کان هذا افضل یراعی مالم یلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبیته او کان فی بیته مایشغل باله ویقلل خشوعه فیصلیها حینئذ فی المسجد لان اعتبار الخشوع أرجح.(الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۲۲،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعید)

ـــــــ یصلی رکعتی المغرب فی المسجد ان کان یخاف ان لو رجع الی بیته یشتغل بشئی،وان کان لا یخاف فالافضل ان یصلی فی بیته لقوله علیه السلام:خیر صلاة الرجل فی المنزل الا المکتوبة......التطوع فی المساجد حسن وفی البیت افضل.(تاتار خانیة: ۱/۴۶۹،کتاب الصلاة،الفصل الحادی عشر فی التطوع وما یتصل بهذا الفصل،بیان الاماکن التی یؤتی فیها بالسنن،ط:قدیمی)

ـــ الافضل فی السنن والنوافل المنزل......الافضل ان یؤدی کله فی البیت الا التراویح......ولکن الافضل مایکون ابعد من الریاء واجمع للاخلاص والخشوع.(هندیة: ۱/۱۱۳،کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،ط:رشیدیه)

سنت ونوافل کی حقیقت

رات دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔(۱) اور یہ اسلام کا بڑا رکن اور ایمان کا جزء ہیں۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاوہ انہیں پانچ فرضوں کے آگے پیچھے اور دوسرے اوقات میں بھی کچھ رکعتیں پڑھنے کی تاکید، ترغیب اور تعلیم دی ہے۔(۲)

پھر ان میں سے جن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی الفاظ بیان فرمائے، یا دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر بھی بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے، ان کو عرف عام میں ''سنت'' کہا جاتا ہے۔اور ان کے علاوہ کو ''نوافل'' کہتے ہیں۔''نوافل'' کے اصلی معنی ''زوائد'' کے ہیں۔اور حدیثوں میں فرض

---

(۱) عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوئهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفرله ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفرله وان شاء عذبه.(رواه احمد وابوداوٗد وروى مالك والنسائي نحوه،مشكوة،ص:۵۸،كتاب الصلاة،الفصل الثاني، ط: قديمي)

ـــ عن انس رضي الله عنه قال سال رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله كم افترض الله عزوجل على عباده من الصلاة،قال افترض الله على عباده صلوات خمس قال يا رسول الله هل قبلهن أو بعدهن شيئا قال افترض الله على عباده صلوات خمس،فحلف الرجل لايزيد عليه شيئا ولا ينقص منه شيئا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان صدق ليدخلن الجنة. (نسائي: ۸۰/۲،كتاب الصلاة،باب كم فرضت في اليوم والليلة،ط:امداديه ملتان)

ـــ عن انس بن مالك رضي الله عنه قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اخبرني بما افترض الله على من الصلاة،فقال افترض الله على عباده صلوات خمساً.(الفتح الرباني: ۱۹۶/۲،كتاب الصلاة،باب في افتراضها،ط:دار احياء التراث العربي)

(۲) عن ام حبيبة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة بني له بيت في الجنة اربعاً قبل الظهر وركعتين بعدها وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل صلاة الفجر.(رواه الترمذي،مشكوة،ص:۱۰۳،كتاب الصلاة، باب السنن وفضائلها،ط:قديمي)

ـــ عن عائشة رضي عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ثابر على ثنتي عشر ركعة من السنة بنى الله له بيتا في الجنة.(البحر:۴۷/۲،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)

ـــ عن ام حبيبة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صلى في يوم وليلة ثنتي عشر ركعة سوى المكتوبة بني له بيت في الجنة.(حلبي كبير،ص:۳۸۳،كتاب الصلاة،فصل في النوافل، ط: سهيل اكيڈمي)

نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو ''نوافل'' کہا گیا ہے۔(۱)

پھر جن سنتوں یا نفلوں کو فرض نماز سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے بظاہر ان کی خاص حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربار عالی کی خاص الخاص (اسپیشل) حاضری ہے۔ اس لیے وہ اجتماعی طور پر جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ اس میں مشغول ہونے سے پہلے انفرادی طور پر دو چار رکعتیں پڑھ کر دل کو اس دربار سے آشنا اور مانوس کرلیا جائے، اور ملاء اعلی (فرشتوں) سے ایک قسم کا قرب اور مناسبت پیدا کرلی جائے۔

اور جن سنتوں اور نفلوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، ان کی حکمت اور مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی میں جو کمی کوتاہی رہ گئی ہو، اس کا تدارک اور تلافی بعد والی ان سنتوں اور نفلوں سے ہوجائے۔ اس کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اور اس کی نماز کی جانچ کی جائے گی، اگر وہ ٹھیک نکلی تو بندہ کامیاب ہوجائے گا، اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ نامراد اور ناکام رہ جائے گا۔

پھر اگر اس کے فرائض میں کوئی کمی ہوئی تو رب کریم فرمائے گا کہ: دیکھو کیا میرے بندے کے اعمال کے ذخیرے میں فرائض کے علاوہ کچھ نیکیاں (سنتیں یا نوافل)

---

(۱) ان السنة ماواظب عليه النبی صلی الله علیه وسلم.(رد المحتار: ۱/۱۰۵، کتاب الصلاۃ، مطلب فی السنة وتعریفها، ط: سعید)

—— وقد واظب رسول الله صلی الله علیه وسلم علیها ولم یترک شیئاً منها الامرة او مرتین لعذر وهذا تفسیر السنة. (بدائع: ۱/۲۸۴، کتاب الصلاۃ، فصل الصلاۃ المسنونة، ط: قدیمی)

—— والنافلة فی اللغة الزیادة، والتنفل التطوع، وشرعاً: عبارة عن فعل مشروع لیس بفرض ولا واجب ولا مسنون..... سمی النفل بذلک زائد علی مافرضه الله تعالی..... والسنة هی المؤکدة التی واظب الرسول صلی الله علیه وسلم علی ادائها ولم یترکها الا نادرًا اشعارًا بعدم فرضیتها. (الفقه الاسلامی وادلته: ۲/۴۷،۴۸، کتاب الصلاۃ، الفصل الثامن: النوافل، ط: دار الفکر)

ہیں، تاکہ ان سے اس کے فرائض کی کمی اور نقصان کو پورا کرسکیں؟
پھر نماز کے بعد باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔(۱)
سنن ونوافل کی افادیت اور اہمیت کے لیے تنہا یہ حدیث کافی ہے۔

سنن ونوافل کے بعد دعا

سنن ونوافل کے بعد انفرادی طور پر دعا کرنا درست ہے۔ لیکن امام اور مقتدیوں کا مل کر اجتماعی طور پر دعا کرنا ثابت نہیں۔ اس لیے سنن ونوافل کے بعد امام مقتدی مل کر اجتماعی دعا کی پابندی نہ کریں۔(۲)

---

(۱) حدثنا علی بن نصر بن علی الجهضمی...... سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان اول مایحاسب به العبد یوم القیٰمة من عمله صلاته فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر فان انتقص من فریضة شیئاً قال الرب تبارک وتعالیٰ: انظروا هل لعبدی من تطوع فیکمل بها ماانتقص من الفریضة ثم یکون سائر عمله علی کذالک. (ترمذی: ۱/ ۹۴، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی اول مایحاسب به العبد یوم القیامة الصلاة، ط: سعید)

ـــ عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اول مایحاسب به العبد صلاته فان کان اکملها والاقال الله عز وجل انظروا لعبدی من تطوع فان وجدله تطوع قال اکملوبها الفریضة. (نسائی، ص: ۸۲، کتاب الصلاة، باب المحاسبة فی الصلاة، ط: امدادیه ملتان)

ـــ عن تمیم الداری رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اول مایحاسب به العبد یوم القیامة صلاته فأن اکملها کتبت له نافلة فان لم یکن اکملهاقال الله سبحانه للملئکة انظروا هل تجدون لعبدی من تطوع فاکملوابها ماضیع من فریضته ثم توخذ الاعمال علی حسب ذلک. (ابن ماجه، ص: ۱۰۳، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی اول مایحاسب به العبد الصلاة، ط: قدیمی)

(۲) رحم الله طائفة من المبتدعة فی بعض اقطار الهند حیث واظبوا علی ان الامام ومن معه یقومون بعد المکتوبة بعد قراء تهم: اللهم انت السلام ومنک السلام الخ، ثم اذا فرغوا من فعل السنن والنوافل یدعوالامام عقب الفاتحة جهرًا بدعاء مرة ثانیة، والمقتدون یؤمنون علی ذلک، وقد جری العمل منهم بذلک علی سبیل الالتزام والدوام حتی ان بعض العوام اعتقدوا ان الدعاء بعد السنن والنوافل باجماع الامام والمأمومین ضروری واجب...... وأیم الله ان هذا امر محدث فی الدین. (اعلاء السنن: ۲۰۵/۳، کتاب الصلاة، باب الانحراف بعد السلام...... ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

ـــ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یطیل القراء ة فی الرکعتین بعد المغرب حتی یتفرق اهل المسجد. (سنن ابی داود: ۱/ ۱۹۱، کتاب الصلاة، باب رکعتی المغرب این تصلیان، ط: حقانیه) =

سننے والے کی جگہ بدل گئی

سجدہ کی آیت پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا، لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ پر سنا تھا، اور دوسری دفعہ اور جگہ، تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ اور سننے والے پر جتنی دفعہ سنا ہے اتنے ہی سجدے کرنا واجب ہے۔(۱)

سننے والے نے سجدۂ تلاوت نہیں کیا

سجدہ کی آیت سننے والے پر سجدہ کرنا واجب ہے۔(۲) اگر سننے والے نے سجدہ نہیں کیا تو پڑھنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔(۳) البتہ بلاضرورت سجدہ کی آیت بلند آواز

= عن ابن عباس قال قال لی العباس بت اللیلة بآل رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم العشاء ثم صلی بعدها حتی لم یبق فی المسجد غیره.(شرح معانی الآثار: ۱/ ۲۰۱، کتاب الصلاة، باب التطوع فی المساجد، ط: مجتبائی)

(۱) ولو تبدل مجلس السامع دون التالی یتکرر الوجوب علیه.(عالمگیری: ۱/ ۱۳۴، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)

—ولو تبدل مجلس السامع دون التالی تکرر الوجوب علی السامع اجمالاً.(حلبی کبیر، ص: ۵۰۴، کتاب الصلاة، تتمات.....فی سجود التلاوة، ط: سهیل اکیڈمی)

—لو تبدل مجلس سامع دون تال، لا.(تنویر الابصار مع رد المحتار: ۲/ ۱۱۷، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

(۲) ولو سمع منهم عاقل بالغ مسلم یجب علیه بسماعها.(بزازیة علی هامش الهندیة: ۴/ ۶۷، کتاب الصلاة، السابع عشر فی التلاوة، ط: رشیدیه)

—ان الموجب للسجدة احد ثلاثة: التلاوة والسماع والائتمام.(شامی: ۲/ ۱۰۴، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

—من کان اهلاً لوجوب الصلاة علیه یلزمه السجدة بالسماع.(تاتار خانیة: ۱/ ۵۱۶، کتاب الصلاة، الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة، نوع آخر، ط: قدیمی)

(۳) قال الله تعالیٰ: ولا تزر وازرة وزر اخریٰ. وان تدع مثقلة الی حملها لایحمل منه شئی ولو کان ذا قربیٰ. الآیة. سورة الفاطر، رقم الآیة: ۱۸.

سے نہ پڑھے۔(۱)

سوچنا

بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں، تو کبھی قیام کی حالت میں چپ کھڑے ہوکر سوچنے لگتے ہیں، کبھی قعدہ میں تشہد سے پہلے یا بعد میں سوچنے لگتے ہیں، تقریباً تین مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار یا اس سے زیادہ دیر تک اگر سوچا ہو تو ان صورتوں میں سہو سجدہ کر لینا چاہیے۔(۲)

سودی معاملہ کرنے والے کی امامت

سودی معاملہ کرنے والا امامت کے قابل نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ

---

(۱) القوم اذ كان لايشق عليهم السجود وهم متأهبون للسجدة جهروا بها.(بزازية على هامش الهندية: ۶۷/۴،كتاب الصلاة،السابع عشر فى التلاوة،ط:رشيديه)

ـــــ وان كان معه جماعة قال مشائخنا:ان كان القوم متأهبين للسجود ويقع فى قلبه انه لايشق عليهم اداء السجدة ينبغى ان يقرأجهراً حتى يسجد القوم.(تاتار خانية: ۵۶۹/۱،كتاب الصلاة،الفصل الحادى والعشرون فى سجدة التلاوة،نوع آخر فى المتفرقات،ط:قديمى)

ـــــ القارى اذا كان عنده قوم ان كانوا متأهبين للسجود ويقع فى قلبه انه لايشق عليهم اداء السجدة ينبغى ان يقرأ جهراً.(هندية: ۱۳۵/۱،كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، ط: رشيديه)

(۲) (ثم الاصل فى حكم التفكر) انه (ان منعه عن اداء ركن) كقراءة آية اوثلث او ركوع (او) عن اداء (واجب) كالقعود (يلزمه السهو).(حلبى كبير،ص:۴۶۵،كتاب الصلاة،فصل فى سجود السهو، ط: سهيل اكيڈمى)

ـــــ اذا تفكر فى صلاته ان طال يجب عليه سجود السهو والا لا،والحد الفاصل بين الطويل والقصير انه اذاشغل عن شئى من فعل الصلاة وان قل فهو طويل.(تاتار خانية: ۵۱۸/۱،كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر فى سجود السهو،نوع آخر فى بيان مايجب به سجود السهو ومالايجب، ط:قديمى)

ـــ ثم الاصل فى التفكر انه ان منعه عن اداء ركن كقراءة آية او ثلاث او ركوع او سجود او عن اداء واجب كالقعود يلزمه السهو.(رد المحتار: ۹۳/۲،كتاب الصلاة،باب سجود السهو، ط: سعيد)

تحریمی ہے۔(۱) اس لیے ایسے آدمی کو امام نہیں بنانا چاہیے۔ لیکن حاضرین میں کوئی دوسرا شخص ایسا بھی نہ ہو تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے پڑھ لینی چاہیے۔ کیوں کہ جماعت کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے۔(۲)

سورت تراویح

تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے کے بعد سورت تراویح کے دوران "الم تر کیف" سے آخر تک دس سورتیں دو مرتبہ پڑھنا بہتر ہے۔ ہر رکعت میں ایک سورت پڑھنا اس لیے بہتر ہے کہ رکعتوں کے شمار میں بھول نہیں ہوتی۔ اور اس کو یاد رکھنے میں پریشانی نہیں ہوتی۔(۳) اور اگر یہ سورتیں یاد نہیں ہیں تو جو بھی سورت یاد ہو وہ پڑھے۔

---

(۱) ویکرہ امامة عبد...... وفاسق،قال فی الرد:لعل المرادبه من یرتکب الکبائر...... واکل الربوا ونحو ذلک...... علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۵۶۰، کتاب الصلاة، باب الامامة،ط:سعید)

ـ وتجوز امامة الاعرابی...... والفاسق کذا فی الخلاصة الا انها تکره هکذا فی المتون.(هندیة: ۱/۸۵، کتاب الصلاة،الباب الخامس فی الامامة،الفصل الثالث فی بیان من یصلح امامًا لغیره، ط: رشیدیه)

ـ لو قدموا فاسقًا یأثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه.(حلبی کبیر، ص: ۵۱۳، فصل الامامة، الرابع فی الاولی بالامامة،ط:سهیل اکیڈمی)

(۲) فان امکن الصلوة خلف غیرهم وهو افضل والافالاقتداء اولی من الانفراد.(رد المحتار: ۱/۵۵۹، کتاب الصلاة،باب الامامة، ط:سعید)

ـ وفی السراج الوهاج:فان قلت:فما الافضلیة ان یصلی خلف هؤلاء او الانفراد؟قیل:اما فی حق الفاسق فالصلاة خلفه اولی.(البحر: ۱/ ۶۱۱، کتاب الصلاة،باب الامامة،ط:دار الکتب العلمیة بیروت. و: ۱/ ۳۴۹،ط:سعید)

ـ انه لو صلی خلف فاسق او مبتدع احرز ثواب الجماعة لکن لایحرز ثواب المصلی خلف تقی. (حلبی کبیر،ص: ۵۱۴،کتاب الصلاة،فصل الامامة،ط:سهیل اکیڈمی)

(۳) وفی التجنیس:ثم بعضهم اعتادوا قراءة قل هو الله احد،فی رکعة،وبعضهم اختاروا قراءة سورة الفیل،الی آخر القرآن وهذا احسن لانه لا یشتبه علیه عدد رکعات ولا یشتغل قلبه بحفظها فیفرغ للتدبر والتفکر.(البحر: ۲/ ۷۸،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعید)

ـ اعتادوا قراءة "قل هو الله احد" فی کل رکعة وبعضهم اختاروا قراءة سورة الفیل الی آخر القرآن مرتین وهذا احسن لانه لا یشتبه علیه اعداد الرکعات ولا یشتغل قلبه بحفظها.(تاتار خانیة: ۱/ ۴۷۹، کتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فی التراویح،نوع آخر فی بیان القراءة فی التراویح، ط: قدیمی) =

سورت تراویح کی ایک صورت

تراویح کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر، اوردوسری رکعت میں سورۂ اخلاص، یا پہلی رکعت میں سورۃ العصر اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص، یا پہلی رکعت میں سورۃ الکوثر اوردوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھے تو بھی درست ہے۔(۱) لیکن اس کولازم سمجھنا درست نہیں۔اگر ترتیب سے سورت پڑھی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

سورت شروع کی،اس کوچھوڑ کر پھر دوسری سورت پڑھی

امام نے تراویح کی نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد "قل أعوذ" کہہ کر "تبت یدا......" پڑھا،تو نماز صحیح ہے۔اور سہو سجدہ بھی واجب نہیں ہے۔(۲)

سورت نصف پڑھنا اور نصف چھوڑ دینا

اگر کسی نے وتر کی پہلی رکعت میں "اذا زلزلت" پڑھی،دوسری رکعت میں

=ـــ ثم بعضهم اختار قل هو الله احد فی کل رکعة وبعضهم اختار قراء ة سورة الفیل الی آخر القرآن وهذا احسن القولین لانه لایشتبه علیه عدد الرکعات ولا یشتغل قلبه بحفظها.(هندیة: ۱/۱۱۸، کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،ط:رشیدیه)

(۱) قال فی الحلبیة:وعلی هذا استقر عمل ائمة......الا انهم یبدؤن بقراء ة سورة التکاثر فی الاولیٰ،والاخلاص فی الثانیة،وبعض ائمة زماننا یقرأ بالعصر والاخلاص......وبالکوثر والاخلاص فی الشفع الثانی.(رد المحتار: ۲/۴۷،کتاب الصلاة،مبحث صلاة التراویح،ط:سعید)

ـــــ فالظاهر اختیار الاخف علی القوم کما تفعله الائمة فی زماننا من بدائتهم بقراء ة سورة التکاثر فی الرکعة الاولی وبقراء تهم سورة الاخلاص فی الثانیة الی ان تکون قراء تهم فی الرکعة التاسعة عشر سورة تبت وفی العشرین سورة الاخلاص.(البحر: ۲/۶۹،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط: سعید)

(۲) سئل ابوالفضل عن من قرأ فی النفل فی الأولیٰ "تبت یدا أبی لهب" وفی الثانیة "اذا جاء نصر الله" قال:ان یعتمد ذلک،یکره،وذکر القاضی الامام أبو بکر أنه یکره فی الفریضة ولا یکره فی النفل. (الحلبی کبیر،ص: ۴۹۴،تتمات فیما یکره من القرآن،ط:سهیل اکیڈمی)

ـــ الدر مع الرد: ۱/۵۴۶،۵۴۷،کتاب الصلاة،فصل:فی القراء ة،فروع ،قبیل:باب الامامة، ط: سعید.

ـــــ حاشیة الطحطاوی علی المراقی،ص: ۳۵۲،کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة،فصل فی المکروهات، ط: قدیمی.

" والعادیات" کی آدھی پڑھی، اور تیسری رکعت میں " القارعة" کی آدھی پڑھی، تو اس صورت میں بھی نماز ہوجائے گی۔ لیکن ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔(۱) چھوٹی سورت پوری پوری ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔

سورتوں کا تعین کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصلحت اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائیں۔ لیکن قطعی اور لازمی طور پر ان کی تعیین نہیں کی، اور دوسروں کو بھی تعیین کرکے پڑھنے کی تاکید نہیں فرمائی۔ اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہوئے ان سورتوں کو نمازوں میں اکثر وبیشتر پڑھے تو اچھا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے، تو اس کے لیے بھی کوئی مضائقہ نہیں۔(۲)

---

(۱) وکذا لو قرأ في الاولیٰ من وسط سورة او من اولها ثم قرأ في الثانية من وسط السورة الاخرى او من اولها او سورة قصيرة، الاصح انه لا يكره لكن الاولى ان لايفعل من غير ضرورة. (حلبی کبیر، ص: ۴۹۳، كتاب الصلاة، تتمات فيما يكره في سجود التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــ ولو قرأ في الركعة الاولى من وسط سورة اومن آخر سورة وقرأ في ركعة الاخرى من وسط سورة اخرى او من آخر سورة اخرى فلايفعل ذلك على ماهو ظاهر الرواية ولكن لو فعل ذلك لاباس به. (تاتار خانية: ۱/۳۳۲، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في فرائض الصلاة، نوع آخر، ط: قديمی)

ـــ لا باس أن يقرأ سورة ويعيدها في الثانية، وأن يقرأ في الاولى من محل وفي الثانية من آخر ولو من سورة ان كان بينهما آيتان فاكثره، ويكره الفصل بسورة قصيرة. (الدر المختار: ۱/۵۴۶، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ط: سعيد)

(۲) ويكره ان يؤقت شيئا من القرآن لشئى من الصلاة...... واما اذا قرأ لأجل اليسر عليه او تبركا بقراءته صلى الله عليه وسلم فلا كراهية في ذلك. (عالمگیری: ۱/۷۸، كتاب الصلاة، الفصل الرابع في القراءة، ط: رشيديه)

ـــ ويكره ان يتخذ شيئا من القرآن موقتا بشئى من الصلوات...... الا ان قراءة هذه السورة ايسر عليه فلا بأس به وفي الحجة: ولو تبرك بقرءة النبي صلى الله عليه وسلم...... فالتبرك والتيمن به يجوز. (تاتار خانية: ۱/۳۳۵، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في الفرائض، نوع آخر، ط: قديمی)

ـــ ويكره التعيين كالسجدة و هل أتى - لفجر كل جمعة، بل يندب قراء تهما احيانًا، وفي الشامية...... اما لو قرأه للتيسير عليه او تبركا بقراءته عليه السلام فلا كراهة. (الدر المختار مع الرد المحتار: ۱/۵۴۴، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القرءة، ط: سعيد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورتیں معین کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے۔(۱) فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں سے کوئی ایسی سورت نہیں ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پڑھی ہو۔(۲)
اور نوافل میں ایک رکعت میں دوسورتیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ لیکن فرض نمازوں میں نہیں۔(۳) اور عام طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی رکعت

---

(۱) اکثر العلماء علی ان "کان" لایقتضی المداومة والدلیل علی ذلک مارواہ مسلم من حدیث النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی العیدین وفی الجمعة بـ"سبح اسم ربک الاعلی"(الاعلی: ۱) و"ھل اتاک حدیث الغاشیة" (الغاشیة: ۱) الحدیث.....ففیہ دلیل علی ان لا توقیت للقراءة فی ذلک.(عمدة القاری:۲۶۷/۶،کتاب الجمعة،باب مایقرأ فی صلاة الفجر یوم الجمعة،ط:دار الکتب العلمیة بیروت)
ــــ وروی انہ قرأ فی صلاة العیدین والجمعة سبح اسم ربک الاعلی،والغاشیة،فان تبرک بفعلہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرأ ھذہ السورة فی اکثر الاوقات فنعم مافعل ولکن لایواظب علی قرء تھا بل یقرأ غیرھا فی بعض الاوقات حتی لایؤدی الی ھجر بعض القرآن ولئلا تظنہ العامة حتما.
(بدائع: ۲۶۹/۱،کتاب الصلاة،فصل فی بیان مقدار رکعات الجمعة،ط:سعید)
ــــ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی العیدین والجمعة بسبح اسم ربک الاعلی،وھل اتاک حدیث الغاشیة...... ولو قرأ فی الاولی بسورة الجمعة وفی الثانیة بسورة المنافقین او فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیة بسورة ھل اتاک فحسن تبرکاً بفعلہ علیہ السلام ولکن لایواظب علی قراء تھا بل یقرأ غیرھا فی بعض الاوقات کیلا یؤدی الی ھجر الباقی ولا یظنہ العامة حتماً.(اوجز المسالک: ۳۷۷/۱، افتتاح الصلاة،العمل فی غسل یوم الجمعة،القراءة فی الجمعة والاحتباء،ط:امدادیہ)
(۲) عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال مامن المفصل سورة صغیرة ولا کبیرة الا قد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤم بھا الناس فی الصلاة المکتوبة.(رواہ مالک، مشکوة، ص: ۸۱،کتاب الصلاة،باب القراءة فی الصلاة،الفصل الثالث،ط:قدیمی)
(۳) عن حذیفة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ البقرة وآل عمران والنساء فی کل رکعة.(عمدة القاری:۶۳/۶،کتاب الاذان،باب الجمع بین السورتین فی الرکعة،ط:دار الکتب العلمیة بیروت)
ــــ عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ عنہ قال صلیت الی جنب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلة فاستفتح سورة البقرة فلما فرغ منھا استفتح آل عمران فکان اذا اتی علی آیة فیھا ذکر الجنة اوالنار وقف فسأل اوتعوذ او قال کلاماً ھذا معناہ،ففی ھذہ الآثار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرن بین السورتین فی کل رکعة.(شرح معانی الآثار: ۲۰۴/۱،کتاب الصلاة،باب جمع السور فی رکعة، ط:مجتبائی) =

دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔(۱)

سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھنا

''قل هو الله تین مرتبہ پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۲۰)

سورۂ حج کا آخری سجدہ

سورۂ حج کا آخری سجدہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک لازم ہے۔(۲) اور

=۔عن مسروق عن عبدالله واتاه رجل فقال انی قرأت الليلة المفصل فی رکعة،فقال هذاً کهذا الشعر لکن رسول الله صلی الله عليه وسلم کان يقرأ النظائر عشرين سورة من المفصل من الحٰمٓ.(نسائی:۱/۱۵۶،کتاب الافتتاح،قراء ة سورتين فی رکعة،ط:امداديه ملتان)

(۱) عن عبد الله بن ابی قتادة عن ابيه قال کان النبی صلی الله عليه وسلم يقرأ فی الرکعتين الاوليين من صلاة الظهر بفاتحة الکتاب وسورتين يطول فی الاولیٰ ويقصر فی الثانية ويسمعنا الاية احيانًا وکان يقرأ فی العصر بفاتحة الکتاب وسورتين وکان يطول فی الاولیٰ،وکان يطول فی الرکعة الاولیٰ من صلاة الصبح ويقصر فی الثانية.(عمدة القاری:۶/۳۰،کتاب الاذان،باب القراء ة فی الظهر،رقم الحديث:۷۵۹،ط:دارالکتب العلمية بيروت)

ــــ عن عبد الله بن ابی قتادة عن ابيه ان النبی صلی الله عليه وسلم کان يطول فی الرکعة الاولیٰ من صلاة الظهر ويقصر فی الثانية ويفعل ذلک فی صلاة الصبح.(بخاری:۱/۱۰۷،کتاب الاذان،باب يطول فی الرکعة الاولیٰ،ط:قديمی)

ــــ عن ابی قتادة قال کان النبی صلی الله عليه وسلم يقرأ فی الظهر فی الاوليين بام الکتاب وسورتين وفی الرکعتين الاخريين بام الکتاب ويسمعنا الآية احيانًا،ويطول فی الرکعة الاولیٰ مالايطيل فی الرکعة الثانية،وهکذا فی العصر،وهکذا فی الصبح.(متفق عليه. مشکوة، ص: ۷۹، کتاب الصلاة،باب القراء ة فی الصلاة،الفصل الاول،ط:قديمی)

(۲) اما حکم المسئلة فسجود التلاوة سنة للقاری والمستمع بلاخلاف وسواء کان القاری فی صلاة، ام لا.(المجموع شرح المهذب:۵/۶۷،کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:دار الکتب العلمية بيروت)

ــــ اما حکمها فهو السنية للقاری والمستمع بالشروط الآتية باتفاق ثلاثة من الائمة وخالف الحنفية.(الفقه علی المذاهب الاربعة:۱/۳۵۹،کتاب الصلاة،مباحث:سجدة التلاوة ودليل مشروعيتها، حکمها، ط: دارالحديث قاهره)

ــــ سجدة التلاوة واجبة بالتلاوة علی القاری والسامع عند الحنفية،سنة عند بقية الفقهاء سواء عند الحنفية والشافعية قصد السامع سماع القرآن اولم يقصد.(الفقه الاسلامی وادلته: ۱۰۹/۲، الصلاة، انواع خاصة من السجود،متابعة الامام فی السجدة،ط:دار الفکر)

احناف کے نزدیک لازم نہیں ہے۔(۱) اگر امام، شافعی ہے، اور مقتدی حنفی ہے، تو شافعی امام کی اقتدا کی وجہ سے حنفی مقتدی بھی سجدہ ادا کرے۔(۲) اور اگر امام حنفی ہے تو وہ یہ سجدہ نہ کرے۔ اور حنفی اصول کے مطابق مقتدیوں کے ذمہ سے بھی یہ سجدہ ساقط ہوگا۔ لیکن اگر شوافع کے نزدیک نماز کے سجدہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے تو کر سکتے ہیں۔(۳)

سورۂ "صٓ" میں سجدۂ تلاوت کی آیت

محقق قول کے مطابق سورۂ "صٓ" [پارہ نمبر:۲۳] میں سجدۂ تلاوت ﴿حُسْنَ مَـــابٍ﴾ پر ہے۔ لہٰذا اس کی تلاوت کے بعد سجدہ کیا جائے۔ ﴿اَنَـــابَ﴾ پر سجدہ کرنا احتیاط کے خلاف ہے۔ اگر ﴿اَنَابَ﴾ پر سجدہ کرلیا تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۴)

(۱) قال في الرد:(قوله:خلافاً للشافعي واحمد) حيث اعتبرا كلا من سجدتي الحج ولم يعتبرا صٓ كما في غرر الافكار.(رد المحتار:۲/۱۰۴، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

ـــــ والخلاف في موضعين عندنا،سجدة التلاوة في الحج واحدة وهي الأولى وعند الشافعي فيه سجدتان، وأما سجدة سورة"صٓ"فهي سجدة تلاوة وقال الشافعي هي سجدة الشكر.(تاتار خانية: ۱/۵۵۸، كتاب الصلاة،الفصل الحادئ والعشرون في سجدة التلاوة،النوع الاول في بيان صفتها وبيان موضعها،ط:قديمي)

ـــــ ان في سورة الحج عندنا سجدة واحدة وعند الشافعي سجدتان.....ان في سورة صٓ عندنا سجدة التلاوة وعند الشافعي سجدة الشكر.(بدائع: ۱/۱۹۳، كتاب الصلاة،فصل في بيان مواضع السجدة في القرآن،ط:سعيد)

(۲) اذا تلا الامام آية السجدة سجدها معه المأموم لالتزام متابعته.(الفقه الاسلامي وادلته: ۲/۱۱۰، الصلاة،انواع خاصة من السجود،متابعة الامام في السجدة،ط:دار الفكر)

ـــــ الحنفية قالوا..... اما اذا كان السامع مأمومًا فإن سمعها من غير امامه فحكمه كذلك،وان سمعها من امامه فان كان مدركًا للصلاة وجبت عليه متابعته في سجوده......،الثالث الاقتداء فلو تلاها الامام وجبت على المقتدي وان لم يسمعها.(الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۳۶۲،كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة،ط:دار الحديث قاهرة)

(۳) ولو لم يسجد الامام لم يسجد المأموم فان خالفه وسجد بطلت صلاته بلا خلاف ويستحب ان يسجد بعد سلامه؛ليتداركها،ولايتأكد.(المجموع شرح المهذب:۵/۶۸،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:دار الكتب العلمية بيروت)

(۴) وفي صاد عند حسن مآب،وهو اولى من قول الزيلعي عند اناب.(رد المحتار: ۲/۱۰۴، =

سو گیا

کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کے ساتھ شروع کی، جب امام صاحب نے دو رکعت پر قعدہ کیا تو وہ سو گیا، اس عرصہ میں امام صاحب نے سلام پھیر کر دو رکعت تراویح اور پڑھا دیں اور تشہد وغیرہ پڑھنے کے لیے قعدہ میں بیٹھے، تو اس وقت وہ شخص نیند سے بیدار ہوا، اگر اس کو یہ معلوم ہو گیا تو سلام پھیر دے، اور دوبارہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہو جائے۔ اور جس وقت امام سلام پھیرے تو کھڑا ہو کر دو رکعتیں جلد پڑھ لے، اور سلام پھیر دے۔ پھر امام کے ساتھ تیسری دو رکعت میں شریک ہو جائے۔ (۱)

= كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــــ لايسجد عندنا عقيب قوله "واناب" بل عقيب قوله مآب. (بدائع: ۱/۱۹۳، كتاب الصلاة، فصل في بيان مواضع السجدة في القرآن، ط: سعيد)

ـــ (وص) ش: عند قوله تعالى "فاستغفر ربه وخر راكعاً واناب" (ص: الاية ۲۴) وبه قال الشافعي ومالك وروى عنه قوله: "وحسن مآب". (البناية: ۲/۶۵۵، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، باب سجود التلاوة، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) رجل شرع في صلوة التراويح مع الامام فلما قعد الامام نام هو وسلم الامام فأتى بالشفع الآخر وقعد للتشهد فانتبه الرجل ان علم ذلك يسلم ويدخل مع الامام ويوافقه في التشهد فاذا سلم الامام يقوم ويأتي بالركعتين سريعًا ويسلم ويدخل مع الامام في الشفع الثالث كذا في الخلاصة. (عالمگيري: ۱/۱۱۹، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــــ سئل عن المقتدى في التراويح يسلم امامه وهو نائم قاعدًا فاستيقظ يسلم او يقرأ مابقي من التشهد؟ قال يقرأ مابقي من التشهد ثم يسلم، فان لم يتذكر انه الى اى موضع انتهى يسلم ويتابع الامام في الترويحة الاخرى. (تاتار خانية: ۱/۴۸۶، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر في المتفرقات، ط: قديمي)

ـــــ رجل شرع في صلوة التراويح مع الامام فلما قعد الإمام نام هو وسلم الامام فيأتي بالشفع الاخر وقعد للتشهد فانتبه الرجل ان علم ذلك يسلم ويدخل مع الامام ويوافقه في التشهد فاذاسلم الامام يقوم ويأتي بالركعتين سريعًا ويسلم ويدخل مع الامام في الشفع الثالث. (خلاصة الفتاوى: ۱/۶۵، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في التراويح، ط: رشيديه)

سولہواں سال

جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے، اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست ہے۔ اگر چہ ڈاڑھی نہ نکلی ہو۔ ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔(۱)

سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے

"سجدہ کی آیت سونے کی حالت میں تلاوت کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۵۶)

سہو سجدہ کے سلام کرتے وقت منہ نہیں پھیرا

"سجدہ سہو کیا مگر سلام میں منہ نہیں پھیرا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۵۰)

سہو سجدہ کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں

نماز فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل، تمام نمازوں میں سہو سجدہ کا حکم برابر ہے۔(۲)

البتہ عید اور جمعہ کی نماز میں جب مجمع بہت زیادہ ہو، اور سہو سجدہ سے نمازیوں میں انتشار پیدا

---

(۱) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ فان لم يوجد فيهما شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى. (الدرالمختار: ۱۵۳/۲، كتاب الحجر، فصل فى بلوغ الغلام بالاحتلام، ط: سعيد)

— بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والا فحتى يتم له ثمانية عشر سنة والجارية بالحيض والاحتلام والحبل والا فحتى يتم لها سبع عشرة سنة يفتى بالبلوغ فيها بخمسة عشر سنة. (البحر: ۸/۸۴، ۸۵، كتاب الاكراه، باب الحجر، فصل فى حد البلوغ، ط: سيعد)

— بلوغ الغلام بالاحتلام او الاحبال او الانزال والجارية بالاحتلام او الحيض او الحبل كذا فى المختار، والسن الذى يحكم ببلوغ الغلام والجارية اذا انتهيا اليه خمس عشر سنة عند ابى يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى وهو رواية عن ابى حنيفة رحمه الله تعالى وعليه الفتوى. (هندية: ۶۱/۵، كتاب الحجر، الباب الثانى، الفصل الثانى فى معرفة حد البلوغ، ط: رشيديه)

(۲) وحكم السهو فى الفرض والنفل سواء كذا فى المحيط. (عالمگيرى: ۱۲۶/۱، كتاب الصلاة، الباب الثانى عشر فى سجود السهو، ط: رشيديه)

— وحكم السهو فى صلاة الفرض والنفل سواء. (تاتار خانية: ۵۱۷/۱، كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر فى سجود السهو، النوع الاول فى بيان صفة هذه السجدة وكيفيتها ومحلها، ط: قديمى)

— (والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه فى الاوليين لدفع الفتنة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۹۲/۲، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد)

ہوجانے اور تشویش میں پڑ کرنماز خراب کر لینے کا خطرہ ہو، توایسی صورت میں سہو سجدہ معاف ہوجاتا ہے۔اسی طرح اگرکسی جگہ تراویح کی نماز میں مجمع بہت زیادہ ہو، اور سہو سجدہ کرنے سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہوتو سہو سجدہ ساقط ہوجائے گا۔اور نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔اور اگر مجمع بہت زیادہ نہیں اور فساد کا اندیشہ بھی نہیں،تو سہو سجدہ ساقط نہیں ہوگا۔اس صورت میں سہو سجدہ نہ کرنے کی صورت میں اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔(۱)

سہو سجدہ متعدد لازم ہوں

''غلطیاں متعدد ہوں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۰۳)

سی ڈی سے آیت سجدہ سن لی

''سی ڈی'' سے سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا۔کیوں کہ بے شعور چیزوں کی تلاوت کا اعتبار نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) (والسهو فی صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه فی الاوليين لدفع الفتنة، كما فی جمعة البحر واقره المصنف،وبه جزم فی الدرر،قال فی الرد: الظاهر ان الجمع الكثير فيما سواهما كذلك، كما بحثه بعضهم ط وكذا بحثه الرحمتی، وقال خصوصاً فی زماننا،وفی جمعة حاشية ابی السعود عن العزيمة انه ليس المراد عدم جوازه بل الاولی تركه لئلا يقع الناس فی فتنة اه(قوله:وبه جزم فی الدرر) لكنه قيده محشيها الوانی بما اذا حضر جمع كثير والا فلاداعی الی الترک.(الدر المختار مع رد المحتار: ۹۲/۲،كتاب الصلاة، باب سجود السهو،ط:سعيد)

ــ والمختار عند المتأخرين ان لايسجد فی الجمعة والعيدين لتوهم الزيادة من الجهال. (البحر: ۱۰۵۴/۲، كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:سعيد)

ـــــ ولا يأتی الامام بسجود السهو فی الجمعة والعيدين دفعاً للفتنة بكثرة الجماعة.(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص: ۴۶۵،۴۶۶، كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:قديمی)

(۲) ولو سمعها من الطائر او الصبدی لاتجب لانه محاكاة وليس بقراءة.(حلبی كبير، ص: ۵۰۰، كتاب الصلاة،تتمات فيما يكره من القرآن فی الصلاة،ط:سهيل اكيڈمی)

ـــــ وكذاتجب علی السامع بتلاوة هؤلآء الا المجنون لان التلاوة منهم صحيحة...... بخلاف السماع من البغاء والصدی فان ذلک ليس بتلاوة...... لعدم الأهلية لانعدام التمييز.(بدائع الصنائع: ۱۸۶/۱، كتاب الصلاة،فصل واما سجدة التلاوة،ط:سعيد)

ـــــ لاتجب بسماعة من الصدی والطير.(تنوير الابصار مع الدر المختار: ۱۰۸/۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

ش

شبینہ (قرآن ایک رات میں ختم کرنا)

موجودہ زمانہ میں مروجہ شبینہ کراہت اور مفاسد سے خالی نہیں ہے۔ایک خرابی یہ ہے کہ نفل کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔حالاں کہ نفل کی جماعت میں اگر دوتین مقتدیوں سے زائد آدمی ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔(۱) البتہ تراویح درست ہے۔ بشرطیکہ قرآن صاف اور صحت کے ساتھ پڑھا جائے، اور شہرت مقصود نہ ہو،(۲) اور مقتدی سست نہ ہوں۔(۳) اگر کچھ لوگ بیٹھے رہیں، باتیں کرتے رہیں، اور کھانے پینے کے انتظام میں لگے رہیں، اوران کی تراویح ختم یا فوت ہوجائے تو درست نہیں۔

---

(۱) یکرہ ذلک علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحدة،قال المحقق فی الرد:ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة. (الدر المختار مع الرد: ۲/۴۹،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

ـــــ ان التطوع بالجماعة علی سبیل التداعی مکروہ.(تاتار خانیة: ۱/۴۸۷،کتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر فی التراویح،نوع آخر فی المتفرقات،ط:قدیمی)

ـــــ التطوع بالجماعة اذاکان علی سبیل التداعی یکرہ.(ھندیة: ۱/۸۳،کتاب الصلاة،الباب الخامس فی الامامة،ط:رشیدیه)

(۲) فویل للمصلین...... اللذین ھم یراء ون،سورة الماعون،آیت پارہ ۳۰.

ـــــ ولم یقل فی صلاتھم ساھون،اماعن وقتھا فیؤخرونھا الی آخرہ دائماً او غالباً واما عن ادائھا بارکانه وشروطھا علی المامور به واما عن الخشوع فیھا والتدبر بمعانیھا......عن النبی صلی الله علیه وسلم:ان فی جھنم لوادیًا تستعیذ جھنم من ذلک الوادی فی کل یوم اربع مائة مرة اعد ذلک للمرائین من امة محمد.(ابن کثیر: ۴/۷۱۸، ۷۱۹،سورة الماعون،ط:دار السلام،ریاض)

ـــــ اعلم ان اخلاص العبادة لله تعالی واجب،والریاء فیھا وان یرید بھا غیر وجه الله تعالی حرام بالاجماع للنصوص القطعیة،وقد سمی علیه السلام الریاء الشرک الاصغر......لو صلی ریاء فلا اجرله وعلیه وزر.(رد المحتار: ۶/۴۲۵،کتاب الحظر والاباحة،فصل فی البیع،ط:سعید)

(۳) وقال تعالی: ولا یأتون الصلاة الاوھم کسالیٰ ولا ینفقون الاوھم کارھون.(التوبة،الأیة: ۵۴)

ـــ واذا قاموا الی الصلاة قاموا کسالیٰ یرآء ون الناس ولایذکرون الله الا قلیلا.(سورة النساء، الأیة: ۱۴۲)

ـــــ ویکرہ للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم،وکذا اذا غلبه النوم یکرہ ان یصلی مع القوم.(ھندیه: ۱/۱۱۹،کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

اس زمانہ میں ایسے حفاظ کہاں ملیں گے جو پورا قرآن ایک رات میں صاف اور صحت کے ساتھ ختم کریں۔ آخری الفاظ کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس قسم کے حفاظ کے لیے تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔ (۱)

شبینہ جائز ہونے کی شرائط

اگر شبینہ میں قرآن صاف پڑھا جائے، اور ریاء (دکھاوا) مقصود نہ ہو کہ فلاں نے اس قدر پڑھا اور فلاں نے اس قدر پڑھا، اور مقتدی سست نہ ہوں، اور ضرورت سے زیادہ روشنی میں تکلف نہ ہو، اور ثواب حاصل کرنا مقصود ہو تو جائز ہے۔ اور اگر قراءت میں اتنی جلدی کریں کہ حروف تک سمجھ میں نہ آئیں، اور زیر زبر کی بھی خبر نہ ہو، اور غلطی اور متشابہ کا خیال بھی نہ رکھا جائے، فقط ریا کاری مقصود ہو، اور جماعت بھی منتشر رہتی ہو یا حاجت سے زیادہ روشنی میں تکلف کریں یا تراویح پڑھ کر نفل کی جماعت پڑھیں تو یہ مکروہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ ورتل القرآن ترتیلا ﴾ (۲)

﴿ واذا قاموا الی الصلاة قاموا کسالی یراء ون الناس ﴾ (۳)

﴿ ان اللہ لایحب المسرفین ﴾ (۴)

---

(۱) افضل القراءة ان یتدبر فی معناه حتی قیل یکره ان یختم القرآن فی یوم واحد، ولا یختم فی اقل من ثلاثة ایام تعظیماً له. (هندیة: ۳۱۷/۵، کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن، ط: رشیدیه)

ـــــ ولا یستحب ان یختم فی اقل من ثلاثة ایام.....قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یفقه من قرأ القرآن فی اقل من ثلث. (حلبی کبیر، ص: ۴۹۶، کتاب الصلاة، القراءة خارج الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی)

ـــــ لایستحب ان یختم القرآن فی اقل من ثلاثة ایام لقوله علیه السلام من قرأ القرآن فی اقل من ثلاثة ایام لم یفقه. (تاتار خانیة: ۵۰۳/۱، کتاب الصلاة، الفصل السادس عشر، فصل آخر، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

(۲) سورة المزمل، آیت: ۴۔

(۳) سورة النساء، آیت: ۱۴۲۔

(۴) سورة الاعراف، آیت: ۳۱۔

ولقول الفقهاء: ان جماعة النوافل مكروهة.(۱)

شبینہ تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے:

۱- ترتیل کے ساتھ پڑھیں۔

۲- تراویح میں پڑھیں۔

۳- جماعت کے وقت مقتدی حضرات نیت کے بغیر بیٹھ کر انتظار نہ کریں۔(۲)

شبینہ جائز ہے یا نہیں؟

قرآن شریف کو اتنا جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آئیں، اور مخارج سے ادا نہ ہوں، ناجائز ہے۔ اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے۔(۳)

شبینہ جماعت کے ساتھ کرنا

شبینہ یعنی نفل کی جماعت میں پورا قرآن ختم کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیوں کہ

---

(۱) هندية: ۱/۸۳، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الاول في الجماعة، ط: رشيديه.

ـــــ التطوع المطلق بجماعة مكروه. (بدائع الصنائع: ۱/۲۹۲، كتاب الصلاة، فصل في سنن التراويح، ط: سعيد)

ـــــ ان التطوع بالجماعة على سبيل التداعي مكروه. (تاتارخانية: ۱/۴۸۷، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر في المتفرقات، ط: قديمي)

(۲) فتاوى محموديه: ۷/۳۲۶، كتاب الصلاة، باب التراويح، بعنوان شبينه مروجه، ط: فاروقيه كراچى.

(۳) عن مسروق عن عبد الله واتاه رجل فقال انى قرأت الليلة المفصل في ركعة فقال هذاً كهذا الشعر لكن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقرأ النظائر عشرين سورة من المفصل من الحٰم. (نسائي: ۱/۱۵۶، كتاب الافتتاح، قراءة سورتين في ركعة، ط: امداديه)

ـــــ ويكره الاسراع في القراءة وفي اداء الاركان كذا في السراجية. (هندية: ۱/۱۱۸، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــــ يقرأ في الفرض بالترسل حرفًا حرفًا، وفي التراويح بين بين، وفي النفل ليلاً له ان يسرع بعد ان يقرأ كما يفهم. (الدر المختار) قال المحقق في الرد (قوله: كما يفهم) اى بعد ان يمد اقل مد قال به القراء والا حرم لترك الترتيل المامور به شرعًا. (الدر مع الرد: ۱/۵۴۱، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ط: سعيد)

اعلان کرکے یا بلا کر نفل کی جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

شبینہ کے جواز کی صورت

اگر شبینہ تراویح کی نماز میں ہو، نفل نمازوں میں نہ ہو، فضول خرچی، شور شرابہ، نام ونمود، زائد روشنی، چراغاں نہ ہو، ضرورت سے زیادہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ ہو، فرائض اور واجبات کی طرح پابندی بھی نہ ہو، اور تمام لوگ ذوق وشوق، خشوع خضوع کے ساتھ قرآن کریم سنتے ہوں تو شبینہ جائز ہے۔ ورنہ جائز نہیں ہے۔(۲)

شفعہ فاسد ہوا

''ایک ہی رکعت پڑھی گئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۹۶)

شمار کرنا

تراویح کو شمار کرتے رہنا مکروہ ہے۔ کیوں کہ یہ اکتا جانے کی علامت ہے۔(۳)

شیعہ کا لقمہ دینا

☆......شیعہ (اثناعشری) تحریف قرآن، امامت معصومہ، تقیہ، متعہ اور تین

---

(۱) ولا يصلى الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدى أربعة بواحد كما في الدرر. وفي الرد تحت (قوله: على سبيل التداعي) وهو أن يدعو بعضهم بعضاً كما في المغرب وفسره الواني بالكثرة وهو لازم معناه. (الدر مع الرد: ۲/۴۸، ۴۹، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي وفي صلاة الرغائب، ط: سعيد)

ــ البحر الرائق: ۲/۷۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبيل: باب ادراك الفريضة، ط: سعيد.

ـــ مراقي الفلاح، ص: ۳۸۶، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ط: قديمي.

(۲) سابقه صفحه: ۱۱۸ کے حواشی ملاحظه فرمائیں.

(۳) ويكره عد الركعات في التراويح لما فيها من اظهار الملالة. (خانية على هامش الهندية: ۱/۲۴۴، كتاب الصوم، باب التراويح، فصل في اداء التراويح قاعدًا، ط: رشيديه)

ـ ويكره عد الركعات في التراويح لما فيه من اظهار الملالة. (المحيط البرهاني: ۲/۱۹۷، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح والوتر، ط: دار احياء التراث العربي بيروت)

صحابہ کے علاوہ باقی تمام صحابۂ کرام کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہوکر مرتد اور کافر ہیں۔ تفصیل کے لیے ''بینات شیعہ نمبر'' کا مطالعہ کیا جائے۔(۱)

اور شیعہ زیدیہ کے علاوہ باقی تمام شیعوں کا حکم یہی ہے۔(۲) اور کافر یا مرتد کا لقمہ لینے سے امام کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز باطل ہوجاتی ہے۔(۳) اس لیے شیعہ کا لقمہ نہ لیا کرے۔

☆......اگر شیعہ، امام کے پیچھے اقتدا کرکے نماز میں شریک ہونے کے بعد لقمہ دے گا، تو بھی امام کے لیے اس کا لقمہ لینا درست نہیں ہوگا۔ اگر امام، شیعہ کا لقمہ لے کر بڑی غلطی درست کرے گا، تو امام اور مقتدی سب کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ کیوں کہ کافر

(۱۔۲) ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی،او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة.(شامی:۳/۴۶،کتاب النکاح،فصل فی المحرمات،ط:سعید)

ـــــــ الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهما۔ والعیاذ بالله۔ فهو کافر،......ویجب اکفار الروافض...... بقولهم ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد صلی الله علیه وسلم دون علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین.(هندیة:۲/۲۶۴،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ط:رشیدیه)

ـــــــ ویجب اکفار الروافض......بقولهم ان جبرئیل غلط فی الوحی الی محمد صلی الله علیه وسلم دون علیّ بن ابی طالب رضی الله عنه،وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین.(تاتار خانیة:۵/۵۳۸،کتاب احکام المرتدین،فصل فیمن یجب اکفاره من اهل البدع،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

(۳) یفسدها التکلم...... وفتحه علی غیر امامه الااذا اراد التلاوة،وکذا الاخذ،قوله(وکذا الاخذ)...... اخذ الامام بفتح من لیس فی صلاته.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۶۱۳،۶۲۲، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة،ط:سعید)

ـــــــ وان فتح عمن لیس فی صلاته تفسد.(منیة المصلی،ص: ۴۴۰، کتاب الصلاة،مفسدات الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی)

ـــــــ وان فتح غیر المصلی علی المصلی فاخذ بفتحه تفسد.(هندیة: ۱/۹۹،کتاب الصلاة،الباب السابع فیما یفسد الصلاة،الفصل الاول فیما یفسدها،ط:رشیدیه)

اور مرتد کی نماز اور اقتدا درست نہیں۔(۱)

ص

صحن میں نماز پڑھنا

''چھت پر تراویح ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۷۲)

ض

''ضاد'' کو کس طرح ادا کرنا چاہیے؟

''ضاد'' کو اس کے مخرج سے ادا کرنا چاہیے۔نہ نکال سکے تو جیسے بھی ادا کر سکے ادا کرلے،نماز ہو جائے گی۔(۲)

''ضالّین'' کو'' دالّین''پڑھنا

☆..... ''ض'' اور ''د'' الگ الگ حروف ہیں، اور مخرج بھی جدا جدا ہے۔(۳) اور عذر کے بغیر کسی حرف کو اس کے مخرج سے نہ نکال کر کسی اور مخرج سے نکالنا

(۱) فلا يصح اداء العبادة من الكفار ماداموا كفارًا.....وعليه لاتصح الصلاة من كافر بالاجماع. (الفقه الاسلامي وادلته: ۲۰۸/۱،القسم الاول،العبادات،الباب الاول،الطهارات،الفصل الاول الطهارة، المبحث الثاني شروط وجوب الطهارة،ط:دار الفكر).

ـــــ لا يصح من كافر صلى ولا مرتد صلاة،ولو صلى في كفره ثم اسلم لم تتبين صحتها بل هي باطلة بلا خلاف..... قال اصحابنا وغيرهم:لا يصح من كافر عبادة.(المجموع شرح المهذب: ۷،۶/۴، كتاب الصلاة،ط:دار الكتب العلميه بيروت)

ـــــ (ويقضي ماترك من عبادة في الاسلام) لان ترك الصلاة والصوم معصية والمعصية تبقى بعد الردة،(وما ادى منها فيه يبطل ولا يقضي الا الحج.(الدر المختار مع رد المحتار: ۲۵۱/۴، كتاب الجهاد،فصل في الجزية،مطلب المعصية تبقى بعد الردة،ط:سعيد)

(۲) دیکھئے آئندہ صفحہ کا حاشیہ:۱ (الاصل فيما اذاذكر حرفًا مكان حرف).

(۳) فمن حافة اللسان من اقصاها الى مايلي الاضراس،الضاد فبعضهم يخرجها من الجانب الايمن وبعضهم يخرجها من الجانب الايسر،وفي الحجة:وبالايسر اصح،.....ومن طرف اللسان خمسة مخارج فالطاء،والدال والتاء من مخرج واحد وهو طرف اللسان وطرف الثنايا العليا. (تاتار خانية: ۳۳۹/۱،۳۴۰، كتاب الصلاة،نوع آخر في زلة القاري،ط:قديمي)

سخت بے ادبی ہے۔ بسا اوقات نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔اس لیے ہر حرف کو اس کے مقررہ مخرج سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اور "ضالّین" کو " دالّین" پڑھنا درست نہیں ہے۔البتہ " دالّین" کا دال پُر پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔(۱)

☆.....عوام خواہ " ضالّین" کے "ضاد" کو "ظا" پڑھیں، یا " دال" یا "زاء" نماز ہو جائے گی۔ کیوں کہ وہ ضاد کو مخرج سے صحیح طور پر ادا کرنے پر قادر نہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اصلی حرف ادا کیا ہے۔(۲) البتہ تجوید جاننے والے قاری اور علماء کی نماز صحیح ہونے میں تفصیل ہے۔اگر مخرج سے ادا کرنے پر قادر ہونے کے باوجود

(۱،۲) وان ذكر حرفًا مكان حرف وغير المعنى فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد تفسد صلاته عند الكل وان كان لايمكن الفصل بين الحرفين الابمشقة كالظاء مع الضاد، والصاد مع السين، والطاء مع التاء اختلف المشائخ فيه قال اكثرهم لا تفسد صلاته..

ولو قرأ الظالين بالظاء او بالذال لاتفسد صلاته ولو قرأ الدالين بالدال تفسد صلاته.(خانية على هامش الهندية: ١/ ١٤١، ١٤٢، كتاب الصلاة، فصل في القراءة في القرآن، ط: رشيديه)

ـــــ الاصل فيما اذا ذكر حرفًا مكان حرف وغير المعنى ان امكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد والا يمكن الا بمشقة كالظاء مع الضاد المعجمتين والصاد مع السين المهملتين والطاء مع التاء قال اكثرهم لاتفسد.(شامي: ١/ ٦٣٣، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد)

ـــــ وان كان الخطاء بابدال حرف مكان حرف فان امكن الفصل بين الحرفين بلا كلفة كالصاد مع الطاء بأن قرأ الطالحات مكان الصالحات فاتفقوا على انه مفسد وان لم يكن الا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء فقد اختلفوا فاكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوى..... والا الضالين بالظاء المعجمة او الدال المهملة لا تفسد لوجود لفظهما في القرآن وقرب المعنى.(حلبي كبير، ص: ٤٧٦، ٤٧٨، كتاب الصلاة، فصل في بيان احكام زلة القاري، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــــ اگر ضاد کو بصورت دال مفخم پڑھنے سے نماز کے نہ ہونے کا حکم کیا جاویگا، تو تمام عرب کے قراء وعلماء وائمہ میں سے بھی کسی کی نماز نہ ہوگی، اور نہ کسی مقتدی کی نماز ہوگی، کیونکہ وہ سب دوالین پڑھتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ یہ حکم لگانا غلط ہے، اور اس میں حرج ہے..... اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ضاد کو دال مفخم کی صورت میں پڑھنا دال پڑھنا نہیں ہے، جیسا کہ طاء، ت نہیں وقس علیہ، بلکہ مخرج ناقص ہے ضاد کا جو دال پُر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔فقط۔(فتاوی دار العلوم دیوبند: ۴/ ۹۲، کتاب الصلاۃ، مسائل زلۃ القاری، مسئلہ: ضاد کا مخرج کیا ہے، اور جو دال مفخم پڑھے اس کی امامت درست ہے یا نہیں ؟ تحت فصل ثانی: مکروہات صلاۃ، ط: دار الاشاعت)

قصداً غلط ادائیگی کی ہو، یا بے پرواہی کی وجہ سے غلط ادائیگی کی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر سبقت لسانی یا تمیز پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے ہو تو نماز ہو جائے گی۔ (۱)

(۱) الاصل فیما اذا ذکر حرفًا مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بینهما بلا مشقة تفسد والا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المهملتین والطاء مع التاء قال اکثرهم لاتفسد، وفی خزانة الاکمل: قال القاضی ابو عاصم: ان تعمد ذلک تفسد وان جریٰ علی لسانه او لایعرف التمییز لا تفسد وهو المختار. (شامی: ۱/۶۳۳، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة، ومایکره فیها، مطلب اذا قرء تعالی جد بدون الف لا تفسد، ط: سعید)

—— وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الابمشقة کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اکثرهم لاتفسد صلاته..... قال القاضی الامام ابو الحسن والقاضی الامام ابو عاصم: ان تعمد فسدت وان جری علی لسانه او کان لایعرف التمییز لا تفسد وهو اعدل الاقاویل والمختار. هکذا فی الوجیز للکردی. (هندیة: ۱/۷۹، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری، ط: رشیدیه)

—— ان یکون مع مخالفة فی المعنی..... فالقیاس ان تفسد صلاته وهو قول عامة المشائخ رحمهم الله تعالی واستحسن بعض مشائخنا رحمهم الله وقالوا بعدم الفساد للضرورة، فی حق العامة خصوصًا لاعجم. (المحیط البرهانی: ۲/۲۶۱، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی الفرائض والواجبات والسنن، ط: ادارة القرآن)

ط

طلوع کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا

☆......طلوع، غروب اور زوال آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا حرام ہے۔(۱) ہاں اگر سجدہ کی آیت انہی اوقات میں پڑھی گئی، تو اسی وقت ان اوقات میں سجدہ کرنا درست ہے۔(۲)

☆......اور صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک، اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور صبح صادق ہونے پر سجدۂ تلاوت کرنا درست ہے۔ جب کہ انہی اوقات میں سجدہ کی آیت تلاوت کی گئی ہو۔(۳) دوسرے اوقات میں تلاوت کرنے کی وجہ سے جو سجدہ واجب ہوا، اس کو ان اوقات میں ادا نہ کرے۔(۴)

(۱،۳) ثلثة یکره فیها الفرض والنفل...... وکذا الواجبات الثابتة کسجدة التلاوة وجبت بتلاوة فی وقت غیر مکروه. (حلبی کبیر، ص: ۲۳۶، کتاب الصلاة، الشرط الخامس، ط: سهیل اکیڈمی)
ـــــ تسعة اوقات یکره فیها النوافل ومافی معناها...... وسجدة التلاوة کذا فی قاضیخان، منها بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر...... ومنهاما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس. .... ومنها مابعد صلاة العصر قبل التغییر. (هندیة: ۱/ ۵۲، ۵۳، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی بیان اوقات التی لاتجوز فیها الصلاة وتکره فیها، ط: ماجدیه)
ـــــ واذا وجبت السجدة فی الاوقات التی یجوز فیها الصلاة فسجدها فی الاوقات المکروهة لم یجز. (تاتار خانیة: ۱/ ۵۶۰، کتاب الصلاة، الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة، نوع آخر فی بیان شرائط جوازها وادائها، ط: قدیمی)
(۲،۴) لو تلا آیة السجدة فی الوقت المکروه او حضرت الجنازة فیه فانها یصحان فیه ایضاً. (حلیبی کبیر، ص: ۲۳۶، کتاب الصلاة، الشرط الخامس، ط: سهیل اکیڈمی)
ـــــ ولو تلاها فی وقت مکروه وسجدها فیها اجزأه لانه اداها کما وجبت. (بدائع الصنائع: ۱/ ۵۷۳، کتاب الصلاة، فصل فی شرائط الجواز، ط: دار الحدیث قاهرة)
ـــــ واذا وجبت السجدة فی الاوقات التی یجوز فیها الصلاة فسجدها فی الاوقات المکروهة لم یجز، وان تلاها فی هذه الاوقات وسجدها جاز، وان لم یسجد فی تلک الساعة وسجدها فی وقت آخر مکروه جاز. (تاتار خانیة: ۱/ ۵۶۰، کتاب الصلاة، الفصل الحادی والعشرون فی سجود التلاوة، نوع آخر فی بیان شرائط جوازها وادائها، ط: قدیمی)

طوائف کے لڑکے کی امامت

اگر طوائف کے لڑکے حافظ ہیں، نماز، روزہ کے پابند، نیک اور صالح ہیں، اور معاشرت کے لحاظ سے غیر شرعی کاموں سے محفوظ ہیں، تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ایسی صورت میں حرامی ہونا کراہت کا موجب نہیں ہے۔(۱)

طوطے سے آیت سجدہ سن لی

اگر طوطا آیت سجدہ پڑھے تو اس کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ بے شعور چیزوں کی تلاوت درست نہیں۔(۲)

---

(۱) ولو عدمت ای علة الكراهة بان كان الاعرابى افضل من الحضرمى والعبد من الحر، وولد الزنا من ولد الرشدة، والاعمى من البصير فالحكم بالضد. (شامى: ۱/ ۵۶۰، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

— وينبغى ان يكون كذلك فى العبد وولد الزنا اذا كان افضل القوم فلا كراهة اذا لم يكونا محتقرين بين الناس لعدم العلة للكراهة. (البحر: ۱/ ۶۱۰، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

— وولد الزنا اذا كان افضل القوم فلا كراهة اذا لم يكونا محتقرين بين الناس لعدم العلة للكراهة. (اعلاء السنن: ۴/ ۲۰۴، كتاب الصلاة، ابواب الامامة، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) وكذا تجب على السامع بتلاوة هؤلاء الا المجنون لان التلاوة منهم صحيحة...... بخلاف السماع من الببغاء والصدى فان ذلك ليس بتلاوة...... لعدم اهلية لانعدام التمييز. (بدائع الصنائع: ۱/ ۱۸۶، كتاب الصلاة، فصل واما سجدة التلاوة، ط: سعيد)

— لاتجب بسماعه من الصدى والطير. (تنوير الابصار مع الدر المختار: ۲/ ۱۰۸، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

— ولو سمع منهم مسلم عاقل بالغ تجب عليه لسماعه...... ولا تجب اذا سمعها من طير هو المختار...... وان سمعها من الصدى لاتجب عليه. (هندية: ۱/ ۱۳۲، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، ط: رشيديه)

ع

عام مسلمانوں کا انتظار کرنا

''انتظار کرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۹۱)

عشاء تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا

رمضان المبارک میں مثلاً ایک بیمار آدمی نے گھر پر عشاء کی نماز پڑھی، پھر کچھ ہمت ہوئی تو مسجد میں گیا، عشاء کی فرض نماز کی جماعت ہو رہی تھی، تو اب وہ نفل کی نیت سے شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن تراویح اور قضا نماز کی نیت سے شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تراویح کا درجہ اگرچہ فرضوں سے کم ہے، مگر وہ ایک مخصوص اور مستقل سنت موکدہ ہے۔ اس کی خصوصیت کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ (۱) اور قضا کی نیت اس لیے صحیح نہیں کہ امام کی نماز وقتی ادا ہے، اور مقتدی کی قضا ہے۔ دونوں کی نماز صفت میں متحد نہیں، اس لیے قضا نماز کی نیت بھی درست نہیں۔ (۲)

---

(۱) ولو صلى العشاء في منزله ثم اتى المسجد فوجد الناس في الصلاة فظن انهم في التراويح فصلى معهم ثم ظهر انه كان عشاء جاز عند البعض لانه متنفل اقتدى بالمفترض. (خانية على الهندية: ۱/۲۳۶، كتاب الصلاة، باب التراويح، فصل في وقت التراويح، ط: ماجديه)

ـــــ رجل صلى العشاء في منزله ثم اتى المسجد ووجد الامام في الصلاة وظن انه في التراويح فاقتدى به ثم ظهر انه في العشاء قال: هذا متنفل اقتدى بمفترض يجزيه. (تاتارخانية: ۱/۴۸۵، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر، ط: قديمى)

ـــــ (ومتنفل بمفترض في غير التراويح) في الصحيح، خانية، وكانه لانها سنة على هيئة مخصوصة فيراعى وضعها الخاص للخروج عن العهدة. (تنوير الابصار مع الدر المختار: ۱/۵۹۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

ـــــ ولو صلى التراويح مقتديا بمن يصلي المكتوبة او الوتر او النافلة غير التراويح اختلف المشائخ والاصح فيه انه لا يصح الاقتداء. (خلاصة الفتاوى: ۱/۶۴، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في التراويح، ط: رشيديه)

(۲) ولا يجوز اقتداء المفترض بالمفترض عند اختلاف الفرضين...... وكذا ظهر الامس وظهر اليوم مختلفان. (خلاصة الفتاوى: ۱/۱۴۶، كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء، ط: رشيديه)

ـــــ ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا آخر لان اتحاد الصلاتين شرط عندنا، =

عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر کیا

''آخری رکعتوں میں جہر کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۷۱)

عشاء کی پانچ رکعت پڑھنے کا حکم

''پانچ رکعت پڑھنے کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۱۰)

عشاء کی تیسری رکعت پر سہواً بیٹھنا

''تیسری رکعت پر سہواً بیٹھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۶۰)

عشاء کی تین رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملالی

''تین رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملالی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۶۳)

عشاء کی تین رکعت پر سہو سجدہ کرلیا

''تین رکعت پڑھ کر سہو سجدہ کرلیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۶۴)

عشاء کی جماعت نہیں ہوئی

جس مسجد میں عشاء کے فرض نماز کی جماعت نہیں ہوئی، وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔(۱)

=(قوله: وبمفترض فرضًا آخر) سواء تغاير الفرضان اسمًا او صفة كمصلى ظهر امس بمصلى ظهر اليوم.(تنوير الابصار مع الدر المختار ورد المحتار: ۱/۵۷۹، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

-ولذا صح الحالف بالناذر بخلاف المنذور لانه واجب وقد اختلف السبب فصار كظهر الامس بمن يصلي ظهر اليوم.(فتح القدير: ۱/۳۲۳، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط:رشيديه)

(۱)ولو تركوا الجماعة في الفرض ليس لهم ان يصلوا التراويح بجماعة.(هندية: ۱/۱۱۷، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط:ماجديه)

—ولو تركوا الجماعة في الفرض ليس لهم ان يصلوا التراويح جماعة.(البحر: ۲/۷۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط:سعيد)

—ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة لانها تبع.(تنوير الابصار مع الدر المختار: ۲/۴۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط:سعيد)

عشاء کی جماعت ہونے کے بعد آنے والے کیا کریں؟

☆......اگر رمضان المبارک میں کچھ لوگ عشاء کی جماعت ہونے کے بعد تراویح کی نماز کے دوران مسجد میں آئیں، تو آنے والے لوگ علیحدہ علیحدہ عشاء کے فرض اور دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اور وتر کی نماز بھی امام کے ساتھ جماعت سے ادا کریں۔ پھر اس کے بعد فوت شدہ بقیہ تراویح کی نماز تنہا یا جماعت کے ساتھ ادا کریں۔(۱)

☆......عشاء کی فرض نماز کو تنہا پڑھنے والا تراویح اور وتر کی نماز جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔ کیوں کہ دونوں نمازوں کا حکم برابر ہے۔(۲)

عشاء کی فرض نماز صحیح نہیں ہوئی

اگر عشاء کی فرض، تراویح کی نماز اور وتر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے

---

(۱) صلی العشاء وحده فله ان يصلی التراويح مع الامام......واذافاتته ترويحة اوترويحتان فلو اشتغل بها يفوته الوتر بالجماعة يشتغل بالوتر ثم يصلی مافاته من التراويح. (هندية: ۱/۱۱۷، كتاب الصلاة،فصل فی التراويح،ط:ماجديه)

ـــ فلو فاته بعضها وقام الامام الی الوتر اوتر معه ثم صلی مافاته.(الدرالمختار: ۲/۴۴،كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)

ـــ يوتر مع الامام ثم يقضی مافاته من التراويح احرازا لفضيلة الوتر بالجماعة مع ان التراويح تجوز بعده.(حلبی كبير،ص: ۴۰۴،كتاب الصلاة،تراويح،ط:سهيل اكيڈمی)

(۲) اما لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلی الفرض وحده فله ان يصليها مع ذلك الامام، ولو لم يصليها ای التراويح بالامام او صلاها مع غيره له ان يصلی الوتر معه.(الدرالمختار مع رد المحتار: ۲/۴۸،كتاب الصلاة،مبحث صلاة التراويح،ط:سعيد)

ـــ صلی العشاء وحده فله ان يصلی التراويح مع الامام......ولو لم يصل التراويح جماعة مع الامام فله ان يصلی الوتر معه.(البحر الرائق: ۲/۷۰،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)

ـــ اذا صلی معه شيئاً من التراويح اولم يدرک شيئاً منها او صلاها مع غيره له ان يصلی الوتر معه هو الصحيح.(هندية: ۱/۱۱۷،كتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراويح، ط: رشيديه)

بعد معلوم ہوا کہ عشاء کی فرض نماز صحیح نہیں ہوئی، مثلاً امام نے عشاء کی فرض نماز بے وضو پڑھادی، یا کوئی رکن چھوڑ دیا تو عشاء کی فرض نماز کے ساتھ تراویح کی نماز بھی دوبارہ پڑھے۔ البتہ وتر دوبارہ نہ پڑھے۔ کیوں کہ تراویح فرض نماز کے تابع ہے، وتر تابع نہیں ہے۔(۱)

عشاء کی نماز بے وضو پڑھی

☆......اگر کسی نے عشاء کی نماز وضو کے بغیر پڑھی، اور تراویح اور وتر وضو سے پڑھے، تو عشاء کے ساتھ وقت کے اندر اندر تراویح کا بھی اعادہ کرلے، اور وتر کا اعادہ نہ کرے۔ اس لئے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح عشاء کے تابع ہے۔ اور وتر اپنے وقت میں عشاء کے تابع نہیں ہے۔ اور عشاء کی نماز کو وتر پر مقدم کرنا ترتیب کی وجہ سے واجب ہے۔ اور بھولنے کے عذر سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لے تو صحیح ہوجائیں گے۔ اور اگر تراویح عشاء سے پہلے پڑھی تو صحیح نہیں ہوگی۔ کیوں کہ تراویح کا وقت عشاء کی نماز ادا ہونے کے بعد ہے۔ پس جو تراویح

---

(۱) لو تبین ان العشاء صلاها بلا طهارة دون التراویح والوتر اعاد التراویح مع العشاء دون الوتر لانها تبع للعشاء هذا عند ابی حنیفة رحمه الله تعالى فان الوتر غیر تابع للعشاء فی الوقت عنده...... وعندهما الوتر سنة العشاء کالتراویح فابتداء وقته بعد العشاء فتجب الاعادة اذا ادی قبل العشاء وان کان بالنسیان عندهما کالتراویح، وبالجملة اعادة الوتر مختلف فیها واما اعادة التراویح وسائر سنن العشاء فمتفق علیها اذا کان الوقت باقیًا.(هندیة: ۱/۱۱۵، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

لو صلی العشاء بامام وصلی التراویح بامام آخر ثم علم ان الامام صلی العشاء علی غیر وضوء یعید العشاء والتراویح تبعًا لها کما یعید سنتها ولا یلزمه اعادة الوتر.(حلبی کبیر، ص: ۴۰۳،۴۰۴، کتاب الصلاة، فصل فی النوافل، ط: سهیل اکیڈمی)

وذکر الناطفی فی امام صلی بقوم صلاة العشاء علی غیر وضوء ناسیًا ثم صلی بهم امام آخر التراویح متوضئا ثم علم ان الاول کان علی غیر وضوء ان علیهم ان یعیدوا العشاء والتراویح جمیعاً. (بدائع: ۱/۲۸۸، کتاب الصلاة، فصل فی قدر التراویح، ط: سعید)

عشاء سے پہلے ادا کی اس کا اعتبار نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر عشاء کے فرض بھول کر بے وضو پڑھ لیے، اور سنت اور وتر وضو سے پڑھے، اور وقت کے اندر اندر یاد آ جائے، تو فرض کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا بھی ضروری ہے۔ البتہ وتر کا اعادہ نہ کرے۔ کیوں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عشاء کے فرض نہ ہونے کی صورت میں فرض کے ساتھ سنتوں کا اعادہ بھی ضروری ہے۔ کیوں کہ سنتیں فرض کے تابع ہیں۔ اور وتر چوں کہ مستقل واجب ہے، اور وہ وضو سے ادا ہوا۔ لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ وتر کو سنت فرماتے ہیں۔ اس لیے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں۔ اور فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔(۲)

نوٹ: عشاء کے فرض کے ساتھ سنتوں کا اعادہ وقت کے اندر یاد آنے کی صورت میں ہے۔

---

(۱) من صلى العشاء على غير وضوء وهو لايعلم ثم توضا فأوتر ثم تذكر اعاد صلاة العشاء بالاتفاق ولايعيد الوتر في قول ابي حنيفة، وعندهما يعيد، ووجه البناء على هذا الاصل انه لما كان واجبًا عند ابي حنيفة كان اصلا بنفسه في حق الوقت لاتبعا للعشاء فكما غاب الشفق دخل وقته كما دخل وقت العشاء الا ان تقديم احدهما على الآخر واجب حالة التذكر فعند النسيان يسقط. (بدائع: ۱/۲۷۲، كتاب الصلاة، فصل في بيان وقته، ط: سعيد)

ـــــ لو تبين ان العشاء صلاها بلا طهارة دون التراويح والوتر اعاد التراويح مع العشاء دون الوتر لانها تبع للعشاء، هذا عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى فان الوتر غير تابع للعشاء في الوقت عنده، والتقديم انما وجب لاجل الترتيب وذلك يسقط بعذر النسيان فيصح اذا ادى قبل العشاء بالنسيان بخلاف التراويح فان وقتها بعد اداء العشاء فلا يعتد بما اذا ادى قبل العشاء. (هندية: ۱/۱۱۵، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــــ (لو صلى العشاء بامام) وصلى التراويح بامام آخر ثم علم ان الامام صلى العشاء على غير وضوء يعيد العشاء والتراويح تبعًا لها كما يعيد سنتها ولا يلزمه اعادة الوتر في مثل هذه الصورة عند ابي حنيفة لاستقلاله وعدم تبعيته للعشاء عنده، وانما يلزم تقديمها عليه للترتيب فاذا فات الترتيب من غير قصد لا يلزمه الاعادة. (حلبي كبير، ص: ۴۰۴، كتاب الصلاة، فصل في النوافل، ط: سهيل اكيڈمی)

(۲) دیکھیے پچھلے صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ (لو تبين ان العشاء صلاها بلا طهارة)۔

اگر وقت گزرنے کے بعد یاد آیا تو صرف عشاء کے فرض کا اعادہ کرے، سنت نہ پڑھے۔(۱)

عشاء کی نماز پڑھ کر جماعت میں شامل ہوا

اگر کوئی شخص عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد جماعت ہوتی دیکھ کر دوبارہ اس میں شامل ہوگیا، تو یہ نماز نفل ہوجائے گی۔ اور سنت وتر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے۔(۲)

عشاء کی نماز فاسد ہوگئی

''عشاء کی فرض نماز صحیح نہیں ہوئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۹۲)

عشاء کی نماز کی ایک رکعت ملی

اگر کوئی شخص عشاء کی تین رکعت پوری ہوجانے کے بعد آخری رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا، تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوکر ثناء پڑھے۔ پھر

---

(۱) واما اعادة التراويح وسائر سنن العشاء فمتفق عليها اذا كان الوقت باقيًا. (هندية: ۱/۱۱۵، كتاب الصلاة،الباب التاسع في النوافل،فصل في التراويح،ط:رشيديه)

— لاخلاف بين اصحابنا في سائر السنن سوىٰ ركعتي الفجر انها اذا فاتت عن وقتها لا تقضى سواء فاتت وحدها او مع الفريضة.(بدائع: ۱/۲۸۷، كتاب الصلاة،فصل في بيان ان السنة اذا فاتت...... ط:سعيد)

— وسائر النوافل اذافاتت عن وقتها لاتقضى بالاجماع سواء فاتت مع الفرض او بدون الفرض هذا هو المذكور في ظاهر الرواية.(تاتارخانية: ۱/۶۶۸، كتاب الصلاة،الفصل الحادى عشر في التطوع قبل الفرض وبعده،ط:قديمي)

(۲) فان كان قد صلاها ثم دخل المسجد فان كان صلاة لايكره التطوع بعدها شرع في صلاة الامام والا لا،......وكذا الجواب في العصر والعشاء الا انه لايدخل في العصر مع الامام لان التنفل بعده مكروه.(بدائع: ۱/۲۸۷، كتاب الصلاة،فصل واما بيان مايكره منها،ط:سعيد)

— وان صلى ثلاثًا منها اتم ثم اقتدى متنفلا ويدرك فضيلة الجماعة الا في العصر.(تنوير الابصار: ۲/۵۳، كتاب الصلاة،باب ادراك الفريضة،ط:سعيد)

— ولو صلى ثلاثًا يتم ويقتدى متطوعاً.(البحر: ۲/۷۱، كتاب الصلاة،باب ادراك الفريضة، ط: سعيد) وانظر:الحاشية السابقة ايضا.

"أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" اور "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے، اور رکوع سجدہ کر کے قعدہ کرے۔ دوسری رکعت میں بھی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"، سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے، مگر اس رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے، اور تیسری رکعت میں صرف "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے، اور رکوع سجدہ کر کے بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔(۱)

عشاء کی نماز میں آہستہ قراءت کی

"جہر کی جگہ پر آہستہ قراءت کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۶۷)

عشاء کے فرض پڑھنے سے پہلے تراویح کی امامت کرنا

☆......تراویح کی نماز عشاء کی فرض نماز کے بعد پڑھنا ضروری ہے، عشاء کی

(۱) (والمسبوق من سبقه الامام بها او بعضها وهو منفرد) حتى يثنى ويتعوذ ويقرأ وان قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لكرهتها، مفتاح السعادة، (فيما يقضيه) اى بعد متابعته لامامه فلو قبلها فالاظهر الفساد، ويقضى اول صلاته فى حق قراءة وآخرها فى حق تشهد......لو ادركه فى ركعة الرباعى يقضى ركعتين بفاتحة وسورة ثم يتشهد ثم يأتى بالثالثة بفاتحة خاصة عند ابى حنيفة وقالا: ركعة بفاتحة وسورة وتشهد ثم ركعتين اولاهما بفاتحة وسورة، وثانيتهما بفاتحة خاصة، وظاهر كلامهم اعتماد قول محمد. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۵۹۶، ۵۹۷، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

ــــ والمسبوق...... فاذاقام الى قضاء ماسبق يأتى بالثناء ويتعوذ للقراءة......لو ادرك ركعة مع الامام فى صلاة الظهر والعصر والعشاء وقام الى القضاء فعليه ان يقضى ركعة ويقرأ فيها بالفاتحة وسورة، ويتشهد لانه يقضى آخر الصلاة فى حق التشهد ويقضى ركعة اخرى ويقرأ فيها بالفاتحة وسورة ولا يتشهد. (خلاصة الفتاوى: ۱/ ۱۶۶، كتاب الصلاة، مايتصل بمسائل الاقتداء مسائل المسبوق، ط: رشيديه)

ــــ قال ابو حنيفة وابو يوسف: ماادركه مع الامام آخر صلاته حكماً وان كان اول صلاته حقيقة، ومايقضيه اول صلاته حكما وان كان آخر صلاته حقيقة،......عن محمد انه قال ماادرك المسبوق مع الامام اول صلاته حقيقة وحكما، ومايقضى آخر صلاته حقيقة وحكما، كما قال اولئك الا فى حق مايتحمل الامام عنه وهو القراءة. (بدائع: ۱/ ۲۴۷، ۲۴۸، كتاب الصلاة، فصل فى حكم هذه الصلوات، ط: سعيد)

فرض نماز پڑھنے سے پہلے تراویح کی نماز پڑھنا درست نہیں۔ لہٰذا اگر حافظ صاحب نے عشاء کی فرض نماز پڑھنے سے پہلے تراویح کی نماز پڑھا دی تو تراویح کی نماز نہیں ہوگی۔ اس وقت یا صبح صادق سے پہلے پہلے فرض پڑھنے والے امام کے پیچھے یا تنہا تراویح کی نماز کو دوبارہ پڑھ لینا چاہیے۔ (۱)

☆...... اگر صبح صادق تک اعادہ نہیں کیا گیا تو اس کے بعد قضا نہیں ہے۔ (۲) استغفار کریں۔ ختم قرآن کی صورت میں ان رکعتوں میں جتنا قرآن شریف پڑھا گیا تھا، اس کو دوسرے دن لوٹا لیں۔ (۳)

---

(۱) وقته بعد العشاء لاتجوز قبلها سواء كانت بعد الوتر او قبله هو المختار لانها نافلة سنت بعد صلاة العشاء بفعل الصحابة...... فكانت تبعاًلها. (حلبي كبير، ص:۴۰۳، كتاب الصلاة، فصل في التراويح، ط: سهيل اكيڈمي)

ـ واكثر المشائخ على وقتها بين العشاء الى طلوع الفجر حتى لو صلاها قبل العشاء لايجوز وفي السراجية هو المختار. (تاتارخانية: ۱/۴۷۸، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر في بيان وقت التراويح، ط: قديمي)

ـ ووقتها بعد صلاة العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعده في الاصح. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴۴، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

(۲) اما اعادة التراويح وسائر سنن العشاء فمتفق عليها اذا كان الوقت باقياً، هكذا في التبيين. (هندية: ۱/۱۱۵، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ط: ماجديه)

ـ لاخلاف بين اصحابنا في سائر سنن سوى ركعتي الفجر انها اذا فاتت عن وقتها لاتقضى سواء فاتت وحدها او مع الفريضة. (بدائع: ۱/۶۴۳، كتاب الصلاة، ط: حقانيه)

ـ واذا فاتت التراويح لا تقضى بجماعة والاصح انها لاتقضى اصلاً. (البحر: ۲/۶۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

(۳) وذا فسد شفع وقد قرأ فيه هل يعيد ماقرأ اختلف المشائخ...... قال بعضهم يعيد ليكون الختم في صلاة صحيحة. (تاتارخانية: ۱/۴۸۰، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، ط: قديمي)

ـ واذا فسد شفع وقد قرأ فيه هل يعتبر ما قرأ اختلف المشائخ فيه قال بعضهم لا يعتد ليكون الختم في صلاة صحيحة. (المحيط البرهاني: ۲/۹، كتاب الصلاة،

ـ واذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لايعتد بما قرأ فيه ويعيد القراءة ليحصل به الختم في الصلاة الجائزة. (هندية: ۱/۱۱۸، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

عورتوں کا جماعت میں شرکت کرنا

اگر کوئی امام فرض یا تراویح کی نماز پڑھاتا ہے، اور عورتیں کسی پردے یا دیوار کے پیچھے سے مقتدی بن کر نماز پڑھیں گی، تو نماز ہو جائے گی۔(۱) لیکن عورتوں کے لیے مسجد میں آنا مکروہ ہے۔(۲) اور گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے سے زیادہ ہے۔ اس لیے عورتوں کو گھر میں ہی پڑھنی چاہیے۔(۳)

---

(۱) لو كان بين صف النساء وصف الرجال سترة قدر مؤخرة الرحل كان ذلك سترة للرجال ولا تفسد صلاة واحد منهم.(هندية: ۱/۸۸، كتاب الصلاة،الباب الخامس في الامامة،الفصل الرابع في بيان مايمنع صحة الاقتداء،ط:رشيديه)

ـــ ولو كان معه رجلان وامرأة او خنثى اقام الرجلين خلفه والمرأة او الخنثى خلفها.(بدائع: ۱/۱۵۹، كتاب الصلاة،فصل في بيان مقام الامام والمأموم،ط:سعيد)

ـــ أن اشتراط المحاذاة للفساد ليس خاصاً بتقدم المرأة الواحدة بل الصف من النساء كذلك اى فحيث لم يحاذهن صفوف الرجال فلافساد.(شامی: ۱/۵۷۳، كتاب الصلاة،باب الامامة، مطلب في الكلام على الصف الاول،ط:سعيد)

(۲) ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقًا ولو عجوزًا ليلاً على المذهب المفتى به لفساد الزمان.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۵۶۶، كتاب الصلاة،باب الامامة، ط: سعيد)

ـــ هل يرخص لهن في حضور المساجد......والفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد.(تاتارخانية: ۱/۴۵۷، كتاب الصلاة،الفصل الثامن في الحث على الجماعة،ط:قديمی)

ـــ ولا يحضرن الجماعات لقوله تعالى:وقرن في بيوتكن.(البحر: ۱/۶۲۷، كتاب الصلاة،باب الامامة، ط: سعيد)

(۳)عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:صلاة المرأة في بيتها افضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في مخدعها افضل من صلاتها في بيتها.(رواه ابو داؤد،مشكوة،ص:۹۶، كتاب الصلاة،باب الجماعة وفضلها،ط:قديمی)

ـــ صلاة المرأة في بيتها افضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في مخدعها افضل من صلاتها في بيتها.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوی،ص:۳۰۴، كتاب الصلاة،باب الامامة،ط:قديمی)

ـــ قال عليه السلام:صلاتها في قعر بيتها افضل من صلاتها في صحن دارها وصلاتها في صحن دارها افضل من صلاتها في مسجدها،وبيوتهن خير لهن.(البحر: ۱/۶۲۷، كتاب الصلاة،باب الامامة، ط: رشيديه)

عورتوں کا مسجد میں جاکر تراویح کی جماعت میں شریک ہونا

عورتوں کا مسجد میں جاکر پانچ وقت کی نماز اور تراویح کی جماعت میں شریک ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ خاص طور پر موجودہ دور میں مردوں کی تلاوت سننے کا مقصد زیادہ تر حسن صوت ہے، اور یہ فتنہ برپا کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور تیس دن تک آمد ورفت کا ایک ہی راستہ، مخصوص اوقات میں خطرات سے خالی نہیں ہے۔(۱)

عورتوں کی جماعت

☆......اگر چند حافظ قرآن عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ تراویح کی نماز میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں، یعنی ان میں سے ایک امام بن جائے، اور باقی مقتدی بنیں تو مکروہ ہے۔ خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی، سب میں عورتوں کا امام ہونا عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔(۲) اور عورت مرد کی امام ہو ہی نہیں سکتی۔(۳)

☆......مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر عورت حافظہ ہے، اور

---

(۱) دیکھیے پچھلے صفحے کا حاشیہ نمبر: ۲ (ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ).

(۲) ویکرہ تحریمًا جماعۃ النساء ولو فی التراویح.(الدرالمختارمع الرد: ۱/۵۶۵، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ،ط:سعید)

ـــــ ویکرہ امامۃ المرأۃ للنساء فی الصلوات کلھا من الفرائض والنوافل.(ھندیۃ: ۱/۸۵، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ،الفصل الثالث فی بیان من یصلح امامًا لغیرہ،ط:رشیدیہ)

ـــــ ولا یحضرن الجماعات لقولہ تعالی: وقرن فی بیوتکن.(البحر: ۱/۶۲۷، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ،ط:سعید)

(۳) لایصح اقتداء الرجل بالمرأۃ.(خلاصۃ الفتاوی: ۱/۱۴۶، کتاب الصلاۃ،الفصل الخامس عشر فی الامامۃ والاقتداء،ط:رشیدیہ)

ـــــ لا یجوز اقتداء رجل بامرأۃ ھکذا فی التبیین.(ھندیۃ: ۱/۸۵، کتاب الصلاۃ،الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح امامًا لغیرہ،ط:رشیدیہ)

ـــ لایصح اقتداء رجل بامرأۃ.(الدرالمختار مع رد المحتار: ۱/۵۷۹، کتاب الصلاۃ،باب الامامۃ، ط: سعید)

بھولنے کا اندیشہ ہے، تو تراویح کی جماعت کی گنجائش ہے۔(۱) باقی یہ گنجائش عام عورتوں کے لیے نہیں ہے۔

عورتوں کے لیے گھر میں مرد کے ساتھ جماعت سے تراویح پڑھنا

اگر کسی گھر میں مرد اور عورتیں محرم اور غیر محرم مل کر فرض اور تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ اس طرح پڑھیں کہ پہلی صف میں مرد کھڑے ہوں اور پیچھے پردہ لگا کر عورتیں (محرم اور غیر محرم) کھڑی ہوتی ہوں، تو نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔(۲)

---

(۱) جماعت زنان نزد اکثر حنفیه مکروه است،لیکن دلیلی معتد به بر کراهت یافته نمیشود وادله فقهاء بر کراهت قائم کرده اند مخدوش اند،چنانچه از معائنه فتح القدیر وبنایه شرح هدایه للعینی واضح میشود،واز آثار واخبار مشروعیت جماعت نساء منفردات ثابت میشود،ودر سنن أبی داؤد،در حدیث طویل مروی است "وکانت أی أم ورقة قد قرأت القرآن فاستأذنت النبی صلی الله علیه وسلم أن تتخذ فی دارها مؤذنا فاذن لها وأمرها أن تؤم أهل دارها"ودر کتاب الآثار لمحمد بن الحسن ست "أخبرنا أبو حنیفة،نا حماد،عن ابراهیم عن عائشة انها کانت تؤم النساء فی شهر رمضان فتقوم وسطهن...... ازین روایات معلوم شده که زنی که امام باشد درجماعت زنان دروسط صف قیام سازد...... واین هم معلوم شد که زن امام راجهر بالقراءة وجهر تکبیرات وغیره باید،چه بدون آن صورت اقتداء نمی بندد،وآواز زن اگرچه بر مذهب بعضی ستر ست لیکن درحق رجال نه درحق زنان،وتحقیق این مبحث کما ینبغی دررسالهٔ خود تحفة النبلاء فیما یتعلق بجماعت النساء کرده ام من شاء فلیراجع الیه.(مجموعة الفتاوی للکنوی علی هامش خلاصة الفتاوی: ۱/۷۳،۷۴،کتاب الصلاة،باب مکروهات الصلاة، ط: رشیدیه)

(۲) امامة الرجل للمرأة جائزة اذانوی الامام امامتها اذا لم یکن فی الخلوة،اما اذا کان الامام فی الخلوة فان کان الامام لهن او لبعضهن محرما فانه یجوز.(تاتارخانیة: ۱/۴۵۵،کتاب الصلاة، الفصل السابع فی بیان مقام الامام والمأموم،ط:قدیمی)

ــــ امامة الرجل للمرأة جائزة اذا نوی الامام امامتها ولم یکن فی الخلوة.(هندیة: ۱/۸۵،کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الامامة،الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیره،ط:رشیدیه)

ــــ ویجوز اقتداء المرأة بالرجل اذانوی الرجل امامتها.(بدائع الصنائع: ۱/۳۵۲،کتاب الصلاة، فصل شرائط جواز الاقتداء،ط:حقانیه)

غ

غروب کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا

''طلوع کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۸۸)

غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا

''لقمہ غلط دے کر پریشان کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۴۱)

غلطی

☆......نماز میں قراءت کے دوران غلط پڑھنے سے جو لفظ پیدا ہوتا ہے، اس کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ یہ بحث نہیں کرتے کہ وہ لفظ قرآن مجید میں ہے یا نہیں۔ ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ پڑھنے کے اندر کسی کلمہ میں زیادتی یا کمی کی وجہ سے معنی بالکل بدل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، ورنہ نہیں۔ جیسے: ﴿فَمَالَهُمْ لَايُؤْمِنُوْنَ﴾ میں ''لا'' چھوڑ دیا، یا ﴿وعمل صالحا فلهم اجرهم﴾ کی جگہ ''وعمل صالحا وكفرا فلهم اجرهم'' پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔(۱)

(۱) وان ذكر حرفًا مكان حرف وغير المعنى فان أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مع الصالحات تفسد صلاته عند الكل وان كان لايمكن الفصل بين الحرفين الابمشقة...... قال اكثرهم لاتفسد صلاته...... وانما العبرة لاتفاق المعنى فى قول ابى حنيفة ومحمد، ولوجود المثل عند ابى يوسف...... فى حذف حرف عن كلمة...... ان غير المعنى تفسد صلاته عند عامة المشائخ نحو ان يقرأ فمالهم لا يؤمنون،فى لا يؤمنون بترك لا...... ان يقدم كلمة على كلمة ولا يغير المعنى بان يقرأ لهم فيها شهيق وزفير او يقرأ فانبتنا فيها عنبا وحبًا،لاتفسد صلاته، ولو قرأ ان الابرار لفى جحيم،وان الفجار لفى نعيم فاكثر المشائخ انه تفسد وهو الصحيح. (تاتارخانية: ۱/۳۴۳،۳۴۴،...... ۳۵۱،۳۵۷، كتاب الصلاة،نوع آخر فى زلة القارى،ط:قديمى)

ـــــ والقاعدة عند المتقدمين ان ماغير المعنى تغييراً يكون اعتقاده كفرًا يفسد فى جميع ذلك سواء كان فى القرآن اولا...... وان كان الخطأ بابدال حرف بحرف فان امكن الفصل بينهما بلا كلفة كالصاد مع الطاء بان قرأ الطالحات مكان الصالحات فاتفقوا على انه مفسد،شامى، وفى الدر: ولو زاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفًا...... لم تفسد مالم يتغير المعنى الا مايشق تمييزه كالضاد والظاء...... لو بدل كلمة بكلمة وغير المعنى نحو ان الفجار لفى جنات ،وفى الرد =

☆......اور جن حروف میں امتیاز مشکل سے ہوتا ہے، وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ جیسے: ''سین'' ''صاد'' اور ''ضاد'' ''ظ'' اور ''ذال'' وغیرہ۔ اور جن میں امتیاز آسان ہے، وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں اور معنی بالکل بدل جائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ جیسے: ﴿صالحات﴾ کی جگہ ''طالحات'' پڑھا گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

☆......اور اگر الفاظ کی تبدیلی سے معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔ جیسے: ﴿علیم﴾ کی جگہ ''خبیر''، یا ''حفیظ'' وغیرہ پڑھا گیا، تو نماز درست ہے۔ اور ﴿وعداً علینا انا کنا فاعلین﴾ کی جگہ ''غافلین'' پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے گی۔

☆......اور اگر دو جملوں کے الفاظ بدل جائیں، اور معنی بھی بدل جائیں تو نماز فاسد ہے۔ جیسے: ﴿ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم﴾ میں ''جحیم'' کی جگہ ''نعیم''، اور ''نعیم'' کی جگہ ''جحیم'' پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر معنی نہ بدلیں، جیسے: ﴿لهم فيها زفير وشهيق﴾ میں ''شهيق وزفير'' پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (۲)

= (قوله: ولو زاد كلمة) اعلم ان الكلمة الزائدة...... فان غيرت افسدت مطلقًا نحو وعمل صالحًا وكفر فلهم اجرهم--- (قوله او نقص كلمة)...... ان غيرت مثل فما لهم لا يؤمنون بترك لا، فانه يفسد عند العامة، وقيل لا، والصحيح الاول. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، مطلب فى مسائل زلة القارى، ط: سعيد)

ـــــ والعبرة انما يعتبر لا تفاق المعنى عندهما وعند ابى يوسفؒ لوجود المثل، والاصل فى هذا انه ان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد بان قرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته، وان كان لايمكن الفصل بين الحرفين الابمشقة كالظاء مع الضاد، والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ فيه، قال اكثرهم لايفسد......لو قدم حرفًا على حرف ان تغير المعنى بالتقديم تفسد صلاته......نقصان حرف ان كان يغير المعنى لاتفسد بلا خلاف. (خلاصة الفتاوى: ۱/ ۱۰۵، ......۱۱۲، كتاب الصلاة، الفصل الثانى عشر فى زلة القارى، ط: رشيديه)

(۱) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر ۱ (وان ذکر حرفًا مکان حرف).

(۲) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر ۱ (وان ذکر حرفًا مکان حرف).

غلطیاں متعدد ہوں

اگر کسی سے ایک ہی نماز میں متعدد ایسی غلطیاں ہوئیں جن میں سے ہر ایک غلطی پر سہو سجدہ واجب ہوتا ہے، تو اس صورت میں ایک مرتبہ سجدہ سہو کر لینا سب کی تلافی کے لیے کافی ہے۔(۱)

غیر قرآنی الفاظ بعض سورتوں کے بعد پڑھنا

تراویح کی نماز میں بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض غیر قرآنی الفاظ عربی میں پڑھنا منع ہے۔(۲) لیکن اگر نوافل اور تراویح میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہیں

---

(۱) یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط سجدتان، وتشهد وسلام اذاکان الوقت صالحاً بترک واجب سهوًا وان تکرر، لان تکراره غیر مشروع، (قوله: وان تکرر) حتی لو ترک جمیع واجبات الصلاة سهوًا لا یلزمه الا سجدتان. نهر، بحر، الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۷۷-۸۰، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعید)

ـــ السهو فی سجود السهو لا یوجب السهو لانه لایتناهی ولو سها فی صلاته مرارًا یکفیه سجدتان قل ذلک او کثر. (تاتارخانیة: ۱/۵۳۶، کتاب الصلاة، الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی المتفرقات، ط: قدیمی)

ـــ ولو سها فیما یقضی ولم یسجد لسهو الامام کفاه سجدتان لسهوه ولما علیه من قبل الامام لان تکرار السهو فی صلات واحدة غیر مشروع. (بدائع الصنائع: ۱/۱۷۶، کتاب الصلاة، فصل فی بیان من یجب علیه سجود السهو ومن لایجب علیه، ط: سعید)

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قرأ سبح اسم ربک الاعلی، قال سبحان ربی الاعلی، (کان اذا قرأ): قال المظهر: عند الشافعی یجوز مثل هذه الاشیاء فی الصلاة وغیرها، وعند ابی حنیفة لایجوز الاغیرها. (عون المعبود: ۳/۱۱۴، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی الصلاة، ط: دار الکتب العلمیه بیروت)

ـــ ولا بأس للمتطوع المنفرد ان یتعوذ من النار او ان یسأل الرحمة عند آیة الرحمة او یستغفر، وان کان فی الفرض یکره، واما الامام والمقتدی فلایفعل ذلک لا فی الفرض ولا فی النفل. (منیة المصلی، ص: ۳۵۸، کتاب الصلاة، کراهیة الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی)

ـــ یستمع وینصت وان قرأ الامام آیة ترغیب او ترهیب، وکذا الامام لایشتغل بغیر القرآن، وما ورد حمل علی النفل منفردًا. (تنویر الابصار مع الدر المختار: ۱/۵۴۵، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فی القراءة، ط: سعید)

ہوگی۔اس لیے کسی بھی نماز کے اندر ایسا نہ کرے۔

مثلاً: سورۂ مرسلات کی آخری آیت ﴿فبایّ حدیث بعده یؤمنون﴾ کے بعد "آمنا باللہ" نماز میں نہ کہے۔

غیر مقلد کی امامت

اگر امام غیر مقلد ہے، اور تراویح بیس رکعت کے بجائے آٹھ رکعت پڑھائے تو حنفی مذہب والے بقیہ بارہ رکعات تراویح وتر کی نماز کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں، اور اگر چاہیں تو وتر کی نماز امام کے پیچھے ساتھ نہ پڑھیں، بلکہ بقیہ تراویح کی بارہ رکعات پوری پڑھ لینے کے بعد وتر پڑھیں۔(۱)

(۱) (ووقته بعد العشاء) لاتجوز قبلها سواء كانت بعد الوتر او قبله هو المختار لانها نافلة سنت بعد صلاة العشاء بفعل الصحابة......فكانت تبعاًلها.(حلبی کبیر،ص:۴۰۳،کتاب الصلاة، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)

ـــ ووقتها بعد صلاة العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعده فى الاصح.(الدر مع الرد: ۴۴/۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)

ـــ ان وقتها بين العشاء الى طلوع الفجر حتى لو صلاها قبل العشاء لايجوز لايجوز. (تاتارخانية: ۴۷۸/۱،كتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر فى التراويح،نوع آخر فى بيان وقت التراويح، ط:سعيد)

ف

فاتحہ کا تکرار

بعض حافظوں کی یہ عادت ہے کہ آخری ترویحہ کی آخری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ ناس پڑھ کر "الحمدللہ" اور سورۂ بقرہ سے کچھ پڑھتے ہیں، اس سے نماز میں خرابی لازم نہیں آئے گی، اور سہو سجدہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ البتہ اس کی عادت بنانا مناسب نہیں۔

واضح رہے کہ سورۂ فاتحہ کو ایک دفعہ پڑھنے کے بعد متصلاً دوبارہ پڑھنے سے سورت شروع کرنے میں تاخیر ہونے کی وجہ سے سہو سجدہ لازم ہوتا ہے۔ اور اگر درمیان میں سورت کا فاصلہ آجائے تو سہو سجدہ لازم نہیں آتا۔(۱)

فرض ایک امام کے پیچھے اور وتر دوسرے امام کے پیچھے پڑھنا

فرض نماز ایک امام کے پیچھے، تراویح اور وتر کی نماز دوسرے امام کے پیچھے پڑھنا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) (قوله: وكذا ترك تكريرها الخ) فلو قرأها في ركعة من الاولیين مرتين وجب سجود السهو لتأخير الواجب وهو السورة..... اما لو قرأها قبل السورة مرة وبعدها مرة فلا يجب، كما في الخانية، واختاره في المحيط والظهيرية والخلاصة. (شامي: ۱/ ۴۶۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب كل شفع من النفل صلاة، ط: سعيد)

— واذا قرأ في الأوليين او احدهما الفاتحة مرتين على الولاء يلزمه سجود السهو، ولو قرأ الفاتحة ثم السورة ثم الفاتحة لا سهو عليه. (هندية: ۱/ ۷۱، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ط: رشيديه)

— ومنها الاقتصاد فيهما.....حتى لو كررها في كل ركعة كره ان عمدًا ووجب سجود السهو لو سهوًا. (حلبي كبير، ص: ۲۹۵، واجبات الصلاة، ط: سهيل اكيڈمی)

(۲) اما لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله ان يصليها مع ذلك الامام، وفي الدر المختار: ولو لم يصليها اى التراويح بالامام او صلاها مع غيره له ان يصلي الوتر معه. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/ ۴۸، كتاب الصلاة، مبحث صلوة التراويح، ط: سعيد)

— اذا صلى معه شيئا من التراويح او لم يدرك شيئاً منها او صلاها مع غيره له ان يصلي الوتر معه هو الصحيح. (هندية: ۱/ ۱۱۷، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه) =

فرض پڑھ کر دوبارہ جماعت میں شامل ہوتے وقت تراویح کی نیت کرنا

"عشاء تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۹۰)

فرض پڑھ کر دوبارہ جماعت میں شامل ہوتے وقت قضا کی نیت کرنا

"عشاء تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۹۰)

فرض جہاں پڑھے، وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا

فرض نماز ادا کرنے کے بعد جگہ بدل کر یا آگے پیچھے اور دائیں بائیں ہو کر سنت اور نفل پڑھنا مستحب ہے۔ بلکہ تنہا کسی جگہ پر نماز پڑھنے والے کے لیے بھی جگہ بدل کر سنت اور نفل پڑھنا بہتر ہے۔(۱) اور اگر آگے پیچھے ہونے کے لیے جگہ نہیں تو اس صورت میں جہاں بھی ممکن ہو پڑھ لے۔

= وفیها ایضاً: جاز ان یصلی الفریضة احدهما ویصلی التراویح الأخر. (هندیة: ۱/۱۱٦، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط:رشیدیه)

— اما لو صلاها جماعة مع غیره ثم صلی الوتر معه لا کراهة. (شامی: ۲/۴۸، کتاب الصلاة، مبحث صلٰوة التراویح، ط:سعید)

— صلی العشاء وحده فله ان یصلی التراویح مع الامام...... ولو لم یصل التراویح جماعة مع الامام فله ان یصلی الوتر معه...... لو صلی التراویح مع غیره له ان یصلی الوتر معه هو الصحیح. (البحر: ۲/۷۰، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط:سعید)

(۱) فاذا قام الی التطوع لایتطوع فی مکانه بل یتقدم او یتأخر......اما المقتدی والمنفرد ان لبثا فی مکانهما جاز وان قاما الی التطوع فی مکانهما جاز والاحسن ان یتطوعا فی مکان آخر. (منیة المصلی، ص: ۲۴۲، ۲۴۴، کتاب الصلاة، صفة الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی)

— ویکره للامام التنفل فی مکانه لا للمؤتم وقیل یستحب کسر الصفوف......واما المقتدی والمنفرد...... الاحسن ان یتطوعا فی مکان آخر. (الدرالمختار مع الرد: ۱/۵۳۱، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، ط:سعید)

— ولا یتطوع فی مکان الفریضة ولکن ینحرف یمنة ویسرة او یتأخر وان شاء رجع الی بیته یتطوع فیه، وان کان مقتدیاً او یصلی وحده ان لبث فی مصلاه یدعو جاز، وکذا ان قام الی التطوع فی مکانه او تاخر او انحرف یمنة او یسرة جاز. (هندیة: ۱/۷۷، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة، وآدابها، ط: رشیدیه)

فرض کی جماعت نہیں ملی تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟

اگر کسی آدمی کو عشاء کی جماعت نہیں ملی، اور اس نے فرض نماز تنہا پڑھ لی، پھر اس کے بعد تراویح کی تمام یا اکثر رکعات امام کے ساتھ ادا کیں، یا امام کے ساتھ تراویح کی ایک رکعت بھی نہیں پڑھی، تو ان تینوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔ امام کے ساتھ تراویح بالکل نہ پڑھنے کی صورت میں بھی وتر کی جماعت میں شامل ہونا جائز ہے۔ کیوں کہ وتر مستقل نماز ہے، عشاء اور تراویح کے تابع نہیں ہے۔ (۱)

فوت شدہ رکعت ادا کرتے وقت امام سے آیت سجدہ سن لی

امام اور مقتدی چار رکعات تراویح پڑھنے کے بعد ترویحہ میں بیٹھے، اس وقت ایک آدمی نے کھڑے ہوکر فوت شدہ نماز ادا کرنا شروع کردی، ابھی تک اس کی نماز پوری نہیں ہوئی، امام نے تراویح شروع کی، اور سجدہ کی آیت پڑھی، اور اس نے نماز میں سنی، تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہوگیا۔ ہاں اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے یا سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت کے آخر میں امام کے پیچھے نیت باندھ لی، اور نماز میں شامل ہوگیا، تو امام کا سجدہ اس آدمی کے لیے کافی ہوجائے گا، الگ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ:۲ (اما لو صلیت بجماعة الفرض).

(۲) ومن سمع من امام فائتم به قبل ان یسجد الامام لها سجد معه، وبعده لا. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۱۱۰، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ـــ سمع من امام فدخل معه قبل ان یسجد سجد معه، وان دخل فی صلاة الامام بعد ما سجدها الامام لا یسجدها وهذا اذا ادرکه فی آخر تلک الرکعة، اما لو ادرکه فی الرکعة الاخری یسجدها بعد الفراغ. (هندية: ۱/۱۳۳، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)

ـ اذا قرأ الامام آیة السجدة فسمعها رجل لیس معه ثم دخل الرجل فی صلاة الامام فهذه المسئلة علی وجهین: الاول ان یکون اقتداؤه قبل ان یسجد الامام ففی هذا الوجه علیه ان یسجد مع الامام...... الوجه الثانی اذا اقتدی به بعدما سجد فلیس علیه ان یسجدها فی الصلاة کیلا یصیر مخالفاً للامام ولیس علیه ان یسجدها بعد الفراغ من الصلاة...... فاما اذا ادرک الامام فی الرکعة الاخری کان علیه ان یسجدها بعد الفراغ. (تاتار خانية: ۱/۵۶۷، کتاب الصلاة، الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة، نوع آخر فی سماع المصلی آیة السجدة ممن معه فی الصلاة او ممن لیس معه فی الصلاة، ط: قدیمی)

فیشن پرست کی امامت

اگر حافظ یا امام فیشن پرست ہیں۔ لباس وغیرہ شرعی نہیں ہوتا، انگریزی بال رکھتے ہیں، ننگے سر گھومتے ہیں، تو اگر یہ لوگ اپنی بری عادتوں کو چھوڑ دینے کا عہد کرتے ہیں، تو ان کو فرض اور تراویح میں امام بنانے کی گنجائش ہے۔ اور اگر انکار کریں، تو پھر ایسے لوگ امامت کے منصب کے لائق نہیں ہیں۔ (۱) اگر ان وجوہات کی بنا پر نمازی ان سے ناراض ہوں گے، تو ان کی ناراضی حق ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ''اگر شرعی سبب کی وجہ سے نمازی امام سے ناراض ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز مقبول نہیں ہوتی''۔ (۲) اور اگر ایسے لوگ اپنے طرز زندگی کو بدلنے کے لیے تیار ہوں تو ان کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ ورنہ امامت کا مقدس منصب ان کے سپرد نہ کیا جائے۔

---

(۱) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق..... ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم. (رد المحتار: ۵۵۹/۱، کتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعید)

ـــــ وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق کذا فی الخلاصة الا انها تکره، هکذا فی المتون. (هندیة: ۸۵/۱، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح امامًا لغیره، ط: رشیدیه)

ـــ وفیه اشارة الی انهم لوقدموا فاسقاً یاثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه. (حلبی کبیر، ص: ۵۱۳، کتاب الصلاة، الفصل الرابع فی الاولی بالامامة، ط: سهیل اکیڈمی)

(۲) عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ثلثة لا تقبل منهم صلاتهم من تقدم قومًا هم له کارهون..... (مشکوة، ص: ۱۰۰، کتاب الصلاة، باب الامامة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

ـــ عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یقول: ثلاثة لایقبل الله منهم صلاة، من تقدم قومًا وهم له کارهون، ورجل اتی الصلاة دبارًا، والدبار ان یاتیها بعد ان تفوته، ورجل اعتبد محررة. (سنن ابی داوٗد: ۹۸/۱، کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون، ط: رحمانیه)

ـــــ عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ثلاثة لا تقبل لهم صلاة، الرجل یؤم القوم وهم له کارهون..... (ابن ماجه، ص: ۱۴۷، کتاب الصلاة، باب من ام قومًا وهم له کارهون، ط: مکتبه فاروقیه)

ق

قرآن سننے سے قرآن کا ثواب ملتا ہے

''قرآن کا ثواب ملتا ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۱۱)

قرآن شریف ایک رات میں ختم کرنا

اگر الفاظ کی ادائیگی وغیرہ صحیح ہو تو قرآن شریف کو ایک رات میں ختم کرنا جائز ہے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک رات میں قرآن مجید ختم کرنا ثابت ہے۔(۱) اور اگر قرآن ترتیل کے ساتھ نہیں پڑھا گیا، مگر الفاظ صحیح پڑھے گئے، تو اس طرح پڑھنے میں ثواب کم

---

(۱) (اقرأ القرآن فی شهر قلت انی اجد قوة حتی قال فاقرأه فی سبع لاتزد علی ذلک) ولیس النهی للتحریم کما ان الامر فی جمیع مامر فی الحدیث لیس للوجوب خلافا لبعض الظاهریة حیث قال بحرمة قراءته فی اقل من ثلاث، واکثر العلماء کما قاله النووی علی عدم التقدیر فی ذلک وانما هو بحسب النشاط والقوة فمن کان یظهر له بدقیق الفکر للطائف والمعارف فلیقتصر علی قدر یحصل له معه کمال فهم مایقرؤه،......وقد کان بعضهم یختم فی الیوم واللیلة وبعضهم ثلاثا...... واما الذین ختموا القرآن فی رکعة فلا یحصون کثرة،منهم:عثمان،وتمیم الداری، وسعید بن جبیر.(ارشاد الباری: ۱۱/۳۲۵، کتاب فضائل القرآن،باب فی کم یقرأ القرآن، ط: دار الکتب العلمیة)

ــــ فمنهم من یختم فی کل شهرین ختمة...... وکثیرون فی یوم ولیلة......واما الذین ختموا القرآن فی رکعة فلا یحصون کثرة فمنهم عثمان وتمیم الداری وسعید بن جبیر رضی الله عنهم، والمختار ان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص فمن کان یظهر له تدقیق الفکر للطائف والمعارف فلیقتصر علی قدر یحصل له معه کمال فهم مایقرأ.(شرح الطیبی:۴/۲۸۱،کتاب فضائل القرآن، باب آداب التلاوة ودروس القرآن،ط:ادازة القرآن والعلوم الاسلامیة)

ــــ عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرأ القرآن فی شهر قلت انی اجد قوة،حتی قال فاقرأه فی سبع ولاتزد علی ذلک،......قال الکرمانی مقتضی لاتزد ان لاتجوز الزیادة قلت لعل ذلک بالنظر الی المخاطب،خاطبه لضعفة وعجزة او ان النهی لیس للتحریم وکان ابی ابن کعب یختمه فی ثمان وکان الاسود یختم فی ست وعلقمة فی خمس،وروی عن معاذ بن جبل وکانت طائفة تقرأ القرآن کله فی لیلة ثلاث مرات.(عمدة القاری: ۲/۸۴، کتاب فضائل القرآن،باب فی کم یقرأ القرآن،ط:دار الکتب العلمیه بیروت)

ــــ عن ابن سیرین قال کان عثمان یقرأ القرآن کله یوتر به.(المصنف لابن ابی شیبة: ۲/۹۵، کتاب الصلاة،باب فی الوتر مایقرأ فیه، رقم الحدیث: ۶۸۸۱،ط:دار الکتب العلمیه بیروت)

ملے گا۔(۱) اور اگر شہرت کی نیت سے پڑھے تو ''ریا'' تو فرائض میں بھی ممنوع ہے، تراویح میں کیسے جائز ہوگا!(۲) اور اگر مقتدیوں کو اس طرح پڑھنے میں دشواری ہو تو نہ پڑھے۔

تراویح، کسوف اور استسقاء کی نمازوں کے علاوہ نفل کی جماعت تہجد میں ہو یا غیر تہجد میں، اگر چار مقتدی ہیں تو مکروہ تحریمی ہے۔(۳)

(۱) ورتل القرآن ترتیلاً. سورة المزمل: آیت: ۴ پارہ ۲۹.

ـــــ وفي الحجة يقرأ في الفرض بالترسل حرفًا حرفًا، وفي التراويح بين بين، وفي النفل ليلاً له ان يسرع بعد ان يقرأ كما يفهم، وفي الشامية: اى بعد ان يمد اقل مد، قال به القراء والاحرم لترك الترتيل المامور به شرعاً. (شامي مع الدر: ۱/ ۵۴۱، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ط: سعيد)

ـــــ ويكره الاسراع في القراءة وفي اداء الاركان كذا في السراجية. (هندية: ۱/ ۱۱۷، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــــ ويكره الاسراع في القراءة وفي اداء الاركان. (تاتارخانية: ۱/ ۴۷۹، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر: بيان القراءة في التراويح، ط: قديمي)

(۲) فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراءون. سورة الماعون: آیت ۴، ۵، ۶، پارہ ۳۰

ـــــ عن النبي صلى الله عليه وسلم: ان في جهنم لوادياً تستعيذ جهنم من ذلك الوادي في كل يوم اربع مائة مرة اعد ذلك للمرائين من امة محمد..... (ابن كثير: ۴/ ۸۱۷، ۸۱۹، سورة الماعون، ط: دار السلام، رياض)

ـــــ اعلم ان اخلاص العبادة لله تعالى واجب، والرياء فيها وان يريد بها غير وجه الله تعالى حرام بالاجماع للنصوص القطعية: وقد سمى عليه السلام الرياء، الشرك الاصغر...... لو صلى رياء فلا اجرله وعليه وزر. (ردالمحتار: ۶/ ۴۲۵، كتاب الخطر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۳) اعلم ان النفل بالجماعة على سبيل التداعي مكروه على ماتقدم ماعدا التراويح وصلوة الكسوف والاستسقاء. (غنية المستملي، ص: ۴۳۲، كتاب الصلاة، تتمات من النوافل، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــــ التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذلك على سبيل التداعي بان يقتدى اربعة بواحد. (الدر مع الرد: ۲/ ۴۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ـــــ التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعي يكره......ان كان سوى الامام ثلاثة لايكره بالاتفاق وفي الاربع اختلف المشائخ والاصح انه يكره هكذا في الخلاصة. (هندية: ۱/ ۸۳، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، ط: رشيديه)

قرآن شریف پر سجدہ کرنا

بعض لوگ سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد قرآن شریف پر سجدہ کر لیتے ہیں، یہ غلط ہے۔ کیوں کہ اس سے سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔(۱)

قرآن کا ثواب ملتا ہے

تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے امام اور مقتدیوں کو قرآن شریف پڑھنے کا ثواب بھی ملے گا۔ اور تراویح میں قرآن ختم کر کے سنت ادا کرنے کا ثواب بھی ملے گا۔(۲)

---

(۱) وكره اقتصاره على احدهما كما يكره تنزيهاً بكور عمامته وان صح بشرط كونه على جبهته اما اذا كان على راسه فقط وسجد عليه مقتصرًا لا يصح لعدم السجود على محله وبشرط طهارة المكان وان يجد حجم الارض. (تنوير مع الدر: ۱/۵۰۰، كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ط: سعيد)

۔فان وضع جبهته دون انفه جاز اجماعاً ويكره وان كان بالعكس فكذلك عند ابى حنيفة رحمه الله وقالا لايجوز وعليه الفتوى...... ولو وضع جبهته على حجر صغير ان وضع اكثر الجبهة على الارض يجوز والا فلا كذا في التجنيس، وهكذا في المحيط. (هندية: ۱/۷۰، كتاب الصلاة، الباب الرابع فى صفة الصلاة، الفصل الاول فى فرائض الصلاة، ط: رشيديه)

۔۔واما فرض السجود فيتأدى بوضع الجبهة او الانف والقدمين فى قول ابى حنيفة رحمه الله وقال ابو يوسف ومحمد رحمهما الله لا يتأدى بوضع الانف وفى جامع الجوامع كخده وذقنه م: الا اذا كان بجبهته عذر. (تاتارخانية: ۱/۵۰۶، كتاب الصلاة، فصل ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثاً افضل ولايترك الختم لكسل القوم. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴۶، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

۔۔السنة فى التراويح انما هو الختم مرة فلا يترك لكسل القوم كذا فى الكافى. (هندية: ۱/۱۱۷، كتاب الصلاة، الباب التاسع فى النوافل، فصل فى التراويح، ط: رشيديه)

۔۔والحاصل ان السنة فى التراويح انما هى الختم مرة. (تاتارخانية: ۱/۴۷۹، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فى التراويح، ط: قديمى)

۔۔۔عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من استمع الى آية من كتاب الله كتبت له حسنة مضاعفة، ومن تلاها كانت له نورًا يوم القيامة. (تفسير ابن كثير: ۳/۲۷۲، سورة الاعراف: ۲۰۴، ط: دار الاندلس بيروت)

۔عن ابن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول: الٓمٓ حرف، ولكن الف حرف ولام حرف، وميم حرف. (ترمذى: ۲/۱۱۹، باب ماجاء فى من قرأ حرفاً من القرآن، ط: سعيد)

قرآن لوٹانا

''رعایت کرتے ہوئے قرآن لوٹانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۹)

قرآن مجید ختم کرنا

''تراویح میں قرآن مجید ختم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۳۵)

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا

احناف کے نزدیک تراویح میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔لہٰذا ایسے امام کے پیچھے اقتداء کر کے تراویح نہ پڑھیں۔ بلکہ اپنی تراویح کا انتظام الگ کریں۔(۱)

قرآن میں دیکھ کر لقمہ دینا

''دیکھ کر سننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۰۵)

= ـــــ عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:من قرأ حرفاً من کتاب الله فله به حسنة،والحسنة بعشر امثالها،لا اقول:الٓم حرف،الفِ حرف ولام حرف،ومیم حرف. (مشکوة،ص:۱۸۶،کتاب فضائل القرآن،الفصل الثانی،ط:قدیمی)

(۱) ویفسدها قراء ته من مصحف عند ابی حنیفة:وقالا:لا یفسد.(هندیة:۱/۱۰۱،کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة،ومایکره فیها،الفصل الاول فیما یفسدها،ط:رشیدیه)

ـــــ (وقراء ته من مصحف) أی:مافیه قرآن (مطلقًا) لانه تعلم.(الدر المختار مع رد المحتار:۱/۶۲۳، کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،ط:سعید)

ـــــ (قوله وقراء ته من مصحف) ای یفسدها عند ابی حنیفة وقالا هی تامة لانها عبادة انضافت الی عبادة الا انه یکره لانه تشبه بصنیع اهل الکتاب،ولابی حنیفة وجهان:احدهما:ان حمل المصحف والنظر فیه وتقلیب الاوراق عمل کثیر،الثانی انه تلقن من المصحف فصار کما اذاتلقن من غیره،وعلی هذا لا فرق بین الموضوع والمحمول عنده وعلی الاول یفترقان وصح المصنف فی الکافی الثانی وقال انها تفسد بکل حال تبعًا لما صححه شمس الائمة السرخسی. (البحر الرائق:۲/۱۰،کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،ط:سعید)

قراءت کس قدر زور سے پڑھے؟

☆......افضل اور بہتر یہ ہے کہ امام جہری نمازوں میں بلا تکلف اس قدر زور سے پڑھے کہ مقتدی حضرات قراءت سن سکیں۔ اس سے زیادہ زور لگا کر پڑھنا مکروہ اور منع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا﴾ [بنی اسرائیل: ۱۱۰]

ترجمہ: ''اور نہ تم اپنی نمازوں میں زیادہ زور سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ پڑھو، اس کے بیچ درمیانی راہ اختیار کرو۔''

نماز میں درمیانی آواز سے قراءت کرنے سے قلب پر اثر ہوتا ہے۔ اور زیادہ زور سے پڑھنے سے امام اور مقتدی دونوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس سے حضور قلب یعنی خشوع خضوع میں خلل آتا ہے۔(۱)

☆......جماعت کی نماز میں لوگوں کی کمی اور زیادتی کے اعتبار سے قراءت کی آواز میں بھی کمی اور زیادتی کرنی چاہیے۔ اگر لوگ زیادہ ہیں تو آواز زیادہ بلند کرے۔ اور اگر لوگ کم ہیں تو آواز بھی کم بلند کرے۔(۲)

---

(۱) ويجهر الامام وجوبًا بحسب الجماعة فان زاد عليه اساء (قوله فان زاد عليه اساء) وفي الزاهدي عن ابي جعفر: لو زاد على الحاجة فهو افضل الا اذا اجهد نفسه او آذى غيره.(الدر المختار مع رد المختار: ۱/۵۳۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط: سعيد)

ــــ ادنى الجهر ان يسمع نفسه واقصاه ان يسمع غيره...... وفي الحجة وان كان امامًا يسمع غيره ولا يرفع صوته بحيث يخشى عليه الضرر.(تاتارخانية: ۱/۳۲۹، ۳۳۰، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ط: قديمي)

ــــ ولا يجهد الامام نفسه بالجهر كذا في البحر الرائق، واذا جهر الامام فوق حاجة الناس فقد اساء؛ لان الامام انما يجهر لاسماع القوم ليدبروا في قراءته ليحصل احضار القلب كذا في السراج الوهاج. (هندية: ۱/۷۲، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ط: رشيديه)

(۲) يجهر الامام وجوبًا بحسب الجماعة فان زاد عليه اساء.(مجمع الانهر: ۱/۱۵۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

ــــ ويجهر الامام وجوبًا بحسب الجماعة.(الدر المختار مع الرد: ۱/۵۳۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط: سعيد) =

قراءت کی مقدار

☆......تراویح کی نماز میں قراءت مسنون کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔البتہ ہر رکعت میں اتنی مقدار قراءت کرے کہ مقتدیوں پر بھاری نہ ہو۔(۱)

☆......امام تراویح کی نماز میں قراءت ہلکی کرے۔البتہ تراویح میں ایک دفعہ قرآن مجید کو ختم کرنا سنت ہے۔اس لیے روزانہ ایک ایک پارہ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ قرآن مجید ختم کرنے کی سنت ادا نہیں ہوگی۔(۲)

= اذا قرأ الامام في صلاة المخافتة بحيث يسمع رجل او رجلان لايكون جهرًا حتى يسمع الكل. (تاتارخانية: ۱/۳۲۹،كتاب الصلاة،فصل في القراءة،ط:قديمي)

ـــ وانما كان كذلك لان القراءة ركن يتحمله الامام عن القوم فعلاً فيجهر ليتأمل القوم ويتفكروا في ذلك فتحصل ثمرة القراءة وفائدتها للقوم فتصير قراءة الامام قراءة لهم تقديرًا..... وجب عليه اسماع القوم فيما يجهر.(بدائع: ۱/۱۶۰، ۱۶۱، كتاب الصلاة،فصل في الواجبات الاصلية في الصلاة،ط:سعيد)

(۱) واما في زماننا فالافضل ان يقرأ الامام على حسب حال القوم من الرغبة والكسل فيقرأ قدر مالايوجب تنفير القوم عن الجماعة.(بدائع: ۱/۲۸۹،كتاب الصلاة،فصل في سنن التراويح، ط: سعيد)

ـــ والافضل في زماننا ان يقرأ بما لايؤدي الى تنفير القوم عن الجماعة لكسلهم لان تكثير الجمع افضل من تطويل القراء.(هندية: ۱/۱۱۸،كتاب الصلاة،الباب التاسع في النوافل،فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ـــ الافضل في زماننا قدر مالا يثقل عليهم،وفي الشامية:لان تكثير الجمع افضل من تطويل القراءة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴۷،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،فصل في التراويح، ط: سعيد)

(۲) ان السنة في التراويح انما هي الختم مرة......والختم مرة يقع بقراءة عشر آيات في كل ركعة لان عدد الركعات في جميع الشهر ستمائة وعدد آي القرآن ستة آلاف وشيئي فاذا قرأ في كل ركعة عشر آيات يحصل الختم فيها.(تاتارخانية: ۱/۴۷۹،كتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر في التراويح،نوع آخر بيان القراءة في التراويح،ط:قديمي)

ـــ ومنها ان يقرأ في كل ركعة عشر آيات كذا روى الحسن عن ابي حنيفة.....وما قاله ابو حنيفة سنة اذالسنة ان يختم القرآن مرة في التراويح.(بدائع: ۱/۲۸۹،كتاب الصلاة،فصل في سنن التراويح، ط: سعيد)

ـــ السنة في التراويح انما هو الختم مرة...... روى الحسن عن ابي حنيفة رحمه الله تعالى انه يقرأ في كل ركعة عشر آيات ونحوها وهو الصحيح.(هندية: ۱/۱۱۷،كتاب الصلاة،الباب التاسع في النوافل،فصل في التراويح،ط:رشيديه)

قضا تراویح کی جماعت

”تراویح کی قضا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۳۷)

قضا میں قراءت کیسے کرے؟

☆......دن کی نماز کی قضا میں قراءت آہستہ کرے، جہر کرنا منع ہے۔

☆......اور رات کی نماز کی قضا اگر رات میں کر رہا ہے تو منفرد (اکیلے پڑھنے والے) کو اختیار ہے، چاہے جہر کرے یا آہستہ پڑھے۔ اور اگر رات کی نماز کی قضا دن میں کر رہا ہے تو جہر کرنا منع ہے۔

☆......اور اگر جماعت کے ساتھ کر رہے ہیں، تو سری میں سر کرے اور جہری میں جہر کرے۔(۱)

قعدۂ اولی سہواً چھوٹ جائے

اگر تین یا چار رکعت فرض یا واجب نماز میں قعدۂ اولی سہواً چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے، یا سیدھا کھڑے ہونے کے بعد لقمہ دینے پر واپس التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھ

---

(۱) ویجهر الامام فی الفجر واولیی العشاء ین اداء وقضاء وجمعة وعیدین وتراویح ووتر بعدها و یسر فی غیرها کمتنفل النهار ویخیر المنفرد فی الجهر ان ادی ویخافت المنفرد حتمًا ان قضی الجهرية فی وقت المخافتة کأن صلی العشاء بعد طلوع الشمس......علی الاصح.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۵۳۲، ۵۳۳، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط:سعید)

—— واذا قضی الفوائت ان قضاها بجماعة وکان صلاة یجهر فیها بالقراءة یجهر فیها الامام وان قضاها وحده یخیر ان شاء جهر وان شاء خافت والجهر افضل ویخافت فیما یخافت حتمًا وکذلک الامام وفی الوقایة:المنفرد خیر ان ادی وخافت حتمًا ان قضی. (تاتارخانیة: ۱/۵۵۵، کتاب الصلاة، الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، ط:قدیمی)

—— ومتی قضی الفوائت ان قضاها بجماعة فان کانت صلاة یجهر فیها، یجهر فیها الامام بالقراءة وان قضاها وحده یتخیر بین الجهر والمخافتة والجهر افضل کما فی الوقت ویخافت فیما یخافت فیه حتمًا وکذا الامام کذا فی الظهیریة.(هندیة: ۱/۱۲۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ط:رشیدیه)

جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ البتہ قیام کے تکرار اور اس میں تاخیر کی وجہ سے آخر میں سہو سجدہ کرنا واجب ہوگا۔

واضح رہے کہ کھڑے ہونے کے بعد التحیات پڑھنے کے لے دوبارہ بیٹھنا نہیں چاہیے۔ قصداً ایسا کرنا گناہ ہے۔ البتہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ سہو سجدہ کافی ہوگا۔(۱)

قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا

☆......فرض، واجب (وتر) اور سنت موکدہ کے قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف (کم سے کم اللّٰھمّ صلّ علی محمد تک) پڑھنے سے سہو سجدہ کرنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) سها عن القعود الاول من الفرض...... ثم تذكره عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه فى الاصح ما لم يستقم قائما،فى ظاهر المذهب وهو الاصح فتح (والا) اى وان استقام قائما (لا)يعود لاشتغاله بـ ـر ـن القيام (وسجد للسهو) لترك الواجب (فلو عاد الى القعود) بعد ذالك (تفسد صلاته...... وقيل لاتفسد لكنه يكون مسيئاً ويسجد لتأخير الواجب وهو الاشبه). (الدر المختار مع الرد: ۲/۸۳،۸۴، كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:سعيد)

ـــــ ويجب اذا قعد فيما يقام او قام فيما يجلس فيه وهو امام او منفرد اراد بالقيام اذا استتم قائما او كان الى القيام اقرب فانه لايعود الى القعدة وسجدللسهو.(الفتاوى الهندية: ۱/۱۲۷، كتاب الصلاة، الباب الثانى عشر فى سجود السهو،ط:رشيديه)

ـــــ كل فعل شرع فيه ذكر مسنون حال استقراره فتركه ناسياً يوجب سجود السهو كالقعدة الاولى...... وكذلك يجب سجود السهو فى الافعال...... بان قام فى موضع القعود بان يستتم قائماً او كان الى القيام اقرب.(تاتارخانية: ۱/۵۱۷،۵۲۵،كتاب الصلاة،الفصل السابع عشر فى سجود السهو،نوع آخر فى بيان مايجب به سجود السهو،ط:قديمي)

(۲) ولو كرر التشهد فى القعدة الاولى فعليه السهو وكذا لو زاد على التشهد الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم كذا فى التبيين.وعليه الفتوى كذا فى المضمرات واختلفوا فى قدر الزيادة فقال بعضهم يجب عليه سجود السهو بقوله:اللهم صل على محمد،وقال بعضهم لايجب عليه حتى يقول وعلى آل محمد والاول اصح.(هندية: ۱/۱۲۷، كتاب الصلاة،الباب الثانى عشر فى سجود السهو،ط:رشيديه)

ـــــ ولا يزيد فى الفرض على التشهد فى القعدة الاولى اجماعًا فان زاد عامدًا كره فتجب الاعادة او ساهيًا وجب عليه سجود السهو اذا قال اللهم صل على محمد فقط على المذهب المفتى به، لالخصوص الصلاة بل لتأخير القيام.(الدر المختار: ۱/۵۱۰،۵۱۱،كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط:سعيد) =

☆......اور سنت غیر موکدہ کے قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ کر کھڑا ہونا افضل ہے۔(۱)

☆......قعدۂ اولی ترک کرنے میں یہ حکم ہے کہ اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو، بیٹھ جائے۔اس صورت میں سہو سجدہ لازم نہیں ہوگا۔اور اگر قیام کی طرف زیادہ قریب ہو تو نہ بیٹھے، اور آخر میں سہو سجدہ کرلے، نماز ہوجائے گی۔

واضح رہے کہ اگر پنڈلی سیدھی ہوگئی تو قیام کی طرف زیادہ قریب ہے۔اور اگر پنڈلی سیدھی نہیں ہوئی، تو بیٹھنے کے زیادہ قریب ہے۔(۲)

= ـــــ واذا شرع فی الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم بعد الفراغ من التشهد فی الرکعة الثانیة ناسیًا ثم تذکر فقام الی الثالثة قال السید الامام ابو شجاع والقاضی الامام الماتریدی علیه سجود السهو کما هو جواب مشائخنا غیر ان السید الامام قال:اذا قال اللهم صل علی محمد وجب فی المضمرات:وهو المختار.(تاتارخانیة: ۵۲۴/۱،کتاب الصلاة،الفصل السابع عشر فی سجود السهو نوع آخر فی بیان مایجب به سجود السهو ومالایجب،ط:قدیمی)

(۱) ولا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولی فی الاربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولا یستفتح اذا قام الی الثالثة منها وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم یستفتح ویتعوذ ولو نذرًا لان کل شفع صلاة.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱۶/۲، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل،ط:سعید)

ـــــ ولا یصلی فی الاربع قبل الجمعة وبعدها واذا قام الی الثالثة لا یستفتح وفی البواقی یصلی ویستفتح. (غنیة المستملی،ص: ۳۳۲،کتاب الصلاة،صفة الصلاة،ط:سهیل اکیڈمی)

ـــــ وفی الاربع قبل الظهر والجمعة وبعدها لا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولی ولا یستفتح اذا قام الی الثالثة بخلاف سائر ذوات الاربع من النوافل. (هندیة: ۱۱۳/۱، کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،ط:رشیدیه)

(۲) ولو ترک القعدة الاولیٰ من ذوات الاربع وقام الی الثالثة وان استتم قائماً لایعود...... واما اذا لم یستتم قائماً فان کان الی القیام اقرب وکذلک الجواب لوجود حد القیام وهو انتصاب النصف الاعلی والنصف الاسفل جمیعاً وما بقی من الانحناء فقلیل غیر معتبر،وان کان الی القعود اقرب یقعد لانعدام القیام الذی هو فرض ولم یذکر محمد انه هل یسجد سجدتی السهو ام لا وقد اختلف المشائخ فیه کان الشیخ ابو بکر محمد بن الفضل البخاری یقول لا یسجد سجدتی السهو لانه اذا کان الی القعود اقرب کان کانه لم یقم ولهذا یجب علیه ان یقعد. (بدائع: ۱۷۱/۱، کتاب الصلاة،فصل فی بیان المتروک ساهیًاهل یقضی ام لا،ط:سعید) =

قعدۂ اولی وتر کا بھول گیا

''وتر کا قعدۂ اولی بھول گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۷۹)

قعدہ پہلی اور تیسری رکعت میں

''پہلی رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سہو سجدہ لازم آتا ہے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۱۳)

قعدہ کے بغیر چار رکعت تراویح پڑھ لی

''دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہو گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۰۱)

قعدہ نہیں کیا

اگر امام نے تراویح کی نماز میں دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا، بلکہ چار رکعت پڑھ کر قعدہ کیا، اور آخر میں سہو سجدہ کیا تو آخر کی دو رکعت تراویح میں شمار ہوں گی، اور شروع کی دو رکعت تراویح دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔ (۱) اور پہلی دو رکعت میں جو تلاوت کی گئی، اس کا

= وکذلک یجب سجود السهو...... بان قام فی موضع السجود بان یستتم قائمًا او کان الی القیام اقرب فان لم یکن کذلک فلا سهو علیه، وفی روایة اذاقام علی رکبتیه لینهض فقعد یلزم علیه السهو ویستوی فیه القعدة الاولی والثانیة وعلیه الاعتماد، وان رفع الیتیه من الارض ورکبتاه علی الارض لم یرفعهما فلا سهو علیه. (تاتار خانیة: ۱/۵۱۷،۵۲۵، کتاب الصلاة، الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بیان مایجب به سجود السهو ومالایجب، ط:قدیمی)

- وان نهض الی الرکعة الثالثة ساهیًا ولم یقصد القعدة الاولی ثم تذکر قبل ان یستوی قائماً ینظر ان کان الی القعود اقرب یقعد...... وانما یکون الی القعود اقرب اذالم یرفع رکبتیه.....فان کان الی القیام اقرب لم یقعد...... یسجد للسهو لترکه الواجب وهو القعدة الاولی. (غنیة المستملی، ص: ۴۵۵، کتاب الصلاة، فصل فی سجود السهو، ط:سهیل اکیڈمی)

(۱) وان صلی اربع رکعات بتسلیمة واحدة والحال انه لم یقعد علی رکعتین منها قدر التشهد تجزی الاربع عن تسلیمة واحدة، ای عن رکعتین عند ابی حنیفة وابی یوسف وهو المختار، اختاره الفقیه ابو جعفر وابو بکر محمد بن الفضل، قال قاضی خان وهو الصحیح لان القعدة علی رأس الثانیة فرض فی التطوع فاذا ترکها کان ینبغی ان تفسد صلاته اصلاً کما هو قول محمد وزفر وهو القیاس وانما جاز علی علی قول ابی حنیفة وابی یوسف استحساناً فاخذنا بالقیاس فی فساد الشفع الاول وبالاستحسان =

اعادہ کرنا بھی ضروری ہوگا۔(۱)

=ـــ فی بقاء التحریمة، واذا بقیت صح شروعه فی الشفع الثانی وقد اتمه بالقعدة فجاز عن تسلیمة واحدة وقال الفقیه ابو اللیث تنوب عن تسلیمتین والصحیح الاول، ولو قعد علی رأس الرکعتین جازت عن تسلیمتین بالاتفاق.(حلبی کبیر، ص: ۴۰۸، کتاب الصلاة، فصل فی التراویح، ط: سهیل اکیڈمی)

ـــ واصل المسئلة یصلی التطوع اربع رکعات اذالم یقعد فی الثانیة قدر التشهد وقام واتم صلاته انه یجوز استحساناً عندهما ولایجوز عند محمد قیاسًا،ثم اذا جاز عندهما فهل یجوز عن تسلیمتین اولایجوز الا عن تسلیمة واحدة،الاصح انه لایجوز الا عن تسلیمة واحدة،لان السنة ان یکون الشفع الاول کاملاً،وکماله بالقعدة ولم توجد،والکامل لایتأدی بالناقص. (بدائع: ۲۸۹/۱، کتاب الصلاة،فصل فی سنن التراویح،ط:سعید)

ـــ اذا صلی الامام اربع رکعات بتسلیمة واحدة ولم یقعد فی الثانیة فی القیاس تفسد صلاته وهو قول محمد وزفر رحمهما الله تعالی ویلزمه قضاء هذه التسلیمة وهو روایة عن ابی حنیفة رحمه الله تعالی،وفی الاستحسان وهو اظهر الروایتین عن ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله تعالی: لاتفسد، واذالم تفسد اختلفوا فی قول ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله تعالی انها تنوب عن تسلیمة او تسلیمتین قال الفقیه ابو اللیث رحمه الله تعالی:تنوب عن تسلیمتین......
وقال الفقیه ابو جعفر والشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمهما الله تعالی فی التراویح:تنوب الاربع عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح لان القعدة علی رأس الثانیة فرض فی التطوع فاذاترکها کان ینبغی ان تفسد صلاته اصلاً کما هو وجه القیاس وانما جاز استحساناً، فاخذنا بالقیاس وقلنا بفساد الشفع الاول واخذنا بالاستحسان فی بقاء التحریمة،واذا بقیت التحریمة صح شروعه فی الشفع الثانی وقد اتمها بالقعدة فجاز عن تسلیمة واحدة.(خانیة علی هامش الهندیة: ۲۴۰/۱، کتاب الصوم،باب التراویح،فصل فی السهو،ط:رشیدیه)

(۱) واذا فسد الشفع وقد قرأ فیه لا یعتد بما قرأ فیه ویعید القراءة لیحصل له الختم فی الصلاة الجائزة.(هندیة: ۱۱۸/۱، کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراویح،ط:رشیدیه)

ـــ واذا فسد شفع وقد قرأ فیه هل یعتبر بما قرأ؟ اختلف المشائخ فیه قال بعضهم لایعتد لیکون الختم فی صلاة صحیحة.(المحیط البرهانی: ۹/۲،کتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر فی التراویح والوتر،ط:رشیدیه)

ـــ واذا فسد شفع وقد قرأ فیه هل یعید ماقرأ اختلف المشائخ قال بعضهم لا یعید لان المقصود هو القراءة ولا فساد فی القراءة،وقال بعضهم یعید لیکون الختم فی صلاة صحیحة.(تاتار خانیة: ۴۸۰/۱، کتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر فی التراویح،ط:قدیمی)

"قل ھو اللہ" تین مرتبہ پڑھنا

نوافل میں ایک سورت کو مکرر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔(۱) البتہ اس کو لازم سمجھنا مکروہ ہے۔(۲) لہٰذا تراویح کی نماز میں ختم کے دن ایک رکعت میں سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنا جائز ہے۔(۳) مگر اس کو لازم سمجھنا مکروہ ہے۔ اس لیے اس پر التزام

(۱) ویکره تكرار السورة في ركعة واحدة في الفرائض ولا بأس بذلك في التطوع. (هندية: ١/١٠٧، كتاب الصلاة،الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها،الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة ومالايكره،ط:رشيديه)

ـــ واذاكررت آية مرارًا في التطوع لايكره وفي الفرائض يكره.(خلاصة الفتاوى: ١/٩٤،كتاب الصلاة، الفصل الحادي عشر في القراءة،ط:رشيديه)

ـــ واذا كرر آية واحدة مرارًا فان كان ذلك في التطوع الذي يصلي وحده فذلك غير مكروه وان كان ذلك في الصلاة المفروضة فهو مكروه.(تاتارخانية: ١/٣٣٥،كتاب الصلاة،النوع الثاني من فرائض الصلاة،فصل في القراءة،نوع آخر،ط:قديمي)

(۲) ويكره ان يؤقت شيئاً من القرآن بشيء من الصلوات قال الطحاوي والاسبيجابي هذا اذا رآه حتماً واجباً بحيث لايجوز غيره او رأى قراءة غير مكروهة.(هندية: ١/٧٨،كتاب الصلاة،الباب الرابع في صفة الصلاة،الفصل الرابع في القراءة،ط:رشيديه)

ـــ ويكره ان يتخذ شيئاً من القرآن مؤقتاً بشيء من الصلوات...... وفي بعض شروح الجامع الصغير: ان هذه الكراهة فيما اذا اعتقد ان الصلاة لاتجوز بدونها.(تاتارخانية: ١/٣٣٥،كتاب الصلاة،النوع الثاني من فرائض الصلاة،فصل في القراءة،نوع آخر،ط:قديمي)

ـــ ولا يتعين شيء من القرآن لصلاة على طريق الفرضية ويكره التعيين.الدر المختار،وفي الشامية:...... وجه الكراهة في المداومة وهو ان رأى ذلك حتماً يكره من حيث تغيير المشروع والا يكره من حيث ايهام الجاهل.(الدر المختار مع رد المحتار: ١/٥٤٤،كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،فصل في القراءة،ط:سعيد)

(۳) وقراءة سورة الاخلاص ثلاث مرات عند ختم القرآن يستحسنه مشائخ العراق رحمهم الله تعالى الا ان يكون الختم في المكتوبة فلا يكرر سورة الاخلاص.(الخانية على هامش الهندية: ١/١٦٤، كتاب الصلاة،مسائل كيفية القراءة،ط:رشيديه)

ـــ وقراءة قل هو الله احد،ثلاث مرات عند ختم القرآن لم يستحسنها بعض المشائخ وقال الفقيه ابو الليث:هذا شيء استحسنه اهل القرآن وائمة الامصار فلا باس به الا ان يكون الختم في المكتوبة فلا يزيد على مرة.(الحلبي كبير،ص:٤٩٦،كتاب الصلاة،تتمات فيما يكره من القرآن، القراءة خارج الصلاة،ط:سهيل إكيڈمی)

نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ ترک کرنا لازم ہوگا۔ اور جس علاقے میں رسم بن چکا ہے، وہاں بھی ترک کرنا ضروری ہے۔(۱)

قنوت پڑھے بغیر امام رکوع میں چلا گیا

☆......امام صاحب نے وتر کی تیسری رکعت میں قنوت پڑھے بغیر رکوع کرلیا، مقتدیوں نے لقمہ دیا، پھر بھی امام صاحب رکوع ہی میں رہے، اور تذبذب کی وجہ سے رکوع میں زیادہ تاخیر ہوئی، اس کے بعد امام صاحب نے آخر میں سہو سجدہ کیا تو نماز ہوگئی۔(۲)

☆......اور مقتدیوں میں سے جنہوں نے امام صاحب کے ساتھ یا امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کیا، ان کی نماز بھی ہوگئی۔ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جن مقتدیوں نے بالکل رکوع نہیں کیا، ان کی نماز فرض ترک ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں

---

(۱) فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروهًا.(مجموعة رسائل اللکنوی: ۴۹۰/۳،سباحة الفکر فی الجهر بالذکر،الباب الاول،تحت الثانی والاربعون، ط: ادارة القرآن.

ـــ فیه ان المندوبات قد تنقلب مکروهات اذرفعت عن رتبتها،لان التیامن مستحب فی کل شیء: ای من امور العبادة،لکن لما خشی ابن مسعود ان یعتقدوا وجوبه اشار الی کراهته.(فتح الباری: ۳۳۸/۲،کتاب الاذان،باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال،ط:دارالمعرفة بیروت)

ـــ کل مباح یؤدی الی زعم الجهال سنیة أمراو وجوبه فهو مکروه.(تنقیح الفتاوی: ۳۶۷/۲، مسائل وفوائد شتی من الحظر والاباحة،مطلب کل مباح یؤدی الی زعم الجهال، ط:میمن)

(۲) ان سجود السهو یجب بستة اشیاء بتقدیم رکن وبتاخیر رکن وبتکرار رکن وبتغییر واجب وبترک واجب .(تاتارخانیة: ۵۱۷/۱،کتاب الصلاة،الفصل السابع عشر فی سجود السهو،نوع آخر فی بیان مایجب به سجود السهو ومالایجب،ط:قدیمی)

ـــ اما بیان سبب الوجوب فسبب وجوبه ترک الوجوب الاصلی فی الصلاة او تغییره او تغییر فرض منها علی محله الاصلی ساهیًا لان کل ذلک یوجب نقصانًا فی الصلاة فیجب جبره بالسجود. (بدائع: ۱۶۴/۱ ،کتاب الصلاة،فصل فی بیان سبب الوجوب،ط:سعید)

ـــ ولایجب السجود الابترک واجب او تاخیره او تاخیر رکن او تقدیمه او تکراره اوتغییر واجب. (هندیة: ۱۲۶/۱ ،کتاب الصلاة،الباب الثانی عشر فی سجود السهو،ط:رشیدیه)

ہوئی۔دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔(۱)

☆......بھول کردعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلے جانے کے بعد رکوع سے قیام کی طرف لوٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔دعائے قنوت بھول سے رہ جائے تو سہو سجدہ سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے۔

☆......دعائے قنوت سہواً (بھول سے) چھوٹنے کی چار صورتیں ہیں:

۱-رکوع میں دعائے قنوت پڑھ لی۔

۲-یارکوع چھوڑکر قیام کی طرف لوٹ گیا،اوردعائے قنوت پڑھ کردوبارہ رکوع کیا۔

۳-یادوبارہ رکوع نہیں کیا۔

۴-دعائے قنوت رکوع میں بھی نہیں پڑھی،اوررکوع کے بعد کھڑے ہوکر بھی نہیں پڑھی۔

ان چاروں صورتوں میں سہو سجدہ کرلیں تو نماز ہوجائے گی۔(۲)

---

(۱) الفصل الاول فی فرائض الصلاۃ وھو ست منھا التحریمۃ......ومنھا الرکوع.(ھندیۃ: ۱/۶۸،۶۹،کتاب الصلاۃ،الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ،الفصل الاول فی فرائض الصلاۃ،ط:رشیدیہ)

ـــ واما ارکانھا فستۃ منھا القیام......ومنھا الرکوع.(بدائع: ۱/۱۰۵،کتاب الصلاۃ،فصل فی ارکان الصلاۃ،ط:سعید)

ـــ (من فرائضھا) التی لاتصح بدونھا،قال فی الرد:(قولہ:التی لاتصح بدونھا) صفۃ کاشفۃ اذلاشیء من الفرائض ماتصح الصلاۃ بدونہ.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۴۴۲،کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ،مطلب قد یطلق الفرض علی مایقابل الرکن،ط:سعید)

ـــ فلو لم یرکع اصلاً او رکع ورفع قبل ان یرکع امامہ ولم یعد معہ او بعدہ بطلت صلاتہ.(رد المحتار: ۱/۴۷۱،باب صفۃ الصلاۃ،مطلب مھم فی تحقیق متابعۃ الامام،ط:سعید)

(۲) ولو سھا عن القنوت فتذکرہ بعد الاعتدال لایقنت ولو تذکرہ فی الرکوع فعنہ روایتان احداھما لایقنت والاخری یعود الی القیام فیقنت والذی فی فتاوی قاضیخان والصحیح انہ لایقنت فی الرکوع ولا یعود الی القیام فان عاد الی القیام وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاتہ لأن رکوعہ قائم لم یرتفض وفی الخلاصۃ بعد ماذکر الروایتین قال فی روایۃ یعود ویقنت ولا یعید الرکوع وعلیہ السھو قنت او لم یقنت.(فتح القدیر: ۱/۳۷۴،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الوتر، ط: رشیدیہ)

ـــ وان تذکر القنوت بعد الرکوع لم یعد وان تذکر وھو فی الرکوع ففیہ روایتان...... =

قنوت پہلی رکعت میں پڑھ لی

''پہلی رکعت میں قنوت پڑھ لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۱۳)

قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی کیا کرے؟

☆......اگر امام صاحب وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلے گئے، تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اگر وہ دعائے قنوت پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو سکتے ہیں تو دعائے قنوت پڑھ کر ان کو رکوع میں جانا چاہیے۔

اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں شریک نہیں ہو سکتے تو وہ بھی دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلے جائیں۔ (۱)

= والصحيح انه لايقنت في الركوع ولايعود الى القيام فان عاد الى القيام وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لان ركوعه قائم لم يرتفض وقال الناطفي سواء عاد او لم يعد يسجد للسهو وفي الخلاصة وعليه السهو عاد اولم يعد قنت او لم يقنت. (حلبي كبير، ص: ۴۶۰، ۴۶۱، كتاب الصلاة، فصل في سجود السهو، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــــ والخامس: اذا نسي القنوت حتى ركع، وتذكر في الركوع، فعن أصحابنا رحمهم الله تعالى فيه روايتان: في رواية: يعود الى القيام ويقنت...... وفي رواية اخرى: يمضي على ركوعه، ولا يرفع راسه من الركوع للقنوت...... وذكر في بعض المواضع: أنه يعود الى القيام، ويأتي بها في حالة القيام، ثم اذا عاد الى القيام وقنت، لا يعيد الركوع؛ لأن ركوعه لم يرتفض بالعود الى القيام للقنوت؛ لأن الركوع فرض والقنوت واجب، ولايجوز رفض الفرض لاقامة الواجب...... ثم قال: وعليه سجود السهو، عاد او لم يعد، قنت أو لم يقنت. (المحيط البرهاني: ۲/۲۶۸، ۲۶۹، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح والوتر، جئنا الى مسائل الوتر، رقم المسئلة: ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ط: ادارة القرآن)

(۱) ولو ركع الإمام وترك القنوت ولم يقرأ المأموم منه شيئاً ان خاف فوت الركوع يركع والاقنت ثم ركع. (فتح القدير: ۱/۳۷۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ط: رشيديه)

ـــــ ولو ترك الامام القنوت ياتي به المؤتم ان امكنه مشاركة الامام في الركوع لجمعه بين الواجبين بحسب الامكان وان كان لايمكنه المشاركة تابعه. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۲۳۱، كتاب الصلاة، باب الوتر، ط: مصطفى البابي حلبي)

ـــــ ولو ركع الامام ولم يقرأ القنوت ولم يقرأ المقتدى من القنوت شيئاً إن خاف فوت الركوع فانه يركع وان كان لايخاف يقنت ثم يركع كذا في الخلاصة. (هندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ط: رشيديه)

☆.....اگر امام کو رکوع کرکے دعائے قنوت یاد آئی، اوراس نے کھڑے ہوکر دعائے قنوت پڑھی تو اب اس کو دوبارہ رکوع کرنے کی ضرورت نہیں۔

☆.....اوراگر دوبارہ رکوع کیا، اورکوئی شخص آکر اس رکوع میں شریک ہوا، تو اس رکعت کا پانے والا نہیں سمجھا جائے گا۔لہٰذا ایسا آدمی امام کے سلام کے بعد وتر تین رکعت پڑھے۔

ان تمام صورتوں میں سہو سجدہ کرنا واجب ہے۔(۱)

قنوت دوسری رکعت میں پڑھ لی

اگر بھول سے دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی، تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔تیسری رکعت میں پھر دعائے قنوت پڑھے۔اورآخر میں سہو سجدہ کرے۔نماز ہوجائے گی۔(۲)

---

(۱) ولو نسیه ثم تذکره فی الرکوع لایقنت ولایعود الی القیام فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاته وسجد للسهو...... وفی الشامیة:ولو رکع وادرکه رجل فی الرکوع الثانی کان مدرکا لتلک الرکعة بحر،ملخصاً:ای لان الرکوع الثانی هو المعتبر لارتفاض الاول بالعودة الی القراء ة بخلاف العود الی القنوت،حتی لو عاد وقنت ثم رکع فاقتدی به رجل لم یدرک الرکعة لان هذا الرکوع لغو.(الدر المختار مع رد المحتار: ۹/۲،۱۰،کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، ط: سعید)
ــــ روجه الفرق علی ظاهر الروایة ان الرکوع یتکامل بقراء ة الفاتحة والسورة لان الرکوع لایعتبر بدون القراء ة اصلاً فیتکامل بتکامل القراء ة،وقراء ة الفاتحة والسورة علی التعیین واجبة فینتقض الرکوع بترکها فکان نقض الرکوع للاداء علی الوجه الاکمل والاحسن،فکان مشروعاً، فاما القنوت فلیس مما یتکامل به الرکوع الاتری انه لاقنوت فی سائر الصلوات والرکوع معتبر بدونه فلم یکن النقض للتکمیل له فی نفسه ولو نقض کان النقض لاداء القنوت الواجب ولایجوز نقض الفرض لتحصیل الواجب.(بدائع: ۲۷۳/۱،۲۷۴،کتاب الصلاة،فصل فی بیان مایفسد القنوت، ط: سعید)
ــــ لو قدم الرکوع علی القراء ة لزمه السجود لکن لایعتد بالرکوع فیفرض اعادته بعد القراء ة.
(هندیة: ۱۲۷/۱ ، کتاب الصلاة،الباب الثانی عشر فی سجود السهو،ط:رشیدیه)

(۲) انه ان قنت فی الاولی او فی الثانیة ساهیًا لم یقنت فی الثالثة...... عن الصدر الشهید انه قال فی المسبوق لایقنت ثانیًا وفی الساهی یقنت ثانیًا......ان المختار ماقاله ابوحفص الکبیر وابو علی النسفی من ان الشاک یعید فی کل رکعة یحتمل انها ثالثة وکذا الساهی علی مااختاره الصدر الشهید. (منیة المصلی،ص: ۴۲۲،کتاب الصلاة،فصل فی صلاة الوتر،ط:سهیل اکیڈمی)=

قنوت سہواً چھوٹنے کی چار صورتیں ہیں

دعائے قنوت سہواً چھوٹنے کی چار صورتیں ہیں:

۱-رکوع سے پہلے دعائے قنوت نہیں پڑھی، رکوع میں دعائے قنوت پڑھ لی۔

۲-یا رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف لوٹ گیا، اور دعائے قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا۔

۳-یا دوبارہ رکوع نہیں کیا۔

۴-دعائے قنوت رکوع میں بھی نہیں پڑھی، اور رکوع کے بعد کھڑے ہو کر بھی نہیں پڑھی۔

ان چاروں صورتوں میں سہو سجدہ کرلیں تو نماز ہو جائے گی۔(۱)

= ـــــ قنت في اولى الوتر او ثانيته سهوًا لم يقنت في ثالثته...... بخلاف الشاك ورجح الحلبي تكراره لهما. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۱۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ـــــ وفي الذخيرة: ان قنت في الاولى او في الثانية ساهيًا لم يقنت في الثالثة لانه لايتكرر في الصلاة الواحدة، اه، وفيه نظر لانه اذا كان مع الشاك في كونه في محله يعيده ليقع في محله كما قدمناه فمع اليقين بكونه في غير محله اولى ان يعيده...... ولعل مافي الذخيرة مبني على القول الضعيف القائل بانه لايقنت في الكل اصلاً كما لايخفى. (البحر: ۲/۴۱، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

(۱) ولو سها عن القنوت فتذكره بعد الاعتدال لايقنت ولو تذكره في الركوع فعنه روايتان احداهما لايقنت والاخرى يعود الى القيام فيقنت والذي في فتاوى قاضيخان والصحيح انه لايقنت في الركوع ولا يعود الى القيام فان عاد الى القيام وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لان ركوعه قائم لم يرتفض وفي الخلاصة بعد ماذكر الروايتين قال في رواية يعود ويقنت ولا يعيد الركوع وعليه السهو قنت او لم يقنت. (فتح القدير: ۱/۳۷۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ط: رشيديه)

ـــــ وان تذكر القنوت بعد الركوع لم يعد وان تذكر وهو في الركوع ففيه روايتان...... والصحيح انه لايقنت في الركوع ولايعود الى القيام فان عاد الى القيام وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لان ركوعه قائم لم يرتفض وقال الناطفي سواء عاد او لم يعد يسجد للسهو وفي الخلاصة وعليه السهو عاد اولم يعد قنت او لم يقنت. (غنية المستملي، ص: ۴۶۰، ۴۶۱، كتاب الصلاة، فصل في سجود السهو، ط: سهيل اكيڈمي)

ـــــ والخامس: اذا نسي القنوت حتى ركع، وتذكر في الركوع، فعن أصحابنا رحمهم الله تعالى فيه روايتان: في رواية: يعود الى القيام ويقنت...... وفي رواية اخرى: يمضي على ركوعه، ولا يرفع رأسه من الركوع للقنوت...... وذكر في بعض المواضع: أنه يعود الى القيام، ويأتي بها في حالة القيام، ثم اذا عاد الى القيام وقنت، لا يعيد الركوع؛ لأن ركوعه لم يرتفض بالعود الى القيام للقنوت؛ لأن الركوع فرض والقنوت واجب، ولايجوز رفض الفرض لاقامة الواجب...... ثم قال: وعليه سجود السهو، عاد او لم يعد، =

قنوت شروع نہیں کی، امام نے رکوع کرلیا

"قنوت مقتدیوں کی ختم نہیں ہوئی، امام نے رکوع کرلیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۲۸)

قنوت فاتحہ کے بعد پڑھی

☆......اگر کسی نے وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعائے قنوت پڑھی، اور سورت ملانا بھول گیا، پھر رکوع میں پہنچ کر اس کو یاد آیا، تو کھڑا ہوگیا، اور سورت ملائی، اس کے بعد دعائے قنوت پڑھی، پھر دوبارہ رکوع کیا، اور آخر میں سہو سجدہ کیا تو نماز ہوگئی۔ (۱)

☆......اگر سورۂ فاتحہ کے بعد دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کردیا، اور سورت چھوڑ دی، اور رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو کر سورت پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر رفع یدین کر کے دعائے قنوت پڑھے، پھر دوبارہ رکوع کرے، اور آخر میں سہو سجدہ کرنے، تو نماز ہوجائے گی۔

اور اگر سورۂ فاتحہ چھوڑ دی، اور سورت اور دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں چلا گیا،

= قنت أو لم يقنت. (المحيط البرهاني: ۲/۲۶۸،۲۶۹، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح والوتر، جئنا الى مسائل الوتر، رقم المسئلة: ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ط: ادارة القرآن)

ـــ (ولو نسيه) أي القنوت (ثم تذكره في الركوع لايقنت) فيه لفوات محله (ولا يعود الى القيام) في الأصح لأن فيه رفض الفرض للواجب (فان عاد اليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته) لكون ركوعه بعد قراءة تامة (وسجدللسهو) قنت اولا لزواله عن محله. (الدر المختار مع الرد المحتار: ۲/۱۰، باب الوتر والنوفل، مطلب الاقتداء بالشافعي، ط: سعيد)

(۱) وان قرأ الفاتحة وترك السورة فانه يرفع رأسه ويقرأ السورة ويعيد القنوت والركوع ويسجد للسهو. (هندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ط: رشيديه)

ـــ ولو قرأ في الثالثة القنوت ونسي القراءة حتى ركع او قرأ الفاتحة ونسي القراءة حتى ركع يرفع رأسه ويقرأ السورة ويعيد القنوت والركوع وعليه السهو. (خلاصة الفتاوى: ۱/۱۷۷، كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء، جنس في القراءة والاذكار، ط: رشيديه)

ـ ولو اوتر وقرأ في الثالثة القنوت ولم يقرأ الفاتحة ولا السورة او قرأ الفاتحة دون السورة وركع ثم تذكر ذلك في الركوع فانه يعود الى القيام ويقرأ، وفي الظهيرية: ويقنت، ثم يركع وعليه سجود السهو عاد أو لم يعد قنت او لم يقنت. (تاتارخانية: ۱/۴۸۹، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، جئنا الى مسائل الوتر، ط: قديمي)

پھر یاد آنے پر کھڑا ہوگیا، تو سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھے، اور دعائے قنوت دوبارہ پڑھے اور رکوع بھی دوبارہ کرے، اور اگر رکوع دوبارہ نہ کرے تب بھی جائز ہے۔ اور آخر میں سہو سجدہ کرے۔(۱)

قنوت کے بغیر رکوع میں چلا گیا

اگر امام دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا، اور رکوع میں یاد آیا کہ قنوت نہیں پڑھی، تو اس کو قنوت پڑھنے کے لیے قیام کی طرف نہیں لوٹنا چاہیے۔ اور اگر قنوت پڑھنے کے لیے قیام کی طرف لوٹا، اور قنوت پڑھی، تو رکوع دوبارہ نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر اس نے رکوع دوبارہ کرلیا، اور جماعت کے لوگ پہلے رکوع میں اس کے ساتھ شریک نہیں ہوئے، اور دوسرے رکوع میں اس کے ساتھ شریک ہوئے، یا پہلے رکوع میں شریک ہوئے اور دوسرے رکوع میں شریک نہیں ہوئے، تو ان تمام صورتوں میں نماز ہوجائے گی۔(۲)

---

(۱) وان قرأ الفاتحة وترک السورة فانه يرفع راسه ويقرأ السورة ويعيد القنوت والركوع ويسجد للسهو وكذا اذا قرأ السورة وترک الفاتحة فانه يقرأ الفاتحة ويعيد السورة والقنوت ويعيد الركوع ولو انه لم يعد الركوع اجزأه كذا في السراج الوهاج.(هندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ط:رشيديه)

ـــ ولو قرأ في الثالثة القنوت ونسي القراءة حتى ركع او قرأ الفاتحة ونسي القراءة حتى ركع يرفع رأسه ويقرأ السورة ويعيد القنوت والركوع وعليه السهو.(خلاصة الفتاوی: ۱/۱۷۷، كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء، جنس في القراءة والاذكار، ط: رشيديه)

ـــ ولو اوتر وقرأ في الثالثة القنوت ولم يقرأ الفاتحة ولا السورة او قرأ الفاتحة دون السورة وركع ثم تذكر ذلك في الركوع فانه يعود الى القيام يقرأ وفي الظهيرية: ويقنت، ثم يركع وعليه سجود السهو عاد او لم يعد قنت او لم يقنت.(تاتارخانية: ۱/۴۸۹، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، جئنا الى مسائل الوتر، ط:قديمی)

(۲) الامام اذا تذكر في الركوع في الوتر انه لم يقنت لا ينبغي ان يعود الى القيام ومع هذا ان عاد وقنت لاينبغي ان [illegible] ومع هذا ان عاد الركوع والقوم ماتابعوه في الركوع الاول وانما تابعوه في الركوع الثاني او على القلب لاتفسد صلاتهم كذا في الخلاصة. (هندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ط: رشيديه)

ـــ الامام اذا تذكر في الركوع في الوتر انه لم يقنت لا ينبغي ان يعود الى القيام، مع هذا ان عاد وقنت لاينبغي ان يعيد الركوع، مع هذا ان اعاد الركوع والقوم ماتابعوه في الركوع الاول وانما تابعوه في الركوع الثاني او على القلب لاتفسد صلاتهم. (خلاصة الفتاوی: ۱/۱۳۴، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة ومالايفسد، ط: رشيديه)

قنوت مقتدیوں کی ختم نہیں ہوئی، امام نے رکوع کرلیا

☆......اگر رمضان المبارک میں وتر کی جماعت میں امام دعائے قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا گیا، مگر مقتدیوں کی دعائے قنوت ختم نہیں ہوئی، تو اگر دعائے قنوت تھوڑی باقی ہے، اور اس کو پورا کر کے رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوسکتا ہے، تو پوری کر کے رکوع میں شریک ہوجائے۔ اور اگر دعائے قنوت پوری کر کے رکوع میں شریک نہیں ہوسکتا، تو دعائے قنوت چھوڑ دے اور رکوع میں شریک ہوجائے۔(۱)

☆......اور اگر قنوت کا کچھ حصہ پڑھ لیا، اور کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے، تو اس صورت میں بھی امام کی اتباع کرے، کیوں کہ قنوت کا مقصد دعاء ہے، اور دعا کم ہو یا زیادہ دونوں کو دعا کہتے ہیں۔ امام کی اتباع واجب ہے۔ اس لیے ایسی صورت میں قنوت پڑھنا چھوڑ دے، اور امام کی اتباع کرے۔

☆......اسی طرح اگر مقتدی نے قنوت پڑھنا بھی شروع نہیں کیا تھا، امام رکوع میں چلا گیا، تو اگر مقتدی کو رکوع چھوٹ جانے کا خوف ہو تو قنوت چھوڑ دے، اور امام کی

(۱) ولو ركع الامام في الوتر قبل ان يفرغ المقتدي من القنوت فانه يتابع الامام ولا يقنت، ولو ركع الامام ولم يقرأ المقتدي شيئاً من القنوت ان خاف فوت الركوع فانه يركع وان لم يخف يقنت. (تاتارخانية: ۱/۴۹۰، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، جئنا الى مسائل الوتر، ط: قديمي)

——فلو ركع الامام في الوتر قبل ان يفرغ المقتدي من القنوت فانه يتابع الامام ولو ركع الامام ولم يقرأ القنوت ولم يقرأ المقتدي شيئاً ان خاف فوت الركوع فانه يركع وان كان لايخاف يقنت ثم يركع. (خلاصة الفتاوى: ۱/۱۶۰، كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء، النوع فيما يتابع الامام في الصلاة وفيما لايتابعه، ط: رشيديه)

——ركع الامام قبل فراغ المقتدي من القنوت قطعه وتابعه ولو لم يقرأ منه شيئاً تركه ان خاف فوت الركوع معه. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۱۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

اتباع کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔(۱)

قنوت مقتدیوں نے شروع نہیں کی تھی ،امام نے رکوع کرلیا

''قنوت مقتدیوں کی ختم نہیں ہوئی،امام نے رکوع کرلیا''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۲۸)

قیام رمضان اور صلاۃ اللیل

''قیام اللیل''اور''صلاۃ اللیل''عام ہے،اور تہجد خاص ہے۔البتہ قیام رمضان اور تراویح دونوں ایک ہیں۔(۲)

---

(۱) ولو ركع الامام فی الوتر قبل ان یفرغ المقتدی من القنوت فانه یتابع الامام ولا یقنت،ولو ركع الامام ولم یقرأ المقتدی شیئاً من القنوت ان خاف فوت الركوع فانه یركع وان لم یخف یقنت.(تاتارخانیة: ۴۹۰/۱،كتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر فی التراویح،جئنا الی مسائل الوتر، ط: قدیمی)

ـــ فلو ركع الامام فی الوتر قبل ان یفرغ المقتدی من القنوت فانه یتابع الامام ولو ركع الامام ولم یقرأ القنوت ولم یقرأ المقتدی شیئاً ان خاف فوت الركوع فانه یركع وان كان لایخاف یقنت ثم یركع.(خلاصة الفتاوی: ۱۶۰/۱،كتاب الصلاة،الفصل الخامس عشر فی الامامة والاقتداء، النوع فیما یتابع الامام فی الصلاة وفیما لایتابعه،ط:رشیدیه)

ـــ ركع الامام قبل فراغ المقتدی من القنوت قطعه وتابعه،ولو لم یقرأ منه شیئاً تركه ان خاف فوت الركوع معه،وفی الشامیة:(قوله قطعه وتابعه) لان المراد بالقنوت هنا الدعاء الصادق علی القلیل والكثیر،وما اتی به منه كافٍ فی سقوط الواجب،وتكمیله مندوب،والمتابعة واجبة فیترک المندوب للواجب.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱۰/۲،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

(۲) نعم،صلاة اللیل وقیام اللیل اعم من التهجد.(رد المحتار: ۲۴/۲،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، فصل فی قیام رمضان،مطلب فی صلاة اللیل،ط:سعید)

ـــ یستحب ان یجتمع الناس فی شهر رمضان بعد صلاة العشاء فیصلی بهم امامهم خمس ترویحات كل ترویحة بتسلیمتین.(الهدایة: ۱۵۰/۱،كتاب الصلاة،باب النوافل،فصل فی قیام رمضان، ط: المصباح)

ـــ وبالجملة فالمراد بقیام رمضان التراویح.(معارف السنن: ۵۴۳/۵،كتاب الصلاة،باب ماجاء فی قیام رمضان،ط:مكتبه بنوریة)

ک

کانے کی امامت

کانے کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔(۱)

کچھ تراویح چھوٹ جانے پر پہلے تراویح پوری کرے یا وتر؟

"تراویح کی کچھ رکعتیں چھوٹ جانے پر پہلے تراویح پوری کرے یا وتر؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۳۹)

کرایہ

☆......آمد ورفت کا کرایہ دے کر حافظ صاحب کو باہر سے بلانا، اوران کا قرآن شریف بلا معاوضہ سننا جائز ہے۔اور یہ ثواب کا کام ہے۔(۲)

(۱) الاعمى تكره امامته تنزيهاً عند الحنفية والمالكية والحنابلة لانه لايتوقى النجاسة، واستثنى الحنفية حالة كونه اعلم القوم فهو اولى.(الفقه الاسلامى وادلته: ۱۷۴/۲، كتاب الصلاة، الباب العاشر، انواع الصلاة، المبحث الثاني الامامة، مكروهات في المذاهب، ط: دار الفكر)

ـــــ وتجوز امامة الاعرابي والاعمى وللعبد...... كذا في الخلاصة.(هندية: ۸۵/۱، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره، ط: رشيديه)

ـــــ ويجوز امامة العبد والاعرابي والاعمى.(خلاصة الفتاوى: ۱۴۵/۱، كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء، ط: رشيديه)

ـــــ الاعمى تكره امامته تنزيهاً عند الحنفية والمالكية والحنابلة لانه لايتوقى النجاسة واستثنى الحنفية حالة كونه اعلم القوم فهو اولى...... والاعشى وهو سيئ البصر ليلاً ونهارًا كالأعمى، والاصم كالأعمى عند الحنابلة والشافعية، الاولى صحة امامته.(الفقه الاسلامى وادلته: ۱۷۴/۲، انواع الصلاة، رابعًا: مَن تكره امامته ومكروهات الامامة، ط: دار الفكر)

ـــ (ويكره تنزيهاً امامة عبد واعرابي وفاسق واعمى) ونحوه الاعشى (الا ان يكون) اى غير الفاسق (اعلم القوم) فهو اولى.(الدر المختار: ۵۵۹/۱، ۵۶۰، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

(۲) عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع الشمس قال تعدل بين الاثنين صدقة وتعين الرجل فى دابته فتحمله عليها او ترفع عليها متاعه صدقة، قال والكلمة الطيبة صدقة، =

☆......اگر حافظ صاحب دور سے کرایہ دے کر آمدورفت کرتے ہیں، تو ان کو کرایہ پیش کرنا جائز ہے۔(۱)

کمپیوٹر سے آیت سجدہ سن لی

کمپیوٹر سے سجدہ کی آیت کی تلاوت سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ بے شعور چیزوں کی تلاوت کا اعتبار نہیں ہے۔(۲)

= وکل خطوة تمشيها الى الصلاة صدقة وتميط الاذى عن الطريق صدقة.(صحيح مسلم: ۳۲۵/۱، كتاب الزكوة، باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف،ط:قديمى)

ـــ عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس،يعدل بين الاثنين صدقة،ويعين الرجل على دابته فيحمل عليها او يرفع عليها متاعه صدقة والكلمة الطيبة صدقة،وكل خطوة يخطوها الى الصلاة صدقة ويميط الاذى عن الطريق صدقة،متفق عليه.(مشكوة،ص:۱٦۷،كتاب الزكوة،باب فضل الصدقة، الفصل الاول،ط:قديمى)

ـــ عن ابى هريرة رضى الله عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس:تعدل بين اثنين صدقة وتعين الرجل فى دابته فتحمل عليها او ترفع له عليها متاعه صدقة والكلمة الطيبة صدقة،وبكل خطوة تمشيها الى الصلاة صدقة،وتميط الاذى عن الطريق صدقة.(شرح متن الاربعين النووية،ص:۷۲،رقم الحديث: ۲٦، ط: دارالكتب العلمية بيروت)

ـــ وتعاونوا على البر والتقوى.(المائدة:۲،پاره ٦)

ـــ عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه.(بخارى:۹۰٦/۲،كتاب الآداب،باب اكرام الضيف وخدمته اياه بنفسه،ط: قديمى)

(۱) دیکھئے سابقہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ (عن ابى هريرة رضى الله عنه).

(۲) لاتجب بسماعه من الصدى والطير.(الدر المختار مع رد المحتار:۱۰۸/۲،كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

ـــ ولاتجب اذا سمعها من طير هو المختار...... وان سمعها من الصدى لاتجب عليه. (هندية: ۱۳۲/۱، كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة،ط:رشيديه)

ـــ وكذا تجب على السامع بتلاوة هؤلاء الاالمجنون لان التلاوة منهم صحيحة...... خلاف السماع من الببغاء والصدى فان ذلك ليس بتلاوة...... لعدم اهلية لانعدام التمييز. (بدائع: ۱۸٦/۱، كتاب الصلاة،فصل سجدة التلاوة،ط:سعيد)

کمرہ کے ایک کونے میں سجدہ کی آیت پڑھی، پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی

گھر کے کمرہ یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی، پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی، تب بھی ایک ہی سجدہ کافی ہے، چاہے جتنی مرتبہ پڑھے۔(۱) البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت دوبارہ پڑھی گئی، تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر تیسری دفعہ پڑھے تو تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔(۲)

کھانا کھلانا

اگر تراویح کی نماز میں قرآن مجید سنانے والا حافظ علاقے کا نہیں ہے، بلکہ دور دراز

---

(۱) ولو تلاها في مسجد جماعة او في المسجد الجامع في زاوية ثم تلاها في زاوية اخرى لايجب عليه الا سجدة واحدة.....وكذا حكم السماع، وكذلك البيت والمحمل والسفينة. (بدائع: ۱/۱۸۲، كتاب الصلاة، فصل في سبب وجوب السجدة، ط: سعيد)

—— ولو قرأها في زوايا المسجد الجامع يكفيه سجدة واحدة، وكذلك حكم البيت والدار. (تاتارخانية: ۱/۵۱۴، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، نوع آخر في تكرار آية السجدة، ط: قديمي)

—— وشرط التداخل اتحاد الآية واتحاد المجلس.....والمجلس واحد وان طال او اكل لقمة او شرب شربة او قام او مشى خطوة او خطوتين او انتقل من زاوية البيت او المسجد الى زاوية. (هندية: ۱/۱۳۴، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

(۲) وان عمل عملاً كثيرًا بان اكل كثيرًا او نام مضطجعًا او باع او نحوه تجب استحسانًا لان المجلس تبدل بهذه الاعمال اسمًا فصار مضافًا اليها عرفًا. (هندية: ۱/۱۳۴، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

—— ثم تبدل المجلس قد يكون حقيقة وقد يكون حكمًا بان تلا آية السجدة ثم اكل او نام مضطجعًا او ارضعت صبيًا او اخذ في بيع او شراء او نكاح او عمل يعرف انه قطع لما كان قبل ذلك ثم اعادها فعليه سجدة اخرى لان المجلس يتبدل بهذه الاعمال. (بدائع: ۱/۱۸۳، كتاب الصلاة، فصل في سبب وجوب السجدة، ط: سعيد)

—— فان اكل يريد به اكلاً طويلاً او نام مضطجعًا او اخذ في بيع او في شراء او عمل عملاً يعرف انه قطع لما كان قبل ذلك فعليه سجدة اخرى استحسانًا. (تاتارخانية: ۱/۵۶۳، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، نوع آخر في تكرار آية السجدة، ط: قديمي)

علاقے سے یا باہر سے آیا ہے یا بلایا گیا ہے، تو وہ مہمان ہے، اس کو عمدہ کھانا کھلانا جائز ہے۔(۱)

کھڑے ہوکر واپس تشہد کے لیے بیٹھ گیا

''قعدۂ اولیٰ سہواً چھوٹ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۱۵)

کہنی تک کٹے ہوئے ہاتھ والے کی امامت

اگر کسی حافظِ قرآن یا امام کا ایک ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا ہے، تو اس کے پیچھے فرض اور تراویح کی نماز پڑھنا جائز ہے۔ مکروہ نہیں ہے۔(۲)

کیسٹ سے آیت سجدہ سن لی

کیسٹ سے سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ بے شعور چیزوں کی تلاوت کا اعتبار نہیں۔(۳)

---

(۱)عن ابی سعید رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال:مثل المؤمن ومثل الایمان کمثل الفرس فی اٰخیته یجول لم یرجع الی اٰخیته، وان المؤمن یسهو ثم یرجع الی الایمان فاطعموا طعامکم الاتقیاء واُولو معروفکم المؤمنین. (مشکوة،ص: ۳۶۹، کتاب الاطعمة، باب الضیافة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

— عن انس رضی الله عنه قال:قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:افضل الصدقة ان تشبع کبدًا جائعًا. (مشکوة،ص: ۱۷۲، کتاب الزکوة، باب فضل الصدقة،الفصل الثالث،ط:قدیمی)

— عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال:من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیکرم ضیفه.(بخاری: ۲/۹۰۶،کتاب الآداب، باب اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه، ط: قدیمی)

(۲) وکذا تکره خلف امرد وسفیه ومفلوج وابرص شاع برصه،قال فی الرد:(قوله: ومفلوج وابرص شاع برصه) وکذلک اعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیره اولی،تاتارخانیة، وکذا اجذم، بیرجندی، ومجبوب وحاقن،ومن له ید واحدة،فتاوی الصوفیة عن التحفة.

والظاهر ان العلة النفرة،ولذا قید الابرص بالشیوع لیکون ظاهرًا،ولعدم اکمال الطهارة ایضًا فی المفلوج والاقطع والمجبوب،ولکراهة صلاة الحاقن ای ببول ونحوه.(الدرالمختار مع رد المحتار: ۱/۵۶۲، کتاب الصلاة،باب الامامة،مطلب فی امامة الامرد،ط:سعید)

— وتکره الصلاة خلف امرد وسفیه ومفلوج وابرص شاع برصه ومراء ومتصنع ومجذوم. (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۱۸۱، کتاب الصلاة، باب الاحق بالامامة، ط: مصطفی البابی حلبی)

— وکذلک اقطع الیدین تصح امامته.(الفقه الاسلامی وادلته:۲/۱۷۴، کتاب الصلاة،الباب العاشر انواع الصلاة،المبحث الثانی: الامامة، مکروهات فی المذاهب،ط:دارالفکر)

(۳) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ:۲ (لاتجب بسماعه من الصدی والطیر.)

گ

گپ شپ کرنا

''گفتگو کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۳۴)

گرمی کی شدت سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے

''چھت پرتراویح ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۷۲)

گرمی کی وجہ سے چھت پرنماز پڑھنا

''چھت پرتراویح ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۷۲)

گفتگو کرنا

جب حافظ تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، تو بعض لوگ صف سے دور نماز سے باہر خاموش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں، یا چپکے چپکے گپ شپ کیا کرتے ہیں، جب رکوع کا وقت آتا ہے تو اقتداء کر کے نماز میں شامل ہوجاتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔(۱) اس سے تراویح میں قرآن ختم کرنے کی سنت ادانہیں ہوگی۔ اور ثواب سے بھی محروم رہیں گے۔ اور ایسے وقت میں بات چیت کرنے سے بہت بڑا گناہ

---

(۱) ویکرہ للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم.(هندية: ۱/۱۱۹، کتاب الصلاة،الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ـــ ویکرہ للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم،لان فیه اظهار التکاسل فی الصلاة والتشبه بالمنافقین.(تاتارخانية: ۱/۴۸۷، کتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر فی التراویح،جئنا الی مسائل الوتر،ط:قدیمی)

ــــــ ویکرہ للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم لان فیه اظهار التکاسل فی الصلاة والتشبه بالمنافقین،قال الله تعالی:"واذا قاموا الی الصلاة قاموا کسالی" النساء: ۱۴۲.(المحیط البرهانی: ۲/۱۸۱، کتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر فی التراویح والوتر،نوع آخر فی المتفرقات،ط:رشیدیه)

ہوگا۔(۱) باقی قرآن سننے سے سننے کا ثواب ملے گا۔

گھر پر تراویح پڑھنا

"تراویح گھر پر پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۴۱)

گھر کے دوسرے کونے میں سجدہ کی آیت دہرائی

اگر گھر بڑا ہے، اور ایک کونے میں سجدہ کی آیت تلاوت کی، پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت دوبارہ تلاوت کی، تو دوسرا سجدہ واجب ہوگا، اور تیسرے کونے پر

(۱) واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون. (الاعراف:۲۰۴)

—"واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون" ظاهره وجوب الاستماع والانصات وقت قراءة القرآن فى الصلاة وغيرها. (مدارك التنزيل: ۴۵۸/۱،(سورة الاعراف)ط:قديمى)

—"عن مجاهد فى قوله:واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" قال فى الصلاة،وكذا رواه غير واحد عن مجاهد.(تفسير ابن كثير: ۳۷۳/۲، سورة الاعراف:۲۰۴،ط:دار الفيء،دمشق)

—مسألة:يسن الاستماع لقراءة القرآن وترك اللغط والحديث بحضور القراءة،قال تعالىٰ: "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون [الاعراف:۲۰۴]"الاتقان فى علوم القرآن للسيوطى: ۳۴۳/۱،النوع الخامس والثلاثون فى آداب تلاوته وتاليه،ط:دارابن كثير)

—استماع القرآن،والتفهم لمعانيه من الآداب المحثوث عليها،ويكره التحدث بحضور القراءة، قال الشيخ ابو محمد بن عبد السلام: والاشتغال عن السماع بالتحدث بمالايكون افضل من الاستماع سوء ادب على الشرع.(البرهان فى علوم القرآن للزركشى:الجزء الاول، ص: ۳۲۲، النوع التاسع والعشرون: فى آداب تلاوته وكيفيتها،مسألة:[فى آداب الاستماع]،ط:المكتبة العصرية، بيروت)

—[فروع]-يجب الاستماع للقراءة مطلقا؛لأن العبرة لعموم اللفظ،قال المحقق فى الرد: (قوله يجب الاستماع للقراءة مطلقا) اى فى الصلاة وخارجها؛لأن الآية وان كانت واردة فى الصلاة على مامر فالعبرة لعموم اللفظ لالخصوص السبب،...... وفى شرح المنية:والاصل أن الاستماع للقرآن فرض كفاية؛لأنه لاقامة حقه بأن يكون ملتفتا اليه غير مضيع،وذلك يحصل بانصات البعض؛ كما فى رد السلام حين كان لرعاية حق المسلم كفى فيه البعض عن الكل،الا أنه يجب على القارئ احترامه بأن لايقرءه فى الأسواق،ومواضع الاشتغال،فاذا قرأه فيها كان هو المضيع لحرمته، فيكون الاثم عليه دون اهل الاشتغال دفعا للحرج،وتمامه فى ط،ونقل الحموى عن استاذه قاضى القضاة يحيى الشهير بمنقارى زاده أنه له رسالة حقق فيها أن استماع القرآن فرض عين. (رد المحتار مع الدر المختار: ۵۴۶/۱،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، فصل فى القراءة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية،ط:سعيد)

تلاوت کرنے سے تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔(۱)

گھر میں تراویح پڑھنا

"تراویح گھر میں پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۴۱)

گھر میں تراویح کی جماعت کرنا

☆......فرض نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد تراویح کی نماز گھر میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ مسجد کی تراویح کی جماعت ترک نہ ہو۔ مگر ایسے لوگ مسجد میں تراویح پڑھنے کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔(۲)

---

(۱) ولو كررها في مجلسين تكررت ومجلس واحد لاتتكرر بل كفته واحدة......وانتقاله من غصن الى آخر،وسبحه في نهر او حوض تبديل للمجلس او الآية فتجب سجدة او سجدات اخرى بخلاف زوايا مسجد وبيت،وفي الشامية:ولو كبيرًا على الاوجه،وكذا البيت وفي الخانية والخلاصة الا اذا كانت الدار كبيرة كدار السلطان.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱۱۴/۲،۱۱۶، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد)

—— ولو قرأها في زوايا المسجد الجامع يكفيه سجدة واحدة وكذلك حكم البيت والدار، وقيل في الدار: اذاكان الدار كبيرة كدار السلطان فتلا في دار منها ثم تلا في دار اخرى يلزمه سجدة اخرى. (تاتارخانية: ۵۶۴/۱، كتاب الصلاة، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة، نوع آخر في تكرار آية السجدة، ط: قديمي)

—— وشرط التداخل اتحاد الآية واتحاد المجلس......والمجلس واحد وان طال او اكل لقمة او شرب شربة او قام او مشى خطوة او خطوتين او انتقل من زاوية البيت او المسجد الى زاوية الا اذا كانت الدار كبيرة كدار السلطان.(هندية: ۱۳۴/۱،كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه) .

(۲) والجماعة فيها سنة على الكفاية في الاصح فلو تركها اهل مسجد اثموا،لالو ترك بعضهم، وكل ماشرع بجماعة فالمسجد فيه افضل،وفي الشامية:وان صلى احد في البيت بالجماعة لم ينالو افضل جماعة المسجد. (الدر المختار مع رد المحتار: ۶۶۰/۱،كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في التراويح، ط: سعيد)

—— اما سننها فمنها الجماعة والمسجد...... اذا قام بها بعض اهل المسجد في المسجد بجماعة سقط عن الباقين ولو ترك اهل المسجد كلهم اقامتها في المسجد بجماعة فقد أساؤوا واثموا، ومن صلاها في بيته وحده او بجماعة لايكون له ثواب سنة التراويح لتركه سنة الجماعة والمسجد.=

گھڑی دیکھنا

نماز کی حالت میں قصداً ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ بلاضرورت بے فائدہ کام کرنے کی وجہ سے نماز مکروہ ہوگی، ہاں بلا ارادہ گھڑی پر نظر پڑ گئی اور وقت بھی معلوم ہوگیا تو مکروہ نہیں ہوگا۔(۱)

= (بدائع الصنائع: ۱/۲۸۸، کتاب الصلاة،فصل فی مقدار التراویح،ط:سعید)

—— وقال الصدر الشهيد انما الاساء فيما اذا ترک اهل المسجد كلهم الجماعة فحينئذ اساؤا وتركوا السنة وان صلوابہ اعة فی البيت اختلف المشائخ فيه والصحيح ان الجماعة فضيلة والجماعة فی المسجد فضيلة اخرى فهو قد اتى باحدى الفضيلتين وترک الاخرى.(خلاصة الفتاوى: ۱/۶۳، كتاب الصلاة،الفصل الثالث فی التراويح،ط:رشيديه)

(۱) ولا يفسدها نظره الى مكتوب وفهمه لو مستفهما وان كره(قوله وان كره) اى لاشتغاله بما ليس من اعمال الصلاة، واما لووقع نظره بلا قصد وفهمه فلا يكره، شامی: ۱/۶۳۴، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب اذا قرأ تعالى جد، بدون الف لا تفسد، ط: سعيد كراچی، البحر: ۲/۱۴، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد كراچی.و: ۲/۲۴، ط: رشيديه كوئٹة. وحاشية الطحطاوی على المراقی، ص: ۳۴۱، فصل فيما لا يفسد الصلاة، ط: قديمی كراچی.

ل

لاؤڈ اسپیکر

اگر کسی نے لاؤڈ اسپیکر پر قرآن کی تلاوت سن لی، اور اس میں سجدہ آئے تو سننے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوگا جب سننے والے کو یہ معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے۔ اور تلاوت کرنے والا انسان ہو، کیسٹ وغیرہ نہ ہو۔(۱)

---

(۱) لاتجب بسماعہ من الصدی والطیر. (الدر مع الرد:۲/۱۰۸، کتاب الصلاۃ،باب سجود التلاوۃ، ط: سعید)

ـــ ولا تجب اذا سمعها من طیر هو المختار......وان سمعها من الصدی لاتجب علیه. (هندیة: ۱/۱۳۲، کتاب الصلاة،الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ،ط:رشیدیه)

ـــ وکذا تجب علی السامع بتلاوۃ هؤلاء الا المجنون لان التلاوۃ منهم صحیحة......بخلاف السماع من الببغاء والصدی فان ذلک لیس بتلاوۃ..... لعدم اهلیة لانعدام التمییز. (بدائع: ۱/۱۸۶، کتاب الصلاۃ،فصل:سجدۃ التلاوۃ،ط:سعید)

ـــ آلات جدیدہ کے شرعی احکام،ص:۵۳،ط:دار العلوم کراچی۔

ـــ امداد الفتاوی: ۱/۶۰۵ تا ۶۰۸،ط:دار العلوم کراچی۔

ـ والسماع شرط فی حق غیر التالی ولو بالفارسیة اذا اخبر،الدر المختار.وفی الشامیة:(قوله:اذا اخبر) ای بانها آیة سجدۃ سواء فهمها او لا،وهذا عند الامام،وعندهما ان علم السامع انه یقرأ القرآن لزمته والا فلا،بحر. (الدرالمختار مع رد المحتار:۲/۱۰۵، کتاب الصلاۃ،باب سجود التلاوۃ، ط:سعید)

ـ وفی السامع عند ابی حنیفة بعد ان اخبر انها آیة السجدۃ وعندهما ان کان السامع یعلم انه یقرأ القرآن فعلیه السجدۃ والا فلا.(البحر الرائق:۲/۲۱۳،کتاب الصلاۃ،باب سجود التلاوۃ،ط:دار الکتب العلمیه بیروت)

ـــ ولو تلی بالفارسیة تجب علیه وعلی من سمعها السجدۃ فهم السامع اولم یفهم اذ اخبر السامع انه قرأ آیة السجدۃ.(خانیة علی هامش الهندیة: ۱/۱۵۶، کتاب الصلاۃ،فصل فی قراءۃ القرآن خطأ وفی الاحکام المتعلقة بالقراءۃ،ط:رشیدیه)

ـــ تجب باربع عشرۃ آیة منها اولی الحج،وص،علی من تلا ولو امامًا او سمع ولو غیر قاصد،او مؤتما لا بتلاوته. (البحر الرائق:۲/۲۱۰،کتاب الصلاۃ،باب سجود التلاوۃ،ط:دار الکتب العلمیه بیروت)

ـــ من کان اهلاً لوجوب الصلاۃ علیه یلزمه السجدۃ بالسماع.(تاتارخانیة: ۱/۵۶۱،کتاب الصلاۃ، الفصل الحادی والعشرون فی سجدۃ التلاوۃ،نوع آخر،ط:قدیمی)

ـــ سجدۃ التلاوۃ تجب علی من تجب علیه الصلاۃ اذا قرأ آیة السجدۃ او سمعها.(خانیة علی هامش الهندیة: ۱/۱۵۶، کتاب الصلاۃ،فصل فی قراءۃ القرآن،ط:رشیدیه)

لباس غیر شرعی پہننے والے کی امامت

''فیشن پرست کی امامت'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۰۸)

لقمہ بلاضرورت دینا

بلاضرورت لقمہ نہیں دینا چاہیے۔تاہم اس سے لقمہ دینے والے کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔کیوں کہ لقمہ دینا امام کو بتلانے کے لیے ہے، اور یہ لوگوں کے کلام میں سے نہیں ہے۔اس لیے امام اور مقتدی دونوں کی نماز صحیح ہے۔(۱)

لقمہ بے وضو دینا

''لقمہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۳۹)

لقمہ دینا

☆......بعض حافظ دوسرے حافظ کی قراءت کو نماز سے خارج رہ کر بیٹھے بیٹھے سنا کرتے ہیں، جب وہ بھول جاتا ہے تو وہ جلدی سے صف میں یا صف کے قریب نیت باندھ کر اس کو بتلا دیتے ہیں، اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، تو اس صورت میں نیت باندھ کر بتلانے کی وجہ سے امام اور مقتدی کی نمازوں میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔(۲)

---

(۱) الحاصل ان الصحیح من المذهب ان الفتح علی امامه لایوجب فساد صلاة احد لا الفاتح ولا الآخذ مطلقًا فی کل حال.(البحر: ۶/۲،کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،ط: سعید)
ـــ بخلاف فتحه علی امامه فانه لایفسد مطلقًا لفاتح وآخذ بکل حال.(الدر المختار: ۶۲۲/۱، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید)
ـ وان فتح علی امامه لم تفسد......والصحیح انها لاتفسد صلاة الفاتح بکل حال ولا صلاة الامام لو اخذ منه علی الصحیح. (هندیة: ۹۹/۱، کتاب الصلاة،الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها،الفصل الاول فیمایفسدها،ط:رشیدیه)

(۲) الحاصل ان الصحیح من المذهب ان الفتح علی امامه لایوجب فساد صلاة احد،لا الفاتح ولا الآخذ مطلقًا فی کل حال.(البحر: ۶/۲،کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید)
ـــ بخلاف فتحه علی امامه فانه لایفسد مطلقًا لفاتح وآخذ بکل حال.(الدر المختار مع الرد: ۶۲۲/۱، کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،ط:سعید) =

لیکن لقمہ دینے والے کو لقمہ دے کر نیت توڑنے کی وجہ سے گناہ ہوگا،(۱) اور دو رکعت کی قضالازم ہوگی۔(۲)

☆......بعض لوگ ایسی صورت میں بے وضو بھی لقمہ دیتے ہیں، یا پانی استعمال کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود تیمم کرکے نیت باندھ کر بتادیتے ہیں، اگر دونوں صورتوں میں امام نے لقمہ لیا تو اس کی اور اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے تمام نمازیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔(۳)

= ــــ وان فتح علی امامه لم تفسد...... والصحیح انها لاتفسد صلاة الفاتح بکل حال ولاصلاة الامام لو اخذ منه علی الصحیح. (هندیة: ۱/۹۹، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها، الفصل الاول فیما یفسدها، ط: رشیدیه)

(۱) ولا تبطلوا اعمالکم (سورة محمد: ۳۳، الجزء: ۲۶)

ــ نقل عن خط صاحب البحر علی هامشه: ان القطع یکون حرامًا ومباحًا ومستحبًا وواجبًا، فالحرام لغیر عذر. (رد المحتار: ۲/۵۲، کتاب الصلاة، باب ادراک الفریضة، ط: سعید، وایضًا: ۱/۶۵۴، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، مطلب فی بیان السنة والمستحب والمکروه وخلاف الأولی، ط: سعید)

ــ لزم نفل شرع فیه قصدًا ولو عند غروب وطلوع واستواء فان افسده حرم. (الدر المختار مع الرد: ۲/۲۹، ۳۱، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

(۲) قال اصحابنا اذا شرع فی التطوع یلزمه المضی فیه واذا افسده یلزمه القضاء. (بدائع: ۱/۲۹۰، کتاب الصلاة، فصل فی صلاة التطوع، ط: سعید)

ــــ لزم نفل شرع فیه قصدًا ولو عند غروب وطلوع واستواء فان افسده حرم لقوله تعالی: "ولا تبطلوا اعمالکم"، الا بعذر ووجب قضاءه. (الدر المختار: ۲/۲۹، ۳۱، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

ــ وقضی رکعتین لو نوی اربعًا وافسده بعد القعود الاول او قبله. (هندیة: ۱/۱۱۴، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، ط: رشیدیه)

(۳) وفتحه علی غیر امامه الا اذا اراد التلاوة، وکذا الاخذ، در مختار. (قوله: وکذا الاخذ)......ای اخذ الامام بفتح من لیس فی صلاته. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۶۲۲، کتاب الصلاة، باب مایفسد ومایکره فیها، ط: سعید)

ــ وان فتح عمن لیس فی الصلاة تفسد. (حلبی کبیر، ص: ۴۴۰، کتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ط: سعید)

ــ وان فتح غیر المصلی علی المصلی فاخذ بفتحه تفسد کذا فی منیة المصلی. (هندیة: ۱/۹۹، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها، الفصل الاول فیما یفسد، ط: رشیدیه)

لقمہ دینے کی نیت سے تراویح میں شریک ہونا

اگر تراویح کی نماز میں حافظ غلطی کر رہا ہے، اور کوئی شخص صرف اس نیت سے تراویح کی نماز میں اقتدا کر کے شریک ہو رہا ہے کہ اس کو لقمہ دے کر نماز سے الگ ہو جائے گا، تو اس صورت میں یہ مقتدی بن جائے گا، اور امام کے لیے لقمہ لینا جائز ہوگا۔ اور امام اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز ہو جائے گی۔(۱) لیکن لقمہ دے کر نماز سے الگ ہو جانا جائز نہیں ہوگا۔ بلکہ اس نماز کو پورا کرنا اس کے ذمہ لازم ہوگا۔(۲) اگر پوری نہیں کی، تو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔(۳)

لقمہ غلط دے کر پریشان کرنا

بعض پرانے حافظ نئے حافظ کو تراویح کی نماز میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے:

" رواه أبو داؤد عن معاوية قال: ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الأغلوطات."(۴)

یعنی جو چیزیں کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

---

(۱) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر:۲ (الحاصل ان الصحیح من المذهب).

(۲) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر:۲ (قال اصحابنا اذا شرع فی التطوع).

(۳) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر:۲ (قال اصحابنا اذا شرع فی التطوع).

(۴) وعن معاوية رضي الله عنه قال: ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الأغلوطات، رواه ابو داؤد. (مشكوة المصابيح، ص: ۳۵، كتاب العلم، الفصل الثانی، ط: قديمی)

ـــ عن معاوية رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم: نهی عن الغلوطات. (سنن ابی داؤد: ۱۵۹/۲، كتاب الصلاة، باب التوقی فی الفتیا، رقم الحديث: ۳۶۵۶، ط: رحمانيه)

ـــ عن معاوية رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الغلوطات. (مسند الامام احمد بن حنبل: ۷۸/۱۷، رقم الحديث: ۲۳۵۷۸، كتاب العلم، "حديث رجل من بنی غفار رضی الله تعالى عنه" ط: دار الحديث قاهرة)

لقمہ قبول نہ کرنا

تراویح پڑھاتے ہوئے اگر قراءت میں غلطی ہو جائے، اور کوئی بھی شخص صحیح لقمہ دے، تو حافظ صاحب کو لقمہ قبول کرنا چاہیے۔ اور اس کو ذاتی عزت و وقار کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔(۱)

لقمہ کون دے؟

اگر تراویح کی نماز میں حافظ غلطی کرے، اور سامع مقرر ہے، تو اس کو غلطی بتلانی چاہیے، کسی دوسرے کو جلدی نہیں کرنی چاہیے،(۲) اس سے نماز میں انتشار اور ایک

(۱) عن عبد الله قال یا ایها الناس من علم شیئاً فلیقل به و من لم یعلم فلیقل الله اعلم فان من العلم ان تقول لما لاتعلم الله اعلم،قال تعالیٰ لنبیه:قل ما اسئلکم علیه من اجر،وما انا من المتکلفین،متفق علیه.(مشکوۃ،ص:۳۷،کتاب العلم،الفصل الثالث،ط:قدیمی)

ــ صحیح البخاری: ۲/۷۴۳، کتاب التفسیر،سورۃ:ص،باب قوله:وما أنا من المتکلفین، ط: الطاف اینڈ سنز)

ــــ صحیح مسلم: ۲/۳۷۶،کتاب صفة المنافقین وأحکامهم،باب صفة القیامة والجنة والنار،ط:رحمانیه.

ــــ قوله:(وفتحه علی امامه جائز) بماروی أنه صلی الله تعالی علیه وسلم قرأ فی الصلاة سورة المؤمنین، فترک کلمة،فلما فرغ قال الم یکن فیکم أبی؟ قال:بلی؛ قال:هلا فتحت علیّ؟ قال: ظننت أنها نسخت،فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم:لو نسخت لأعلمتکم،وقال:اذا استطعمک الامام فأطعمه، أی اذا استفتحک الامام فافتح له.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی،ص: ۳۳۴، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة،ط:قدیمی)

ــــ شامی: ۱/۶۲۲،۶۲۳، کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،ط:سعید.

ــــ البحر الرائق: ۲/۶، کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،ط:سعید.

(۲) ویکره للمقتدی ان یفتح علی امامه من ساعته.(هندیة: ۱/۹۹، کتاب الصلاة،الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها،الفصل الاول فیما یفسدها،ط:رشیدیه)

ــــ ولا ینبغی للمقتدی ان یعجل بالفتح.(بدائع: ۱/۲۳۶، کتاب الصلاة،فصل فی بیان حکم الاستخلاف، ط: سعید)

ــــ یکره ان یفتح من ساعته.(شامی: ۱/۶۲۳، کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، تتمة، ط: سعید)

طرح کی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر سامع غلطی نہ بتلا سکے، یا اچھی طرح بتلا نہ سکے، تو اس صورت میں جو بھی اچھی طرح غلطی بتلا سکے، اس پر غلطی کی اصلاح کرنا فرض ہے، خواہ کسی بھی صف میں کھڑا ہو، قریب ہو یا دور ہو، اس پر فرض ہے کہ غلطی کی اصلاح کرے، اگر اصلاح نہیں کرے گا، تو گناہ گار ہوگا۔(۱)

البتہ لقمہ دینے کے لئے ضروری ہے کہ تراویح کی نماز میں حافظ کے ساتھ اقتدا کر کے شریک ہو، اور جو شخص حافظ کے ساتھ اقتدا کر کے تراویح کی نماز میں شریک نہ ہو، اس نے اگر لقمہ دیا اور امام (حافظ) نے اس کا لقمہ لیا، اور غلطی کی اصلاح کی، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔(۲)

لکھی ہوئی چیز پر نگاہ پڑ جانا

نماز کے دوران کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑے، اور اس کو سمجھ لے، تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ کیوں کہ یہ نماز پڑھنے والے کا فعل نہیں ہے۔ بلکہ غیر اختیاری طور پر اس کی سمجھ میں آجاتا ہے۔ اس لیے کہ عام طور سے اس پر نگاہ پڑ جاتی

(۱) ویکره للمقتدی ان یفتح علی امامه من ساعته لجواز ان یتذکر من ساعته...... ولا ینبغی للامام ان یلجئهم الی الفتح...... وتفسیر الالجاء ان یردد الآیة ویقف ساکتًا. (هندیة: ۱/۹۹، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها، الفصل الاول فیما یفسدها، ط: رشیدیه)
ـــ البحر الرائق: ۲/۱۰، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: رشیدیه)
ـــ شامی: ۱/۶۲۳، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید.
(۲) ویفسد (فتحه علی غیر امامه)...... وکذا الأخذ، قوله: (وکذا الأخذ)...... أو اخذ الامام بفتح من لیس فی صلاته. (الشامیه: ۱/۶۲۲، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره، ط: سعید)
ـــ (وان فتح) المصلی (عن من لیس) معه (فی الصلاة) سواء کان فی الصلاة أو خارج الصلاة، والأحسن أن یقال علی غیر امامه لیشمل فتحه علی مقتدمعه فی الصلاته أیضاً (تفسد) صلاته لأنه تعلیم وتعلم وهو من کلام الناس. (حلبی کبیر، ص: ۴۴۰، کتاب الصلاة، فصل فی مایفسد الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی)
ـــ البحر الرائق: ۲/۶، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها، ط: سعید.

ہے، اور دیکھنے والا اس کو سمجھ جاتا ہے۔

البتہ نمازی کے سامنے ایسی چیز رکھنے سے بچنا چاہیے، کیوں کہ شبہات سے بھی بچنا ضروری ہے۔(۱)

لکھی ہوئی چیز پڑھ لے

☆.....نماز کی حالت میں لکھی ہوئی چیز قصد اور ارادہ کے ساتھ دل سے پڑھنا

---

(۱) ولو نظر المصلي الى كتاب أى مكتوب في كاغذ أو محراب أو غيره وفهم مافيه ان نظر اليه حال كونه غير مستفهم أى غير قاصد لفهم مافيه لاتفسد صلاته بالاجماع.(حلبی کبیر، ص: ۴۴۷، كتاب الصلاة،فصل في مايفسد الصلاة،ط:سہیل اکیڈمی)

ــــ (ولو نظر الى مكتوب وفهم..... لا تفسد وان أثم)..... فلأن الفساد انما يتعلق في مثله بالقراءة وبالنظر مع الفهم لم تحصل..... ولشبهة الاختلاف قالوا:ينبغي للفقيه أن لايضع جزء تعليقه بين يديه في الصلاة لأنه ربما يقع بصره على مافي الجزء فيفهم ذلك فيدخل فيه شبهة الاختلاف.

(البحر الرائق: ۱۴/۲، كتاب الصلاة،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،ط:سعيد)

ــــ الشامية: ۶۳۴/۱، كتاب الصلاة،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،ط:سعيد.

ــــ عن النعمان بن بشير قال:قال النبي صلى الله عليه وسلم:الحلال بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهة فمن ترك ماشبّه عليه من الاثم كان لما استبان له أترك،ومن اجترأ على مايشك فيه من الاثم او شك ان يواقع مااستبان،والمعاصي حمى الله من يرتع حول الحمى يوشك ان يواقعه.

(بخاری: ۲۷۵/۱، كتاب البيوع،باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات، ط: قديمي)

ــــ عن الشعبي عن النعمان بن بشير قال سمعته يقول:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: واهوى النعمان باصبعيه الى اذنيه ان الحلال بين وان الحرام بين وبينهما مشتبهات لايعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه،ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يرتع فيه، ال وان لكل ملك حمى الا وان حمى الله محارمه، الا ان في الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهي القلب.

(صحيح مسلم: ۲۸/۲، كتاب المساقاة والمزارعة،باب اخذ الحلال وترك الشبهات، ط: نعمانيه)

ــــ عن النعمان بن بشير قال:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:الحلال بين والحرام بين وبين ذلك امور مشتبهات لايدري كثير من الناس أمِن الحلال هي أم من الحرام فمن تركها استبرأ لدينه وعرضه فقد سلم ومن واقع شيئاً منها يوشك ان يواقع الحرام كما انه من يرعى حول الحمى يوشك ان يواقعه الا وان لكل ملك حمى الا وان حمى الله محارمه. (ترمذی: ۲۲۹/۱، ابواب البيوع،باب ماجاء في ترك الشبهات،ط:قديمي)

اور سمجھنا مکروہ ہے البتہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۱)

☆......اور اگر لکھی ہوئی چیز پڑھنے میں زبان کو حرکت ہوئی تو یہ تلفظ ہوا، اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔(۲)

☆......اور اگر لکھی ہوئی چیز پر قصد اور ارادہ کے بغیر اتفاقاً نظر پڑ جائے تو معاف ہے، مکروہ نہیں ہے، مگر اس پر نظر جما کر نہ رکھے ورنہ کراہت ہوگی، البتہ نماز فاسد نہیں ہوگی۔(۳)

لکھی ہوئی چیز پڑھنا

اگر نماز کے دوران کسی لکھی ہوئی چیز کو زبان سے پڑھ لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا، اور اگر نماز کے دوران کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑی، اور اس کو زبان سے نہیں پڑھا بلکہ دل ہی دل میں مطلب سمجھ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور زبان سے پڑھنے کا مطلب تلفظ کے ساتھ پڑھنا، اور دل ہی دل میں سمجھنے کا مطلب زبان سے تلفظ کرنے کے بغیر ایسے مطلب سمجھ لینا۔

---

(۱) ولا یفسدها نظره الی مکتوب وفهمه ولو مستفهما وان کره، الدر المختار مع الرد: ۶۳۴/۱، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ط: سعید کراچی. هندیة: ۱۰۱/۱، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها،، الفصل الاول، ط: رشیدیه کوئٹه. البحر الرائق: ۲۴/۲، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ط: رشیدیه کوئٹه.و: ۱۴/۲، ط: سعید کراچی. حلبی کبیر، ص: ۴۴۷، فصل فیما یفسد الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی لاهور.

(۲) واذا تکلم المصلی فی الصلاة بکلام الناس ناسیا او عامداً تفسد صلاته ولیس المراد من الکلام الکلام النحوی بل اللفظ المرکب من حرفین او اکثر حتیٰ لو تلفظ بکلمة واحدة تفسد صلاته حلبی کبیر، ص: ۴۳۴، فصل فیما یفسد الصلاة، ط: سهیل اکیڈمی لاهور، شامی: ۶۱۳/۱، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید کراچی. حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص: ۳۲۱، ط: قدیمی کراچی. و ص: ۱۷۵-۱۷۶، باب ما یفسد الصلاة، ط: قدیمی.

(۳) واما لو وقع علیه نظره بلا قصد وفهمه فلا یکره، شامی: ۶۳۴/۱، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب اذا قرا تعالیٰ جد بدون الف لا تفسد، ط: سعید کراچی، حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص ۳۴۱، فصل فیما لا یفسد الصلاة ط: قدیمی کراچی. و ص: ۱۸۷، ط: قدیمی کراچی. حلبی کبیر ص: ۴۴۷، فصل فیما یفسد الصلاة ط: سهیل اکیڈمی لاهور.

۴

”ماکان محمد“ کے بعد درود شریف پڑھنا

قرآن مجید کی تلاوت اسی ترتیب کے مطابق جاری رکھنی چاہیے جس ترتیب سے قرآن مجید میں ہے، چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر، دونوں کا حکم ایک ہے۔(۱) اورنماز میں آخری قعدہ کے علاوہ کسی اور جگہ درود شریف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔اس لیے نماز کے اندر ہو یا باہر قرآن مجید کی آیت ﴿ماکان محمد ابااحد من رجالکم..... الآیة﴾ کی تلاوت کرنے کے بعد یا ﴿ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبیؐ﴾ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا درست نہیں ہے۔(۲) بلکہ قرآن کریم کواس ترتیب

(۱) قالوا یجب الترتیب فی سورة القرآن، فلو قرأ منكوسًا اثم لكن لايلزمه سجود السهو لان ذلک من واجبات القراءة لامن واجبات الصلاة.(الشامية: ۱/۴۵۷، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها،ط:سعيد)

ـــ يكره قراءة سورة منكوسًا،قال ابن مسعود رضي الله عنه:من قرأ القرآن منكوسًا فهو منكوس، (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص:۳۵۲،كتاب الصلاة،فصل في المكروهات)

ـــ حلبی كبير،ص:۳۴۵،كتاب الصلاة،فصل فيما يكره فعله في الصلاة ومالايكره،ط:سهيل اكيڈمی.

(۲) ومكروهة في صلاة غير تشهد أخير.(الشامية: ۱/۵۱۸،كتاب الصلاة،آداب الصلاة،مطلب نص العلماء على استحباب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في مواضع،ط:سعيد)

ـ ينبغي ان يخص من قول الطحاوی بوجوب الصلاة كلما سمع اسمه عليه الصلاة والسلام: التشهد الاول،فانه يشتمل على ذكر اسمه عليه الصلاة والسلام وتكره الصلاة في هذه الحالة تحريمًا على مامر فضلاً عن الوجوب.(النهر الفائق:۲/۲۲۳،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، ط: رشيديه)

ـــ ويخص من قول الطحاوی:التشهد الاول والصلاة في ضمن صلاة فلاتجب الصلاة لارتكاب المكروه في الاول وللتسلسل في الثاني.(حاشية الطحطاوی على المراقی،ص: ۲۷۲،كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة،واركانها،فصل في بيان سننها،ط:قديمی)

ـــــــ ولو سمع اسم النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقرأ لايجب ان يصلي وان فعل ذلک بعد فراغه من القرآن فهو حسن، كذا في الينابيع،ولوقرأ القرآن فمر على اسم نبي فقراءة القرآن على تأليفه ونظمه افضل من الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في ذلک الوقت فاذا فرغ ففعل فهو افضل والا فلا شيء عليه كذا في الملتقط.(الشامية: ۱/۵۱۹،كتاب الصلاة،آداب الصلاة، مطلب في المواضع التي تكره فيها الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم،ط:سعيد)

سے پڑھیں جس ترتیب سے قرآن میں موجود ہے۔(۱)

متشابہ

حافظ صاحب نماز پڑھاتے پڑھاتے بھول جائیں، یا متشابہ لگ جانے کی وجہ سے دوسری جگہ کی آیتیں پڑھنے لگیں، پھر یاد آنے پر بھول جانے کی وجہ سے ابتدا سے قراءت شروع کردیں، تو نماز ہوجائے گی۔(۲) اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر غلطی سے سہو سجدہ کرلیا تب بھی نماز ہوجائے گی۔(۳)

(۱) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر: ۱ (قالوا یجب الترتیب فی سورۃ القرآن)۔

(۲) لو ذکر آیة مکان آیة ان وقف وقفًا تامًا ثم ابتدأ بآیة اخری او ببعض آیة لاتفسد.(الهندیة: ۱/ ۸۰، کتاب الصلاة،الفصل الخامس فی زلة القاری،ط:رشیدیه)

ــــ خلاصة الفتاوی: ۱/ ۱۱۷، کتاب الصلاة،الفصل الثانی عشر فی زلة القاری،ط:رشیدیه.

ــــ وان ذکر آیة مکان آیة ان وقف علی الأولی وقفًا تامًا وابتدأ بالثانیة لاتفسد صلاته.(الخانیة علی هامش الهندیة: ۱/ ۱۵۳، کتاب الصلاة،فصل فی قراء ة القرآن خطأ،ط:رشیدیه)

ــــ وفی القنیة قرأ فی الاولی الکافرون وفی الثانیة۔ الم تر۔ أو۔ تبت۔ ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ، الدر المختار. وقال المحقق فی الرد:(قوله:ثم ذکر یتم) افاد ان التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد،فلو سهوًا فلا کما فی شرح المنیة،واذا انتفت الکراهة فاعراضه عن التی شرع فیها لاینبغی،وفی الخلاصة افتتح سورة وقصده سورة اخری،فلما قرأ آیة او آیتین اراد ان یترک تلک السورة ویفتتح التی ارادها یکره، اه.(الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۵۴۷، کتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،مبحث القراء ة،ط:سعید)

ــــ ویکره ان یقرأ کلمة او کلمتین من سورة ثم یترک تلک السورة بغیر عذر ویبدأ القراء ة من سورة اخری،...... فان انتقل من غیر قصد ثم تذکر ینبغی ان یعود، ذکره فی القنیة وان لم یتذکر فلا کراهة ایضًا لعدم القصد. (حلبی کبیر،ص:۳۶۳،کتاب الصلاة،فصل فی قراء ة القرآن خطأ، ط:رشیدیه)

(۳) ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان أن لا سهو فالأشبه الفساد،الدر المختار.وفی الشامیة: (قوله:فالأشبه الفساد) وفی الفیض:وقیل لاتفسد وبه یفتی وفی البحر عن الظهیریة قال الفقیه ابو اللیث:فی زماننا لاتفسد لأن الجهل فی القراء غالب.(الدرالمختار مع رد المحتار: ۱/ ۵۹۹، کتاب الصلاة،قبیل باب الاستخلاف،ط:سعید)

ــــ حلبی کبیر،ص:۴۶۵،کتاب الصلاة،فصل فی سجود السهو،ط:سهیل اکیڈمی.

ــــ التاتارخانیة: ۱/ ۵۳۸،کتاب الصلاة،الفصل السابع عشر فی سجود السهو،نوع آخر فی المتفرقات، ط:قدیمی.

مٹھائی تقسیم کرنا

تراویح ختم ہونے پر مٹھائی تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

اگر ختم پر مٹھائی تقسیم کرنے کے لیے لوگوں کو چندہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور بچوں کا اجتماع اور شور وغل ہوتا ہے، اور مسجد کا فرش خراب ہوتا ہے، اور عزت واحترام کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، تو اس کو ترک کر دینا ضروری ہے۔(۱) اور اگر مسجد کی بے حرمتی نہیں ہوتی، شور شرابہ نہیں ہوتا، فرش بھی خراب نہیں ہوتا، خشک چیز ہے، بے حرمتی لازم نہیں آتی تو مٹھائی تقسیم کرنا درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دروازے پر تقسیم کی جائے۔(۲)

---

(۱) الحلبی کبیر،ص:۶۱۱، فصل فی احکام المساجد،ط:سھیل اکیڈمی.

ــــ بدائع:۶۰/۷، کتاب الحدود،فصل فی شرائط جواز اقامة الحدود،ط:سعید.

ــــ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل.(سورۃ النساء،آیة: ۲۹،پارہ۵:۵)

ــــ عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الا لاتظلموا الا لایحل مال امرئ الا بطیب نفس منه.(مشکوۃ،ص:۲۵۵،کتاب البیوع،باب الغصب والعاریة، ط: قدیمی)

ــــ من البدع المنکرۃ مایفعل فی کثیر من البلدان من ایقاد القنادیل..........منھا اضاعة المال...... وامتھانھم المساجد وانتھاک حرمتھا وحصول اوساخ فیھا وغیر ذلک من المفاسد التی صیانة المسجد عنھا لازمة.(تنقیح الفتاوی الحامدیة:۳۵۹/۲،فوائد ومسائل شتی من الحظر والاباحة ،مطلب من البدع المنکرۃ ایقاد القنادیل الکثیرۃ،ط:میمنیة مصر)

ــ (قوله:ویحرم الخ) لما اخرجه المنذری مرفوعًا:جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وبیعکم وشراء کم ورفع اصواتکم وسل سیوفکم واقامة حدودکم وجمروھا فی الجمع واجعلوا علی ابوابھا المظاھر.(شامی: ۶۵۶/۱،کتاب الصلاۃ،باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا،مطلب فی احکام المساجد،ط:سعید)

(۲) فتاوی رحیمیه:۲۴۳/۶،کتاب الصلاۃ،مسائل تراویح،عنوان"تراویح میں ختم قرآن کے بعد شیرینی تقسیم کرنا" ط:دار الاشاعت.

ــــ فتاوی عثمانی: ۱۰۲/۱،کتاب السنة والبدعة، عنوان"ختم قرآن کے موقع پر مسجد میں چراغاں کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا،ط:معارف القرآن کراچی.

ــــ وانظر ایضا:الحاشیة السابقة رقم: ۱، فی ھذہ الصفحة (الحلبی کبیر،ص:۶۱۱).

مجنون کی زبان سے آیت سجدہ سن لی

اگر آیت سجدہ کی تلاوت مجنون کی زبان سے سن لی تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔(۱)

محلے کی مسجد کا حق

بیس رکعت تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ محلے کی مسجد میں ہونا ضروری ہے، یہ مسجد کا حق ہے۔لہٰذا محلے کے لوگوں کو اپنی مسجد میں بیس رکعت تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیے، چاہے نمازیوں کی تعداد کم کیوں نہ ہو۔اگر محلے کی مسجد میں بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھ نہیں ہوگی، تو سب گنہ گار ہوں گے۔(۲)

مسبوق سے باقی رکعت میں سہو ہو جائے

مسبوق (یعنی جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں) سے اگر امام کے سلام کے بعد باقی رکعتیں ادا کرتے وقت سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔(۳)

---

(۱) ویجب على السامع منهم اذا كان أهلاً لكن ذكر شيخ الاسلام أنه لايجب بالسماع من مجنون أو نائم أو طير لأن السبب سماع تلاوة صحيحة وصحة التلاوة بالتمييز ولم يوجد.(فتح القدير: ۱/۴٦٨،كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:رشيديه)

ـــ الشامية: ۲/۱۰۷،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ الهندية: ۱/۱۳۲،كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة،ط:رشيديه.

(۲) (والجماعة فيها سنة على الكفاية) في الأصح،فلو تركها أهل مسجد أثموا (قوله:والجماعة فيها سنة على الكفاية)...... وهل المراد أنها سنة كفاية لأهل كل مسجد من البلدة أو مسجد واحد منها أو من المحلة...... ويظهر لي الثالث لقول المنية حتى لو ترك أهل المحلة كلهم الجماعة فقد تركوا السنة وأساؤا.(الشامية: ۲/۴۵،كتاب الصلاة،باب صلاة التراويح، ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۲/٦٨،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.

ـــ التاتارخانية: ۱/۱۷۷،كتاب الصلاة،الفصل الثالث عشر في التراويح،ط:قديمي.

(۳) ولو سها فيه سجد ثانيا. (قوله:ولو سها فيه) أي فيما يقضيه بعد فراغ الامام يسجد ثانيا لأنه منفرد فيه والمنفرد يسجد لسهوه.(الشامية: ۲/۸۳،كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:سعيد)

ـ بدائع الصنائع: ۱/۱۷۵،كتاب الصلاة،فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو ومن لايجب، ط: سعيد.

ـ التاتارخانية: ۱/۵۳۷،كتاب الصلاة،الفصل السابع عشر في سجود السهو،نوع آخر في المتفرقات، ط: قديمي.

مسبوق سے سہو ہو جائے

''مسبوق سے باقی رکعت میں سہو ہو جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۴۹)

مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا

☆......مسبوق (جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں)، اگر وہ امام سے کچھ بھی بعد میں سلام پھیرے تو اس پر سہو سجدہ کرنا لازم ہوگا۔امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرنا دشوار اور شاذ و نادر ہے۔اس لیے عام طور پر سہو سجدہ واجب ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔(۱)

☆......اگر بھول کر امام سے پہلے یا بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرے تو اس پر سہو سجدہ لازم نہیں ہوگا۔لیکن چوں کہ حقیقی معنی میں ساتھ ہونا دشوار ہے، اس لیے سجدہ سہو واجب ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔(۲)

مسجد کو سجانا

رمضان المبارک میں تراویح کے وقت نمازی ہمیشہ زیادہ ہوتے ہیں، ان کی راحت اور سہولت کے لحاظ سے ضرورت کے مطابق روشنی میں کچھ اضافہ کیا جائے تو جائز ہے۔اور صرف مسجد کی رونق افزائی کے لیے حد سے زائد روشنی کرنا ناجائز اور سخت منع ہے۔ کیوں کہ اس میں فضول خرچی کے ساتھ ساتھ دیوالی (ہندوانی تہوار) سے مشابہت ہوتی ہے۔اور آگ کی عبادت کرنے والے مجوسیوں کے شعار کا اظہار اور اس کی تائید لازم آتی

---

(۱) ولا سجود علیه (أي المسبوق) ان سلم سهوا قبل الامام أو معه وان سلم بعده لزمه لكونه منفردًا حينئذ،بحر،وأراد بالمعية المقارنة وهو نادرالوقوع كما في شرح المنية. (الشامية: ۱/ ۸۲،۸۳، كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:سعيد)

ــــ البحر الرائق:۲/۱۰۰،كتاب الصلاة،باب سجود السهو،ط:سعيد.

ــــ التاتار خانية: ۱/ ۵۳۷،كتاب الصلاة،الفصل السابع عشر في سجود السهو،نوع آخر في المتفرقات، ط: قديمي.

(۲) وانظر ايضا: الحاشية السابقة رقم: ۱، في هذه الصفحة (ولا سجود عليه (أي المسبوق)).

ہے۔ مسجد تماشہ گاہ بن جاتی ہے۔ شریعت کے خلاف کام کرنے سے مسجد کی رونق نہیں بڑھتی، بلکہ بے حرمتی ہوتی ہے۔ مسجد کی زینت اور رونق اس کی صفائی، خوشبو، نیز نمازیوں کی زیادتی، اچھی پوشاک پہن کر خوشبو لگا کر، خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنے، تلاوت کرنے، دین کی تعلیم دینے، پند و نصیحت کرنے، درود شریف اور استغفار کرنے، دعوت و تبلیغ کے کام کرنے اور ادب کے ساتھ بیٹھنے میں ہے۔(۱)

مسنون سورتیں وتر میں

''وتر کی نماز میں کون سی سورت مسنون ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۸۴)

مشابہ لگ جائے

''متشابہ'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۴۷)

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۹/ ۷۰، کتاب الوقف، احکام المساجد والمدارس، عنوان''ماہ رمضان میں مسجد سنوارنا'' ط: دار الاشاعت۔

ـــ من البدع المنكرة مايفعل في كثير من البلدان من ايقاد القناديل الكثير العظيمة والسرف في ليال معروفة من السنة كليلة النصف من شعبان فيحصل بذلك مفاسد كثيرة منها: مضاهاة المجوس في الاعتناء بالنار في الاكثار منها، ومنها: اضاعة المال في غير وجهه ومنها مايترتب على ذلك من المفاسد من اجتماع الصبيان وأهل البطالة ولعبهم ورفع اصواتهم وامتهانهم المساجد وانتهاك حرمتها وحصول أو ساخ فيها وغير ذلك من المفاسد التي صيانة المسجد عنها لازمة، وفي شرح المهذب للامام النووي رحمه الله تعالىٰ وصرح أئمتنا الأعلام رضي الله عنهم بأنه لايجوز ان يزاد على سراج مسجد سواء كان في شهر رمضان أو غيره لأن فيه اسرافا كما في الذخيرة وغيرها. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۲/ ۳۵۹، فوائد ومسائل شتى من الحظر والاباحة، من البدع المنكرة ايقاد القناديل الكثيرة، ط: مكتبه امداديه)

ـــ شرح الحموي على الأشباه: ۳/ ۱۹۲، القول في احكام المسجد، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.

ـــ الهندية: ۲/ ۴۶۱، كتاب الوقف، الفصل الثاني: الوقف على المسجد الخ، ط: رشيديه.

مشین سے آیت سجدہ سن لی

مشین سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔(۱)

معذور حافظ کی امامت

اگر حافظ صاحب عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائیں اور مقتدی حضرات کھڑے ہوں، تو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ سب کے نزدیک نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور بعض فقہاء نے کہا ہے کہ مقتدیوں کا بیٹھنا مستحب ہے، تا کہ امام کی متابعت باقی رہے، مخالفت کی صورت نہ رہے۔ باقی دونوں صورتیں جائز ہیں۔ البتہ مقتدی حضرات کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کو ترجیح دیں۔(۲)

معذور کو نفل بیٹھ کر پڑھنے پر بھی ثواب پورا پورا ملے گا

کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھنے کی قدرت ہونے کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ لیکن اس کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے ثواب کے مقابلہ میں نصف ہوگا۔ مگر عذر کی وجہ سے معذور کو بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے کی صورت میں کھڑے ہو کر

---

(۱) ولاتجب بسماعه من الصدى والطير. قوله:(الصدى) هو مايجيبک مثل صوتک في الجبال والصحارى ونحوهما.(الشامية: ۱۰۸/۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد)

ـــ وان سمعها من الصدى لاتجب عليه.(الهندية: ۱۳۲/۱، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط:رشيديه)

ـــ البحر الرائق: ۱۱۹/۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط:سعيد.

(۲) واذا صح اقتداء القائم بالقاعد فيها فما الأفضل للمقتدين؟ قال بعضهم: الأفضل أن يقعدوا احترازاً عن صورة المخالفة، وقال ابو علي النسفي: الأفضل القيام عندهما، وقال محمد: القعود؛ لموافقة الامام.(الجوهرة النيرة: ۱۱۹/۱، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، ط:حقانيه)

ـــ المحيط البرهاني: ۲۵۵/۲، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح والوتر، نوع آخر في القوم يصلون التراويح قعوداً، ط:ادارة القرآن.

ـــ التاتارخانية: ۴۸۱/۱، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر في القوم يصلون التراويح قعوداً، ط:قديمى.

پڑھنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔(۱)

بیٹھ کر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھتے ہیں، اس طرح بیٹھے، کھڑے ہو کر نفل شروع کرنے کے بعد بیٹھ کر اس کو پورا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔(۲)

مقتدی امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت نہ کر سکے

اگر مقتدی نے غلطی کی وجہ سے امام کے ساتھ نماز میں سجدۂ تلاوت ادا نہیں کیا، تو یہ ساقط ہو جائے گا۔ کیوں کہ جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوتا ہے، اس کو نماز میں ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ادا کرنا درست نہیں۔ اور نماز کو لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر جان بوجھ کر سجدۂ تلاوت نہیں کیا، تو توبہ استغفار ضروری ہے۔(۳)

(۱) یجوز النفل قاعداً مع القدرة علی القیام لکن له أی للمتنفل جالساً نصف أجر القائم لقوله صلی الله علیه وسلم من صلی قائماً فهو أفضل ومن صلی قاعداً فله نصف اجر القائم.... الّا أنهم قالوا: هذا فی حق القادر أما العاجز من عذر فصلاته بالایماء أفضل من صلاة القائم الراکع الساجد لأنه جهد المقل، والاجماع منعقد علی أن صلاة القاعد بعذر مساویة لصلاة القائم فی الاجر. (حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص: ۴۰۲، ۴۰۳، کتاب الصلاة، فصل فی صلاة النفل جالساً وفی الصلاة علی الدابة الخ، ط: قدیمی)

ــــ الشامیة: ۲/ ۳۶، ۳۷، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

ــــ البحر الرائق: ۲/ ۶۲، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

(۲) ویقعد المتنفل کالمتشهد اذا لم یکن به عذر، فیفترش رِجله الیسری ویجلس علیها وینصب یمناه فی المختار وعلیه الفتوی..... وجاز اتمامه قاعداً بعد افتتاحه قائماً. (حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص: ۴۰۴، کتاب الصلاة، فصل فی صلاة النفل جالساً وفی الصلاة علی الدابة الخ، ط: قدیمی)

ــــ الهندیة: ۱/ ۱۱۴، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، ط: رشیدیه.

ــــ البحر الرائق: ۲/ ۶۳، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

(۳) (ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها لاخارجها) لمامر، وفی البدائع: واذا لم یسجد أثم وتلزمه التوبة. قوله: (واذا لم یسجد أثم) قال فی شرح المنیة: وکل سجدة وجبت فی الصلاة ولم تؤدَّ فیها سقطت أی لم تبق لها السجود مشروعاً لفوات محله. (الشامیة: ۲/ ۱۱۰، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ــــ والسجدة التی وجبت فی الصلاة لاتؤدی خارج الصلاة ویکون أثماً بترکها. (الهندیة: ۱/ ۱۳۴، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ط: رشیدیه)

ــــ حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص: ۴۸۰، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قدیمی.

مقتدی قعدہ میں سوگیا

"سوگیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۷۷)

مقتدی کمزور ہیں

اگر مقتدی اس قدر ضعیف کمزور یا کاہل ہوں کہ پوری تراویح میں ایک مرتبہ بھی پورا قرآن شریف نہ سن سکیں، بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں، تو جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں، اس قدر پڑھ لیا جائے، یا "الم تر کیف" سے پڑھ لیا جائے۔ لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔(۱)

مقتدی نے سجدہ کی آیت تلاوت کی

اگر کسی مقتدی نے جماعت کی نماز کے دوران امام کے پیچھے بلند آواز سے سجدہ کی آیت تلاوت کی، تو اس پر، امام پر، اور جماعت میں شریک تمام لوگوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ صرف جماعت سے الگ لوگوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں، یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں، تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔(۲)

---

(۱) والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثاً أفضل ولايترك الختم لكسل القوم لكن في الاختيار: الأفضل في زماننا قدرما لايثقل عليهم.

قوله:(الأفضل في زماننا الخ)......فالحاصل أن المصحح في المذهب أن الختم سنة لكن لايلزم منه عدم تركه اذ لزم منه تنفير القوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصاً في زماننا. (الشامية: ۲/۴۶،۴۷، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مبحث صلاة التراويح،ط:سعيد)

ــــــ حاشية الطحطاوي على المراقي،ص:۴۱۵،كتاب الصلاة،باب الوتر وأحكامه،فصل في صلاة التراويح، ط: قديمي.

ــــــ الهندية: ۱/۱۱۸، كتاب الصلاة،الباب التاسع في النوافل،فصل في صلاة التراويح،ط:سعيد.

(۲) (ولا من المؤتم لوكان السامع في صلاته أي صلاة المؤتم) بخلاف الخارج،وفي الشامية: لاتجب على من سمعها منه سواءً كان امامه أو المقتدين به كما لاتجب عليه نفسه كما مر.

قوله:(بخلاف الخارج) أي عن صلاة المؤتم التالي امامًا كان أو مؤتماً أو منفرداً أو غير مصلٍ أصلاً. (الشامية:۲/۱۰۹،۱۱۲، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد) =

”ملحق“ کی ”حاء“ کو زبر دے کر پڑھیں یا زیر دے کر؟

دعائے قنوت میں ”مــلــحــق“ کی ”حاء“ کو زبر اور زیر دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ البتہ زیر ہی بہتر ہے، اور یہی مشہور ہے۔(۱)

منزل ابتدائی رکعات میں زیادہ پڑھنا

امام کے لیے تراویح کی نماز میں مقتدیوں کے نشاط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اگر تراویح کی ابتدائی رکعات میں منزل زیادہ پڑھنے سے مقتدی خوش ہوتے ہیں، تو اس کی اجازت ہے۔ اور اگر مقتدی ابتدائی رکعات میں منزل زیادہ پڑھنے پر خوش نہیں ہوتے، تو ایسا نہ کرے۔ بلکہ قراءت تمام رکعتوں میں یکساں طور پر کرنے کی کوشش کرے،

= ـــــ نعم فی النهاية وشرح المنية وتجب على من سمعها من المؤتم ممن ليس فی صلاته اجماعًا. (الشامية: ۱۱۳/۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد)

ـــ وتجب على من سمعها منه ممن ليس فی صلاته اجماعًا لعدم الحجر بالنظر اليهم لأنه بمنزلة من ليس فی الصلاة فی حقهم. (حلبی كبير، ص: ۵۰۰، كتاب الصلاة، تتمات..... فی سجدة التلاوة، ط: سهيل اكيڈمی)

ـــ أما اذا سمعها من المقتدی رجل ليس معهم فی الصلاة ذكر فی نوادر أبی سليمان أنه يلزمه، وفی المضمرات وهو الصحيح. (التاتارخانية: ۵۶۷/۱، كتاب الصلاة، الفصل الحادی والعشرون فی سجود التلاوة، نوع آخر فی سماع المصلی اية السجدة ممن هو معه فی الصلاة الخ، ط: قديمی)

(۱) بالكفار ملحق أی لاحق بهم، بكسر الحاء أفصح، وقيل بفتحها.

قوله: (بكسر الحاء) قال النووی: هذا هو المشهور وقال الجزری هكذا روينا.

قوله: (وقيل بفتحها) قاله ابن قتيبة وغيره ونص الجوهری على أنه صواب. (حاشية الطحطاوی على المراقی، ص: ۳۸۱، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ط: قديمی)

ـــ قوله: (ملحق بمعنی لاحق) مبتدأ وخبر، وهو بكسر الحاء هذا هو المشهور ونص غير واحد على أنه الأصح، ويقال بفتحها ذكره ابن قتيبة وغيره، ونص الجوهری على أنه صواب، كذا فی الحلية، قلت: بل فی القاموس الفتح أحسن أو الصواب. (الشامية: ۷/۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۴۲/۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

ـــ النهر الفائق: ۲۹۲/۱، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: رشيديه.

تاکہ مقتدیوں پر بھاری نہ ہو۔(ا)

(ل)

نابالغ حافظ کی اقتدا کرنا

☆...... نابالغ حافظ کی اقتدا میں فرائض، واجب، تراویح اور نفل نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔اس لیے نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح کی نماز بھی نہ پڑھیں، ورنہ بالغ لوگوں کی نماز نہیں ہوگی، دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔البتہ نابالغ بچوں کی نماز نابالغ امام کے پیچھے ہو جائے گی۔(۲)

(۱) والختم مرة سنة...... ولايترك الختم لكسل القوم، لكن في الاختيار:الأفضل في زماننا قدر مالايثقل عليهم. قوله:(الأفضل في زماننا الخ)...... فالحاصل أن المصحح في المذهب أن الختم سنة لكن لايلزم منه عدم تركه اذ لزم منه تنفير القوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصاً في زماننا. (الشامية: ۲/۴۶،۴۷، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مبحث صلاة التراويح،ط:سعيد)

ــ الهندية: ۱/۱۱۸،كتاب الصلاة،الباب التاسع في النوافل،فصل في صلاة التراويح،ط: رشيديه.

ــ وسن ختم القرآن مرة في الشهر على الصحيح وهو قول الأكثر،رواه الحسن عن أبي حنيفة يقرأ في كل ركعة عشر آيات أونحوها...... وفي المحيط الأفضل في زماننا أن يقرأ بمالايؤدي الى تنفير القوم عن الجماعة.(الطحطاوي على المراقي،ص:۴۱۵،كتاب الصلاة،باب الوتر وأحكامه، فصل في صلاة التراويح،ط:قديمي)

(۲) قوله:(والبلوغ) فلا يصح اقتداء بالغ بصبي مطلقاً سواء كان في فرض لأن صلاة الصبي ولو نوى الفرض نفل أو في نفل لأن نفله لايلزمه أي ونفل المقتدي لازم مضمون عليه،فيلزم بناء القوى على الضعيف...... وقال بعض مشايخ بلخ:يصح اقتداء البالغ بالصبي في التراويح والسنن المطلقه والنفل، والمختار عدم الصحة بلاخلاف بين أصحابنا.(حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: ۲۸۸، كتاب الصلاة،باب الامامة،ط:قديمي)

ــ وامامة الصبي المراهق لصبيان مثله يجوز كذا في الخلاصه،وعلى قول أئمة بلخ يصح الاقتداء بالصبيان في التراويح والسنن المطلقة،المختار أنه لايجوز في الصلوات كلها كذا في الهداية، وهو الأصح.(الهندية: ۱/۸۵،كتاب الصلاة،الباب الخامس في الامامة،الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره،ط:رشيديه)

ــ أقول:والحاصل أن كلاً من الامام والمقتدي اما ذكر أو انثى أو خنثى وكل منها امابالغ أوغيره، فالذكر البالغ تصح امامته للكل ولا يصح اقتداءه الا بمثله......وأما غير البالغ فان كان ذكراً تصح امامته لمثله من ذكر أو انثى وخنثى.(الشامية: ۱/۵۷۷،كتاب الصلاة،باب الامامة، ط: سعيد)

☆......اگر نابالغ حافظ اپنا قرآن پختہ کرنے کے لیے اور تراویح پڑھانے کی عادت ڈالنے کے لیے نوافل میں قرآن سنائے، تو لقمہ دینے کے لیے ایک حافظ اور اگر ایک کافی نہ ہو تو دو حافظ تعلیم کی غرض سے اقتدا کر سکتے ہیں۔ فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے اقتدا کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

نابالغ سامع کو پہلی صف میں کھڑا کرنا

نابالغ سامع کو ضرورت کی بنا پر پہلی صف میں کھڑا کرنا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۱۸۷/۴، کتاب الصلاۃ، صلاۃ من یصلح اماما لغیرہ، عنوان "نابالغ حفاظ قرآن پختہ کرنے کے لئے نوافل باجماعت اداکریں" ط: دار الاشاعت.

— (وصح لو توضأ علی الانقطاع وصلی کذلک) کاقتداء بمفتصد أمن خروج الدم، وکاقتداء امرأة بمثلها وصبی بمثله ومعذور بمثله......الخ. (الشامیة: ۵۷۸/۱، کتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب الواجب کفایة هل یسقط بفعل الصبی وحده، ط: سعید)

— التاتار خانیة: ۴۸۶/۱، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی التراویح، نوع آخر فی امامة الصبی فی التراویح، ط: قدیمی.

— الفتاوی الخانیة علی هامش الهندیة: ۲۴۳/۱، کتاب الصوم، باب التراویح، فصل فی امامة الصبیان فی التراویح، ط: رشیدیه.

— ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أی یکره ذلک علی سبیل العداعی، بأن یقتدی أربعة بواحد، وفی الرد تحت قوله: أربعة بواحد: أما اقتداء واحد بواحد أو اثنین بواحد فلا یکره، وثلاثة بواحد فیه خلاف، بحر عن الکافی، هل یحصل بهذا الاقتداء فضیلة الجماعة؟ ظاهر ماقدمنا من أن الجماعة فی التطوع لیست بسنة، یفید عدمه، تأمل. (الدر مع الرد: ۴۸/۲، ۴۹، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح، مطلب فی کراهة الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی وفی صلاة الرغائب، ط: سعید)

— البحر الرائق: ۶۹/۲، ۷۰، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

— طحطاوی علی المراقی، ص: ۳۸۲، کتاب الصلاة، باب الوتر واحکامه، ط: قدیمی.

(۲) ویصف الرجال..... (ثم الصبیان) ظاهره تعددهم فلو واحدًا دخل الصف. (الشامیة: ۵۶۸/۱، ۵۷۱، کتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول، ط: سعید)

— (قوله: ذکره فی البحر بحثا) قال الرحمتی: ربما یتعین فی زماننا ادخال الصبیان فی صفوف الرجال لأن المعهود منهم اذا اجتمع صبیان فأکثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدی ضررهم الی افساد صلاة الرجال، انتهی اه، سندی. (تقریرات الرافعی علی حاشیة ابن عابدین: ۷۳/۱، کتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعید)

— البحر الرائق: ۳۵۳/۱، کتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعید.

نابینا کی امامت

☆...... جو نابینا احتیاط نہ کرتا ہو، اور نجاست سے نہ بچتا ہو، اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ اور جو نابینا محتاط ہو، اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو، پاک اور صاف ستھرا رہتا ہو، اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ اس لیے اگر امام یا حافظ نابینا ہے، لیکن محتاط اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہے، اس کو فرائض، تراویح اور وتر کی نماز پڑھانے کے لیے امام بنانا جائز ہے۔(۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں تشریف لے جانے کے موقع پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جو نابینا تھے، مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کے لیے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک

---

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۱۸۲/۴، کتاب الصلاۃ، صلاۃ من یصلح اماما لغیرہ، عنوان "نابینا اور جس کی بینائی کمزور ہو اس کی امامت" ط: دار الاشاعت.

ـــ وفاسق وأعمی ونحوہ الأعشی، نہر. الا أن یکون أی غیر الفاسق اعلم القوم فہو أولیٰ، وفی الرد تحت قولہ: (أی غیر الفاسق) تبع فی ذلک صاحب البحر: حیث قال: قید کراہۃ امامۃ الأعمی فی المحیط وغیرہ بأن لایکون افضل القوم، فان کان افضلہم کان أولیٰ...... لکن ورد فی الأعمی نص خاص ہو استخلافہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن أم مکتوم وعتبان علی المدینۃ وکانا أعمیین، لأنہ لم یبق من الرجال من ہو أصلح منہما...... (الدر مع الرد: ۵۶۰/۲، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، قبیل: مطلب البدعۃ خمسۃ أقسام، ط: سعید)

ـــ وامامۃ الأعمی: لأنہ لایتوقی النجاسۃ، وفی البدائع: اذا کان لایوازیہ غیرہ فی الفضیلۃ فی مسجدہ فہو أولیٰ، وقد استخلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم علی المدینۃ. (رمز الحقائق للعینی علی الکنز: ۶۵/۱، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ط: ادارۃ القرآن.

ـــ وکرہ امامۃ العبد...... والأعمی لأنہ لایتوقی النجاسۃ. (النہر الفائق: ۲۴۲/۱، ۲۴۳، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ط: رشیدیہ)

ـــ البحر الرائق: ۳۴۸/۱، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ط: سعید.

زمانہ میں بنی خطمہ کے امام تھے۔(۱)

ناجائز طریقے سے تجارت کرنے والے کی امامت

ناجائز طریقے سے تجارت کرنے والا شخص امامت کے قابل نہیں ہے۔اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔لیکن حاضرین میں کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو امامت کے قابل ہو تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے پڑھ لینی چاہیے۔کیوں کہ جماعت کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے۔(۲)

نذرانہ

اگر حافظ صاحب کو پہلے سے معلوم ہے کہ تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے کے بعد مسجد سے روپیہ ملے گا، اور لینا دینا نمازیوں کی عادت ہے، تو ایسے حافظ

---

(۱) عن انس رضی الله عنه قال:استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ابن ام مكتوم يؤم الناس وهو أعمى،رواه ابوداؤد.(مشكوة،ص:۱۰۰،كتاب الصلاة،باب الامامة،الفصل الاول، ط: قديمى كتب خانه)

ـــ السنن الكبرى للبيهقي:۸۸/۳،كتاب الصلاة،باب امامة الاعمى،ط:ادارة تاليفات اشرفيه.

ـــ ابو داؤد: ۹۸/۱،كتاب الصلاة،باب امامة الاعمى،ط:رحمانيه.

ـــ حدثنا ابراهيم قال حدثنا أمية...... عن عائشة رضى الله عنها أن النبى صلى الله عليه وسلم استخلف ابن ام مكتوم بالمدينة يصلى بالناس...... (المعجم الأوسط للطبرانى:۱۳۷/۳،باب من اسمه ابراهيم،رقم الحديث:۲۷۲۳،ط:دار الحرمين القاهرة)

(۲) ويكره امامة عبد...... وفاسق...... هذا ان وجد غيرهم والا فلا كراهة بحر بحثاً، وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة.

وفى الشامية:(قوله:وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك.

(قوله:نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلوة خلفها أولى من الانفراد.(الشامية: ۵۵۹/۱،۵۶۲، كتاب الصلاة، باب الامامة،ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق: ۳۴۸/۱،۳۴۹،كتاب الصلاة،باب الامامة،ط:سعيد.

ـــ النهر الفائق: ۲۴۲/۱،۲۴۴،كتاب الصلاة،باب الامامة،ط:قديمى.

صاحب کے لیے قرآن مجید کو ختم کر کے کچھ لینا درست نہیں ہے۔(۱) ورنہ پڑھنے اور سننے والے ثواب سے محروم ہوں گے۔(۲)

نذرانہ لینا

رمضان المبارک میں حفاظ کرام تراویح میں قرآن مجید سناتے ہیں، اور قرآن مجید ختم ہونے کے بعد لوگ حافظ صاحب کو کچھ نذرانہ اور ہدیہ تحائف دیتے ہیں، اگر پہلے سے کوئی بات طے نہیں ہوئی تھی، بلکہ بروقت لوگ ذاتی طور پر رقم یا کپڑے وغیرہ دیتے ہیں تو دینے اور لینے کی گنجائش ہوگی۔ اگر چہ اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔ اور اگر پہلے سے طے ہے، یا چندہ کر کے جمع کرتے ہیں، تو دینا لینا درست نہیں۔(۳)

(۱) المعروف كالمشروط...... فهو بمنزلة المشروط لفظا فلا يصح جعله عدة وتبرعًا. (الشامية: ۳/ ۱۳۰، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب مسألة دراهم النقش والحمام ولفافة الكتاب ونحوها، ط: سعيد)
ـــ وفيه ايضا: ۶/ ۴۸۲، كتاب الرهن، ط: سعيد.
ـــ الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ۹۵، القاعدة السادسة: العادة محكمة، المبحث الاول: ماتثبت العادة به، ط: قديمي كتب خانه.
(۲) فتاوى دارالعلوم ديوبند: ۴/ ۲۰۱، كتاب الصلاة، فصل رابع مسائل تراويح، عنوان "بخوشى حافظ كو نذرانه دينا كيسا هے؟" ط: دار الاشاعت.
ـــ ويمنع القارى للدنيا، والآخذ والمعطى آثمان فالحاصل أن ماشاع فى زماننا من قراء ة أجزاء بالأجرة لايجوز لأن فيه الأمر بالقراء ة وعطاء الثواب للآمر والقراء ة لأجل المال فاذالم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب الى المستأجر ولولاالأجرة ماقرأ أحدلأحد فى هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبًا و وسيلة الى جمع الدنيا، انا لله وانا اليه راجعون. (الشامية: ۶/ ۵۶، كتاب الاجارة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ، ط: سعيد)
ـ فتاوى تنقيح الحامدية: ۱/ ۱۳۸، كتاب الاجارة، مطلب فى حكم الاستئجار على التلاوة، ط: رشيديه.
ـــ رسائل ابن عابدين: ۱/ ۱۶۷، ۱۶۸، رسالة شفاء العليل وبل الغليل فى حكم الوصية بالختمات والتهاليل، ط: مكتبه عثمانيه.
(۳) ولا يلحق بالقاضى فيما ذكر المفتى والواعظ ومعلم القرآن والعلم لأنهم ليس لهم أهلية الالزام، والأولى فى حقهم ان كانت الهدية لأجل مايحصل منهم من الافتاء والوعظ والتعليم عدم القبول ليكون علمهم خالصًا لله تعالىٰ، وان أهدى اليهم تحببا وتوددًا لعلمهم وصلاحهم فالأولى القبول. (الشامية: ۵/ ۳۷۳، كتاب القضاء، مطلب فى حكم الهدية للمفتى، ط: سعيد) =

نفاس کی حالت میں آیت سجدہ سننے کا حکم

نفاس کی حالت میں کسی سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔(۱)

نفل بیٹھ کر پڑھنا امت کی تعلیم کے لیے ہے

☆......وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کے لیے آدھا ثواب ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر پڑھنا اور کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں طرح ثابت ہے۔لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا اجر وثواب ملتا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔کیوں کہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ کھڑے ہونا فرض نہیں ہے۔(۳)

= شرح كتاب السير الكبير: ۴/۷۷،باب هدية أهل الحرب،ط:دار الكتب العلمية بيروت.

ـــ الهندية: ۳/۳۳۰،كتاب أدب القاضي،الباب التاسع في رزق القاضي وهديته الخ،ط: رشيديه.

ـــ وانظر:الحاشية رقم الصفحة: ۱۴۴، رقم:۲ ويصف الرجال..... (ثم الصبيان)، ورقم الصفحة:۱۴۵، رقم: ۱ فتاوى رحيميه: ۴/۱۸۲، ايضا.

(۱) فيشرط لوجوبها أهلية وجوب الصلاة.....حتى لاتجب على الكافر والصبي والمجنون والحائض والنفساء قرؤا أو سمعوا.(بدائع الصنائع: ۱/۱۸۶، كتاب الصلاة،فصل في بيان من تجب عليه السجدة،ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق:۲/۱۱۹، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعيد.

ـــ الهندية: ۱/۱۳۲، كتاب الصلاة،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة،ط:رشيديه.

(۲) يجوز النفل قاعدًا مع القدرة على القيام لكن له نصف أجر القائم.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ص:۴۰۲،كتاب الصلاة،باب الوتر واحكامه،فصل في صلاة النفل جالسا وفي الصلاة على الدابة الخ،ط:قديمي)

ـــ الشامية:۲/۳۷،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.

ـــ النهر الفائق: ۱/۳۰۴،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:رشيديه.

(۳) عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة الرجل وهو قاعد قال من صلى قائما هو أفضل ومن صلى قاعدًا فله نصف أجر القائم ومن صلى نائمًا فله نصف أجر القاعد.(سنن ابن ماجه،ص:۸۶، كتاب الصلاة،باب صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم،ط:قديمي كتب خانه)

ـــ عن أبي سلمة سألت عائشة رضي الله عنها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: كان يصلي ثلث ركعات،ثم يصلي ثمان ركعات،ثم يوتر ثم يصلي ركعتين وهو جالس فاذا أراد =

☆......امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے۔لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائیگی ہے، جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔(۱) البتہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر کوئی سنت کی اتباع کرنے والا وتر کے بعد دو رکعت کبھی کبھی اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ادا فرماتے تھے، میں بھی اتباع کرتے ہوئے بیٹھ کر پڑھوں، تو عجب نہیں کہ اس کو اس نیت کے مطابق پورا ثواب ملے۔(۲) لیکن حدیث کی رو سے کھڑے ہو کر پڑھنے والا پورے

= أن يركع قام فركع،ثم يصلي ركعتين بين النداء والاقامة من صلاة الصبح.(الصحيح لمسلم: ۲۵۴/۱، كتاب الصلاة،باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم،ط:قديمي)

ـــ وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال حدثت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:صلوة الرجل قاعدًا نصف الصلوة؛ قلت حدثت يارسول الله انك قلت:"صلوة الرجل قاعدًا على نصف الصلوة" وانت تصلي قاعدًا؟ قال:أجل! ولكني لست كأحد منكم.(الصحيح لمسلم: ۲۵۳/۱، كتاب صلوة المسافرين،ط:قديمي

ـــ والصواب أن هاتين الركعتين فعلهما رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الوتر جالسًا لبيان جواز الصلوة بعد الوتر وبيان النفل جالسًا،ولم يواظب على ذلك بل فعله مرة أو مرتين أو مرات قليلة. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: ۲۵۴/۱،كتاب الصلاة،باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم،ط:قديمي كتب خانه)

ـــ اما النبي صلى الله عليه وسلم فمن خصائصه أن نافلته قاعدًا مع القدرة على القيام كنافلته قائمًا...... لأنه تشريع لبيان الجواز وهو واجب عليه.(الشامية: ۳۷/۲،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،قبل"مطلب في الصلاة على الدابة" ط:سعيد)

(۱) انظر:الحاشية السابقة،رقم: ۱ (المعروف كالمشروط......).

(۲) وبعد وتر دو رکعت نشستہ خواندن مستحب است در رکعت اولیٰ اذا زلزلت الأرض زلزالها ودر رکعت ثانیہ قل یا ایها الکافرون خواند۔(مالا بد منہ للقاضی ثناء اللہ پانی پتی،ص:۵۴،کتاب الصلاۃ،فصل در نوافل،ط:المصباح)

ـ بقي أن الجلوس فيهما اتفاقي أو قصدي فاختار النووي رحمه الله تعالىٰ الأول وعندي المختار هو الثاني لأنهما لم تثبتا عنه قائما فحمل فعله في جميع عمره على الاتفاق ممايصادم البداهة واذن هو قصدي.(فيض الباري: ۴۲۶/۲،كتاب التهجد،باب المداومة على ركعتي الفجر،السنة عندي في الركعتين بعد الوتر الجلوس،ط:رشيديه)

ـــ فتاوى دارالعلوم ديوبند: ۱۶۲/۴،كتاب الصلاة،الباب الثامن في الوتر والنوافل،فصل ثالث سنن مؤكده وغير مؤكده،عنوان "نفل بعد الوتر بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر" ط:مكتبه امداديه ملتان.

ثواب کا اور بیٹھ کر پڑھنے والا آدھے ثواب کا حق دار ہے۔(۱)

نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں

☆......نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔لہٰذا اگر کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے توڑ دی تو اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔(۲)

☆......اور اگر نفل نماز کو شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا، تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں۔ مثلاً: نمازی کا کپڑا ناپاک تھا، یا اس کا وضو نہیں تھا، لیکن اس نے کپڑا پاک سمجھ کر یا اپنے کو باوضو سمجھ کر نفل نماز شروع کی، اور نماز کے دوران یاد آنے سے نماز توڑ دی تو شروع کرنا صحیح نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہوگا۔(۳)

نفل کا وقت

فرضوں کے بعد جو نفل ہیں ان کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ اس فرض نماز کا وقت باقی ہے۔البتہ متصلاً پڑھنا بہتر ہے۔(۴)

---

(۱) انظر:الحاشية رقم الصفحة ۱۴۵، رقم:۲ (ويكره امامه عبد...... وفاسق......)

(۲) (ولزم نفل بالشروع فيه) بتكبير الاحرام أو بقيام الثالثة شروعًا صحيحًا (قصدًا) (قوله:ولزم نفل) أى لزم المضى فيه،حتى اذا أفسده لزم قضاء ه أى قضاء ركعتين وان نوى اكثر على مايأتى الخ. (الشامية:۲/۲۹،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مطلب فى صلاة الحاجة،ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق:۲/۵۶،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.

ـــ حلبى كبير،ص:۳۹۲،فصل فى النوافل،فروع لوترك الخ، ط:سهيل اكيڈمى.

(۳) (ولزم نفل شرع فيه)......شروعًا صحيحًا قصدًا الا اذا شرع متفلا خلف مفترض أو محدث يعنى وأفسده فى الحال،أما لو اختار المضى ثم أفسده لزمه القضاء. (قوله:الا اذا شرع) أى فلا يلزمه قضاء ماقطعه ووجهه كما فى البدائع:أنه ماالتزم الا أداء هذه الصلاة مع الامام وقد أداها. (الشامية: ۲/۲۹،۳۰،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)

ـــ البحر الرائق:۲/۵۷،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.

ـــ النهر الفائق:۱/۳۰۰،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:قديمى.

(۴) ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ، قال الحلوانى:لابأس بالفصل بالاوراد، واختاره الكمال، قال الحلبى:ان اريد بالكراهة التنزيهية ارتفع الخلاف، قلت:وفى حفظى حمله على القليلة. (الدر المختار مع الرد المحتار:۱/۵۳۰،باب صفة الصلاة،مطلب هل يفارقه الملكان، ط: سعيد) =

نفل کی جماعت کا ثواب

تراویح کے علاوہ باقی نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اس سے جماعت کی فضیلت اور ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ تین سے زائد مقتدی ہونے کی صورت میں مکروہ ہے۔ یعنی تنہا پڑھنے کی صورت میں جتنا ثواب ملے گا، جماعت کے ساتھ پڑھنے سے اتنا ثواب نہیں ملے گا۔(۱)

نفل معذور بیٹھ کر پڑھے تو ثواب پورا پورا ملے گا

''معذور کو نفل بیٹھ کر پڑھنے پر بھی ثواب پورا پورا ملے گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۵۲)

نفل وتر کے بعد بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر؟

''وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر؟'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۸۹)

نفل وہاں سے الگ ہو کر پڑھنا جہاں فرض پڑھا ہے

''فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۰۶)

= ــــ وندب الأربع قبل العصر والعشاء وبعدها، والست بعد المغرب. (البحر الرائق: ۲/۵۰، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

ــــ الدر مع الرد: ۲/۱۳، ۱۴، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

ــــ رمز الحقائق علی کنز الدقائق: ۱/۷۹، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: ادارة القرآن.

ــــ فتاوی دار العلوم دیوبند: ۴/۲۰۷، کتاب الصلاة، باب مسائل سنن مؤکده، ط: دار الاشاعت.

(۱) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أی یکره ذلک علی سبیل التداعی، بان یقتدی أربعة بواحد، وفی الرد تحت قوله: اربعة بواحد: أما اقتداء واحد بواحد، أو اثنین بواحد فلا یکره، وثلاثة بواحد فیه خلاف، بحر عن الکافی، هل یحصل بهذا الاقتداء فضیلة الجماعة؟ ظاهر ما قدمنا من أن الجماعة فی التطوع لیست بسنة، یفید عدمه، تأمل. (الدر مع الرد: ۲/۴۸، ۴۹، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح، مطلب: فی کراهة الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی وفی صلاة الرغائب، ط: سعید)

ــــ البحر الرائق: ۲/۶۹، ۷۰، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید.

ــــ طحطاوی علی المراقی، ص: ۳۸۲، کتاب الصلاة، باب الوتر و احکامه، ط: قدیمی.

نفل ہمیشہ پڑھے یا کبھی کبھی چھوڑ دے؟

نوافل میں اختیار ہے، خواہ کبھی ترک کر دے، یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے۔ اور اگر اس میں اندیشہ ہے کہ کوئی ان کو فرض سمجھ لے گا، پھر یہ بہتر ہے کہ کبھی کبھی ترک کر دے۔ (۱)

نگاہ کہاں رکھی جائے دعا کے وقت؟

''دعا کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص: ۱۹۳)

نماز دوبارہ پڑھتے وقت آیت سجدہ دوبارہ پڑھی

اگر کسی نے نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا، پھر کسی وجہ سے دوبارہ نماز دہرانے کی ضرورت پیش آ گئی اور پھر وہی سجدہ کی آیت پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) واذا تبدل المجلس بنحو أكل لزم سجدتان، وكذا اذا سجد في الصلاة ثم أعادها بعد سلامه يسجد أخرى في ظاهر الرواية لعدم بقاء الصلوية حكما، وفي حاشيته تحت قوله لعدم بقاء الصلوية حكما قال في الشرح: لأن المتلوة في الصلاة لاوجود لها لاحقيقة ولا حكما، والموجود هو الذي يستتبع دون المعدوم، فلا يقال ان المجلس واحد والمتلو متحد. (مراقي الفلاح مع الطحطاوي، ص: ۴۹۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قديمي)

—— (قوله: وترك كل سنة ومستحب)............ وبه يظهر ان كون ترك المستحب راجعا الى خلاف الأولى، لايلزم منه ان يكون مكروها الا بنهي خاص، لان الكراهة حكم شرعي فلا بد له من دليل، والله اعلم. (فتاوى شامي: ۱/۶۵۳، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في بيان السنة والمستحب والمندوب والمكروه وخلاف الاولى، ط: سعيد)

(۲) وشرط التداخل اتحاد الآية، واتحاد المجلس، حتى لو اختلف المجلس واتحدت الآية أو اتحد المجلس واختلف الآية لاتتداخل، كذا في المحيط. (الهندية: ۱/۱۳۴، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

—— وشرائط هذه السجدة، شرائط الصلاة، الا التحريمة وركنها وضع الجبهة على الارض...... ويفسدها مايفسد الصلاة من الحدث العمد والكلام...... وعليه اعادتها كمالو وجدت في سجدة الصلاة. (الهندية: ۱/۱۳۵، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه)

—— ولأن المكان قد تبدل بالاشتغال بالصلاة، فصار كما لو تبدل بعمل آخر. (حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: ۴۹۳، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قديمي)

—— الهندية: ۱/۱۳۵، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه.

—— الدر مع الرد: ۲/۱۱۴، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: سعيد.

—— أنظر الحاشية اللاحقة أيضا.

نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کی آیت دوبارہ پڑھی

امام نے مثلاً فجر کی نماز میں "سورۂ الٓم سجدہ" تلاوت کی اور سجدہ کیا، پھر نماز مکمل ہونے کے بعد اسی جگہ اسی سورت کو دوبارہ پڑھا تو دوسرا سجدہ لازم ہوگا۔(۱)

نماز کا پابند نہیں

اگر کوئی حافظ، قرآن تو صحیح پڑھتا ہے، مگر نماز کا پابند نہیں ہے، تو ایسا حافظ فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے ایسے حافظ کو امام نہ بنایا جائے۔ ہاں اگر وہ حافظ توبہ کر لے، اور نماز کی پابندی شروع کر دے تو کراہت ختم ہو جائے گی۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہوگا۔(۲)

نماز کا سجدہ

نماز میں سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کی وجہ سے جو سجدہ لازم ہوتا ہے، وہ نماز میں کرنا لازم ہے، نماز کا سجدہ نماز سے باہر، بلکہ دوسری نماز میں بھی ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی نے نماز کے اندر سجدہ کی آیت کی تلاوت کی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو وہ گناہ گار ہوگا،(۳)

---

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ۱ (واذا تبدل المجلس بنحو أكل).

(۲) ويكره امامة عبد...... وفاسق...... وفي الرد: وأما الفاسق فقد عللو كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه، وقد وجب عليهم اهانته شرعا...... فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال، بل مشي في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدر مع الرد: ۵۶۰/۲، كتاب الصلاة، باب الامامة، قبيل: مطلب البدعة خمسة اقسام، ط: سعيد)

ــــ مراقي الفلاح مع الطحطاوي، ص: ۳۰۲، ۳۰۳، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل: في بيان الأحق بالامامة، ط: قديمي.

ــــ الحلبي الكبير، ص: ۴۴۲، باب الامامة، ط: مكتبه نعمانيه.

(۳) وهو أي سجود التلاوة واجب...... على التراخي...... ان لم تكن وجبت بتلاوته في الصلاة، لأنها صارت جزءً ا من الصلاة لايقضي خارجها فتجب فورية فيها...... ولم تقض الصلاتية خارجها لأن لها مزية فلا تتأدى بناقص، وعليه التوبة لاثمه بتعمد تركها. (مراقي الفلاح، ص: ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۹۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: قديمي)

ــــ الهندية: ۱۳۴/۱، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ط: رشيديه. =

ایسے آدمی پر ضروری ہے کہ توبہ استغفار کرے۔

نماز کا سجدہ نماز سے باہر کرنا

☆......نماز کے اندر سجدہ کی آیت تلاوت کرنے سے جو سجدہ لازم ہوتا ہے وہ نماز کے اندر کرنا ضروری ہے، نماز سے باہر کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......نماز کا سجدہ نماز سے باہر اس وقت ادا نہیں کیا جا سکتا، جب کہ نماز فاسد نہ ہو، اگر نماز فاسد ہوگئی اور فاسد ہونا حیض آنے کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ کسی اور وجہ سے ہو، تو وہ سجدہ نماز سے باہر ادا کیا جائے گا۔(۲) اور اگر نماز کے دوران حیض آنے کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی تو وہ سجدہ معاف ہو جائے گا۔(۳)

=ـــ الدر مع الرد:۱۰۹/۲، ۱۱۴، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعید.

(۱) (ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها لاخارجها) لمامر،وفی البدائع:واذالم یسجد أثم وتلزمه التوبة.
قوله:(واذا لم یسجد أثم)قال فی شرح المنیة:وکل سجدة وجبت فی الصلاة ولم تؤد فیها سقطت أی لم تبق لها السجود مشروعًا لفوات محله.(الشامیة:۱۱۰/۲، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعید)

ـــ والسجدة التی وجبت فی الصلاة لاتؤدی خارج الصلاة ویکون اثماً بترکها. (الهندیة: ۱۳۴/۱، کتاب الصلاة،الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة،ط:رشیدیه)

ـــ حاشیة الطحطاوی علی المراقی،ص:۴۸۰،کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:قدیمی.

(۲) (ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها لاخارجها)...... (الا اذا فسدت الصلاة بغیر الحیض) فلو به تسقط عنها السجدة ذکره فی الخلاصة (فیسجدها خارجها) لأنها لما فسدت لم یبق الّا مجرد التلاوة فلم تکن صلویة. (الشامیة:۱۱۰/۲، ۱۱۱، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة، ط: سعید)

ـــ الطحطاوی علی المراقی،ص:۴۹۲،کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:قدیمی.

ـــ البحر الرائق:۱۲۲/۲، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعید.

(۳) والذی فی الخانیة:المرأة اذا قرأت آیة السجدة فی صلاتها فلم تسجد حتی حاضت سقطت عنها السجدة.(الشامیة:۱۰۹/۲، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعید)

ـــ التاتارخانیة: ۵۶۱/۱،کتاب الصلاة،الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة،نوع آخر فی بیان حکمها،ط:قدیمی.

ـــ البحر الرائق:۱۲۲/۲، کتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ط:سعید.

نماز کی حالت میں دوسرے سے سجدہ کی آیت سن لی

"آیت سجدہ نماز کی حالت میں دوسرے سے سن لی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۸۱)

نماز کے باہر کا سجدہ نماز میں ادا نہ کرے

نماز سے باہر سجدہ کی آیت تلاوت کرنے سے جو سجدہ لازم ہوتا ہے وہ نماز میں ادا کرنا درست نہیں، بلکہ نماز کے باہر کے سجدے کو نماز کے باہر کرنا ضروری ہے۔(۱)

ننگے سر گھومنے والے کی امامت

"فیشن پرست کی امامت" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۰۸)

نوافل کہاں پڑھے؟

"سنت و نوافل کہاں پڑھے؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۲۶۵)

نوافل کی جماعت اور اکابر علمائے دیوبند

تراویح، کسوف اور استسقاء کے علاوہ باقی نوافل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد اگر چار مقتدی ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ خود بخود جمع ہو جائیں یا اعلان کرکے یا بلا کر جمع کریں۔ تین مقتدی میں اختلاف ہے۔ اور دو مقتدی میں کراہت نہیں ہے۔ یہ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے فتووں

---

(۱) فما تلا خارج الصلاة لایؤدیها فی الصلاة وکذا ماتلا فی الصلاة لایؤدیها خارج الصلاة. (بدائع الصنائع: ۱/۱۸۷، کتاب الصلاة، فصل فی سجدة التلاوة، فصل وأما بیان محل أدائها، ط: سعید)

—— وإن وجبت علیه فی غیر الصلاة ثم ذکرها فی الصلاة لم یقضها فیها لأنها لیست بصلاتیة وحرمة الصلاة تمنع من أداء مالیس من أعمالها فیها. (کتاب المبسوط للسرخسی: ۲/۱۸، کتاب الصلاة، باب السجدة، ط: رشیدیه)

—— ولأنها لیست بصلاتیة وغیر الصلاتیة لاتؤدی فی الصلاة. (الجوهرة النیرة: ۱/۹۸، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ط: مکتبه حقانیه ملتان)

کا خلاصہ ہے۔(۱)

نوٹ: حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کو رمضان المبارک میں قرآن مجید نفل نمازوں میں سننے کا بڑا شغف تھا، جب لوگوں نے جماعت میں شرکت کی خواہش ظاہر کی تو اجازت نہیں دی، اور گھر کا دروازہ بند کر کے اندر حافظ کفایت اللہ صاحب کی اقتدا میں قرآن مجید سنتے تھے، پھر جب لوگوں کا اصرار بڑھا، تو یہ معمول بنالیا کہ فرض نماز کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے آتے تھے، کچھ دیر آرام کرنے کے بعد تراویح میں پوری رات قرآن مجید سنتے تھے، جس میں چالیس پچاس آدمی شرکت کرتے تھے، اور گھر میں جماعت ہوتی تھی۔ لیکن نفلوں کی جماعت کو گوارہ نہیں فرمایا۔(۲)

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی بھی یہی رائے ہے۔(۳)

حضرت شیخ المشائخ مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ حافظ قرآن تھے، اور تہجد میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے، اور دو حافظ، حضرت کے پیچھے قرآن کریم سنا کرتے تھے۔ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں بھی مقتدی بن گیا تو حضرت نے نماز کے بعد میرا کان پکڑ کر الگ کردیا۔(۴)

شیخ العرب والعجم، مرجع الخلائق، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا معمول تھا۔ اور یہ تمام اکابر علمائے دیوبند کے فتوے اور عمل کے خلاف تھا۔

---

(۱) فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۳۴۴، کتاب الصلاۃ، باب امامت اور جماعت رمضان المبارک میں تہجد کی جماعت کا حکم، ط: ادارہ صدائے دیوبند.

۔ امداد الفتاویٰ: ۱/۳۰۳، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ والجماعۃ، حکم جماعت نوافل، ط: دار العلوم.

(۲) انوار الباری: ۲/۳۳۵، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، جماعتِ نوافل اور اکابر دیوبند، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

(۳) انوار الباری: ۲/۳۳۶، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، جماعتِ نفل اور اکابر دیوبند، قبیل: تکمیل بحث، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ۔

(۴) انوار الباری: ۲/۳۳۵، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، جماعتِ نوافل اور اکابر دیوبند، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود فقہاء اور اکابر دیوبند کے خلاف عمل کیوں اپنایا؟

اس کے جوابات یہ ہیں:

۱- جن خوش نصیب بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم میں پورا عبور عطا فرمایا ہے، ان کو بعض جزئی مسائل کے اندر انفرادی رائے قائم کرنے کا حق ہوتا ہے، لیکن وہ عمل دوسروں کے لیے حجت کے قابل نہیں ہوتا۔ اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہوتا۔ وہ عمل صرف خاص ان بزرگ تک محدود رہتا ہے۔ جیسا کہ علامہ جمال الدین ابن ہمام رحمہ اللہ کے تفردات (انفرادی رائے) کے سلسلے میں مشہور ہے کہ ان کے شاگرد خاص علامہ قاسم بن قطلو بغاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے استاد کے تفردات جو اجماع امت کے خلاف ہیں وہ عمل کے قابل نہیں ہیں۔

چنانچہ بعض حضرات کے عرض کرنے پر کہ ''آپ کے اس عمل (جماعت تہجد) کو لوگ سند بنائیں گے''، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''میں خود ہی تو کرتا ہوں، دوسروں کو تو نہیں کہتا''۔ (۱)

۲- ایک ہے احکام کا باب، اور ایک ہے تربیت کا باب۔ اور تربیت کے باب میں ایسی باتوں کی گنجائش ہوتی ہے جو بظاہر احکام کے باب کے خلاف ہوں۔ تو حضرت مدنی قدس سرہ کے عمل کے بارے میں بھی یہ کہا جائے گا کہ آپ سالکین اور مریدین کو تہجد کا عادی بنانے کے لیے تربیت کے طور پر تہجد کی نماز جماعت سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ عمل کسی دوسرے کے لیے حجت کا باعث نہیں ہوسکتا۔ (۲) بہر حال شریعت کا مسئلہ اپنی جگہ پر برقرار ہے کہ ایک مقتدی ہو تو جائز ہے۔ اور دو میں بھی جواز ہے۔ اور اگر تین مقتدی

(۱) انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری: ۲/۳۳۹، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، جماعتِ نوافل اور اکابر دیوبند، قبیل: افادۂ مزیدہ، ط: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان۔

(۲) انوار الباری: ۲/۳۳۹، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، جماعتِ نوافل اور اکابر دیوبند، قبیل: افادۂ مزیدہ، ط: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان۔

ہوں تو اس میں بھی بعض فقہاء کا خیال کراہت نہ ہونے کا ہے۔اور بعض کا خیال کراہت ہونے کا ہے۔اور اگر مقتدی چار تک ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

نوافل وسنت کے بعد دعا

''سنت ونوافل کے بعد دعا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۶۸)

نیت

☆......تراویح کی نماز، رمضان کے قیام اللیل یا تراویح یا سنت یا امام کی نماز کی نیت کرنے سے ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر امام تراویح کا دوسرا یا تیسرا شفعہ پڑھ رہا ہے، اور کسی مقتدی نے اس کے پیچھے تراویح کے پہلے شفعہ کی نیت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(۳)

---

(۱) والجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة،فالاحتیاط ترکها فی الوتر خارج رمضان، وعن شمس الأئمة أن هذا فیما کان علی سبیل التداعی،أما لو اقتدی واحد بواحد أو اثنان بواحد لایکره،واذا اقتدی ثلاثة بواحد اختلف فیه،وان اقتدی أربعة بواحد کره اتفاقًا. (مراقی الفلاح، ص: ۳۸۶، کتاب الصلاة،باب الوتر وأحکامه،قبیل:فصل فی بیان النوافل، ط: قدیمی)

ـــــ التطوع بجماعة خارج رمضان أی یکره ذلک علی سبیل التداعی،بأن یقتدی أربعة بواحد کما فی الدرر،وفی الرد تحت قوله:(أربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد أو اثنین بواحد فلا یکره، وثلاثة بواحد فیه خلاف...... (الدر مع الرد: ۴۸/۲، ۴۹، کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، مطلب فی کراهة الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی وفی صلاة الرغائب،ط:سعید)

ـــــ ولو صلوا الوتر بجماعة فی غیر رمضان فهو صحیح مکروه کالتطوع فی غیر رمضان بجماعة، وقید فی الکافی بأن یکون علی سبیل التداعی،أما لو اقتدی واحد بواحد أو اثنان بواحد لایکره، واذا اقتدی ثلاثة بواحد اختلفوا فیه،وان اقتدی أربعة بواحد کره اتفاقًا.(البحر الرائق: ۷۰/۲، کتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعید)

(۲) ان نوی التراویح أو سنة الوقت أو قیام اللیل فی رمضان جاز.(فتاویٰ قاضیخان علی هامش الهندیة: ۲۳۶/۱، کتاب الصوم،باب التراویح،فصل فی نیة التراویح،ط:رشیدیه)

ـــــ بدائع الصنائع: ۲۸۸/۱، کتاب الصلاة،فصل:وأما سننها،ط:سعید.

ـ الهندیة: ۶۵/۱، کتاب الصلاة،الباب الثالث فی شروط الصلاة،الفصل الرابع فی النیة، ط: رشیدیه.

(۳) لو اقتدی بامام فی التراویح یصلی التسلیمة الثانیة أو العاشرة والمقتدی نوی التسلیمة =

☆.....تراویح کی نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو باقی نمازوں کا ہے۔ اور تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں اس کی نیت اس طرح کرے کہ میں: ”دو رکعت تراویح کی نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں ” اللہ أکبــر “ اس کے بعد ہاتھ باندھ لے۔ (مرد ہے تو ناف کے نیچے۔ عورت ہے تو سینہ پر ہاتھ باندھ لے۔)(۱)

☆.....اگر امام کے پیچھے تراویح پڑھ رہا ہے، تو نیت اس طرح کرے کہ: ”میں دو رکعت تراویح کی نماز امام کے پیچھے اقتدا کر کے پڑھ رہا ہوں اللہ أکبر۔“

☆.....تراویح کی نماز میں ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرنا بہتر ہے۔ باقی تراویح کی بیس رکعتوں کے لیے شروع ہی میں ایک نیت کر لینا بھی کافی ہے۔ لیکن یہ بہتر نہیں ہے۔(۲)

= الأولیٰ أو الخامسة جاز، لأن الصلاة واحدة..... (قاضیخان علی الهندية: ۱/۲۳۷، کتاب الصوم، باب التراويح، فصل فی نية التراويح، ط: رشيديه)

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۸۸، کتاب الصلاة، فصل: وأما سننها، ط: سعيد.

ـــ الهندية: ۱/۱۱۷، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل: فی التراويح، ط: رشيديه.

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ۲ (ان نوى التراويح أو سنة الوقت).

(۲) وهل يشترط أن يجدد فی التراويح لكل شفع نية؟ ففی الخلاصة: الصحيح نعم، لأنه صلاة علی حدة، وفی الخانية: الأصح لا، فان الكل بمنزلة صلاة واحدة كذا فی التاتارخانية، وظاهره أن الخلاف فی أصل النية، ويظهر لی التصحيح الأول لأنه بالسلام خرج من الصلاة حقيقةً فلا بد فی دخوله فيها من النية ولا شک أنه الأحوط خروجا من الخلاف، نعم رجح فی الحلية الثانی ان نوى التراويح كلها عند الشروع فی الشفع الأول كما لو خرج من منزله يريد صلاة الفرض مع الجماعة ولم تحضر النية لما انتهى الی الامام. (الشامية: ۲/۴۴، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

ـــ وهل يحتاج لكل شفع من التراويح أن ينوى التراويح، قال بعضهم يحتاج لأن كل شفع منها صلاة علی حدة، والأصح انه لايحتاج لأن الكل بمنزلة صلاة واحدة. (الخانية علی هامش الهندية: ۱/۲۳۷، کتاب الصلاة، باب التراويح، فصل فی نية التراويح، ط: رشيديه)

ـــ الهندية: ۱/۱۱۷، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراويح، ط: رشيديه.

نیت باندھ کر لقمہ دینا

''لقمہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۳۹)

نیتِ سجدۂ تلاوت

''سجدۂ تلاوت کی نیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۳۳۹)

نیتِ وتر

''وتر کی نیت'' کے عنوان کو دیکھیں۔(ص:۳۸۵)

نیند کا غلبہ ہو تو کیا کرے؟

☆......اگر تراویح کے وقت نیند کا غلبہ زیادہ ہو، منہ پر پانی چھڑکنے کے باوجود نیند ستائے تو نماز چھوڑ کر سونے کے لئے گھر چلا جائے۔ کیوں کہ نیند کے غلبہ کے وقت جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے۔ اور نیند پوری ہونے کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے بقیہ تراویح پڑھ لے۔

☆......نیند کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ اور قرآن میں غور وفکر کرنا نہیں ہوتا۔ اس لیے ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۱)

---

(۱) وکذا اذا غلبه النوم یکره له أن یصلی مع النوم بل ینصرف حتی یستیقظ لأن فی الصلاة من النوم تهاونًا وغفلة وترک التدبر. (الخانیة علی هامش الهندیة: ۲۴۴/۱، کتاب الصوم، باب التراویح، فصل فی أداء التراویح قاعدًا، ط: رشیدیه)

ـــ الهندیة: ۱۱۹/۱، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه.

ـــ حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص: ۴۱۶، کتاب الصلاة، باب الوتر واحکامه، فصل فی صلاة التراویح، ط: قدیمی.

ـــ قال فی التاتارخانیة: وکذا اذا غلبه النوم، یکره له أن یصلی بل ینصرف حتی یستیقظ. (الشامیة: ۴۸/۲، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح، ط: سعید)

و

واجب میں تاخیر کرنے سے سہو سجدہ لازم ہوتا ہے

''تاخیر واجب'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۱۱۴)

وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت دوبارہ پڑھنا لازم ہیں

رمضان المبارک میں تراویح کی بیس رکعت اور وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت میں غلطی ہونے کی وجہ سے دوبارہ پڑھنا واجب ہیں، تو اس صورت میں صرف تراویح کی دو رکعت دوبارہ پڑھیں کافی ہے۔ وتر کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیوں کہ وتر کو تراویح سے پہلے پڑھنا بھی صحیح ہے، اور بعد میں بھی پڑھنا صحیح ہے۔ البتہ عام حالات میں وتر کی نماز کو تراویح کے بعد پڑھیں۔(۱)

وتر پہلے پڑھے یا تراویح؟

تراویح میں جو طریقہ منقول ہے وہ یہ ہے کہ پہلے عشاء کے فرض اور سنت پڑھیں، پھر اس کے بعد تراویح پڑھیں، پھر اس کے بعد وتر کی نماز پڑھیں۔ یہ طریقہ شریعت کے مطابق ہے۔ لیکن اگر کسی نے تراویح سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی، تو بھی نماز

---

(۱) واذا فاتته ترويحة أو ترويحتان فلو اشتغل بها يفوته الوتر بالجماعة يشتغل بالوتر ثم يصلى مافاته من التراويح......(الهندية: ۱/۱۱۷، كتاب الصلاة، الباب الثامن في النوافل، فصل: في التراويح، ط: رشيديه)

ـــــ الدر المختار مع الرد: ۲/۴۴، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد.

ـــــ مراقي الفلاح مع الطحطاوي، ص: ۴۱۳، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، فصل: في صلاة التراويح، ط: قديمي.

ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔(۱)

وتر رمضان میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے

رمضان المبارک میں وتر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے۔ اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ رمضان کے علاوہ باقی مہینوں میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا درست نہیں۔ کیوں کہ وہ ایک قسم کا نفل ہے۔ اور تراویح، استسقاء اور کسوف کے علاوہ باقی نوافل میں جماعت ثابت نہیں۔(۲)

وتر سنت کی نیت سے پڑھ لیے

اگر کسی نے بھول کر سنت کی نیت سے وتر پڑھ لیے، اور تیسری رکعت میں دعائے قنوت بھی پڑھی تو وتر کی نماز ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) ووقتها بعد صلاة العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعده فى الأصح،فلو فاته بعضها وقام الامام الى الوتر أوتر معه ثم يصلى مافاته.(الدرمع الرد: ۴۴/۲، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح،ط:سعيد.

ـــ طحطاوى على المراقى،ص:۴۱۳، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،فصل:فى صلاة التراويح، ط: قديمي.

ـــ خلاصة الفتاوى: ۶۳/۱، كتاب الصلاة،الفصل الثالث فى التراويح،ط:رشيديه.

(۲) ويوتر بجماعة استحبابًا فى رمضان فقط،عليه اجماع المسلمين لأنه نفل من وجه، والجماعة فى النفل فى غير التراويح مكروهة،فالاحتياط بتركها فى الوتر خارج رمضان...... وصلاته أى الوتر مع الجماعة فى رمضان أفضل من أدائه منفردًا آخر الليل فى اختيار قاضى خان، قال قاضيخان رحمه الله:هو الصحيح......(مراقى الفلاح،ص:۳۸۶، كتاب الصلاة،باب الوتر، ط: قديمى)

ـ فتاوى النابلسى،المسماة"بنهاية فى شرح هديّة ابن العِماد": ۲۱۹/۲، الوتر،ط:حقانية، كوئٹه.

ـــ نورالايضاح،ص:۹۳، كتاب الصلاة،باب الوتر،ط:نعمانيه.

ـــ الدر مع الرد: ۴۸/۲، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مبحث صلاة التراويح،ط:سعيد.

(۳) ولا بد من التعيين عند النية......لفرض......وواجب أنه وتر، (وفى الشامية) أشار الى أنه لاينوى فيه أنه واجب للاختلاف فيه،زيلعى. أى لايلزمه تعيين الوجوب......(الدر مع الرد: ۴۱۹/۱، كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،مطلب فى حضور القلب والخشوع،ط:سعيد)

ـــ مراقى الفلاح مع الطحطاوى،ص: ۲۲۲، ۲۲۳، كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة، وأركانها، ط: قديمي.

ـــ فتاوىٰ النابلسى: ۲۱۷/۲، الوتر،ط:حقانيه.

وتر سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ دو رکعت تراویح رہ گئی

''دو رکعات رہ گئیں''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۹۹)

وتر عشاء کے ساتھ پڑھ کر تہجد پڑھنا جائز ہے

جو لوگ تہجد گزار ہیں وہ بھی وتر کی نماز کو عشاء کے بعد پڑھ لیں، زیادہ احتیاط اسی میں ہے۔ پھر جب سحری کے وقت اٹھیں تو تہجد بھی پڑھ لیں۔ (۱) امداد الفتاویٰ میں ہے کہ:

سوال (۳۸۱) اگر تہجد پڑھی جائیگی تو وتروں کا بعد تراویح پڑھنا اچھا ہے یا بعدِ تہجد؟

الجواب: بعد تراویح، کیوں کہ جماعت کی فضیلت زیادہ مہتم بالشان ہے، وقت کی فضیلت سے۔''

(امداد الفتاویٰ، ۱/۳۰۱ باب صلوۃ الوتر، وتر بعد تہجد یا بعد تراویح، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

وتر غیر مقلد امام کے پیچھے پڑھے یا نہیں؟

''غیر مقلد کی امامت'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۰۴)

---

(۱) وصلاته أی الوتر مع الجماعة فی رمضان أفضل من أدائه منفردًا آخر الليل فی اختيار قاضيخان، قال قاضيخان:هو الصحيح،...... (مراقی الفلاح،ص:۳۸۶، كتاب الصلاة،باب الوتر، ط: قديمی)

ـــ شامی: ۲/۴۸، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مبحث صلاة التراويح،ط:سعيد.

ـــ فتاوی النابلسی: ۲/۶۱۹، ۶۲۰،الوتر،ط:حقانيه.

ـــ الهندية: ۱/۱۱۶، كتاب الصلاة،الباب الثامن:فی النوافل،فصل:فی التراويح،ط:رشيديه.

ـــ وتاخير (الوتر الی آخر الليل لواثق بالانتباه) والا فقبل النوم،فان فاق وصلی نوافل،والحال انه صلی الوتر اول الليل فانه الأفضل.(الدر المختار مع الرد المحتار: ۱/۳۶۹،كتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها،ط:سعيد)

ـــ (قوله:فان فاق الخ) أی اذا اوتر قبل النوم ثم استيقظ يصلی ما كتب له،ولا كراهة فيه بل هو مندوب، ولايعيد الوتر لكن فاته الافضل المفاد بحديث الصحيحين"امداد" ولايقال:ان من لم يثق بالانتباه فالتعجيل فی حقه افضل كما فی الخانية،فاذا انتبه بعد ماعجل يتنفل ولا تفوته الافضلية،لانانقول:المراد بالافضلية فی الحديث السابق هی المترتبة علی ختم الصلاة بالوتر وقد فاتت،والتی حصلها هی افضلية التعجيل عند خوف الفوات علی التاخير فافهم وتامل.(شامی: ۱/۳۶۹،كتاب الصلاة،مطلب فی طلوع الشمس من مغربها،ط:سعيد)

وتر کا ثبوت

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے، ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک اور نماز تمہیں عطا فرمائی ہے، وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے (جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو)، وہ وتر کی نماز ہے۔ اللہ تعالی نے اس کو تمہارے واسطے عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق طلوع ہونے تک مقرر کیا ہے۔ (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصے میں پڑھی جاسکتی ہے)(۱)

وتر کا طریقہ

☆...... وتر کی نماز واجب ہے، اور ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔ اور وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے۔(۲)

---

(۱) عن خارجة بن حذافة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: ان الله أمدكم بصلوة هي خير لكم من حمر النعم، الوتر جعله الله لكم فيما بين صلوة العشاء الى أن يطلع الفجر. رواه الترمذي وأبو داؤد. (مشكوة المصابيح، ص: ۱۱۲، كتاب الصلاة، باب الوتر، الفصل الثاني، ط: قديمي)

ـــ جامع الترمذي: ۱/۲۱۳، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الوتر، ط: رحمانيه.

ـ سنن أبي داؤد: ۱/۲۱۰، كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب الوتر، باب استحباب الوتر، ط: رحمانيه.

(۲) (قوله: وهو فرض عملاً) أي يفترض عمله أي فعله بمعنى أنه يعامل معاملة الفرائض في العمل فيأثم بتركه ويفوت الجواز بفوته، ويجب ترتيبه وقضاءه ونحو ذلك...... (قوله: وواجب اعتقادًا) أي يجب اعتقاده وظاهر كلامهم أنه يجب اعتقاد وجوبه...... (قوله: وسنة ثبوتًا) أي ثبوته علم من جهة السنة لا القرآن، وهي قوله صلى الله عليه وسلم "الوتر حق فمن لم يوتر فليس مني" قاله ثلاثًا، رواه أبو داؤد والحاكم وصححه، وقوله صلى الله عليه وسلم "أوتروا قبل أن تصبحوا" رواه مسلم، والأمر للوجوب، قال في الدر: (وهو ثلاث ركعات بتسليمة) كالمغرب...... (و) لكنه (يقرأ في كل ركعة منه فاتحة الكتاب وسورة) احتياطًا. (رد المحتار مع الدر المختار: ۲/۳، ۴، ۵، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب: في الفرض العلمي والعملي والواجب، ط: سعيد)

ـــ مراقي الفلاح مع الطحطاوي، ص: ۳۷۴، ۳۷۵، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ط: قديمي.

ـــ البحر الرائق: ۲/۳۸، ۴۳، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

ـــ بدائع الصنائع: ۱/۲۷۱، كتاب الصلاة، فصل: أما الكلام في مقدارها (الوتر)، ط: سعيد.

وتر کی نیت باندھ کر ثناء پڑھے، پھر "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم" اور "بسم الله الرحمٰن الرحيم" پڑھے، پھر سورۂ فاتحہ پڑھے، اور "ولا الضالين" کے بعد آہستہ سے "آمین" کہے، پھر "بسم الله الرحمٰن الرحيم" پڑھ کر کوئی سورت یا چند آیات پڑھے، پھر رکوع اور سجدہ کر کے کھڑا ہو جائے۔

اور دوسری رکعت کے شروع میں صرف "بسم الله الرحمٰن الرحيم" پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے، اور "ولا الضالين" کے بعد آہستہ سے "آمین" کہے، پھر "بسم الله الرحمٰن الرحيم" پڑھ کر کوئی سورت ملائے، پھر رکوع اور سجدہ کر کے، بیٹھ کر صرف التحیات پڑھے، اور کھڑے ہو کر تیسری رکعت کے شروع میں بھی "بسم الله الرحمٰن الرحيم" پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے اور "ولا الضالين" کے بعد آہستہ سے "آمین" کہے، پھر "بسم الله الرحمٰن الرحيم" پڑھ کر کوئی سورت ملائے، اور سورت سے فارغ ہونے کے بعد "الله أكبر" کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے اور دعائے قنوت پڑھے، پھر اس کے بعد رکوع اور سجدہ کر کے بیٹھ کر التحیات درود ابراہیمی اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ وتر کی نماز پوری ہو جائے گی۔ (۱)

☆ ......وتر کی نماز میں قعدۂ اولی واجب ہے۔ لہٰذا اگر وتر کی نماز میں بھول سے قعدۂ اولی ترک کر دیا تو سہو سجدہ واجب ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ويقرأ وجوبًا في كل ركعة منه الفاتحة وسورة ويجلس وجوبًا على رأس الركعتين الأوليين منه للمأثور، ويقتصر على التشهد لشبهة الفرضية ولايستفتح أى لا يقرأ دعاء الاستفتاح عند قيامه للثالثة لأنه ليس ابتداء صلاة أخرى، وإذا فرغ من قراء ة السورة فيها أى الركعة الثالثة رفع يديه حذاء أذنيه...... ثم كبّر...... وقنت قائمًا...... قبل الركوع في جميع السنة ولايقنت في غير الوتر...... (مراقى الفلاح مع الطحطاوى، ص: ۳۷۵،۳۷۶، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ط: قديمى)

—— الدر مع الرد: ۲/۵،۶،۷، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

—— الهندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلوة الوتر، ط: رشيديه.

(۲) ويجلس وجوبًا على رأس الركعتين الأوليين منه للمأثور. (مراقى الفلاح مع الطحطاوى، ص: ۳۷۵، كتاب الصلاة، باب الوتر واحكامه، ط: قديمى) =

وتر کا قعدۂ اولی بھول گیا

اگر امام صاحب وتر کا قعدہ بھول گئے، اور دوسری رکعت میں بیٹھنے کے بجائے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے، تو اب مقتدیوں کے لقمہ دینے پر بھی نہ بیٹھیں، آخر میں سہو سجدہ کریں، نماز صحیح ہوجائے گی۔ اور اگر مقتدیوں کی جانب سے لقمہ دینے کی وجہ سے امام صاحب پھر بیٹھ گئے تو یہ غلط ہوگا۔ البتہ اس کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی، بلکہ آخر میں سہو سجدہ کریں، نماز صحیح ہوجائے گی۔ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۱)

وتر کو ''واجب'' کہنا چاہیے یا نہیں؟

وتر کی نماز امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے۔ لہٰذا وتر کی نیت

= ــــ الهندية: ۱/۱۷، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ط: رشيديه.

ــــ شامي: ۱/۴۶۵، كتاب الصلاة، مطلب: في واجبات الصلاة، ط: سعيد.

ــــ سها عن القعود الأوّل من الفرض ولو عمليًا...... ثم تذكره عاد اليه مالم يستقم قائمًا، والّا أي وان استقام قائمًا لايعود...... وسجد للسهو لترك الواجب، (قوله: ولو عمليًا) كالوتر...... (الدر مع الرد: ۲/۸۳، ۸۴، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد)

ــــ البحر الرائق: ۲/۱۷۸، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: رشيديه.

ــــ مراقي الفلاح مع الطحطاوي، ص: ۴۶۶، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: قديمي.

(۱) (سها عن القعود الأوّل من الفرض) ولو عمليًا...... (ثم تذكره عاد اليه) وتشهد ولا سهو عليه في الأصح (مالم يستقم قائمًا) في ظاهر المذهب وهو الأصح فتح، (والا) أي وان استقام قائمًا (لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام (وسجد للسهو) لترك الواجب (فلو عاد الى القعود) بعد ذلك (تفسد صلاته) لرفض الفرض لما ليس بفرض وصححه الزيلعي، (وقيل لا) تفسد لكنه يكون مسيئًا ويسجد لتأخير الواجب (وهو الأشبه) كما حققه الكمال وهو الحق بحر، قال في الرد: (قوله: وهو الحق بحر) كان وجهه مامر عن الفتح، أوما في المبتغى من أن القول بالفساد غلط لأنه ليس بترك بل هو تأخير الخ. (الدر مع الرد: ۲/۸۳، ۸۴، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد)

ــــ مراقي الفلاح مع الطحطاوي، ص: ۴۶۷، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: قديمي.

ــــ البحر الرائق: ۲/۱۰۰، ۱۰۱، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ط: سعيد.

کرتے وقت ''واجب'' کا لفظ کہنا بہتر ہے، ضروری نہیں ہے۔(۱)

وتر کی امامت

رمضان المبارک میں وتر کی نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے، اس میں فرض پڑھانے والا یا تراویح پڑھانے والا یا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور آدمی بھی پڑھا سکتا ہے۔ البتہ فرض پڑھانے والے امام کا پڑھانا بہتر ہے۔(۲)

وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا

اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت سے فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنے کے بجائے رکوع میں چلا گیا، پھر یاد آیا تو واپس کھڑا

(۱) والوتر واجب في الأصح وهو آخر أقوال الامام،وروى عنه:أنه سنة وهو قولهما،وروى عنه: أنه فرض،ووفق المشائخ بين الروايات بأنه فرض عملاً وهو الذى لايترك،واجب اعتقادًا فلا يكفر جاحده،سنة دليلاً،لثبوته بها...... (مراقى الفلاح مع الطحطاوى،ص: ۳۷۴،كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه،ط:قديمى)

ـ وأيضا فيه:تعيين الواجب:أطلقه فشمل قضاء نفل أفسده،والنذر والوتر،وركعتى الطواف، والعيدين لاختلاف الأسباب،وقال فى العيدين والوتر:ينوى صلاة العيد والوتر من غير تقييد بالواجب للاختلاف فيه (اى ويكون ذلك تعيينا،ولومن غير تقييد بالواجب وليس المراد انه ممنوع عن نية الواجب،بل انه لايلزمه ذلك للاختلاف.(طحطاوى مع المراقى، ص: ۲۲۲،۲۲۳، كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة وأركانها،ط:قديمى)

ـ شامى: ۱/ ۴۱۹،كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،مطلب فى حضور القلب والخشوع، ط: سعيد.

ـــ الهندية: ۱/ ۶۶،كتاب الصلاة،الباب الثالث:فى شروط الصلاة،الفصل الرابع فى السنية، ط: رشيديه.

(۲) واذا جازت التراويح بامامين على هذا الوجه جاز أن يصلى الفريضه أحدهما ويصلى التراويح الآخر،وقد كان عمر رضى الله تعالىٰ عنه يؤمهم فى الفريضة والوتر وكان أبى رضى الله تعالىٰ عنه يؤمهم فى التراويح،كذا فى السراج الوهاج.(الهندية: ۱/ ۱۱۶،كتاب الصلاة،الباب التاسع فى النوافل،فصل:فى التراويح،ط:رشيديه)

ـــ امداد الأحكام: ۱/ ۶۰۳،۶۰۴،كتاب الصلاة،فصل فى الوتر ودعاء القنوت،ط:دار العلوم كراچى.

ـــ فتاوى رحيمية: ۵/ ۲۳۴،كتاب الصلاة،صلوٰة الوتر،مسئله:رمضان ميں جو عشاء پڑھائے كيا ضرورى هے كه وهى وتر پڑھائے،ط:دار الاشاعت.

ہوگیا اور تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھی تو بعد میں دوبارہ رکوع نہ کرے، اور بقیہ نماز پوری کرے، تب بھی نماز ہوجائے گی۔ اور اگر دعائے قنوت کے لیے واپس نہیں لوٹا، قومہ کرکے سجدہ کے لیے چلا گیا تب بھی نماز درست ہوجائے گی۔ اور دونوں صورتوں میں سہو سجدہ کرنا واجب ہوگا۔(۱)

وتر کی تیسری رکعت میں شریک ہوا

اگر رمضان المبارک میں وتر کی جماعت میں امام کے ساتھ تیسری رکعت ملی، تو امام کی اتباع کرتے ہوئے تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے، گویا کہ یہ تیسری رکعت میں ہے، اور جب یہ اپنی فوت شدہ نماز کو پورا کرے گا تو دعائے قنوت نہ پڑھے۔(۲)

---

(۱) ولو نسيه أي القنوت ثم تذكره في الركوع لايقنت فيه لفوات محله ولا يعود الى القيام في الأصح؛ لأن فيه رفض الفرض للواجب،فان عاد اليه وقنت لم يعد الركوع ولم تفسد صلوته لكون ركوعه بعد قراءة تامة وسجد للسهو،قنت أولا؛لزواله عن محله.(الدرمع الرد: ۹/۲،۱۰،۲ كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)

ـــــ الفتاوىٰ الهندية: ۱/۱۱۱،كتاب الصلاة،الباب الثامن:في صلاة الوتر،ط:رشيديه.

ـــــ حاشية الطحطاوى على المراقى،ص:۳۸۵،كتاب الصلاة،باب الوتر وأحكامه،ط:قديمى.

ـــــ (ويكبر قبل ركوع ثالثته رافعا يديه) كمامرّ ثم يعتمد وقيل كالداعى الدر المختار.

(قوله:ويكبر) اى وجوبًا وفيه قولان كما مر في الواجبات،وقدمناهناك عن البحر انه ينبغى ترجيح عدمه.(شامى:۶/۲،باب الوتر والنوافل، مطلب فى منكر الوتر والسنن او الاجماع، ط: سعيد)

ـــــ (و) قراءة (قنوت الوتر) وهو مطلق الدعاء وكذا تكبيرة قنوته الخ،الدر المختار.

ـــــ (قوله:وكذا تكبير قنوته) اى الوتر، قال فى البحر فى باب سجود السهو:ومما الحق به:اى بالقنوت تكبيره وجزم الزيلعى بوجوب السجود بتركه، وذكر فى الظهيرية انه لو تركه لارواية فيه وقيل يجب السجود اعتبارًا بتكبيرات العيد،وقيل لا اه،وينبغى ترجيح عدم الوجوب لأنه الأصل، ولا دليل عليه،بخلاف تكبيرات العيد.(شامى: ۴۶۸/۱،باب صفة الصلاة،مطلب لاينبغى ان يعدل عن الدراية اذا وافقتها رواية، ط: سعيد)

(۲) المسبوق يقنت مع الامام ولا يقنت بعده كذا فى المنية،فاذا قنت مع الامام لايقنت ثانيًا فيما يقضى كذا فى محيط السرخسى،فى قولهم جميعًا،كذا فى المضمرات. (الهندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة،الباب الثامن فى الوتر،ط:رشيديه) =

وتر کی جماعت ترک کرنا

"وظیفہ کی وجہ سے وتر کی جماعت ترک کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۹۶)

وتر کی جماعت رمضان کے بعد

☆......رمضان کے علاوہ اتفاقاً اگر وتر جماعت کے ساتھ ادا کیے، اور پیچھے ایک یا دو آدمی ہوں تو مکروہ نہیں ہے۔

☆......اور اگر اتفاقاً وتر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پیچھے دو آدمی سے زیادہ ہیں، تو مکروہ ہے۔

☆......اور اگر پابندی سے وتر کی نماز جماعت سے ادا کرے تو مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

وتر کی جماعت میں شامل ہونا

"فرض کی جماعت نہیں ملی تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۳۰۷)

=۔ مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص: ۳۸۵، ۳۸۶، کتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ط: قديمي.

ـــ أما المسبوق فيقنت مع امامه فقط، ويصير مدركا بادراك ركوع الثالثة (لأنه آخر صلاته، ومايقضيه أولهما حكما في حق القراءة، وما أشبهها وهو القنوت؛ واذا وقع قنوته في موضعه بيقين لايكرر، لأن تكراره غير مشروع..... (الدر مع الرد: ۲/ ۱۰، ۱۱، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبيل: مطلب في القنوت النازلة، ط: سعيد)

(۱) (ولا يصلي الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان) أي يكره ذلك على سبيل التداعي، بان يقتدى أربعة بواحد كما في الدرر. قال تحته في الرد: (قوله: على سبيل التداعي) وهو أن يدعو بعضهم بعضًا كما في المغرب وفسّره الوافي بالكثرة، وهو لازم معناه، (قوله: أربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد، أو اثنين بواحد فلا يكره، وثلاثة بواحد فيه خلاف، بحر عن الكافي. (الدر مع الرد: ۲/ ۴۸، ۴۹، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي وفي صلاة الرغائب، ط: سعيد)

ـــ مراقي الفلاح، ص: ۳۸۶، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ط: قديمي.

ـــ البحر الرائق: ۲/ ۷۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبيل: باب ادراك الفريضة، ط: سعيد.

وتر کی دو جماعتوں کا حکم

اگر ایک مسجد میں دو جگہ الگ الگ تراویح ہو رہی ہے، تو وہاں وتر کی بھی الگ الگ دو جماعتیں کرنا جائز ہے۔(۱)

وتر کی دوسری رکعت میں شامل ہوا

اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں وتر کی جماعت میں دوسری یا تیسری رکعت میں آکر شریک ہوا، تو امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے، بعد میں آخری رکعت میں دوبارہ نہ پڑھے۔(۲)

وتر کی دوسری رکعت ہے یا تیسری؟ شک ہو گیا

اگر کسی کو شک ہو گیا کہ یہ وتر کی پہلی یا دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت، تو اس

---

(۱) عن عبد الرحمٰن بن عبد القاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة الى المسجد،فاذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلوته الرهط،فقال عمر انى لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على أبى بن كعب،قال:ثم خرجت معه ليلة أخرى والناس يصلّون بصلوة قارئهم،قال عمر:نعمت البدعة هذه......(مشكوة المصابيح، ص:۱۱۵،كتاب الصلاة،باب قيام شهر رمضان،الفصل الثالث،ط:قديمى)

ـــ صحيح البخارى: ۱/۵۳۴،كتاب الصوم(كتاب صلوٰة التراويح) باب فضل من قام رمضان، ط: الطاف اينڈ سنز كراچى.

ـــ الذى يظهر أن جماعة الوتر تبع لجماعة التراويح وان كان الوتر نفسه أصلاً فى ذاته،لأن سنة الجماعة فى الوتر انما عرفت بالأثر تابعة للتراويح،......فالوتر كالتراويح فكما أن الجماعة فيها سنة فكذلك الوتر،بحر.(شامى: ۲/۴۸،۴۹،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

(۲) المسبوق يقنت مع الامام ولا يقنت بعده كما فى المنية،فاذا قنت مع الامام لايقنت ثانيًا فيما يقضى كذا فى محيط السرخسى،فى قولهم جميعًا،كذا فى المضمرات. (الهندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة،الباب الثامن فى الوتر،ط:رشيديه)

ـ مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى،ص:۳۸۵،۳۸۶،كتاب الصلاة،باب الوتر وأحكامه، ط: قديمى.

ـــ الدر مع الرد: ۲/۱۰،۱۱،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،قبيل:مطلب فى القنوت النازلة، ط: سعيد.

کو چاہیے کہ اس رکعت میں دعائے قنوت پڑھے، اور التحیات کے لیے بیٹھے، پھر اس کے بعد ایک رکعت اور پڑھے، اس میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھے۔(۱)

وتر کی نماز میں کون سی سورت مسنون ہے؟

☆......وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ ﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾، دوسری رکعت میں سورۂ کافرون، اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون اور مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن آپ نے اس پر پابندی نہیں فرمائی، اس لیے ہر روز پابندی سے ان تینوں سورتوں کو وتر کی نماز میں پڑھنے کی عادت نہیں بنانی چاہیے۔(۲)

☆......وتر کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورتیں پڑھنا بھی مسنون ہے۔ چنانچہ پہلی رکعت میں ﴿اذا زلزلت الارض﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿انا اعطیناک الکوثر﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھنا بھی مسنون ہے۔

---

(۱) ذكر الناطفي في أجناسه لو شک أنه في الأولى أو الثانية أو الثالثة فانه يقنت في الركعة التي هو فيها ثم يقعد ثم يقوم فيصلي ركعتين بقعدتين يقنت فيهما احتياطًا،وفي قول آخر لايقنت في الكل أصلًا والأول اصح؛لأن القنوت واجب،وما تردّد بين الواجب والبدعة يأتي بها احتياطًا، كذا في محيط السرخسي.(الهندية: ۱/۱۱۱، كتاب الصلاة،الباب الثامن،في الوتر،ط:رشيديه)
ـــ الدر مع الرد: ۲/۱۰، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.
ـــ البحر الرائق: ۲/۴۱، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.

(۲) روى أنه عليه الصلاة والسلام قرأ في الأولىٰ منه أي بعد الفاتحة بسبح اسم ربک الأعلىٰ، وفي الثانية بقل يا أيها الكافرون،وفي الثالثة بقل هو الله أحد......فيعمل به في بعض الأوقات عملًا بالحديثين لاعلى وجه الوجوب.(مراقي الفلاح مع الطحطاوي،ص: ۳۷۵،كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه،ط:قديمي)
ـــ قوله:والسنة السور الثلاث:أي الأعلىٰ والكافرون والاخلاص،لكن في النهاية أن التعيين على الدوام يفضي الى اعتقاد بعض الناس أنه واجب وهو لايجوز،فلو قرأ بما ورد به الآثار أحيانًا بلامواظبة يكون حسنًا...... (شامي: ۲/۶، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)
ـــ البحر الرائق: ۲/۴۳، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،ط:سعيد.

☆......ترمذی شریف کی شرح ''عرف الشذی'' میں ہے کہ پہلی رکعت میں ﴿الھٰکم التکاثر﴾ یا ﴿انا انزلناہ﴾ یا ﴿اذا زلزلت الارض﴾، دوسری رکعت میں ﴿والعصر﴾ یا ﴿اذا جاء نصر﴾ یا ﴿انا اعطیناک الکوثر﴾، اور تیسری رکعت میں ﴿قل یا ایھا الکافرون﴾ یا ﴿تبت یدا﴾ یا ﴿قل ھو اللہ احد﴾ بھی پڑھتے تھے۔(۱)

وتر کی نیت

☆......وتر کی نماز کی نیت اس طرح کرے کہ: ''میں وتر کی تین رکعت واجب نماز کی نیت کرتا ہوں اللہ أکبر.''

☆......وتر کی نیت میں ''واجب'' کا لفظ کہنا بہتر ہے، ضروری نہیں ہے۔ البتہ وتر کا تعین کرنا ضروری ہے۔(۲)

---

(۱) وورد فی بعض الروایات أن یقرأ فی الرکعة الأولیٰ: سبح اسم ربک الأعلی، وفی الثانیة: قل یا أیھا الکافرون، وفی الثالثة قل ھو اللہ أحد، والمعوذتین، وأعله أحمد بن حنبل وابن معین، وھذہ الروایة أخرجھا أبو حنیفة فی مسندہ أیضًا والصور فی سور الوتر کثیرة منھا أن یقرأ فی الأولیٰ: الھٰکم التکاثر، والقدر، واذا زلزلت، وفی الثانیة: العصر، والکوثر، والنصر، والثالثة: الکافرون، وتبت، وسورة الاخلاص، ومنھا أن یقرأ فی الأولیٰ: سبح اسم ربک، والثانیة: قل یا أیھا الکافرون، وفی الثالثة: سورة الاخلاص. (العرف الشذی علی ھامش جامع الترمذی: ۱/۱۰۷، أبواب الوتر، باب ماجاء مایقرأ فی الوتر، ط: رحمانیه)

ـــ والنظر الحاشیة السابقة رقم: ۲ (روی أنه علیه الصلاة والسلام قرأ فی الأولیٰ).

(۲) ولا بد من التعیین عند النیة لفرض وواجب أنه وتر، قوله: أنه وتر، أشار الی أنه لاینوی أنه واجب للاختلاف فیه زیلعی، أی لایلزمه تعیین الوجوب، ولیس المراد منعه من أن ینوی وجوبه، لأنه ان کان حنفیًا ینبغی أن ینویه لیطابق اعتقادہ. (شامی: ۱/۴۱۹، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب فی حضور القلب والخشوع، ط: سعید)

ـــ حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص: ۲۲۲، ۲۲۳، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: قدیمی.

ـــ الھندیة: ۱/۶۶، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع فی النیة، ط: رشیدیه.

ـــ البحر الرائق: ۱/۲۸۲، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعید.

وتر کی نیت سے تراویح ادا نہیں ہوگی

''بیس رکعت پوری ہوگئیں سمجھ کر وتر کی نیت باندھ لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۰۸)

وتر کے بعد بھی تہجد پڑھنا جائز ہے

''وتر عشاء کے ساتھ پڑھ کر تہجد پڑھنا جائز ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۲۶)

وتر کے بعد دعا

وتر کے بعد اجتماعی دعا نہیں ہے۔ تراویح کے ختم پر دعا کرنے کے بعد وتر کے بعد دوبارہ دعا کرنے کی ضرورت نہیں، ایک بار کافی ہے۔ (۱)

وتر کے بعد دو نفل پڑھنا ثابت ہے

نفل، عذر کے بغیر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، لیکن کھڑے ہو کر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے۔ وتر کے بعد دو نفل پڑھنا حدیث اور فقہ سے ثابت ہے۔ جو پڑھے گا وہ ثواب پائے گا، نہیں پڑھے گا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔ البتہ ثواب سے محروم رہے گا۔ (۲)

---

(۱) فتاوی دار العلوم دیوبند: ۲۵۳/۴، فصل رابع مسائل تراویح، نماز تراویح اور وتر کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں؟ ط: دار الاشاعت کراچی، طبع اول ۱۹۸۶ء

(۲) ویجوز النفل قاعدًا مع القدرة على القيام لكن له نصف اجر القائم الا من عذر...... وقد حكى فيه اجماع العلماء وعلى غير المعتد يقال: ألا سنة الفجر، لماقيل بوجوبها، وقوة تاكدها، والا التراويح على غير الصحيح لأن الأصح جوازها قاعدًا من غير عذر، فلا يستثنى من جواز النفل جالسًا بلاعذر شيء على الصحيح، لأنه صلى الله عليه وسلم كان يصلى بعد الوتر قاعدًا أو كان يجلس فى عامة صلاته بالليل تخفيفًا، (قوله: بعد الوتر اى غير الوتر لأن المقصود الاستدلال على جواز كل النفل قاعدًا...... (مراقى الفلاح مع الطحطاوى، ص: ۴۰۲، كتاب الصلاة، فصل فى صلاة النفل جالسًا، ط: قديمى)

— ففى صحيح مسلم فى حديث طويل ثم يصلى (النبى صلى الله عليه وسلم بعد الوتر) ركعتين بعد مايسلم وهو قاعد، واخرج الدار قطنى فى سننه عن أم سلمة رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى ركعتين خفيفتين بعد الوتر، وهو جالس. (اعلاء السنن: ۱۰۵/۶، كتاب الصلاة، أبواب الوتر، حكم الركعتين بعد الوتر، ط: ادارة القرآن)

— الصحيح لمسلم: ۲۵۴/۱، كتاب المساجد، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم فى الليل، وأن الوتر ركعة الخ، ط: قديمى.

— شامى: ۳۷/۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد.

وتر کے بعد "سبحان الملک القدوس" کہنے کا حکم

وتر کے بعد بلند آواز سے "سبحان الملک القدوس" تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے، تو اس سے تیسری مرتبہ "سبحان الملک القدوس" کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔(۱)

بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے۔ اور نہ پڑھنے والے پر طعن اور ملامت نہ کرے۔ کیوں کہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر طعن تشنیع کرنا جائز نہیں ہے۔(۲) البتہ سنت کی اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کیا ہے ویسے ہی کرے، یعنی تین مرتبہ یا آخر میں ایک مرتبہ "سبحان الملک القدوس" کو بلند آواز

(۱) عن سعيد بن عبد الرحمٰن ابن أبزیٰ عن أبيه رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يوتر "بسبح اسم ربك الأعلىٰ، وقل يأيها الكافرون وقل هو الله أحد، وكان يقول اذا سلّم سبحان الملك القدوس ثلاثًا ويرفع صوته بالثالثة..... (سنن النسائي: ۱/ ۲۵۱، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب القراءة في الوتر، ط: رحمانيه)

—— شرح معاني الآثار للطحاوي، ص: ۲۰۱، كتاب الصلاة، باب الوتر، ط: سعيد.

(۲) اعلم انه اذا كان المنكر حرامًا وجب الزجر عنه واذا كان مكروهًا ندب، والامر بالمعروف ايضًا تبع لما يؤمر به فان وجب فواجب وان ندب فمندوب. (مرقاة المفاتيح: ۸/ ۸۶۲، كتاب الادب، باب الامر بالمعروف، ط: امداديه)

—— (قوله: ويسمى مندوبًا وادبًا) زاد غيره ونفلاً وتطوعًا، وقد جرى على ماعليه الاصوليون وهو المختار من عدم الفرق بين المستحب والمندوب والادب..... وحكمه الثواب على الفعل وعدم اللوم على الترك. (شامي: ۱/ ۱۲۳، كتاب الطهارة، مطلب لافرق بين المندوب والمستحب والنفل والتطوع، ط: سعيد)

—— المندوب او السنة: هو ما طلب الشرع فعله من المكلف طلبًا غير لازم او مايحمد فاعله ولايذم تاركه مثل توثيق الدين بالكتابة (سند او غيره) وحكمه: انه يثاب فاعله ولا يعاقب تاركه. (الفقه الاسلامي وادلته: ۱/ ۶۳، مقدمات ضرورية عن الفقه، المطلب الرابع اصطلاحات الفقه، ط: دار الفكر بيروت)

سے کہہ لیا کریں۔(۱)

وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھنے کی وجہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نفل پڑھنے میں دوگنا ثواب ملتا ہے، اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ وتر کے بعد نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں، تو دریافت کیا گیا، اس پر ارشاد فرمایا: مجھ کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے، کم نہیں ہوتا۔ وتر کے بعد کی دو نفلیں آپ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے۔(۲)

---

(۱) عن ابی ابن کعب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سلم فی الوتر قال:سبحان الملک القدوس.(سنن ابی داؤد: ۱/۲۰۲،کتاب الصلاة،باب الدعاء بعد الوتر،ط:سعید)

ـــ عن سعید بن عبد الرحمٰن ابن ابزی عن ابیه رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر بسبح اسم ربک الاعلیٰ،وقل یا ایها الکافرون وقل هو الله احد،واذا سلم قال سبحان الملک القدوس ثلثا ویمد فی الثالثة.(سنن نسائی: ۱/۲۵۲،کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، نوع آخر من القراء ة فی الوتر،ط:امدادیه)

ـــ عن عبد الرحمٰن بن ابزی عن ابیه قال کان یقول اذا سلم:سبحان الملک القدوس ثلثًا ویرفع صوته بالثالثة.(مشکوة،ص:۱۱۲،کتاب الصلاة،باب الوتر،الفصل الثانی،ط:قدیمی)

(۲) عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال:رأیت النبی صلی الله علیه وسلم یصلی جالسًا فقلت حدثت انک قلت ان صلوة القاعد علی النصف من صلوة القائم وانت تصلی قاعدًا قال اجل. ولکنی لست کاحدمنکم.(نسائی: ۱/۲۴۵،کتاب قیام اللیل وتطوع النهار،باب فضل صلوة القائم علی صلوة القاعد،ط:امدادیه)

ـــ عن عبدالله بن عمرو قال حدثت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال صلوة الرجل قاعدًا نصف الصلوة قال فاتیته فوجدته یصلی جالسًا فوضعت یدی علی رأسه فقال مالک یا عبد الله بن عمرو، قلت حدثت یارسول الله انک قلت صلوة الرجل قاعدًا نصف الصلوة وانت تصلی قاعدًا قال اجل،ولکنی لست کاحدمنکم.(مسلم: ۱/۲۵۳،کتاب الصلاة،باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، ط: قدیمی)

ـــ عن عبد الله بن عمرو قال حدثت ان رسول الله صلی الله وعلیه وسلم قال:صلوة الرجل قاعدًا نصف الصلوة قال:فاتیته فوجدته یصلی جالسًا فوضعت یدی علی رأسه فقال مالک یاعبدالله بن عمرو،قلت حدثت یارسول الله انک قلت صلوة الرجل قاعدًا نصف الصلاة وانت تصلی قاعدًا قال اجل،ولکنی لست کاحد منکم.(مشکوة المصابیح،ص: ۱۱۱،کتاب الصلاة، باب القصد فی العمل،الفصل الثالث،ط:قدیمی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہ تھا کہ تہجد کی بہت طویل نماز پڑھتے تھے، یہاں تک کہ پیروں پر ورم آجایا کرتا تھا، (۱) اس کے بعد صبح صادق کے قریب وتر پڑھتے تھے۔ پھر بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تھے۔ اب بھی اگر کوئی شخص یہی طریقہ اختیار کرے کہ طویل تہجد میں پانچ چھ پارے پڑھنے کے بعد وتر پڑھے، اور تھک کر دو نفل بعد میں بیٹھ کر پڑھے تو اس میں اتباع زیادہ ہے۔

وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہوکر؟

☆ ......نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا یا کھڑے ہوکر پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔ (۲) مگر بیٹھ کر پڑھنے سے کھڑے ہوکر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے۔ (۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ

---

(۱) عن زياد قال سمعت المغيرة يقول: ان كان النبي صلى الله عليه وسلم ليقوم او ليصلي حتى ترم قدماه او ساقاه فيقال له فيقول: افلا اكون عبدًا شكورًا. (بخاری: ۱/۱۵۲، کتاب التهجد، باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم الليل حتى ترم قدماه، ط: قديمي)

ـــ عن زياد بن علاقة قال سمعت المغيرة بن شعبة رضي الله عنه يقول: قام النبي صلى الله عليه وسلم حتى تورمت قدماه فقيل له قد غفر الله لک ماتقدم من ذنبک وما تأخر قال افلا اكون عبدًا شكورًا. (نسائی: ۱/۲۴۴، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب احياء الليل، ط: امداديه)

ـــ عن المغيرة قال: قام النبي صلى الله عليه وسلم حتى تورمت قدماه فقيل له لم تصنع هذا وقد غفر لک ماتقدم من ذنبک وما تأخر قال: افلا اكون عبدًا شكورًا، متفق عليه. (مشكوة، ص: ۱۰۹، كتاب الصلاة، باب التحريض على قيام الليل، الفصل الاول، ط: قديمي)

(۲) ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدًا. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۳۶، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ـ ويجوز ان يتنفل القادر على القيام قاعدًا بلا كراهة في الاصح. (هندية: ۱/۱۱۴، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ط: رشيديه)

ـــ يجوز التطوع قاعدًا مع القدرة على القيام. (بدائع: ۱/۲۹۷، كتاب الصلاة، فصل في بيان مايفارق التطوع الفرض فيه، ط: سعيد)

(۳) عن عمران بن حصين قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن الذي يصلي قاعدًا قال: من صلى قائمًا فهو افضل ومن صلى قاعدًا فله نصف اجر القائم ومن صلى نائمًا فله نصف اجر القاعد. (نسائی: ۱/۲۴۵، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، فضل صلوة القاعد على صلوة النائم، ط: امداديه)

ـــ عن عمران بن حصين انه سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن صلوة الرجل قاعدًا =

وسلم نے وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز کو بیٹھ کر ادا کیا ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا، دوسروں کو آدھا ثواب ملتا ہے۔ احادیث سے یہ ثابت ہے۔(۱)

☆...... واضح رہے کہ جہاں عوام نفل نماز کو بیٹھ کر پڑھنے کو شرعاً لازم سمجھتے ہیں وہاں بیٹھ کر نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ وہاں کھڑے ہو کر پڑھے، تاکہ عوام کا عقیدہ خراب نہ ہو۔(۲)

☆...... حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بانی دارالعلوم دیوبند (انڈیا) سے منقول ہے کہ نفل اگر اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یونہی منقول ہے تو اس نیت سے ان شاء اللہ عجب نہیں کہ ثواب میں کچھ کمی نہ رہے۔(۳)

وتر کے بعد نفل پڑھنا جائز ہے

وتر کے بعد نفل پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو عشاء کے

= قال: ان صلى قائمًا فهو افضل ومن صلى قاعدًا فله نصف اجر القائم ومن صلى نائمًا فله نصف اجر القاعد، رواه البخاري. (مشكوة، ص: ۱۱۰، كتاب الصلاة، باب القصد في العمل، الفصل الثاني، ط: قديمي)

—عن عمران بن حصين قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن صلوة الرجل وهو قاعد فقال: من صلى قائمًا فهو افضل ومن صلى قاعدًا فله نصف اجر القائم، ومن صلى نائمًا فله نصف اجر القاعد. (بخاري: ۱/۱۵۰، ابواب تقصير الصلاة، باب صلاة القاعد، ط: قديمي)

(۱) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر: ۲ (عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه).

(۲) كل مباح يؤدي الى زعم الجهال سنية امر او وجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۲/۳۶۷، فوائد ومسائل شتى من الحظر والاباحة، مطلب كل مباح يؤدي الى زعم الجهال، ط: ميمنيه، مصر)

—— ان المندوبات قد تنقلب مكروهات اذا رفعت عن رتبتها لان التيامن مستحب في كل شيء اى من امور العبادة، لكن لما خشي ابن مسعود ان يعتقدوا وجوبه اشار الى كراهته. (فتح الباري: ۲/۳۳۸، كتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، ط: دار المعرفة، بيروت)

— واما ما يفعل عقب الصلاة من السجدة فمكروه اجماعاً لان العوام يعتقدون انها واجبة او سنة اه، اى وكل جائز ادى الى اعتقاده كره. (شامي: ۱/۳۷۱، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ط: سعيد)

(۳) مزید تفصیل کیلئے دیکھئے فتاوی رحیمیہ: ۵/۲۲۴، ط: دار الاشاعت.

بعد وتر پڑھ لیتے تھے، وہ اخیر رات میں تہجد بھی پڑھتے تھے۔(۱) تو اس سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نفل پڑھنا منع نہیں ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔ اس لیے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ وتر کے بعد نفل نہیں ہے، یہ بات درست نہیں ہے۔

وتر کے بعد نفل کا ثبوت

”عن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي بعد الوتر ركعتين.“(۲)

---

(۱) عن خلاس قال: سمعت عمار بن ياسر رضى الله عنه وسأله رجل عن الوتر فقال: اما انا فاوتر ثم انام فان قمت صليت ركعتين ركعتين، رواه الطحاوى. (آثار السنن، ص: ۱۷۹، كتاب الصلاة، باب لا وتران فى ليلة، رقم الحديث: ۶۶۷، ط: امداديه)

ـــ عن ابى حمزة قال: سألت ابن عباس رضى الله عنه عن الوتر فقال: اذا اوترت اول الليل فلا توتر آخره واذا اوترت آخره فلا توتر اوله قال: وسألت عائذ بن عمرو فقال مثله.....فهذا ابن عباس وعائذ بن عمرو وعمار وابو هريرة وعائشة لايرون التطوع بعد الوتر ينقض الوتر. (طحاوى: ۲۰۳/۱، كتاب الصلاة، باب التطوع بعد الوتر، ط: مجتبائى)

ـــ ابو بكر كان يوتر قبل ان ينام ثم ان قام صلى ولم يعد الوتر، وروى مثله عن عمار وعائشة وكانت تقول أ وتران فى ليلة؟ انكارًا لذلك. (اوجز المسالك: ۳۶۸/۲، كتاب الصلاة، ماجاء فى قيام رمضان، نقض الوتر، ط: ادارهٔ تاليفات اشرفيه)

(۲) ترمذى: ۱۰۸/۱، كتاب الصلاة، ابواب صلاة الوتر، باب ماجاء لاوتران فى ليلة، ط: قديمى.

ـــ عن ام سلمة رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى ركعتين خفيفتين بعد الوتر. (دارقطنى: ۲۶/۲، كتاب الصلاة، فى الركعتين بعد الوتر، رقم الحديث: ۱۶۶۶، ط: عباس احمد الباز، مكة المكرمة)

ـــ عن ام سلمة رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى بعد الوتر ركعتين خفيفتين وهو جالس. (ابن ماجه، ص: ۸۳، كتاب الصلاة، ماجاء فى الوتر، ماجاء فى الركعتين بعد الوتر جالسًا، ط: قديمى)

ـــ عن ابى سلمة رضى الله عنه قال: حدثتنى عائشة رضى الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بواحد ثم يركع ركعتين بقرأ فيهما وهو جالس فاذا اراد ان يركع قام فركع. ”حواله بالا“

ـــ عن ابى سلمة رضى الله عنه عن عائشة رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ركع ركعتين بعد الوتر قرأ فيهما وهو جالس فلما اراد ان يركع قام فركع. (شرح معانى الآثار: ۲۰۲/۱، كتاب الصلاة، باب التطوع بعد الوتر، ط: مجتبائى)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت اور پڑھتے تھے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے،(۱) اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد کی دو رکعتیں ہلکی ہلکی پڑھتے تھے۔اس کے علاوہ حضرت عائشہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما نے بھی روایت کیا ہے۔(۲) انہیں احادیث کی بنا پر بعض علماء وتر کے بعد کی دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا ہی افضل سمجھتے ہیں۔(۳) لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس بارے میں عام امتیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔صحیح مسلم

= عن ابی امامة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلیهما بعد الوتر وهو جالس یقرأ فیهما اذا زلزلت،وقل یا ایها الکافرون،"حواله بالا"

ـــ عن ابی امامة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلیهما بعد الوتر وهو جالس یقرأ فیهما اذا زلزلت،وقل یا ایها الکافرون.(اعلاء السنن:۶/۱۰۶،کتاب الصلاة،ابواب الوتر،حکم الرکعتین بعد الوتر،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

ـــ عن ابی امامة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلیها بعد الوتر وهو جالس یقرأ فیهما اذا زلزلت،وقل یا ایها الکافرون،رواه احمد.(آثار السنن،ص:۱۷۹،کتاب الصلاة،باب الرکعتین بعد الوتر،ط:امدادیه،رقم الحدیث:۶۲۱)

ـــ عن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین وهو جالس......(دار قطنی:۲/۳۰،کتاب الصلاة،باب صفة القنوت وبیان موضعه،ط:عباس احمد الباز مکة المکرمة)

ـــ عن ام سلمة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی رکعتین خفیفتین بعد الوتر وهو جالس.(اعلاء السنن:۶/۱۰۵،کتاب الصلاة،ابواب الوتر،حکم الرکعتین بعد الوتر،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

(۱،۲) دیکھیے سابقہ صفحہ نمبر ۱۶۰،کا حاشیہ: ۲ (ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدًا).

(۳) لو ثبت الرکعتان بعد الوتر فالسنة فیها الجلوس دون القیام فان الجلوس فیهما قصدی.(معارف السنن:۴/۲۵۹،کتاب الصلاة،باب الوتر،بحث رکعتین بعدالوتر جالسًا،ط:سعید)

ـــ ان الجلوس فیهما اتفاقی او قصدی فاختار النووی رحمه الله تعالی الاول،وعندی المختار هو الثانی لانهما لم تثبتا عنه قائمًا قط فحمل فعله فی جمیع عمره علی الاتفاق مما یصادم البداهة واذن هو قصدی.(فیض الباری:۲/۴۲۶،کتاب التهجد،باب المداومة علی رکعتی الفجر،فی الرکعتین بعد الوتر هی الجلوس،ط:رشیدیه)

میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بتایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں مسئلہ وہی ہے، یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوتا ہے، لیکن اس معاملے میں میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ الگ ہے۔(۱) یعنی مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب پورا ملتا ہے۔

اس حدیث کی بنا پر اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ وتر کے بعد ان دو رکعتوں کے لیے کوئی الگ اصول نہیں ہے، بلکہ وہی عام اصول اور عام قاعدہ ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوگا۔(۲)

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال: رأیت النبی صلی الله علیه وسلم یصلی جالسًا فقلت: حدثت انک قلت: ان صلوة القاعد علی النصف من صلاة القائم وأنت تصلی قاعدًا، قال: أجل، ولكني لست كأحد منكم. (سنن النسائی: ۱/۲۴۵، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب فضل صلوة القائم علی صلوة القاعد، ط: امدادیه)

ـ الصحیح لمسلم: ۱/۲۵۳، کتاب الصلاة، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، ط: قدیمی.

ـ مشکوة المصابیح، ص: ۱۱۱، کتاب الصلاة، باب القصد فی العمل، الفصل الثالث، ط: قدیمی.

(۲) واما قوله صلی الله علیه وسلم: لست كأحد منكم فهو عند اصحابنا من خصائص النبی صلی الله علیه وسلم فجعلت نافلته قاعدًا مع القدرة علی القیام کنافلته قائمًا تشریفًا له. (شرح صحیح المسلم للنووی: ۶/۲۵۶، کتاب الصلاة، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، ط: دار القلم بیروت)

ـــ (ولكني لست كأحد منكم) یعنی هذا من خصوصیاتی ان لا ینقص ثواب صلواتی علی ای وجه تکون من جلواتی وذلک فضل الله یؤتیه من یشاء قال تعالی: وکان فضل الله علیک عظیمًا. (مرقاة المفاتیح: ۳/۱۶۰، کتاب الصلاة، باب القصد فی العمل، الفصل الثالث، الاصل مشارکته علی الصلاة والسلام مع امته فی الاحکام الا اذا دل دلیل علی اختصاصه، ط: امدادیه)

ـــ ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدًا...... وفیه اجر غیر النبی صلی الله علیه وسلم علی النصف الا بعذر، درمختار. (قوله: اجر غیر النبی الخ) اما النبی صلی الله علیه وسلم فمن خصائصه ان نافلته قاعدًا مع القدرة علی القیام کنافلته قائمًا. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۳۶، ۳۷، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

وتر کے بعد یاد آیا ایک شفعہ رہ گیا

''دو رکعات رہ گئیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۹۹)

وتر میں تراویح سمجھ کر اقتدا کی

''تراویح سمجھ کر وتر میں اقتدا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (ص:۱۲۸)

وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعائے قنوت

وتر کی نماز کا تین رکعات ہونا، اور رکوع سے پہلے رفع یدین (دونوں ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا) کر کے دعائے قنوت پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔(۱) اور حضرت

---

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنهما قال:اوتر النبی صلی الله علیه وسلم بثلث فقنت فیها قبل الرکوع. (اعلاء السنن: ۶/۷۰،کتاب الصلاة،ابواب الوتر،ثبوت رفع الیدین للقنوت،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

ـــ عن ابن عمر رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع،رواه الطبرانی فی الاوسط.(حواله بالا)

ـــ واما حدیث ابن عباس فاخرجه الحافظ ابو نعیم فی کتابه الحلیة......عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی الله علیه وسلم بثلاث فقنت فیها قبل الرکوع......واما حدیث ابن عمر فرواه الطبرانی فی معجمه الوسط...... عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلاث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع.(نصب الرایة:۲/۱۲۰،کتاب الصلاة،باب صلاة الوتر،الحدیث الثالث بعد المائة، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

ـــ عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلاث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع. (مجمع الزوائد:۲/۲۷۳،کتاب الصلاة،باب القنوت،رقم الحدیث:۲۸۳۳،ط:دار الکتب العلمیة بیروت)

ـــ واخرج ابو نعیم فی الحلیة عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی الله علیه وسلم بثلث فقنت منها قبل الرکوع،واخرج الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع.(بذل المجهود:۲/۳۲۶،کتاب الصلاة،تفریع ابواب الوتر،باب القنوت فی الوتر،فی القنوت ثلث خلافیات،ط:معهد الخلیل الاسلامی)

ـــ (قوله:ورفع یدیه وقنت)...... الحدیث المشهور ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن، ثلاث فی الصلاة،واربعة فی الحج،اما الثلاثة فتکبیرة الافتتاح وتکبیرات العیدین، وتکبیرة القنوت، واما الاربع فعند استلام الحجر وعند الصفا والمروة،وفی الموقفین وعند الجمرتین وعند المقامین. (البنایة: ۲/۴۹۳،کتاب الصلاة،باب صلاة الوتر، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ سے دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔(۱)

ان بڑے بڑے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رکوع سے پہلے رفع یدین کے ساتھ تکبیر کہہ کر جوقنوت پڑھی ہے، یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہی کیا ہے۔اور یہ بات دلیل وحجت کے لیے کافی ہے۔اگر کوئی شخص اس بات کو نہ مانے تو اس سے یہ کہہ دیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم بڑے بڑے صحابۂ کرام کا جو مذہب ہے وہ میرا مذہب ہے۔جس دلیل سے یہ حضرات دعائے قنوت کے لیے تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، وہی دلیل ہماری دلیل ہے۔(۲)

---

(۱) اذا اراد القنوت كبر ورفع يديه عندنا..... فان ذلک مروی عن علی وابن عمر والبراء بن عازب..... وفی الذخيرة:رفع يديه حذاء اذنيه وهو مروی عن ابن مسعود وابن عمر وابن عباس وابی عبيدة واسحاق.(حلبی کبير،ص:۴۱۶،۴۱۷،كتاب الصلاة،صلاة الوتر،ط:سهيل اكيڈمی)

ـــ (قوله:واذا اراد ان يقنت كبر)..... ونقل عن المزنی انه قال:زاد ابو حنيفة تكبيرة فی القنوت لم تثبت فی السنة ولادل عليها قياسه،وقال ابو نصر الاقطع هذا خطأمنه،فان ذلک روی عن علی وابن عمر والبراء بن عازب رضی الله عنهم.(البناية:۴۹۲/۲،كتاب الصلاة،باب صلاة الوتر، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

ـــ عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابيه ان عبد الله بن مسعود كان اذا فرغ من القراءة كبر ثم قنت فاذا فرغ من القنوت كبر ثم ركع..... عن ابراهيم انه كان يكبر اذا قنت،ويكبر اذا فرغ..... عن ابن الاسود عن ابيه عن عبد الله انه كان يرفع يديه اذا قنت فی الوتر.(مصنف ابن ابی شيبة: ۲۰۶/۲، كتاب صلاة التطوع والامامة،فی التكبير للقنوت،ط:امداديه)

(۲) واذا فرغ من القراءة فی الركعة الثالثة كبر ورفع يديه حذاء اذنيه ويقنت قبل الركوع فی جميع السنة. (هندية: ۱۱۱،كتاب الصلاة،الباب الثامن فی صلاة الوتر،ط:رشيديه)

ـــ اذا فرغ من القراءة فی الركعة الثالثة كبر ورفع يديه حذاء اذنيه ثم ارسلهما ثم يقنت. (بدائع: ۲۷۳/۱، كتاب الصلاة،فصل فی صفة القراءة،ط:سعيد)

ـــ ويكبر قبل ركوع ثالثته رافعًا يديه وقنت فيه.(الدر المختار مع رد المحتار: ۶/۲،كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل،ط:سعيد)

وتر واجب ہے

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر کی نماز حق ہے، جو وتر کی نماز ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وتر کی نماز حق ہے، جو وتر کی نماز ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وتر کی نماز حق ہے، جو وتر کی نماز ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہ بات آپ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی)

مطلب: وتر کی نماز کے بارے میں سختی، دھمکی اور تنبیہ کے یہ آخری الفاظ ہیں۔

اس قسم کی حدیثوں سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ سمجھا کہ وتر کی نماز صرف سنت نہیں، بلکہ واجب ہے۔ یعنی اس کا درجہ فرض سے کم اور سنت مؤکدہ سے زیادہ ہے۔ (۱)

وظیفہ کی وجہ سے وتر کی جماعت ترک کرنا

اگر کوئی شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان کسی خاص وظیفہ پڑھنے کا عادی ہے، رمضان المبارک میں چونکہ وتر جماعت سے ہوتے ہیں، تو وظیفہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بیس رکعت تراویح اور وتر جماعت کے ساتھ ادا کرے، پھر اس کے بعد یا کسی اور وقت وظیفہ

(۱) عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا، الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا، الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا. (سنن ابی داؤد: ۱/۱ ۲۰، کتاب الصلاة، باب فی من لم یوتر، ط: سعید)

ـــــ عن بريدة رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا، الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا، الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا، رواه ابوداؤد. (مشكوة، ص: ۱۱۳، كتاب الصلاة، باب الوتر، الفصل الثالث، ط: قديمى)

ـــــ وروى عن عائشة رضى الله عنها عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: اوتروا يا اهل القرآن فمن لم يوتر فليس منا، ومطلق الامر للوجوب وكذا التوعد على الترك دليل الوجوب وروى ابو بكر احمد بن على الرازى باسناده عن ابى سليمان بن ابى بردة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: الوتر حق واجب فمن لم يوتر فليس منا، وهذا نص فى الباب. (بدائع: ۱/۲۷۱، كتاب الصلاة، فصل فى الصلاة الواجبة، ط: سعيد)

پڑھے۔ اور اگر کسی اور وقت میں وظیفہ پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ تو وظیفہ ہی کو چھوڑ دے۔ اور تراویح اور وتر جماعت سے پڑھے۔ کیوں کہ یہ سنت ہے،(۱) اور خاص وظیفہ سنت نہیں ہے۔

وعظ کرنا

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد تسبیح تہلیل اور درود شریف وغیرہ پڑھنا مستحب ہے۔(۲) وعظ کہنا مستحب نہیں۔ اس لیے اگر کبھی ضروری وعظ ہو جائے تو کوئی بات نہیں۔ لیکن ہر ترویحہ کے بعد وعظ کہنے کا التزام کرنا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ چپ بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے، یا تلاوت کرے، یا درود شریف پڑھے، یا نفل نماز تنہا پڑھے،

---

(۱) ویوتر بجماعة فی رمضان فقط علیه اجماع المسلمین کذا فی التبیین. (هندیة: ۱/۱۱۶، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ـــــ ان جماعة الوتر تبع لجماعة التراویح وان کان الوتر نفسه اصلا فی ذاته لان سنة الجماعة فی الوتر انما عرفت بالاثر تابعة للتراویح. (رد المحتار: ۲/۴۸، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

ـــــ اختلفوا ان اداء الوتر فی رمضان بالجماعة افضل ام الاداء فی منزله وحده الصحیح ان الجماعة افضل لان عمر ابن الخطاب رضی الله عنه کان یؤمهم فی الوتر ولانه لما جاز الاداء بالجماعة کانت بالجماعة افضل اعتبارًا بالمکتوبة. (خانیه علی هامش الهندیه: ۱/۲۴۴، کتاب الصوم، باب التراویح، فصل فی الوتر، ط: رشدیدیه)

(۲) یجلس ندبًا بین کل اربعة بقدرها وکذابین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءة وسکوت وصلاة فرادی. (الدر المختار: ۲/۴۶، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح، ط: سعید)

ـــــ ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحة......ثم هم مخیرون فی حالة الجلوس ان شاؤا سبحوا، وان شاؤا قعدوا ساکتین. (هندیة: ۱/۱۱۵، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ط: رشیدیه)

ـــــ وکلما صلی الامام ترویحة ینتظر قاعدًا بین الترویحتین مقدار ترویحة......وانما یستحب الانتظار بین کل ترویحتین لان التراویح ماخوذ من الراحة فیفعل ماقلنا تحقیقًا للاسم وهو فی الانتظار مخیر ان شاء سبح وان شاء هلل وان شاء صلی وان شاء سکت، ای ذلک فعل فهو حسن لقوله علیه الصلاة والسلام المنتظر للصلاة فی الصلاة. (خانیة علی هامش الهندیة: ۱/۲۴۴، ۲۴۵، کتاب الصوم، باب التراویح، فصل فی مقدار التراویح، ط: رشیدیه)

لیکن وعظ کا ذکر کہیں بھی نہیں۔(۱)

ولد الزنا کی امامت

"طوائف کے لڑکے کی امامت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۸۹)

ہ

ہاتھ باندھنے کا طریقہ

تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں قنوت سے پہلے، اسی طرح عید کی نماز کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کہیں سے ثابت نہیں۔(۲)

---

(۱) دیکھئے سابقہ صفحہ کا حاشیہ نمبر ۲ (یجلس ندبًا بین کل اربعة بقدرها).

(۲) وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ تحت السرۃ کما فرغ من التکبیر..... کل قیام فیه ذکر مسنون فالسنة فیه الاعتماد کما فی حالة الثناء والقنوت وصلاۃ الجنازۃ، وکل قیام لیس فیه ذکر مسنون کما فی تکبیرات العیدین فالسنة فیه الارسال کذافی النهایة وهو الصحیح. (هندیة: ۱/۷۳، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ وآدابها وکیفیتها، ط: رشیدیه)

—— واما وقت الوضع فکما فرغ من التکبیر فی ظاهر الروایة..... واما القیام المتخلل بین الرکوع والسجود فی صلاۃ الجمعة والعیدین فقال بعض مشائخنا الوضع اولی لان له ضرب قرار وقال بعضهم الارسال اولی لانه کما یضع یحتاج الی الرفع فلا یکون مفیدًا واما فی حال القنوت فذکر فی الاصل اذا اراد ان یقنت کبر ورفع یدیه حذاء اذنیه ناشرًا اصابعه ثم یکفهما قال ابو بکر الاسکاف معناه یضع یمینه علی شماله. (بدائع: ۱/۲۰۱، کتاب الصلاۃ، فصل فی سنن الصلاۃ، ط: سعید)

—— ویسن وضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری بمانصه: ولا بد فی ذلک القیام ان یکون فیه ذکر مسنون والا فلا مالم یطل، فحینئذ یضع کما فی السراج وغیره، وقال محمد: لایضع حتی یشرع فی القراءۃ فهو عندهما (ای الشیخین) سنة قیام فیه ذکر مسنون، وعنده سنة للقراءۃ فیرسل عنده حالة الثناء والقنوت وفی صلاۃ الجنازۃ، وعندهما یعتمد فی الکل واجمعوا علی انه یرسل فی القومة بین الرکوع والسجود وبین تکبیرات العیدین لعدم الذکر والقراءۃ فی هذه المواضع. (اعلاء السنن: ۶/۱۰۲، کتاب الصلاۃ، ابواب الوتر، کیفیة وضع الیدین حال قراءۃ القنوت، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیة)

ہار پہنانا

ختم قرآن کی رات میں حافظ، سامع اور امام کو پھولوں کا ہار پہنانے کا رواج اچھا نہیں ہے، اس کو ترک کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اس میں اسراف بھی ہے، اور مسجد کا فرش بھی گندہ ہوتا ہے۔(۱) اگر حافظ وغیرہ کی عزت افزائی مقصود ہے تو ان کو عربی رومال یا شال یا پگڑی وغیرہ پہنادیں۔ تاکہ ان چیزوں سے کوئی فائدہ بھی ہو۔

ہجے سے آیت پڑھے

''سجدہ کی آیت ہجے سے پڑھے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ص:۲۵۹)

---

(۱) من البدع المنكرة مايفعل فى كثير من البلدان من ايقاد القناديل......منها اضاعة المال...... وامتهانهم المساجد وانتهاك حرمتها، وحصول اوساخ فيها وغير ذلك من المفاسد التى صيانة المسجد عنها لازمة.(تنقيح الفتاوى الحامدية: ۲/۳۵۹، كتاب الحظر والاباحة، فوائد ومسائل شتى من الحظر والاباحة، مطلب من البدع المنكرة ايقاد القناديل، ط:ميمنيه مصر)

ـــ ولا يزاد فى ليلة الختم شيء زائد على مافعل فى اول الشهر لانه لم يكن من فعل مامضى بخلاف ما احدثه بعض الناس اليوم من زيادة وقود القناديل الكثيرة الخارجة عن الحد المشروع لما فيها من اضاعة المال والسرف والخيلاء......فليتحفظ من هذا كله وماشاكله.(المدخل لابن امير الحاج: ۲/۳۱۱، ۳۱۲، كتاب الصلاة، فصل فى وقود القناديل ليلة الختم، ط:مصطفى البابى الحلبى)

ـــ فتاوى رحيميه: ۲/۲۵۸، كتاب الصلاة، مسائل تراويح، سوال نمبر:۲۵۵، ط:دار الاشاعت.

مؤلف کی دیگر کتب

۱) نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا (مکمل چار جلد)
۲) زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۳) روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۴) قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۵) تراویح کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۶) سفر کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۷) میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۸) عمرہ اور حج کا آسان طریقہ
۹) الشافی شرح اردو متن الکافی
۱۰) متن الکافی فی العروض و القوافی

عنقریب منظر عام آنے والی کتابیں

۱۱) اعتکاف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۱۲) وضو کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۱۳) غسل کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
۱۴) حج کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

ناشر: بیت العمار کراچی

Designed & Printed By Luminar Graphics Ph 021 32727728

